فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ باب ہے بیچ پھونکنے صور میں

فائدہ: مکرر ہوا ہے ذکر اس کا قرآن میں سورہ انعام اور مؤمنین اور نمل اور زمر وغیرہ میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ اس نے اس کو فتح واؤ کے ساتھ پڑھا ہے جمع صورت کے یعنی مراد پھونکنا جسموں میں ہے تا کہ ان میں ارواح پھر آئیں اور یہ خلاف اس چیز کا جس پر اہل سنت اور جماعت میں کہتا ہوں اور البتہ روایت کی ابوالشیخ نے کتاب العظمہ میں وہب بن منبہ کے طریق سے اس کے قول سے کہا کہ پیدا کیا اللہ نے صور کو سفید موتی سے پھر فرمایا عرش سے کہ پکڑ صور کو سو تعلق پکڑا اس نے ساتھ اس کے پھر اللہ نے فرمایا کن سو اسرافیل پیدا ہوا تو اللہ نے اس سے حکم کیا کہ صور کو پکڑے تو اس نے اس کو پکڑا اور اس میں سوراخ ہیں بقدر شمار روحوں کے سو ذکر کیا ساری حدیث اور اس میں ہے کہ پھر سب روحوں کو صور میں جمع کیا جائے گا پھر اللہ اسرافیل کو حکم کرے گا وہ صور میں پھونکے گا تو ہر روح اپنے اپنے بدن میں داخل ہوگا بنا بر اس کے پس پھونکنا واقع ہوگا صور میں اول تا کہ پھونکنا روحوں کو صورتوں کی طرف پہنچائے اور مراد صورتوں سے بدن ہیں پس اضافت پھونکنے کی طرف صور کے کہ مراد اس سے نرسنگا ہے حقیقی ہے اور اضافت اس کی طرف صورتوں کی کہ مراد اس سے بدن ہیں مجازی ہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ الصُّوْرُ كَهَيْئَةِ الْبُوْقِ اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ کہ صور بوق کی شکل پر ہے

فائدہ: اور وہ معروف ہے اور باطل کو بھی بوق کہا جاتا ہے یعنی بطور مجاز کے اس پر بولا جاتا ہے واسطے ہونے اس کے باطل کی جنس سے میں کہتا ہوں کہ چیز کے مذموم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ساتھ ممدوح چیز کو تشبیہ نہ دی جائے سو البتہ واقع ہوئی تشبیہ وحی کی آواز کے ساتھ آواز گھنٹی کی باوجود اس کے کہ گھنٹی کو ساتھ رکھنا منع آیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صور سینگ ہے اور بعض نے کہا کہ صور سینگ کا نام ہے یمن والوں کی بولی میں اور روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے پوچھا کہ صور کیا چیز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا اور نیز ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کس طرح چین کروں اور حالانکہ صور والے قرن کو منہ میں لیا ہے اور اجازت کی طرف کان لگایا ہے یعنی منتظر ہے کہ اس کو پھونکنے کا کب حکم ہو؟ اور احمد اور بیہقی کے واسطے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس کی

دائیں طرف ہے اور میکائیل علیہ السلام اس کی بائیں طرف ہے اور دونوں حدیثوں کی سند میں کلام ہے اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صور والے یعنی اسرافیل علیہ السلام کی آنکھ جب سے وہ متعین کیا گیا ساتھ اس کے تیار ہے عرش کی طرف دیکھتا ہے واسطے اس ڈر کے کہ اس کو حکم ہو پہلے اس سے کہ اس کی آنکھ اس کی طرف پھرے جیسے اس کی دونوں آنکھیں دو تارے ہیں چمکنے والے یعنی اس کو حکم ہو آنکھ کے لمحے سے پہلے۔ (فتح)

﴿زَجْرَةٌ﴾ صَیْحَةٌ اور زجرۃ کے معنی ہیں سخت آواز یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾

فائدہ: میں کہتا ہوں اور مراد اس سے دوسری بار پھونکنا ہے صور میں جیسے کہ تعبیر کی گئی ہے ساتھ اس کے اول بار پھونکنے سے اللہ کے اس قول میں ﴿مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿النَّاقُوْرِ﴾ الصُّوْرِ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ناقور سے صور ہے

فائدہ: یعنی اللہ کے اس قول سے ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ﴾ یعنی جب پھونکا جائے گا صور میں۔

تنبیہ: مشہور یہ بات ہے کہ صور پھونکنے والا اسرافیل ہے اور نقل کیا حلیمی نے اس پر اجماع اور واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح وہب بن منبہ کی حدیث میں جو مذکور ہوئی ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بیہقی کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ابن مردویہ کے اور اسی طرح صور کی حدیث دراز میں جو طبرانی اور طبری اور ابو یعلی وغیرہ نے روایت کی اور مدار اس کی اسماعیل بن رافع پر ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے باوجود ضعیف ہونے اس کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جو صور میں پھونکے گا وہ اور فرشتہ ہے سوائے اسرافیل کے سو طبرانی میں عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے سو اس نے کہا اے کعب! خبر دے مجھ کو اسرافیل سے سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ صور والے فرشتے نے اپنے ایک گھٹنے کو زمین پر رکھا ہے اور ایک کو کھڑا کیا ہے اور صور کو منہ میں لیا ہے اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کیا ہے اور اپنی آنکھ کو اسرافیل کی طرف لگایا ہے اور البتہ اس کو حکم ہے کہ جب اسرافیل کو دیکھے اس نے اپنے دونوں بازو جوڑے تو صور میں پھونکے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اس میں ایک راوی ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ دونوں فرشتے اس میں پھونکیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی صبح نہیں ہوتی مگر کہ دو فرشتے صور پر متعین کیے گئے ہیں منتظر ہیں کہ کب پھونکیں اور مثل اس کی ہے نزدیک احمد کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں فرشتے صور میں پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ایک کا سر مشرق میں ہے اور اس کے دونوں پاؤں مغرب میں یا بالعکس کہا انتظار کرتے ہیں کہ ان کو صور میں پھونکنے کا کب حکم ہو اور ابن ماجہ اور بزار نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ صور والے دونوں فرشتوں کے ہاتھ میں دو سینگ ہیں آنکھ سے دیکھتے ہیں کہ کب حکم ہو بنا بر اس کے پس قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی

حدیث میں کہ جب اسرافیل کو دیکھے کہ اپنے دونوں بازو جوڑے تو پھونکے کہ مراد اس سے پہلی بار پھونکنا ہے اور وہ نفخہ بیہوشی کا ہے پھر اسرافیل دوسری بار صور میں پھونکے گا اور وہ نفخہ بعث یعنی جی اٹھنے کا ہے۔ (فتح)

﴿الرَّاجِفَةُ﴾ اَلنَّفخَةُ الْاُوْلٰی وَ﴿الرَّادِفَةُ﴾ النفخَةُ الثَّانِيَةُ

یعنی راجفہ سے مراد پہلی بار پھونکنا ہے اور رادفہ سے مراد دوسری بار پھونکنا ہے

فائدہ: یہ دونوں لفظ سورہ والنازعات میں واقع ہوئے ہیں۔

٦٠٣٦۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُحَمَّدًا عَلَی الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِیُّ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِیِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِیُّ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ فِیْ أَوَّلِ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِیْ أَكَانَ مُوْسٰی فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِیْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ.

٦٠٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں لڑائی ہوئی سو مسلمان نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد ﷺ کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی محمد ﷺ سارے جہان سے بہتر ہیں اور یہودی نے کہا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر ہیں تو مسلمان کو غصہ آیا تو اس نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا تو یہودی حضرت ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے حال سے خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو سو البتہ سب لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے سو میں ان لوگوں میں ہوں گا جو اول ہوش میں آئیں گے سو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کی ایک جانب پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں تھے جو بیہوش ہوئے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس آیت میں ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں ذکر کیا ہے قول ابن حزم کا کہ صور میں چار بار پھونکا جائے گا اور اس کی کلام پر اعتراض ہے پھر میں نے ابن عربی کی کلام میں دیکھا کہ صور میں تین بار

پھونکا جائے گا ایک نفخہ فزع کا جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے اور ایک بیہوشی کا جیسا کہ زمر میں ہے اور ایک بعث کا اور وہ بھی زمر میں مذکور ہے اور کہا قرطبی نے صحیح یہ ہے کہ وہ فقط دو نفخہ ہیں یعنی صور میں فقط دو بار ہی پھونکا جائے گا واسطے ثابت ہونے استثناء کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ دونوں آیتوں میں اور بیہوشی اگرچہ مخالف ہے فزع کے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں پہلے نفخہ سے حاصل نہ ہوں پس مغائرت ہر ایک میں باعتبار اس شخص کے ہے جو اس کو سنے سو پہلے پھونک سے جو زندہ ہوگا وہ مر جائے گا اور جو مستثنیٰ ہے وہ بیہوش ہو جائے گا وہ مرے گا نہیں اور دوسرے پھونک سے زندہ ہو جائے گا جو مردہ ہوگا اور جو بیہوش ہوگا وہ ہوش میں آئے گا اور سند ابن عربی کی حدیث صور کی ہے دراز کہ اس میں ہے کہ پھر صور میں تین بار پھونکا جائے گا ایک نفخہ فزع کا اور ایک نفخہ بیہوشی کا اور ایک نفخہ کھڑا ہونے کا اللہ کے آگے روایت کیا ہے اس کو طبری نے مختصر اور اس کی سند ضعیف ہے اور مضطرب ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ صور میں دو بار پھونکا جائے گا اور اس کا لفظ حدیث مرفوع میں یہ ہے پھر پھونکا جائے گا صور میں پھر اللہ مینہ بھیجے گا تو اس سے آدمیوں کے بدن جم اٹھیں گے پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا سو اچانک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند قوی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف پھر کھڑا ہوگا صور والا آسمان میں اور نہ زمین میں مگر کہ مر جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے وہ نہ مرے گا پھر دو پھونکوں کے درمیان فرق ہوگا جتنا کہ اللہ چاہے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں اور ان حدیثوں میں دلالت ہے اس پر کہ قیامت کے دن صور میں فقط دو بار پھونکا جائے گا اور اس میں ہے کہ لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دونوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہوگا یا چالیس دن کا؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تعین مجھ کو معلوم نہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی سنا ہے جیسا تم سے کہا سو میں اپنی رائے سے اس میں خوض نہیں کرتا یا میں اس کو بیان نہیں کرتا کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں اور البتہ آیا ہے کہ دونوں پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور حسن سے مرسل روایت ہے کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے پہلی پھونک سے اللہ سب کو مار ڈالے گا اور دوسری سے زندہ کرے گا ہر مردے کو اور ایک روایت کی طبری نے قتادہ سے سو بیان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی منقطع پھر کہا کہ کہا اس کے ساتھیوں نے کہ ہم نے اس سے نہیں پوچھا اور نہ ہم سے کچھ زیادہ کہا لیکن وہ اپنی رائے سے بیان کرتے تھے کہ مراد چالیس برس ہیں اور اس میں تعقب ہے حلیمی پر کہ اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ دونوں پھونکوں کے درمیان چالیس برس کا فرق ہے، میں کہتا ہوں اور دونوں پھونکوں کے درمیان مردوں کا کیا حال ہوگا سو واقع ہوا ہے بیان اس کا اس چیز میں کہ واقع ہوئی ہے حدیث صور میں جو دراز ہے کہ جب پہلی پھونک کے بعد سب زندہ آدمی مر جائیں گے اور اللہ کے سوائے کوئی چیز باقی نہ رہے گی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمایا گا ﴿أَنَا الْجَبَّارُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾

یعنی میں ہوں جبار آج کس کی بادشاہی ہے؟ سو نہ جواب دے گا اس کو کوئی پھر اللہ خود فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اور بعض نے کہا کہ یہ حشر کے بعد واقع ہوگا اور ترجیح دی قرطبی نے اول کو اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ یہ دوبار واقع ہوگا اور یہ اولیٰ ہے اور روایت کی بیہقی نے ابی زعزا کے طریق سے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے ذکر کیا دجال کو پھر کہا کہ دونوں پھونکوں کے درمیان ہوگا جتنا اللہ چاہے گا سو کوئی آدمی نہیں مگر کہ زمین میں اس سے کچھ چیز ہوگی پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے مینہ بھیجے گا تو اس پانی سے ان کے بدن جم اٹھیں گے جیسا کہ زمین میں سبزہ اگاتی ہے۔

تنبیہ: جب یہ بات قرار پائی کہ ایک نفخہ کا دراز یہاں تک کہ کامل ہو زندہ ہونا اس کا غشی بعد غشی کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ تو مراد اس استثناء سے کون لوگ ہیں اس میں دس قول آئے ہیں اول قول یہ ہے کہ مراد اس سے سب مردے ہیں اس واسطے کہ ان کو کوئی شعور نہیں سو نہ بیہوش ہوں گے اور اسی کی طرف میل کی ہے قرطبی نے اور اس میں ہے جو کچھ ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ اس کی تعیین میں کوئی چیز صحیح نہیں ہوئی اور تعقب کیا ہے اس کا اس کے ساتھی قرطبی نے سو کہا اس نے کہ صحیح ہو چکی ہے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے موقوف روایت ہے کہ وہ شہید لوگ ہیں اور یہ دوسرا قول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ وہ پیغمبر لوگ ہیں اور اسی کی طرف میل کی ہے بیہقی نے کہا اور وجہ اس کی میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں شہیدوں کی طرح سو جب صور میں پہلی بار پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے پھر نہ ہوگی یہ موت سب معنوں میں مگر شعور کے جانے میں اور البتہ جائز رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا سو اگر وہ ان میں سے ہیں تو نہ دور ہوگا شعور ان کا اس حالت میں بسبب اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان کے واسطے طور کی بیہوشی میں، چوتھا قول یہ ہے کہ وہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام اور ملک الموت ہیں کہ وہ سب سے پیچھے رہیں گے پھر تینوں اول مر جائیں گے پھر اللہ ملک الموت سے کہے گا مر جا تو وہ بھی مر جائے گا اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث روایت کیا ہے بیہقی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ان میں عرش کے اٹھانے والے اس واسطے کہ وہ آسمانوں سے اوپر ہیں، پانچواں قول ممکن ہے کہ چوتھے سے لیا جائے، چھٹا قول یہ کہ چاروں فرشتے مذکور اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی ایک حدیث میں آیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے موسیٰ علیہ السلام ہیں یہ انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے بہشتی لڑکے ہیں اور حوریں، نواں قول یہ ہے کہ وہ چوکیدار بہشت اور دوزخ کے ہیں اور جو چیز کہ اس میں سے سانپ اور بچھوں سے حکایت کیا ہے اس کو ثعلبی نے ضحاک سے، دسواں قول یہ ہے کہ مراد اس سے سب فرشتے ہیں جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ملل اور نحل میں سو کہا کہ

فرشتے ارواح ہیں ان میں روح نہیں سو وہ بالکل نہیں مریں گے اور ضعیف جانا ہے بعض اہل نظر نے اکثر ان اقوال کو اس واسطے کہ استثناء واقع ہوا ہے آسمان اور زمین کے رہنے والوں سے اور فرشتے وغیرہ مذکور لوگ آسمان کے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں اس واسطے کہ عرش آسمانوں سے اوپر ہے تو اس کے اٹھانے والے آسمانوں کے رہنے والوں میں سے نہیں ہیں اور جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ان فرشتوں میں سے ہیں جو عرش کے گرد صف باندھے ہیں اور اس واسطے کہ وہ بہشت آسمانوں کے اوپر ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مستثنیٰ لوگ فرشتوں کے سوائے ہیں۔ (فتح)

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ان کی کوہ طور کی بیہوشی یہاں مجرا ہوگی اور بر تقدیر میں موسیٰ علیہ السلام کے واسطے فضیلت ظاہر ہے اور یہ تواضع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ارشاد ہے امت کو کہ آپ کی راہ چلیں اور نہیں ہے کلام بیچ ثابت ہونے اصل فضیلت کے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے اور بہت وقت ایسا ہوتا ہے کہ جھگڑے سے کسی پیغمبر کی توہین لازم آتی ہے اور پیغمبر کی توہین کفر ہے یا واقع ہونا اس کلام کا نزول وحی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے پہلے تھا ورنہ یہ فضیلت جزوی موسیٰ علیہ السلام کی منافی فضیلت کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں اور شفاعت وغیرہ کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل ہیں اور جاننا چاہیے کہ مراد ساتھ صعقہ کے اس حدیث میں بیہوشی ہے کہ عارض ہوگی آدمیوں کو بعد بھی اٹھنے کے موقف قیامت میں ساتھ سننے آواز کے یا دیکھنے ہولناک چیز کے اس قرینہ سے کہ اس کے بعد افاقہ کو ذکر کیا اور افاقہ کے معنی ہیں ہوش میں آنا غشی سے جیسا کہ کوہ طور کے صعقہ اور افاقہ میں تھا اور نہیں مراد ہے صعقہ موت کا اول نفخہ صور سے کہ اس کے بعد دوسرے نفخہ سے جی اٹھنا ہوگا نہ ہوش میں آنا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام اول نفخہ کے وقت مردے اور قبر میں ہوں گے صعقہ موت کا ان کے حق میں کوئی معنی نہیں رکھتا اور اگر مراد صعقہ اول نفخہ کا ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرنے کے ساتھ یقین کیا ہو اور موسیٰ علیہ السلام کے حق میں تردد کیا ہو کہ مردہ ہیں یا نہیں اور حالانکہ واقع میں عیسیٰ علیہ السلام بھی مردہ ہیں مگر یہ کہ کہا جائے کہ صعقہ اول نیز گھبراہٹ کا صعقہ ہے کہ شامل ہوگا سب زندوں اور مردوں کو ساتھ قرینہ اس آیت کے ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ اور وہ گھبراہٹ اور ڈر ہے کہ مردوں کو زیادہ ہوگا اس چیز پر کہ اس میں ہیں اور زندوں کے واسطے موت ہوگی سو دوسرے نفخہ کے ساتھ اس سے ہوش میں نہ آئیں گے سو جو مقبور ہوگا اس کی قبر پھٹ جائے گی اور قبر سے باہر آئے گا اور جو قبر میں مدفون نہیں وہ قبر کے پھٹنے کا محتاج نہ ہوگا اور سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے باہر آئیں گے۔ (شیخ الاسلام)

٦٠٣٧۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٣٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بیہوش ہو جائیں گے جب کہ بیہوش ہو جائیں تو اول میں کھڑا ہوں گا یعنی اول میں ہوش میں آؤں گا تو

يَصْعَقُ النَّاسُ حِيْنَ يَصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ فَإِذَا مُوْسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا أَدْرِىْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کو پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ان لوگوں میں تھے جو بیہوش ہوئے یا نہیں روایت کیا ہے یعنی اصل حدیث کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری۔

بَابٌ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مٹھی میں کرے گا اللہ زمین کو روایت کیا ہے اس کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: جب ذکر کیا ترجمہ نفخ صور کا تو اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے سورہ زمر میں نفخے کی آیت سے پہلے ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ اور اس آیت میں ہے ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾ وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ قبض کرنا آسمانوں اور زمین کا واقع ہوگا بعد پھونکنے کے صور میں یا ساتھ اس کے وسیاتی۔ (فتح)

۶۰۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِى السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ.

۶۰۳۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مٹھی میں کرے گا اللہ زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب التوحید میں آئے گی اور اقتصار کیا ہے میں نے اس جگہ اس چیز پر جو متعلق ہے ساتھ تبدیل زمین کے واسطے مناسبت حال کے کہا عیاض نے کہ یہ حدیث آئی ہے صحیح میں تین لفظوں سے قبض اور طی اور اخذ اور معنی ان سب کے جمع کرنا ہیں اس واسطے کہ آسمان کشادہ اور مبسوط ہیں اور زمین ہموار اور بچھائی گئی ہے پھر رجوع کیا اس نے طرف معنی رفع اور ازالہ اور تبدیل کے سو عود کیا اس نے طرف جوڑنے بعض ان کے ساتھ بعض کے اور ہلاک کرنے ان کے سو وہ تمثیل ہے واسطے صفت قبض کرنے اس مخلوقات کے اور جمع کرنے اس کے بعد کشادہ اور متفرق ہونے اس کے واسطے دلالت کرنے کے اوپر مقبوض اور مبسوط کے نہ اوپر بسط اور قبض کے اور احتمال

ہے کہ ہو اشارہ طرف استیعاب کے اور زیادہ بیان اس کا کتاب التوحید میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اختلاف ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوَاتُ﴾ کہ کیا مراد بدل ڈالنا ذات زمین اور صفت اس کی کا ہے فقط اور اس کا بیان کتاب التوحید میں ہے۔ (فتح)

۶۰۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِّأَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ قَالَ إِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُوْنٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ أَلْفًا.

۶۰۳۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہو جائے گی زمین یعنی زمین دنیا کی قیامت کے دن ایک روٹی اللہ اس کو اپنے دست قدرت سے الٹے پلٹے گا جیسا ہر ایک آدمی تم میں سے اپنی روٹی کو الٹ پلٹتا ہے سفر کی حالت میں بہشتیوں کی مہمانی کے واسطے سو ایک یہودی مرد آیا سو کہا کہ اللہ برکت کرے تجھ پر اے ابوالقاسم! کیا نہ خبر دوں میں تجھ کو بہشتیوں کی مہمانی کی قیامت کے دن؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں! کہا کہ ہو جائے گی زمین قیامت کے دن ایک روٹی جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف نظر کی پھر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے پچھلے دانت ظاہر ہوئے پھر کہا کہ کیا نہ خبر دوں تجھ کو ان کے سالن کی؟ یعنی جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے؟ اس نے کہا کہ ان کا سالن بالام اور نون ہے، اصحاب نے کہا اور کیا ہے؟ کہا یہودی نے کہ وہ بیل اور مچھلی ہے کھائیں گے دونوں کے کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت ستر ہزار آدمی۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ روٹی ظلمہ اور وہ آٹا گوندھا ہوا کہ رکھا جاتا ہے گڑھے میں بعد جلانے آگ کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ روٹی اپنی سفر کی حالت میں یعنی وہ روٹی کو تیار کرتا ہے اس کو مسافر کہ وہ نہیں ہموار کی جاتی جیسے ہموار کی جاتی ہے چپاتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ الٹائی پلٹائی جاتی ہے تا کہ برابر ہو کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ کھائیں گے اس سے وہ لوگ جو انجام کار بہشت میں جائیں گے اہل محشر سے یہ مراد نہیں کہ نہ کھائیں گے اس کو یہاں تک کہ بہشت میں داخل ہوں، میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا اس کے مخالف ہے اور گویا کہ بنا کی اس نے

اس چیز پر جو روایت کی طبری نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ہو جائے گی زمین سفید روٹی کہا جائے گا ایماندار اپنے پاؤں کے نیچے سے اور واسطے بیہقی کے ہے عکرمہ سے کہ بدل دی جائے گی زمین مثل روٹی کی کھائیں گے اس سے اہل اسلام یہاں تک کہ فارغ ہوں حساب سے اور نقل کیا ہے طیبی نے بیضاوی سے کہ یہ حدیث نہایت مشکل ہے نہ بوجہ انکار کرنے اللہ کی قدرت سے اس چیز سے جو چاہی بلکہ واسطے عدم توقیف کے اوپر بدلنے جسم زمین کے اپنی ذات سے جس پر ہے طرف طبع اس چیز کی کہ کھائی پی جاتی ہے باوجود اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے حدیثوں میں کہ یہ زمین قیامت کے دن آگ کی ہو جائے گی اور دوزخ کے ساتھ جوڑی جائے گی اور شاید وجہ اس میں یہ ہے کہ معنی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبزۃ واحدۃ یعنی مثل ایک روٹی کی کہ اس کی نعمت سے ایسا ایسا ہے اور وہ نظیر ہے اس چیز کی کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی جو اس کے بعد مذکور ہے جیسے میدے کی روٹی سو بیان کی مثل ساتھ اس کے واسطے گول اور سفید ہونے اس کے سو بیان کی مثل اس حدیث میں ساتھ روٹی کے جو زمین کی مشابہ ہو دو معنوں میں ایک بیان کرنا اس کی شکل وصورت کا ہے جس پر اس دن زمین ہوگی اور دوسرا بیان کرنا روٹی کا ہے کہ تیار کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ بہشتیوں کی مہمانی کے واسطے اور بیان کرنا عظم مقدار اس کے کا از روئے پیدا کرنے کے کہا طیبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں بلکہ داخل ہوا ہے اشکال اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے دونوں حدیثوں کو حشر کے باب میں سو گمان کیا ہے اس نے کہ وہ دونوں ایک چیز کے واسطے ہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حدیث دوسرے باب سے ہے اور نیز پس تشبیہ نہیں مستلزم ہے باہم شریک ہونے کو درمیان مشبہ اور مشبہ بہ کے تمام اوصاف میں بلکہ کافی ہے حاصل ہونا تشبیہ کا بعض اوصاف میں اور اس کی تقریر یہ ہے کہ تشبیہ دی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر کی زمین کو ساتھ روٹی کے برابر اور سفید ہونے میں اور تشبیہ دی بہشت کی زمین کو بیچ ہونے اس کے مہمانی واسطے بہشتیوں کے ساتھ جلدی کرنے سوار کے اپنے خرچ راہ کو کہ قناعت کرے ساتھ اس کے اپنے سفر میں، میں کہتا ہوں اور اس کا اخیر کلام ثابت کرتا ہے اس چیز کو جو قاضی نے کہی کہ دنیا کی زمین کا آگ ہونا محمول ہے حقیقت پر اور یہ کہ وہ روٹی ہو جائے گی اہل موقف اس سے کھائیں گے محمول ہے مجاز پر اور جو آثار کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے وارد کیے ہیں رد کرتے ہیں اوپر اس کے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے حقیقت پر جب تک کہ ممکن ہو اور اللہ کی قدرت اس کے واسطے صلاحیت رکھتی ہے بلکہ اس کے حقیقت پر محمول ہونے کا اعتقاد ابلغ ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہ عذاب ہوگا ایمانداروں کو بیچ دراز ہونے زمانے قیامت کے ساتھ بھوک کے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کے واسطے زمین کی ذات کو بدل کر روٹی کر ڈالے گا تا کہ اس کو اپنے قدموں کے نیچے سے کھائیں جتنا چاہیں بغیر مشقت اور تکلیف کے پس یہ جو کہا کہ مہمانی بہشتیوں کے واسطے یعنی جو انجام کار بہشت میں داخل ہوں گے عام تر اس سے کہ واقع ہو یہ بعد داخل ہونے کی طرف اس کے یا اس سے پہلے اور یہ جو کہا کہ

حضرت ﷺ خوش ہوئے یعنی خوش لگا حضرت ﷺ کو خبر دینا یہودی کا اپنی کتاب سے مثل اس کی کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے جہت وحی سے اور تھی خوش لگتی حضرت ﷺ کو موافقت اہل کتاب کی اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی نہ اتری ہو پس کس طرح ہے موافقت اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی اتری ہو اور یہ جو کہا کہ دونوں کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت تو کہا عیاض نے کہ وہ ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جو الگ ہے اور اس کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور تمام کلیجے میں زیادہ عمدہ اور پاک تر ہے اسی واسطے خاص کیے گئے ساتھ کھانے اس کے ستر ہزار اور شاید وہ ستر ہزار وہی لوگ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے فضیلت دی گئی ان کو ساتھ عمدہ تر مہمانی کے اور احتمال ہے کہ مراد ستر ہزار سے عدد کثیر ہو اور حصہ مراد نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالوں میں کہ اول کھانا جو بہشتی لوگ کھائیں گے کلیجے کا بڑھا ہوا گوشت ہے اور ان کی غذا اس کے بعد یہ ہے کہ ذبح کیا جائے گا ان کے واسطے بیل بہشت کا جو بہشت کا سبزہ کھاتا تھا اور اور ان کا شربت اوپر اس کے اس نہر سے ہے جس کا نام سلسبیل ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے کعب احبار سے کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو اللہ دن سے فرمائے گا کہ ہر مہمان کے واسطے ایک اونٹ ہوتا ہے اور میں تم کو آج مچھلی اور بیل دیتا ہوں سو بہشتیوں کے واسطے اس کو ذبح کیا جائے۔ (فتح)

٦٠٤٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ.

٦٠٤٠۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حشر ہوگا لوگوں کا یعنی جمع کیا جائے گا ان کو قیامت کے دن سفید زمین پر جو سرخی مارتی ہوگی جیسے میدے کی روٹی کہا سہل رضی اللہ عنہ نے یا اس کے غیر نے کہ اس میں کوئی نشان باقی نہ رہے گا یعنی کوئی مینار اور مکان نہ رہے گا صاف چٹیل میدان ہو جائے گا۔

فائدہ: معلم اس کو کہتے ہیں جس سے راہ معلوم ہو اور کہا عیاض نے مراد یہ ہے کہ نہ اس میں علامت گھر کی ہوگی اور نہ کوئی اور نشان اور نہ کوئی چیز علامتوں سے جن سے آدمی طرقات میں راہ پاتا ہے مانند پہاڑ کی اور پتھر ظاہر کی اور اس میں تعریض ہے ساتھ زمین دنیا کے اور یہ کہ وہ جاتی رہے اور قطع ہوا علاقہ اس سے اور کہا ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر عظیم ہونے قدر کے اور خبر دار کرنا ہے ساتھ جزئیات دن قیامت کے تاکہ ہو سامع بصیرت پر سو خلاص کرے اپنے نفس کو اس ہول سے اس واسطے کہ بیچ پہچاننے جزئیات شے کے اس کے واقع ہونے سے پہلے ریاضت ہے نفس کی اور باعث ہوتا ہے اس کو اس چیز پر کہ اس میں اس کی خلاصی ہے برخلاف آنے امر کے اچانک

اور اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کی زمین اس دنیا کی زمین سے نہایت بڑی ہے اور حکمت صفت مذکور میں یہ ہے کہ یہ دن عدل اور انصاف اور ظہور حق کا ہے سو حکمت نے تقاضا کیا کہ ہو وہ جگہ جس میں یہ واقع ہو پاک صاف گناہ کے عمل سے اور ظلم سے اور تا کہ ہو ظہور اللہ تعالیٰ کا اپنے ایماندار ابندوں پر اور اس زمین پر کہ لائق ہے ساتھ عظمت اس کی کے اور اس واسطے کہ حکم اس میں فقط اللہ ہی کا ہو گا اور کسی کا نہیں ہو گا سو مناسب ہوا کہ محل بھی تنہا اللہ ہی کے واسطے خالص ہو اور اس میں اشارہ ہے کہ زمین دنیا کی نابود اور معدوم ہو گی اور یہ کہ زمین موقف کی نئی پیدا ہو گی اور البتہ واقع ہوا ہے واسطے سلف کے اس میں خلاف اللہ کے اس قول میں ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ کہ کیا مراد تبدیل سے یہ ہے کہ اس کی ذات اور صفات متغیر ہو جائے گی یا فقط اس کی صفات متغیر ہوں گی اور حدیث باب کی اول وجہ کی تائید کرتی ہے یعنی اس کی ذات بھی بدل جائے گی اور اس کی صفات بھی بدل جائیں گی اور روایت کی عبدالرزاق نے اور طبری وغیرہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ کہا بدل جائے گی زمین جیسے وہ چاندی ہے نہ بہا ہو گا اس میں خون حرام اور نہ اس پر کوئی گناہ ہوا ہو گا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور وہ موقوف ہے اور احمد نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدل جائے گی زمین جیسے سفید چاندی کسی نے کہا کہ اس دن خلق کہاں ہو گی؟ کہا کہ اس دن اللہ کے مہمان ہوں گے ہرگز نہ عاجز کرے گا ان کو جو اللہ کے پاس ہے اور طبری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بدل ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس زمین کو چاندی کی زمین سے جس پر گناہ واقع نہ ہوئے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح موقوف روایت آئی ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ زمین ہو گی جیسے چاندی اور اسی طرح آسمان بھی اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمان سونے کے ہوں گے اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ قیامت کے دن یہ زمین دنیا کی لپیٹی جائے گی اور اس کے پاس اور زمین ہو گی حشر ہو گا لوگوں کا اس زمین سے اس زمین پر اور صور کی حدیث دراز میں ہے کہ بدلی جائے گی زمین اور زمین سے اور آسمانوں کو بھی سو اللہ اس کو کشادہ کرے گا اور بچھا دے گا اس کو دراز کرے گا جیسے چمڑے کو دراز کیا جاتا ہے نہ اس میں کوئی کجی ہو گی اور نہ بلندی پھر اللہ ایک بار آدمیوں کو زجر کرے تو تو اچانک وہ اس زمین بدلی ہوئی پر ہوں گے اپنی اپنی جگہ میں ہوں گے جیسے اول زمین سے تھے جو اول زمی کے پیٹ مین تھا وہ اس کے بھی پیٹ میں ہو گا اور جو اول زمین کی پشت پر تھا وہ دوسری زمین کی پشت پر ہو گا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ واقع ہو گا یہ بعد نفحہ صعق کے بعد حشر اول کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ کا اور جب زمین دراز کی جائے گی اور ڈال دے گی جو اس میں ہے اور خالی ہو جائے گی یعنی مردوں سے اور جو قائل ہے کہ متغیر ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زمین کی صفات میں ہو گا سوائے ذات اس کی کے سو اس کی سند وہ چیز ہے جو روایت کی حاکم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو زمین دراز کی جائے گی اور خلق جمع کی جائے گی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ زمین دراز

کی جائے گی جیسے چمڑا دراز کیا جاتا ہے پھر آدمیوں کے واسطے دونوں قدم کی جگہ کے سوائے کوئی جگہ باقی نہ رہے گی اور واقع ہوا ہے کلبی کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ﴾ الآیۃ کہا اس نے کہ اس میں گھٹایا بڑھایا جائے گا اور جاتے رہیں گے ٹیلے اس کے اور پہاڑ اس کے اور جنگل اس کے اور نالے اس کے اور درخت اس کے اور دراز کی جائے گی جیسے چمڑا دراز کیا جاتا ہے اور یہ قول ظاہر میں اگرچہ پہلے قول کے مخالف ہے لیکن ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ واقع ہوگا یہ سب دنیا کی زمین کے واسطے لیکن موقف قیامت کی زمین اس کی غیر ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو واقع ہوا ہے پہلی حدیث میں کہ دنیا کی زمین ایک روٹی ہو جائے گی اور اس میں حکمت وہ ہے جو پہلے گزری کہ وہ تیار کی جائے گی واسطے کھانے ایمانداروں کے یعنی تا کہ ایمان دار لوگ اس سے کھائیں موقف کے زمانے میں پھر ہو جائے گی مہمانی بہشتیوں کی اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دریا کی جگہ آگ ہو جائے گی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین اور پہاڑ غبار ہو جائیں گے کافروں کے منہ میں اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ کوئی حصہ زمین کا آگ ہو جائے گا اور کوئی غبار اور کوئی روٹی اور آسمانوں میں بھی اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ جھان ہو جائیں گے اور بعض نے کہا کہ جب لپیٹے جائیں گے تو سورج اور چاند اور تارے بے نور ہو جائیں گے سو ایک بار تو تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور ایک بار سرخ چمڑے کی طرح ہو جائیں گے اور ایک بار پھٹ جائیں گے سو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہوں گے اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ اول پھٹ جائیں گے سو ہو جائیں گے سرخ گلاب کی طرح اور تلچھٹ کی طرح اور بے نور ہو جائیں گے سورج اور چاند اور سب تارے پھر لپیٹے جائیں گے آسمان اور جوڑے جائیں گے طرف بہشتوں کی اور تطبیق دی ہے بعض نے ان حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ زمین اور آسمان کا بدلنا دو بار واقع ہوگا ایک بار تو فقط اس کی صفت بدل دی جائے گی اور یہ اول نفخہ کے وقت ہوگا سو جھڑ پڑیں گے تارے اور بے نور ہو جائے گا آفتاب اور چاند اور ہو جائیں آسمان تلچھٹ کی طرح اور چلیں گے پہاڑ اور موج مارے گی زمین اور پھٹ جائے گی یہاں تک کہ اس کی شکل اور ہو جائے گی اس کی پہلی شکل کے سوائے پھر دونوں پھونکوں کے درمیان لپیٹ ڈالے جائیں گے آسمان اور زمین اور بدل دیا جائے گا آسمان اور زمین اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابٌ کَیْفَ الْحَشْرُ آدمیوں کا حشر کس طرح ہوگا؟

فائدہ: کہا قرطبی نے کہ حشر چار قسم پر ہے دو بار دنیا میں حشر ہوگا اور دو بار آخرت میں سو جو دنیا میں ہے ایک ان دونوں میں سے وہ ہے جو مذکور ہے سورۂ حشر کی آیت میں ﴿هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ اور دوسرا حشر وہ ہے جو مذکور ہے نشانیوں میں جو مسلم کی حدیث میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھو گے اور ابو یعلی اور احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قیامت سے پہلے

ایک آگ نکلے گی حضرموت سے جو لوگوں کو ہانک لے جائے گی ، الحدیث اور اس میں ہے کہ اصحاب نے عرض کیا کہ ہم کو کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم جانو اپنے اوپر شام اور ایک روایت میں ہے کہ ایک آگ عدن سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی ، میں کہتا ہوں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالوں میں کہ قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ بھیجی جائے گی آگ پورب والوں پر سو جمع کر لے جائے گی ان کو مغرب کی طرف رات کاٹے گی ان کے ساتھ جہاں وہ رات کاٹیں گے دوپہر ٹھہرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ ٹھہریں گے اور جو ان سے گر پڑے گا یعنی تو اس کو جلا ڈالے گی اور پیچھے رہے گی ہانکے گی ان کو جیسے تو ٹے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے اور مشکل ہے تطبیق ان حدیثوں میں اور ظاہر ہوا ہے میرے واسطے بیچ وجہ تطبیق کے یہ کہ اس کا عدن سے نکلنا نہیں مخالف ہے اس بات کے کہ وہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور یہ اس واسطے کہ پہلے پہل وہ عدن سے نکلے گی پھر کل زمین میں پھیل جائے گی اور یہ جو فرمایا کہ ہانک لے جائے گی لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف تو مراد اس سے عام کرنا حشر کا ہے یعنی سب لوگوں کو ہانک لے جائے گی خاص مشرق اور مغرب مراد نہیں یا بعد پھیل جانے کے پہلے پہل مشرق کو ہانک لے جائے گی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ شروع فتنے فسادوں کا ہمیشہ مشرق کی طرف سے ہوا اور ٹھہرنا غایت کا طرف مغرب کی سو اس واسطے کہ شام بہ نسبت مشرق کے مغرب ہے اور احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آگ سے مراد فتنے ہوں پھیلنے والے جن سے بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے اور آگ کی طرح بھڑکے اور ان کی ابتدا مشرق کی طرف سے ہوئی یہاں تک کہ اکثر خراب ہوا اور جمع ہوئے لوگ مشرق کی طرف سے شام اور مصر کی طرف اور وہ دونوں مغرب کی طرف میں ہیں جیسا کہ مشاہدہ کیا گیا کئی بار مغلوں سے چنگیز خان کے عہد میں اور جو ان کے بعد ہیں اور جو آگ کہ دوسری حدیث میں ہے وہ محمول ہے حقیقت پر ، واللہ اعلم۔ تیسرا حشر مردوں کا ہے قبروں وغیرہ سے بعد جی اٹھنے سب کے طرف موقف قیامت کے اللہ نے فرمایا ﴿وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴾ اور چوتھا حشر ان کا ہے طرف بہشت اور دوزخ کی اور میں کہتا ہوں کہ پہلا حشر نہیں ہے مستقل اس واسطے کہ مراد حشر ہر اس کا ہے جو اس دن موجود ہوگا اور اول سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے واسطے ایک خاص فرقہ کے اور البتہ واقع ہوئی ہے نظیر اس کی کئی بار نکالا گیا ایک گروہ اپنے شہر سے بغیر اپنے اختیار کے شام کی طرف جیسا کہ واقع ہوا بنی امیہ کے واسطے اول جب کہ خلیفہ ہوا ابن زبیر سو نکالا اس نے ان کو مدینے سے شام کی طرف اور نہیں شمار کیا کسی نے اس کو حشر۔ (فتح)

۶۰۴۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۶۰۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین طریق پر ایک قسم رغبت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَآئِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا.

کرنے والے امیدوار ہوں گے یعنی حساب اور ثواب کے اُمیدوار اپنے نیک عملوں کے سبب سے یعنی اور یہ پہلا طریق ہے دوسری قسم خوفناک ہوں گے یعنی مسلمان قصور وار گنہگار اور دو شخص ایک اونٹ پر اور تین اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر یعنی اور یہ دوسرا طریق ہے اور تیری قسم یہ کہ باقی ماندوں کو آگ ہانک لے چلے گی دو پہر کو آگ ان کے ساتھ ٹھہر جائے گی جہاں وہ ٹھہریں گے اور رات کاٹے گی ساتھ ان کے جہاں وہ رات کاٹیں گے اور صبح کرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ صبح کریں گے اور شام کرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ شام کریں گے یعنی اور یہ تیسرا طریق ہے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ آگ ان کے ساتھ رہے گی یہاں تک کہ ان کو حشر کے مکان میں پہنچائے گی کہا خطابی نے کہ یہ حشر قیامت سے پہلے ہوگا کہ تمام ملکوں کے زندہ لوگوں کو آگ شام کے ملک میں ہانک لے جائے گی اور بہر حال قیامت کا حشر جو قبروں سے موقف کی طرف ہوگا سو وہ برخلاف اس صورت کے ہے اونٹوں پر سوار ہونے اور ان پر آگے پیچھے چڑھنے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بنا بر اس چیز کے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو اس باب میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا قیامت کے دن ننگے بدن پیر پیادہ چلتے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دو شخص ایک اونٹ پر سوار ہوں گے، الخ تو مراد اس سے یہ ہے کہ ایک اونٹ پر باری باری سے سوار ہوں گے بعض سوار ہوں گے اور بعض پیادہ چلیں گے اور پانچ اور چھ کو دس تک ذکر نہیں کیا واسطے اختصار اور کفایت کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی عددوں سے باوجود اس کے کہ آگے پیچھے سوار ہونے کا جزم نہیں اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک اونٹ کو دس آدمیوں کو اٹھانے کی قوت دے اور میل کی ہے حلیمی نے اس طرف کہ یہ حشر قبروں سے نکلنے کے وقت ہوگا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے غزالی نے اور کہا اسماعیلی نے کہ ظاہر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مخالف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ اس میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا ننگے بدن، ننگے پاؤں، پیادہ چلتے اور تطبیق ان کے درمیان یہ ہے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ حشر کے نشر سے واسطے متصل ہونے اس کے ساتھ اس کے اور وہ نکالنا خلق کا ہے قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں سو ہانکے جائیں گے اور جمع کیے جائیں گے طرف موقف کی واسطے حساب کے سو اس وقت جو پرہیزگار ہوں گے وہ اونٹوں پر سوار ہوں گے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے ساتھ اس کے کہ نکلیں گے قبروں سے ساتھ اس وصف کے جو ابن

عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے پھر جدا جدا ہوگا حال ان کا اس جگہ سے موقف قیامت کی طرف اس طرح پر کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور ٹھیک کہا ہے عیاض نے اس قول کو جو خطابی نے کہا اور قوت دی اس کو ساتھ حدیث حذیفہ ابن اُسید کے باب کے اخیر میں کہ وہ آگ دوپہر کو ان کے ساتھ ٹھہر جائے گی اور ان کے ساتھ رات کاٹے گی اور صبح کرے گی اور شام کرے گی اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ دنیا کے اور البتہ وارد ہوا ہے چند حدیثوں میں واقع ہونا حشر کا دنیا میں ملک شام کی طرف منجملہ ان کے حدیث حذیفہ ابن اُسید کی ہے جس کی طرف اشارہ گزرا اور منجملہ ان کے حدیث معاویہ بن حیدہ کی ہے مرفوع کہ تمہارا حشر ہوگا اور اشارہ کیا طرف شام کی پیادہ یا سوار اور گھسیٹے جاؤ گے تم اپنے موہنوں پر، روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس کی سند قوی ہے اور منجملہ ان کے حدیث ہے کہ ہوگی ہجرت بعد ہجرت کے اور ہانکے جائیں گے لوگ جگہ ہجرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اور نہ باقی رہیں گے زمین میں مگر بدتر لوگ ان کی زمین ان کو نکال دے گی اور جمع کر لے جائے گی ان کو آگ ساتھ بندروں اور سوروں کے آگ ان کے ساتھ رات کاٹے گی جہاں وہ رات کاٹیں گے اور دوپہر کو ٹھہر جائے گی ان کے ساتھ جہاں وہ ٹھہریں گے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے وہب بن منبہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے پتھر سے فرمایا کہ میں البتہ تجھ پر اپنا عرش رکھوں گا اور تجھ پر اپنی خلق کا حشر کروں گا اور جو تقسیم کہ حدیث میں وارد ہوئی ہے وہ بنا بر قصد خلاص ہونے کے ہے سو جس نے غنیمت فرصت جانی وہ چلا اپنی سواری پر سوار ہو کر رغبت کرنے والا اس چیز میں کہ اس کے آگے ہے اور جس نے دیر کی یہاں تک کہ سواری کم ہوئی اور تنگ ہوا سواری پانے سے تو سواری میں شریک ہوئے اور سوار ہوئے آگے پیچھے پس حاصل ہوگا شریک ہونا دو کا ایک اونٹ میں اور اس طرح تین کا اور ممکن ہے ان کو ہر ایک دونوں امر سے یعنی دو اور تین اکٹھے بھی ایک اونٹ پر سوار ہو سکتے ہیں اور باری باری سے بھی سوار ہو سکتے ہیں اور بہر حال سوار ہونا چار آدمیوں کا ایک اونٹ پر سو ظاہر حال ان کے سے باری باری سے سوار ہونا ہے اور سب کا ایک سواری پر اکٹھے سوار ہونا بھی ممکن ہے جب کہ ہلکے بدن ہوں یا لڑکے ہوں اور بہر حال دس آدمیوں کا ایک سواری پر سوار ہونا سو باری باری سے ہے اور سکوت کیا اس چیز سے جو اس سے اوپر ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ انتہا ہے بیچ اس کے اور سکوت کیا اس چیز سے کہ دس اور چار کے درمیان ہے واسطے اختصار کے اور وہ دوسری قسم ہے جو مذکور ہے حدیث میں اور بہر حال تیسری قسم سو تعبیر کی اس سے ساتھ قول اپنے کے کہ باقی ماندہ لوگوں کو آگ ہانک لے جائے گی واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ عاجز ہوئے حاصل کرنے اس چیز کے سے جس پر سوار ہوں اور نہیں واقع ہوا حدیث میں بیان حال ان کے کا بلکہ احتمال ہے کہ وہ پیادہ پا چلیں گے یا گھسیٹے جائیں گے واسطے بھاگنے کے آگ سے جو ان کو ہانک لے جائے گی اور تائید کرتا ہے اس کی جو واقع ہوا ہے بیچ اخیر حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ اصحاب نے پوچھا کہ ان کے پیدل چلنے

کا کیا سبب ہے سوفرمایا کہ اللہ تعالیٰ سواریوں پر آفت ڈالے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی سواری یہاں تک کہ مرد اپنا عمدہ باغ دے کر ایک سواری خریدے گا واسطے بے قدر ہونے غیر منقول کے جس سے کوچ کرنے کا اس نے قصد کیا اور واسطے کم یاب ہونے سواری کے جو اس کو مقصود کی طرف پہنچائے اور یہ لائق ہے ساتھ حال دنیا کے اور مؤکد ہے خطابی کے قول کو اور اتاری گئی ہے اوپر موافق حدیث باب کے یعنی مصابیح سے اور وہ یہ کہ قول اس کا ہے فوج طاعمین کاسبین راکبین موافق ہے واسطے اس قسم کے جو ایک اونٹ پر آگے پیچھے سوار ہوں گے اس واسطے کہ صفت پیادہ پا چلنے کی ان کے واسطے لازم ہے اور بہر حال جو لوگ کہ جمع کر لے جائے گی ان کو آگ سو وہی لوگ ہیں جن کو فرشتے گھسیٹیں گے۔ (فتح)

۶۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى أَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

۶۰۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کس طرح حشر ہوگا کافر کا قیامت کے دن اپنے منہ کے بل؟ یعنی جو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں کافر منہ کے بل چلیں گے یہ کس طرح ہو سکے گا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے؟ یعنی جس نے پاؤں میں چلنے کی طاقت دی وہ منہ میں دے سکتا ہے یعنی اللہ کے آگے سب مشکل چیزیں آسان ہیں، کہا قتادہ نے کیوں نہیں! قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

فائدہ: اور ظاہر مراد چلنے سے حقیقی چلنا ہے اسی واسطے اصحاب نے اس سے تعجب کیا اور اس کی حقیقت پوچھی اور حکمت بیچ چلانے کافر کے منہ کے بل یہ ہے کہ عذاب کیا گیا وہ اس پر کہ اس نے دنیا میں اللہ کو سجدہ نہ کیا ساتھ اس کے کہ گھسیٹا جائے منہ کے بل قیامت میں واسطے ظاہر کرنے اس کی ذلت کے اس طور سے کہ ہو گیا منہ اس کا بجائے اس کے ہاتھ اور پاؤں کے بیچ بچنے کے تکلیف دینے والی چیزوں سے۔ (فتح)

۶۰۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً

۶۰۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک تم قیامت میں اللہ کو ملو گے یعنی موقف میں بعد جی اٹھنے کے ننگے پیر ننگے بدن پیدل چلتے بے ختنہ ہوئے، کہا سفیان نے یہ حدیث اس قسم

مُشَاةً غُرْلًا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِمَّا نَعُدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے ہے کہ شمار کی جاتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما صغار اصحاب سے ہیں لیکن بہت وقت مرسل بیان کرتے تھے جس کو اکابر اصحاب سے سنا اور واسطہ بیان نہیں کرتے تھے اور کبھی بیان کرتے تھے سو بیان کیا کہ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ سنیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کے سامان میں شب و روز مشغول رہتے ہو سواری میں اور پوشاک میں مرتے ہو قیامت میں کچھ بھی نہ ہوگا کپڑا تک بدن پر نہ ہوگا جیسے ننگے مادر زاد پیدا ہوئے تھے ویسے ہی قبروں سے اٹھو گے۔

٦٠٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنَّكُمْ مُّلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا.

٦٠٤٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر خطبہ پڑھتے تھے فرماتے تھے بیشک تم قیامت میں اللہ کو ملو گے ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہوئے۔

فائدہ: کہا بیہقی نے کہ وارد ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو ابوداؤد نے روایت کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے کہ جب ان کو موت حاضر ہوئی تو نئے کپڑے منگوائے اور ان کو پہنا اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مردہ زندہ کیا جائے گا اپنے کپڑوں میں جن میں مرے گا اور تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ حشر میں بعض ننگا ہوگا اور بعض کپڑے پہنے ہوگا یا اول سب کا حشر ننگے ہوگا پھر پیغمبروں کو پوشاک پہنائی جائے گی سو پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی یا نکالے جائیں گے قبروں سے ان کپڑوں میں جن میں مرے تھے پھر گر پڑیں گے ان سے وہ کپڑے وقت شروع ہونے حشر کے سو حشر ہوگا ان کا ننگے بدن پر پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی اور حمل کیا ہے بعض نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کو شہیدوں پر اس واسطے کہ وہی ہیں جن کو کپڑوں میں دفنانے کا حکم ہے سو احتمال ہے کہ ابو سعید نے اس کو شہید کے حق میں سنا ہو اور اس کو عموم پر حمل کیا ہو اور اسی طرح حمل کیا ہے اس کو عموم پر معاذ رضی اللہ عنہ نے اور حمل کیا ہے اس کو بعض اہل علم نے عمل پر اور اطلاق کپڑے کا عمل پر قرآن میں واقع ہوا ہے ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ہر بندہ اس چیز پر کہ مرا روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ترجیح دی ہے قرطبی

نے حمل کرنے کو ظاہر حدیث پر یعنی حدیث کا ظاہر پر محمول ہونا راجح ہے اور تائید پاتا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنَاكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ﴾ یعنی اور البتہ تم آئے ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تم کو پہلی بار یعنی ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ ہوئے اور اسی کی طرف اشارہ ہے باب کی حدیث میں ساتھ ذکر کرنے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ بعد قول حضرت ﷺ کے حفاة عراة یعنی جب ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا پھر پیدا کریں گے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے شہیدوں پر اس واسطے کہ وہ اپنے کپڑوں میں دفنائے جاتے ہیں سو ان میں زندہ کیے جائیں گے واسطے جدا کرنے اس کے غیر اس کے سے اور البتہ نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اکثر علماء سے اور قیاس کی رو سے کہ کپڑے دنیا میں مال ہیں اور نہیں ہے مال آخرت میں اس چیز سے کہ دنیا میں تھا اور اس واسطے کہ جو چیز کہ بچاتی ہے نفس کو بری چیز سے آخرت میں ثواب ہے ساتھ نیک عمل اس کے یا رحمت اللہ کے اور بہر حال دنیا کی پوشاکیں سو اس کو کچھ دفع نہیں کرتیں یہ قول حلیمی کا ہے اور مذہب غزالی کا ظاہر حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے موافق ہے اور وارد کی ہے اس نے ایک زیادتی جس کی میں نے کوئی اصل نہیں پائی اور وہ یہ ہے کہ میری امت کا حشر اپنے کفنوں میں ہوگا اور باقی سب امتوں کا حشر ننگے ہوگا کہا قرطبی نے اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی شہیدوں پر آپ کی امت سے تاکہ حدیثوں میں مخالفت نہ رہے اور یہ جو فرمایا کہ بے ختنہ ہوئے تو کہا ابن عبدالبر نے کہ حشر ہوگا آدمی کا اس حال میں کہ ننگا ہوگا اور واسطے ہر عضو کے وہ چیز ہوگی جو اس کے واسطے پیدا ہونے کے دن تھے سو جس سے کوئی چیز کاٹی گئی ہوگی وہ اس کو پھر دی جائے گی۔ (فتح)

٦٠٤٥۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ الْاٰيَةَ وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّهٗ سَيُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُصَيْحَابِیْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ

٦٠٤٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے خطبہ پڑھنے کو سو فرمایا کہ بیشک حشر ہوگا تمہارا ننگے پاؤں، ننگے بدن بے ختنہ ہوئے جیسا ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر پیدا کریں گے آخر آیت تک اور بیشک جو قیامت کے دن سب خلق سے پہلے پوشاک پہنایا جائے گا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بیشک شان یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے سو بائیں طرف پکڑے جائیں گے یعنی دوزخ کی طرف تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا نئی چیز نکالی تو میں کہوں گا جیسا نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ان پر

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ إِلٰى قَوْلِهِ الْحَكِيْمُ﴾ قَالَ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ. گواہ تھا جب تک ان میں رہا حکیم تک تو کہا جائے گا کہ بیشک وہ سدا پھرتے رہے اپنی ایڑیوں کے بل یعنی دین سے پھر گئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی تو علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوشاک پہنائی جائے گی عرش کی دائیں طرف روایت کیا ہے اس کو ابن مبارک نے اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثل حدیث باب کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے اور پہلے پہل بہشت سے ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائے جائیں گے بہشتی جوڑا پہنائے جائیں گے اور کرسی لائی جائے گی تو وہ کرسی عرش کی دائیں طرف ڈالی جائے گی پھر میں لایا جاؤں گا سو میں بھی بہشتی پوشاک پہنایا جاؤں گا نہ قسمت کر سکے گا اس کے واسطے کوئی آدمی پھر کرسی لائی جائے گی اور عرش کے پائے کے پاس ڈالی جائے گی اور وہ عرش کے دائیں طرف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا اس حال میں کہ ننگے پیر اور ننگے بدن ہوں گے تو اللہ فرمائے گا کہ بھلا میں اپنے دوست کو ننگا نہیں دیکھتا سو ابراہیم علیہ السلام سفید کپڑا پہنائے جائیں گے وہی ہیں جو اول پوشاک پہنائے جائیں گے، بعض نے کہا کہ اول جو ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائیں جائیں گے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ننگے کیے گئے تھے جب کہ آگ میں ڈالے گئے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ پاجامہ پہننے کی سنت پہلے پہل انہوں نے نکالی ہے اور بعض نے کہا ہے اس واسطے کہ زمین میں ان سے زیادہ تر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہ تھا سو ان کو جلدی پوشاک پہنائی جائے گی ان کی امان کے واسطے تا کہ ان کے دل کو اطمینان ہو یہ مختار ہے حلیمی کا اور اول قول اختیار قرطبی کا ہے اور روایت کی ابن منذر نے کہ اول اول ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے دوست کو پوشاک پہناؤ تا کہ لوگوں کو آج معلوم ہو ان کی فضیلت جو لوگوں پر ہے میں کہتا ہوں اور کچھ بیان اس کا بدء الخلق میں گزرا اور یہ کہ اول اول جو ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں مطلق اور احتمال ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے اپنے کپڑوں میں نکلے ہوں جن میں فوت ہوئے اور جو بہشتی جوڑا کہ اس وقت پہنائے جائیں گے وہ پوشاک کرامت کی ہے ساتھ قریب بٹھلانے آپ کے کرسی پر عرش کے دائیں طرف سو ابراہیم علیہ السلام کو اول اول پوشاک پہنانا بہ نسبت باقی خلق کے ہوگا اور جواب دیا ہے حلیمی نے کہ اول ابراہیم علیہ السلام پوشاک پہنائے جائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر ظاہر حدیث کے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوشاک اعلیٰ اور اکمل ہوگی سو قائم ہوگا بیش قیمت ہونا اس کا مقام اس چیز کے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیت سے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو بائیں طرف پکڑا جائے گا یعنی دوزخ کی طرف اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دوزخ کی

صفت میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک گروہ میرے سامنے آیا یہاں تک کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک مرد نکلا اس نے ان کو کہا کہ آؤ میں نے کہا کہ ان کو کدھر لے جائے گا؟ اس نے کہا کہ دوزخ کی طرف، الحدیث اور ایک روایت بخاری کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب میں ان کی طرف جھکوں گا کہ ان کو حوض کوثر کا پانی دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہو گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدعتیں نکالیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ پلٹ گئے اپنی پشت پر اپنی ایڑیوں کے بل تو میں کہوں گا کہ ان کو دوری ہو ان کو دوری ہو اور ایک روایت میں ہے میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو ان میں سے نہ کرے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں کہا فربری نے کہ ذکر کیا جاتا ہے ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی قبیصہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو حضرت ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہو گئے تھے سو لڑائی کی ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہاں تک کہ قتل ہوئے اور مر گئے کفر پر اور کہا خطابی نے کہ اصحاب میں سے کوئی شخص مرتد نہیں ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرتد ہوئے تھے ایک قوم گنوار لوگوں میں سے جن کے واسطے دین میں کچھ نصرت نہ تھی اور نہیں قدح کرتا ہے یہ مشہور اصحاب میں اور دلالت کرتا ہے قول حضرت ﷺ کا اُصیحابی ساتھ تصغیر کے اوپر کم ہونے ان کے عدد کے اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے کفر سے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ کافر ہو گئے تھے اور مراد امت سے دعوت کی ہے نہ امت اجابت کی اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میں کہوں گا کہ ان کو دوری ہو ان کو دوری ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ان کا حال حضرت ﷺ پر پوشیدہ رہا اور اگر امت اجابت سے ہوتے تو حضرت ﷺ ان کا حال پہچانتے ساتھ اس کے کہ ان کے عمل حضرت ﷺ کے سامنے کیے جاتے اور رد کرتا ہے اس قول کو حضرت ﷺ کا قول دوسری حدیث میں کہ یہاں تک کہ جب میں نے ان کو پہچانا کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ وہ لوگ منافق ہوں یا کبیرے گناہ کرنے والے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قوم گنواروں کی ہے کہ اسلام میں داخل ہوئے تھے واسطے اُمید اور ڈر کے کہا داؤدی نے نہیں منع ہے داخل ہونا کبیرے گناہ اور بدعت والوں کا بیچ اس کے کہا نووی رحمہ اللہ نے بعض نے کہا کہ وہ منافق اور مرتد لوگ ہیں سو جائز ہے کہ ہو حشر ان کا ساتھ روشن ہونے منہ اور ہاتھ، پاؤں کے واسطے ہونے ان کے منجملہ امت کے سو پکاریں گے ان کو حضرت ﷺ بہ سبب اس علامت کے کہ ان پر ہو گی تو کہا جائے گا کہ انہوں نے بدل ڈالا دین کو تیرے بعد یعنی نہیں مرے اس چیز پر جس پر تو نے ان کو چھوڑا تھا کہا عیاض وغیرہ نے اور بنا بر اس کے پس جاتی رہے گی ان سے روشنی منہ اور ہاتھ اور پاؤں کی اور بجھ جائے گا نور ان کا اور بعض نے کہا نہیں لازم ہے کہ ہو ان پر نشانی غرہ اور تحجیل کی بلکہ پکاریں گے ان کو واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے

تھے ان کے ظاہری اسلام سے اور بعض نے کہا کہ وہ بدعتی اور کبیرے گناہ والے لوگ ہیں جو اسلام پر مرے اور بنا بر اس کے پس نہیں یقین ہے ساتھ داخل ہونے ان لوگوں کے آگ میں اس واسطے کہ جائز ہے کہ عقوبت کے واسطے اول حوض کوثر سے ہٹائے جائیں پھر ان پر رحم کیا جائے اور نہیں منع ہے کہ ہو ان کے واسطے غرہ اور تحجیل سو حضرت ﷺ نے ان کو اس علامت سے پہچانا برابر ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ہوں بعد آپ کے اور ترجیح دی ہے عیاض اور باجی وغیرہ نے قبیصہ رضی اللہ عنہ کے قول کو کہ وہ حضرت ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور ان کے پہچاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان پر پانچ کلیان کے علامت ہو اس واسطے کہ وہ کرامت ہے ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے عمل مسلمان کا اور مرتد کا عمل اکارت ہوا سو ان کو ہو بہو پہچانتے ہوں گے نہ ان کی صفت سے باعتبار اس چیز کے کہ اس پر تھے مرتد ہونے سے پہلے اور نہیں بعید ہے کہ اس میں منافق لوگ بھی داخل ہوں جو حضرت ﷺ کے زمانے میں تھے اور شفاعت کی حدیث میں آئے گا کہ باقی رہے گی یہ امت اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ حشر ہو گا ان کا ساتھ ایمانداروں کے کہ وہ ہو بہو پہچانے جائیں گے اگرچہ ان کے واسطے یہ علامت نہ ہو سو حضرت ﷺ جس کی صورت پہچانیں گے اس کو پکاریں گے باعتبار اس حال کے جس پر اس کو دنیا میں چھوڑا تھا اور بہرحال داخل ہونا بدعتیوں کا اس حدیث میں سو بعید جانا گیا ہے واسطے تعبیر کرنے کے حدیث میں ساتھ قول حضرت ﷺ کے اصحابی اور بدعتی لوگ تو حضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد صحبت سے عام تر معنی ہیں اور نیز مسلمان کو سحقا نہیں کہا جاتا اگرچہ بدعتی ہو اور جواب یہ ہے کہ نہیں منع ہے کہ کہا جائے اس کے واسطے جو معلوم ہو کہ حکم کیا گیا ہے اس پر ساتھ عذاب کرنے کے گناہ پر پھر نجات پائے ساتھ شفاعت کے اور اسی طرح قول ہے اہل کبائر کے حق میں کہا بیضاوی نے یہ جو کہا مرتدین تو نہیں ہے یہ نص اس میں کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے بلکہ احتمال ہے اس کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے گنہگار مسلمان ہوں جو پھر گئے استقامت سے بدل ڈالتے ہیں نیک عملوں کو بدعملوں سے اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں پیشوا ہوں تمہارا حوض کوثر پر جب تم میرے پاس آؤ گے تو ایک مرد کہے گا یا حضرت! میں فلانا فلانے کا بیٹا ہوں اور دوسرا کہے گا کہ میں فلانا فلانے کا بیٹا ہوں تو میں کہوں گا کہ میں تمہاری نسب تو پہچانتا ہوں اور شاید تم نے میرے بعد بدعتیں نکالیں اور تم مرتد ہو گئے۔ (فتح)

٦٠٤٦۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ

۶۰۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں لوگ ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہوئے اٹھیں گے تو میں نے کہا یا حضرت! مرد اور عورتیں ایک

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ.

دوسرے کو دیکھیں گے یعنی تو کیا ہم کو شرم نہ آئے گی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ حال نہایت سخت تر ہو گا اس سے کہ یہ حال ان کو غمگین کرے یا ان کو قصد میں لائے یعنی سب اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے حواس ٹھکانے نہ ہوں گے کہ کوئی کسی کو دیکھے۔

فائدہ: اور حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! سو عورتوں کا کیا حال ہو گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر ہو گا جو اس کو کفایت کرے گا اور بے پرواہ کرے گا اور چیز سے اور ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی اور البتہ تم آئے ہمارے پاس جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے! اس کی شرم گاہ حشر ہو گا سب مرد اور عورتوں کا اکٹھا ایک دوسرے کی شرم گاہ کی طرف دیکھے گا تو حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ﴾ اور اس میں زیادہ ہے کہ نہ مرد عورتوں کی طرف دیکھیں گے اور نہ عورتیں مردوں کی طرف دیکھیں گی ہر آدمی اپنے شغل میں ہو گا۔ (فتح)

۶۰۴۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ

۶۰۴۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی چوتھائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بیشک میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں میں آدھے ہو گے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بہشت میں سوائے مسلمان جان کے کوئی داخل نہ ہو گا اور نہیں تم اہل شرک میں مگر جیسے ایک سفید بال کالے بیل کی کھال میں یا جیسے ایک سیاہ بال سرخ بیل کی کھال میں۔

فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ کَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ.

فائدہ: یعنی آدھی بہشت میں امت محمدی ﷺ ہو گی اور نصف باقی میں اور پیغمبروں کی امتیں ہوں اور اول حضرت ﷺ نے چوتھائی فرمایا پھر تہائی پھر آدھی اس واسطے کہ لوگ شکر الٰہی کریں اور ان کی خوشی میں ترقی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے اللہ اکبر کہا اور ایک روایت میں ہے کہ اصحاب خوش ہوئے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ اصحاب خوش ہوئے حضرت ﷺ کی اس بشارت دینے سے سو انہوں نے اللہ کی حمد کی اس کی بڑی نعمت پر اور اس کی بڑائی کہی واسطے بڑا جاننے اس کی نعمت کے بعد بڑا جاننے اس کے عذاب کے اور ایک روایت میں ہے کہ تم بہشتیوں کی دو تہائیاں ہو گے اور ایک روایت میں ہے کہ تمام بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی صفیں میری امت کی ہو گیں اور یہ جو فرمایا کہ نہیں تم اہل شرک میں، الخ تو حاصل کلام کا یہ ہے کہ تم اے مسلمانوں باوجود کم ہونے کے بہ نسبت کافروں کے بہشتیوں کے آدھے ہو گے۔ (فتح)

٦٠٤٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ فَتَرَآئٰى ذُرِّيَّتُهُ فَيُقَالُ هٰذَا أَبُوْكُمْ آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ كَمْ أُخْرِجُ فَيَقُوْلُ أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا قَالَ إِنَّ أُمَّتِيْ فِي الْأُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ.

٦٠٤٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اول اول آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا سو سامنے ہو گی اولاد اس کی اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو کہا جائے گا کہ یہ تمہارا باپ ہے آدم تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ اپنی اولاد میں سے یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو ان کے غیر سے جدا کر تو آدم علیہ السلام کہیں گے کتنا نکالوں یعنی دوزخ کا حصہ کس قدر ہے؟ تو اللہ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے یعنی ہزار آدمی میں ایک بہشتی اور باقی دوزخی تو اصحاب نے کہا یا حضرت! جب ہم میں سے ہر سینکڑے میں سے نو سو ننانوے پکڑے گئے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میری امت بہ نسبت اور امتوں کے جیسے سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

اللہ نے فرمایا کہ بیشک زلزلہ قیامت کا اور بھونچال ایک

﴿شَیْءٌ عَظِیْمٌ﴾ بڑی چیز ہے اور ﴿أَزِفَتِ الْآزِفَةُ﴾ ازفت الآزفة کے معنی ہیں قیامت قریب ہوئی۔ ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی ہے پہلی حدیث کے بعض طریقوں میں کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث کے ذکر کے وقت یہ آیت پڑھی اور زلزلہ کے معنی ہیں اضطراب اور بے قراری اور ساعت اصل میں ایک حصہ ہے زمانے کا اور استعارہ کی گئی واسطے دن قیامت کے اور کہا زجاج نے کہ ساعت کے معنی ہیں وقت جس میں قیامت قائم ہوگی واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ ساعت خفیف ہے واقع ہوگا اس میں امر عظیم اور بعض نے کہا نام رکھا گیا اس کا ساعت واسطے واقع ہونے اس کے اچانک یا واسطے دراز ہونے اس کے یا واسطے سرعت حساب کے بیچ اس کے اور یا اس واسطے کہ وہ اللہ کے نزدیک ہلکی ساعت ہے باوجود دراز ہونے اس کے لوگوں پر۔ (فتح)

٦٠٤٩۔ حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ یَا آدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ قَالَ یَقُوْلُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ فَذَاكَ حِیْنَ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ﴾ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ قَالَ أَبْشِرُوْا فَإِنَّ مِنْ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنِّیْ لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ

٦٠٤٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کہے گا اے آدم! تو آدم علیہ السلام کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں اور سب بہتری تیرے ہی ہاتھوں میں ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا سو اللہ فرمائے گا کہ نکال دوزخ کا حصہ یعنی جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان کو جدا کر آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی! کس قدر ہے دوزخ کا حصہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو ننانوے یعنی ہزار آدمی سے ایک بہشتی باقی سب دوزخی، حضرت ﷺ نے فرمایا سو یہ اس وقت ہوگا جب کہ بوڑھا ہو جائے لڑکا اور ہر ایک حمل والی اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا راوی نے کہا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری تو اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم میں سے ایسا بہشتی مرد کون ہوگا؟ یعنی جب ہزار میں ایک ہی شخص بہشتی ٹھہرا تو ہم کو نجات پانے کی کیا امید باقی رہی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو

نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعَرَةِ الْبَيْضَآءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ.

خوش رہو اس واسطے کہ یاجوج ماجوج سے ہزار دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک مرد بہشتی ہوگا یعنی دوزخ کے بھرنے کے واسطے یاجوج ماجوج کیا کم ہیں جو تم گھبراتے ہو؟ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں اس کی اُمید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے راوی نے کہا سو ہم اصحاب نے الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اس کی اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو گے راوی نے کہا سو ہم نے الحمد اور اللہ اکبر کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم آدھے ہو گے تمام اہل بہشت کے البتہ تمہاری مثل اور امتوں میں جیسے سفید بال کے مثل سیاہ بیل کی کھال میں یا جیسے داغ کے مثل گدھے کی ہاتھ میں۔

فائدہ: یہ جو کہا نکال حصہ آگ کا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے ساتھ اس کے آدم علیہ السلام اس واسطے کہ وہ سب کے باپ ہیں اور اس واسطے کہ انہوں نے پہچانا ہوا ہے نیک بختوں کو بدبختوں سے سو حضرت ﷺ نے ان کو معراج کی رات دیکھا اور کچھ آدمی ان کی بائیں طرف تھے اور کچھ دائیں طرف، الحدیث کما تقدم فی الاسراء اور روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ اللہ فرمائے گا اے آدم! آج میرے اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو اٹھ کھڑا ہو دیکھ کیا چیز اٹھائی جاتی ہے تیری طرف ان کے عملوں سے اور یہ جو فرمایا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے تو ایک روایت میں ہے کہ ہر ہزار سے ایک اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہر سینکڑے سے ننانوے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو حضرت ﷺ نے بلند آواز سے یہ دونوں آیتیں پڑھیں ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾ شدید تک تو اصحاب نے سواریوں کو چھیڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں فرمایا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکارے گا پس ذکر کی حدیث اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس کے کہ نہیں اعتبار ہے واسطے مفہوم عدد کے پس تخصیص ساتھ عدد کے نہیں دلالت کرتی ہے اوپر نفی عدد زائد کے اور مقصود دونوں عدد سے ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان کم ہوں گے اور کافر بہت ہوں گے، میں کہتا ہوں کہ اس کی

کلام کا اول تقاضا کرتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مقدم ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اس واسطے کہ وہ شامل ہے اوپر زیادتی کے اس واسطے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حصہ بہشتیوں کا ہر ایک ہزار سے ایک ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حصہ بہشتیوں کا دس ہے سو حکم زائد کے واسطے ہے اور اس کی کلام کا اخیر تقاضا کرتا ہے کہ نظر کی جائے گی طرف عدد کے بالکل بلکہ قدر مشترک ان کے درمیان وہ چیز ہے جو ذکر کی عدد مسلمانوں کے قلیل ہونے سے اور البتہ اللہ نے اس میں کئی جواب کھولے ہیں اور وہ حمل کرنا ہے حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں کا اوپر تمام اولاد آدم کے سو ہوگا ہر ایک ہزار سے ایک اور حمل کرنا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں کا ان لوگوں پر جو یاجوج اور ماجوج کے سوائے ہیں سو ہوں گے ہر ہزار سے دس اور قریب کرتا ہے اس کو یہ کہ یاجوج ماجوج کا ذکر ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں اور احتمال ہے کہ پہلی حدیث ساری خلق کے ساتھ متعلق ہو اور دوسری خاص اس امت کے ساتھ متعلق ہو اور قریب کرتا ہے اس کو قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اذا اخذ منا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ میری امت کا ایک حصہ ہے ہزار حصہ سے اور احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو تقسیم دوبار ایک بار سب امتوں سے اس امت سے پہلے سو ہوگا ہر ہزار سے ایک اور ایک بار فقط اس امت سے سو ہوں گے ہر ہزار سے دس اور احتمال ہے کہ ہو مراد بعث النار کافر لوگ اور جو داخل ہوگا دوزخ میں گنہگار مسلمانوں سے سو ہوں گے ہر ہزار سے نو سو ننانوے کافر اور ہر سینکڑے سے ننانوے گنہگار اور علم اللہ کو ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس وقت ہے جب کہ بوڑھا ہو جائے گا لڑکا، الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ حال موقف قیامت میں واقع ہوگا اور البتہ یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ اس وقت میں نہ حمل ہوگا اور نہ کچھ جننا اور نہ بوڑھا ہونا اسی واسطے بعض مفسرین نے کہا کہ یہ حال قیامت سے پہلے ہوگا لیکن حدیث اس پر رد کرتی ہے اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ یہ بطور تمثیل اور تہویل کے واقع ہوا ہے اور پہلے یہ بات نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے سو کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ اگر فرضا اس وقت عورتیں حاملہ ہوں تو بچہ جنیں اور میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ حقیقت پر محمول ہو اس واسطے کہ ہر ایک اٹھایا جائے گا اس حالت میں جس پر وہ مرا سو حمل والی عورت حمل کے ساتھ اٹھائی جائے گی اور دودھ پلانے والی دودھ پلانے کی حالت میں اٹھائی جائے گی اور جو لڑکا مرا ہوگا وہ لڑکا اٹھایا جائے گا سو جب واقع ہوگا زلزلہ قیامت کا اور یہ بات آدم علیہ السلام سے کہی جائے گی اور لوگ آدم علیہ السلام کو دیکھیں گے اور سنیں گے اور جو اس سے کہا گیا تو واقع ہوگا ان پر ڈر کہ ساقط ہوگا ساتھ اس کے حمل اور بوڑھا ہو جائے اس کے واسطے لڑکا اور غافل ہو جائے گی دودھ پلانے والی عورت دودھ پلانے بچے کے سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اول نفخہ سے پیچھے اور دوسرے نفخہ سے پہلے اور ہو خاص ساتھ ان لوگوں کے جو اس وقت موجود ہوں اور اشارہ ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فذاك دن قیامت کی طرف اور یہ صریح ہے آیت میں اور نہیں مانع ہے اس تاویل سے وہ چیز جو خیال کی جاتی ہے دراز

ہونے مدت اور مسافت کے سے درمیان قائم ہونے قیامت کے اور قرار پکڑنے لوگوں کے موقف میں اور پکارنے آدم علیہ السلام کے واسطے جدا کرنے اہل موقف کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ قریب قریب واقع ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾ یعنی زمین موقف میں وقال تعالیٰ ﴿یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ﴾ اور حاصل یہ ہے کہ یوم القیامہ بولا جاتا ہے اس مدت پر جو نفخہ بعث کے بعد ہے اہوال اور زلزلہ وغیرہ سے آخر اس وقت تک کہ بہشتی لوگ بہشت میں قرار گیر ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں اور قریب ہے اس سے جو روایت کی مسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے قیامت کی نشانیوں میں یہاں تک کہ ذکر کیا پھونکنا صور میں پھر کہا کہ پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا سو اچانک وہ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور اس میں ہے کہ حمل والی عورتیں بچہ جنیں گی اور لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیطان اڑیں گے سو اچانک وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین کانپے گی سو لوگوں کو اس سے خوف اور ڈر پیدا ہوگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حج کے اول سے دو آیتیں پڑھیں اور کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ صحیح کہا ہے اس حدیث کو ابن عربی نے سو کہا کہ زلزلے کا دن نفخہ اول کے نزدیک ہوگا اور اس میں ہے جو ہوگا اس میں اہوال عظیمہ سے اور منجملہ اس کے ہے جو آدم علیہ السلام سے کہا جائے گا اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہو متصل نفخہ اول سے بلکہ اس کے واسطے دو محل ہیں ایک یہ کہ ہو اخیر کلام منوط اول سے اور تقدیر یہ ہو کہ کہا جائے گا آدم علیہ السلام سے بیچ درمیان اس دن کے کہ بوڑھے ہو جائیں گے لڑکے اور جو اس کے سوائے ہے دوسرا یہ کہ بوڑھا ہونا لڑکوں کا وقت اول نفخہ کے حقیقۃً اور قول واسطے آدم علیہ السلام کے ہوگا وصف کرنا اس کا ساتھ اس کے خبر دینا اس کی شدت سے اگرچہ ہو بہو یہ چیز نہ پائی جائے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہوں معنی یہ کہ جس وقت یہ واقع ہوگا نہ فکر کرے گا کوئی مگر اپنے نفس کا یہاں تک کہ ساقط ہوگی حامل مثل اپنی سے، الخ اور منقول ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت میں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر فرضاً وہاں مرضعہ ہو تو البتہ غافل ہو جائے دودھ پلانے سے اور ذکر کیا ہے حلیمی نے اور اچھا کہا ہے اس کو قرطبی نے کہ احتمال ہے کہ زندہ کرے اللہ اس دن ہر حمل کو جس کا بدن پورا ہو چکا تھا اور اس میں روح پھونکی گئی تھی سو غافل ہوگی اس سے ماں اس وقت اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اس کے دودھ پلانے پر اس واسطے کہ نہیں ہے غذا اس وقت اور نہ دودھ او . ہر حال جس حمل میں کہ روح نہیں پھونکی گئی سو جب وہ گر پڑا تو نہیں زندہ کیا جائے گا اس واسطے کہ یہ دن دوسری بار زندہ کرنے کا ہے سو جو دنیا میں نہیں مرا وہ آخرت میں زندہ نہیں ہوگا اور یہ جو کہا کہ ہم میں سے بہشتی مرد کون ہوگا سو احتمال ہے کہ یہ استفہام حقیقت پر ہو سو حق جواب کا یہ تھا کہ کہا جاتا کہ یہ ہے وہ کہ ایک فلانا جو متصف ہو ساتھ صفت فلانی کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے عظیم جاننے اس امر کے اور واسطے معلوم کرنے ڈر کے اس سے اسی واسطے واقع ہوا ہے جواب ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ خوش رہو اور واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو مذکور ہوئی کہ جب ہم میں سے ہر

سینکڑے سے ننانوے پکڑے گئے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رونے لگے اور یہ جو فرمایا اس واسطے کہ یاجوج ماجوج میں سے ہزار دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہوگا تو مراد یہ ہے کہ یاجوج ماجوج سے نوسوننانوے ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہوگا اور کہا طیبی نے اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یاجوج ماجوج داخل ہیں عدد مذکور میں اور وعید میں جیسا کہ دلالت کرتا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھائی بہشتیوں کی اس پر کہ اس مت کے سوائے اور امتوں میں بہشتی لوگ ہیں کہا قرطبی نے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یاجوج ماجوج سے ہزار یعنی ان میں سے اور ان لوگوں میں جو ان کی مانند شرک پر تھے اور یہ جو فرمایا اور تم میں سے یعنی اپنے اصحاب میں سے اور جو ان کے مثل ایماندار ہو، میں کہتا ہوں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اشارہ ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ومنکم ان لوگوں کی طرف ہے جو مسلمان ہیں سب امتوں میں سے اور البتہ اشارہ کیا ہے اس طرف ساتھ قول اپنے کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی سوائے مسلمان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ نہیں جانتے یہ لوگ کہ اٹھائے جائیں گے ایک بڑے دن کے واسطے جس دن کھڑے ہوں گے جہان کے پروردگار کے آگے۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی نہادنے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرد نے اس سے کہا کہ مدینے والے پورا ماپتے ہیں اور کیا مانع ہے ان کو اور حالانکہ اللہ نے فرمایا ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ الآیۃ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچے گا قیامت کے ہول سے اور یہ حدیث چونکہ اس کی شرط پر نہ تھی تو اس کی طرف اشارہ کیا اور وارد کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع جو اس کے معنی میں ہے اٹھانا چیز کا جفا ہے اور ہلانا اس کا آرام سے اور مراد اس جگہ زندہ کرنا مردوں کا ہے اور نکلنا ان کا قبروں سے اور مانند اس کے سے طرف حکم قیامت کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ قَالَ الْوُصُلَاتُ فِي الدُّنْيَا

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ کٹ جائیں گے ان کے ساتھ اسباب یعنی علاقے اور پیوند کہ ملتے تھے ساتھ ان کے دنیا میں اور جوڑ رکھتے تھے ساتھ ان کے۔

فائدہ: اور کہا طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد اسباب سے رشتہ داری اور برادری ہے اور کہا طبری نے کہ سبب ہر وہ چیز ہے کہ سبب ہو طرف حاجت کے اور اسی کو بھی سبب کہا جاتا ہے اس واسطے کہ پہنچا جاتا ہے ساتھ اس کے طرف حاجت کی کہ تعلق پکڑا جاتا ہے ساتھ طرف حاجت کے۔ (فتح)

۶۰۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ قَالَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

۶۰۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے آگے یہاں تک کہ ڈوب جائے گا بعض آدمی اپنے پسینے میں آدھے کانوں تک۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہوگا ہر شخص کے واسطے پسینہ اپنے نفس سے یعنی ہر شخص اپنے پسینے میں ڈوبے گا اور اس میں ہے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے کہ ہو اس کے پسینے سے فقط یا اس کے اور غیر کے پسینے سے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو مراد پسینہ اس کا اور غیر اس کے کا سو بعض پر سخت ہوگا اور بعض پر ہلکا اور یہ سب سبب ہجوم لوگوں کے ہے اور متصل ہونے بعض کے ساتھ بعض کے یہاں تک کہ جاری ہوگا پسینہ زمین میں جیسے جاری ہوتا ہے پانی نالے میں اس کے بعد کہ پیئے گی اس سے زمین اور گھس جائے گا اس میں ستر ہاتھ تک، میں کہتا ہوں اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ جماعت آدمیوں کی جب کھڑے ہوں پانی میں جو ہموار زمین پر ہو تو پانی ان کو برابر ڈھانکے گا لیکن جب بعض دراز قد ہوں اور بعض پست قد تو ان میں تفاوت ہوتا ہے کس طرح ڈوبے گا ہر ایک اپنے پسینے میں کانوں تک اور جواب یہ ہے کہ یہ معجزہ ہے کہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور اولیٰ یہ ہے کہ ہو اشارہ ساتھ اس شخص کے کہ پانی اس کے کانوں تک پہنچے گا طرف غایت اس چیز کے کہ پہنچے گا پانی وہاں تک اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ بعض کو کانوں سے نیچے پہنچے سو روایت کی حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ قریب ہو جائے سورج زمین سے قیامت کے دن سو لوگوں کو پسینہ آئے گا سو ان میں سے بعض اپنی ایڑیوں تک پسینے میں ڈوب جائے گا اور کوئی آدھی پنڈلی تک اور کوئی گھٹنے تک اور بعض ران تک اور بعض کولہے تک اور کوئی کندھے تک اور کوئی منہ تک اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے یعنی سو اس کے منہ میں داخل ہوگا اور بعض آدمی پسینے میں ڈوب جائے گا اور اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا اور اس کے واسطے شاہد ہے نزدیک مسلم کے مقداد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور نہیں ہے وہ تمام اور اس میں ہے کہ نزدیک کیا جائے گا آفتاب قیامت کے دن خلق سے یہاں تک کہ ان سے میل کے برابر ہو جائے گا سو لوگ بقدر اپنے عملوں کے پسینے میں ہوں گے سو ان میں سے بعض شخص ایسے ہوں گے کہ اس کے دونوں گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور بعض کے کمر تک ہوگا اور بعض کو پسینہ لگا دے گا یعنی منہ میں گھس جائے گا سو یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ وہ برابر ہوں گے بیچ پہنچنے پسینے کی طرف ان کی اور متفاوت ہوں گے بیچ پہنچنے اس کے ان میں اور روایت کی ابو یعلیٰ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے آگے فرمایا کہ بقدر آدھے دن کے پچاس ہزار برس سے سو آسان ہوگا یہ مومن پر مانند لٹکنے آفتاب کے یہاں تک کہ غروب ہو۔ (فتح)

۶۰۵۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ.

۶۰۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پسینہ نکلے گا لوگوں کو قیامت کے دن یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین پر ستر گز گھس جائے گا اور لوگوں کے منہ میں داخل ہوگا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

فائدہ: آفتاب قیامت کے دن بہت پاس آجائے گا بقدر کوس کے اس کی گرمی کی شدت سے بعض کے ٹخنے تک اور بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے منہ تک پسینہ پہنچے گا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند حسن کے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ اس دن کی مصیبت سخت ہوگی یہاں تک کہ پسینہ کافر کے منہ میں داخل ہوگا کسی نے کہا اور اس دن ایماندار لوگ کہاں ہوں گے؟ کہا کہ سونے کی کرسیوں پر اور سایہ کرے گا ان پر اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن آفتاب لوگوں کے سر پر ہوگا اور ان کے عمل ان پر سایہ کریں گے اور روایت کیا ہے ابن مبارک نے اور ابن ابی شیبہ نے سلمان سے کہ قیامت کے دن سورج کو دس برس کی گرمی دی جائے گی پھر لوگوں کے چوٹیوں سے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ رہ جائے گا فرق بقدر دو کمان کے یہاں تک کہ گھس جائے پسینہ زمین میں بقدر قد آدمی کے پھر بلند ہو گا یہاں تک کہ آدمی کے منہ گھس جائے گا اور نہ ضرر کرے گی اس کی گرمی ایماندار مرد کو اور نہ ایماندار عورت کو کہا قرطبی نے اور مراد اس سے وہ شخص ہے جو کامل ایماندار ہو واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مقداد وغیرہ کی کہ وہ متفاوت ہوں گے بقدر اپنے اعمال کے اور ابو یعلی کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن پسینہ آدمی کے منہ میں گھس جائے گا یہاں تک کہ کہے گا اے رب! مجھ کو راحت دے اگرچہ آگ کی طرف ہو اور یہ حدیث مانند صریح کے ہے کہ یہ سب موقف میں ہوگا اور البتہ وارد ہوا ہے کہ جو تفصیل کہ عقبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے واقع ہوگی مثل اس کی اس شخص کے واسطے جو آگ میں داخل ہوگا سو نیز مسلم نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی کہ ان میں سے بعض کو آگ گھٹنوں تک پکڑے گی اور بعض کو کمر تک اور بعض کو گردن تک اور احتمال ہے کہ ہو آگ اس میں مجاز شدت مصیبت سے جو پیدا ہوگی اس دن پسینے سے سو دونوں حدیثوں کا مورد ایک ہوگا اور ممکن ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہو ان لوگوں کے حق میں جو داخل ہوں گے دوزخ میں اہل توحید سے اس واسطے کہ ان کا

حال عذاب کرنے میں مختلف ہوگا بقدر ان کے عملوں کے اور بہر حال کافر لوگ سو وہ بیہوشی میں ہوں گے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ ظاہر حدیث کا عام ہے سب لوگوں کو یعنی پسینہ سب کو آئے گا اور بقدر اپنے عملوں کے سب پسینے میں ڈوبے ہوں گے لیکن دلالت کرتی ہیں اور حدیثیں کہ مخصوص البعض ہے یعنی مراد اکثر لوگ ہیں اور مستثنیٰ ہیں اس سے پیغمبر لوگ اور شہید اور جن کو اللہ چاہے گا سوسخت تر پسینے میں تو کافر لوگ ہوں گے پھر کبیرے گناہوں والے پھر جو ان کے بعد ہیں اور مسلمان ان میں سے قلیل ہیں بہ نسبت کافروں کے کہا اور ظاہر یہ کہ مراد ساتھ ذراع کے حدیث میں متعارف ہے اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتوں کا ہاتھ ہے اور جو تامل کرے حالت مذکورہ میں پہچان لے گا بڑا ہوگا ہول کا بیچ اس کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ آگ محشر کی زمین کو گھیر لے گی اور قریب کیا جائے گا آفتاب سروں سے بقدر میل کے سو کس طرح ہوگی گرمی اس زمین کے اور کیا ہے وہ چیز جو تر کرے گی اس کو پسینے سے یہاں تک کہ پہنچے گا زمین میں ستر ہاتھ باجود اس کے کہ نہ پائے گا کوئی جگہ مگر بقدر اپنے قدم کے سو کس طرح ہوگی حالت ان لوگوں کی بیچ پسینے اپنے کے بیشک یہ البتہ اس قسم سے ہے کہ حیران کرتا ہے عقلوں کو اور دلالت کرتا ہے اوپر عظیم قدرت کے اور تقاضا کرتا ہے ایمان لانے کو ساتھ امور آخرت کے اور یہ کہ نہیں ہے اس میں عقل کو مجال اور نہیں اعتراض ہوسکتا ہے اس پر عقل سے اور نہ قیاس سے اور نہ عادت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا جاتا ہے اور داخل ہے تحت ایمان بالغیب کے اور جس نے اس میں توقف کیا دلالت کی اس نے اس کے خسران اور حرمان پر اور فائدہ اس کے خبر دینے کا یہ ہے کہ خبر دار ہو سامع سو شروع ہو ان اسباب میں جو اس کو ہول سے خلاص کرے اور جلدی کرے طرف توبہ کی حقوق العباد سے اور پناہ پکڑے طرف کریم وہاب کے بیچ مدد کرنے اس کے اسباب سلامتی پر اور عاجزی کرے طرف اللہ کی بیچ سلامت رکھنے اس کے ذلت اور خواری کے گھر سے اور پہنچانے اس کے کرامت کے گھر میں اپنے احسان اور کرم سے۔ (فتح)

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ ﴿الْحَاقَّةُ﴾ لِأَنَّ فِيهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُوْرِ الْحَقَّةُ وَ ﴿الْحَاقَّةُ﴾ وَاحِدٌ وَ ﴿الْقَارِعَةُ﴾ وَالْغَاشِيَةُ وَ ﴿الصَّاخَّةُ﴾ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ

باب ہے بیچ قصاص لینے قیامت کے دن اور نام رکھا جاتا ہے قیامت کا حاقہ اس واسطے کہ اس میں ثواب ہے ثابت ہونا کاموں سے یعنی بعث اور حساب وغیرہ کا جن سے کافر انکار کرتے تھے اور حقہ اور حاقہ دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں اور نام رکھا جاتا ہے قیامت کا قارعہ یعنی قارعہ بھی قیامت کا نام ہے اس واسطے کہ وہ ٹھکوے گی دلوں کو اپنے ہولوں سے اور قیامت کو غاشیہ بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ ڈھانک لے گی لوگوں کو اپنی گھبراہٹ سے

اور قیامت کو صاخہ بھی کہتے ہیں یعنی اس واسطے کہ قیامت کی سخت آواز کانوں کو دنیا کے کاموں سے بہرہ کردے گی اور آخرت کے امور ان کو سنائے گی اور تغابن کے معنی ہیں دبالینا بہشتیوں کا دوزخیوں کے حق کو۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے کہ بہشتی لوگ اتریں گے کافروں کی جگہوں میں جو ان کے واسطے تیار کی گئیں تھیں اگر وہ نیک بخت ہوتے سو بہشتیوں نے اپنے مکان بھی لیے اور دوزخیوں کے بھی لیے اور بعض نے کہا کہ قیامت کو حاقہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے واسطے بہشت کو ثابت کرے گی اور ایک قوم کے واسطے دوزخ ثابت کرے گی اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ جھگڑے گی کافروں سے جنہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ حق ہے اس میں کچھ شک نہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قیامت کے صرف یہی نام ذکر کیے ہیں اور غزالی نے قیامت کے سب ناموں کو جمع کیا ہے سو اسی تک پہنچے۔ (فتح)

۶۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَآءِ.

۶۰۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا۔

فائدہ: یعنی جو لوگوں کے درمیان دنیا میں واقع ہوئے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اول سب فیصلوں سے خونوں میں فیصلہ ہوگا اور احتمال ہے کہ تقدیر یہ ہو کہ اول اول وہ چیز کہ حکم کیا جائے گا اس میں امر کائن ہے خونوں میں اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ قیامت کے دن اول اول نماز کا حساب ہوگا روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اس واسطے کہ اول حدیث محمول ہے اس چیز پر جو متعلق ہے ساتھ معاملات خلق کے اور دوسری حدیث محمول ہے اس چیز پر جو کہ متعلق ہے ساتھ عبادت خالق کے اور وارد ہوا ہے ذکر اس روایت کا ساتھ خاص تر کے اس چیز سے کہ باب کی حدیث میں ہے اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں پہلا ہوں جو فیصلے واسطے قیامت کے دن اللہ کے آگے گھٹنوں پر کھڑا ہوں گا یعنی وہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مدعی عتبہ اور شیبہ وغیرہ جو جنگ بدر کے دن آپس میں لڑنے کے واسطے نکلے تھے کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہ انہیں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ الآیۃ اور صور کی حدیث دراز میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اول اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان خونوں میں ہوگا اور آئے گا ہر قتل کیا گیا اپنے سر کو اٹھائے ہوئے سو کہے گا اے رب میرے! اس سے پوچھ کس سبب سے اس نے مجھ کو قتل کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ آئے گا قیامت کے دن قتل کیا گیا

اپنے سر کو اپنے ایک ہاتھ سے لٹکائے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کے گلے میں چادر ڈالے اس کی رگیں خون سے جوش مارتی ہوں گی یہاں تک کہ اللہ کے آگے کھڑا ہوگا بہر حال کیفیت قصاص کی اس چیز میں کہ اس کے سوائے ہے سو معلوم کی جاتی دوسری حدیث سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن حساب میں اول ہوں گے اور اس حدیث میں عظیم ہونا امر خون کا ہے اس واسطے کہ شروع اہم چیز سے ہوتا ہے اور گناہ بڑا ہوتا ہے بقدر بڑے ہونے مفسدے کے جتنا مفسدہ بڑا ہوا اتنا گناہ بڑا اور ضائع کرنا مصلحت کا اور معدوم کرنا آدمی کے بدن کا غایت سے بیچ اس کے یعنی اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ تغلیظ امر خون کے بہت آیتیں اور حدیثیں کہ ان میں سے بعض دیت کے اول میں آئیں گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٦٠٥٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيْهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ.

٦٠٥٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کچھ ظلم ہوا اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا یا کسی اور چیز کا یعنی جان مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لے اس واسطے کہ وہاں یعنی قیامت میں نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ اس سے پہلے کہ اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دلائے جائیں اور اگر ظالم کے کچھ بھی نیک عمل نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر ڈالے جائیں گے۔

فائدہ: گناہ دو قسم کے ہیں اللہ کے گناہ اور بندوں کے گناہ سو اللہ کے گناہ تو توبہ کرنے سے یا اس کے فضل سے معاف ہو سکتے ہیں اور جو بندوں کے گناہ ہیں وہ بے ان کے بخشے معاف نہیں ہوتے تو جس کو قیامت کا ڈر ہو اس کو لازم ہے کہ جس کا کچھ قصور کیا ہو اس سے معاف کرا لے خواہ منت عاجزی کر کے خواہ روپیہ پیسا دے کے اگر کسی کا گھر باغ چھین لیا ہو یا کسی کی چوری کی ہو رشوت لی ہو دغا بازی سے کسی کا مال دبایا ہو تو اس کو پھیر دے اور اگر کسی کو مارا کوٹا ہو بے عزت کیا ہو تو اس کو جس طرح ہو سکے راضی کر کے زندگی کو غنیمت جانے کہ ابھی اس کا علاج ممکن ہے قیامت میں اس کی کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی وہاں نہ مال ہوگا نہ اسباب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جو مر گیا اور اس پر اشرف اور روپیہ ہو تو اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دلائے جائیں گے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور مراد ساتھ حسنات کے ثواب ہے اوپر ان کے اور مراد ساتھ گناہوں کے عذاب ہے اوپر ان کے اور مشکل جانا گیا ہے دینا ثواب کا اور حالانکہ اس کی کچھ حد نہیں ہے بیچ مقابلے عذاب کے اور حالانکہ اس کی حد ہے اور جواب دیا

گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ دیا جائے گا حق دار کو اصل ثواب سے بقدر اس چیز کے کہ برابر ہو عذاب گناہ کے اور جو اس پر زیادہ ہو اللہ کے فضل سے وہ اصل مالک کے واسطے باقی رہے گا کہا بیہقی نے کہ اہل سنت کے اصول پر مسلمان کے گناہوں کا بدلہ متناہی ہے یعنی اس کے واسطے ایک حد اور انتہا ہے اس سے آگے نہیں اور اس کے نیک عملوں کے ثواب کی کوئی حد نہیں اس واسطے کہ ان کا ثواب بہشت میں ہمیشہ رہنا ہے سو وجہ حدیث کی میرے نزدیک اور اللہ خوب جانتا ہے یہ ہے کہ گنہگار مومن کے مدعیوں کو اس کے نیک عملوں کا ثواب دیا جائے گا جو اس کے گناہوں کے عذاب کے برابر ہو سو اگر اس کی نیکیاں تمام ہوئیں تو اس کے مدعیوں کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں گے پھر اس کو عذاب ہو گا اگر نہ معاف کیا جائے اس سے سو جب ختم ہو جائے گی سزا ان گناہوں کی تو داخل کیا جائے گا بہشت میں بسبب اس چیز کے کہ لکھی گئی ہے اس کے واسطے ہمیشہ رہنے سے بہشت میں سبب ایمان اس کے اور نہ دیئے جائیں گے مدعی اس کے جو زیادہ ہو ثواب اس کی نیکیوں کے سے اس چیز پر جو مقابل ہے اس کے گناہوں کے سزا کے اور مراد زیادتی سے وہ چیز ہے جو دگنی ہوتی ہے اس کے نیک عملوں کے ثواب سے اس واسطے کہ یہ اللہ کا فضل ہے خاص کرے گا ساتھ اس کے اس کو جو پائے گا قیامت کے دن کو ایمان سے ، واللہ اعلم اور کہا حمیدی نے کتاب الموازنہ میں کہ لوگ تین قسم کے ہیں ایک وہ شخص ہے جس کی نیکیاں اس کی بدیوں سے راجح ہوں یا بالعکس یا جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں سو پہلا شخص فائز ہے ساتھ نص قرآن کے اور بدلہ لیا جائے گا دوسرے سے بقدر اس چیز کے کہ زیادہ ہو اس کے گناہوں سے اس کی نیکیوں پر فتحہ سے آخر اس شخص تک کہ نکلے گا آگ سے بقدر قلیل ہونے بدی اس کی کے اور بہت ہونے اس کے اور تیسری قسم اصحاب اعراف ہیں اور کہا اور حق یہ ہے کہ جن کی بدیاں نیکیوں سے راجح ہوں گی وہ لوگ دو قسم پر ہیں ایک قسم وہ لوگ ہیں جن کو عذاب ہو گا پھر شفاعت کے ساتھ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن کے گناہ معاف کیے جائیں گے سو ان کو بالکل عذاب نہ ہو گا اور نیز ابونعیم کے نزدیک ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ آدمی کا کہ قیامت کے دن آدمی کا پکڑ کے آدمیوں کے سر پر کھڑا کیا جائے گا اور پکارے گا پکارنے والا کہ یہ فلانا ہے بیٹا فلانے کا سو جس کا کوئی حق ہو تو چاہیے کہ آئے سو لوگ آئیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ان لوگوں کا حق دے تو وہ کہے گا اے رب! دنیا فنا ہوئی سو میں ان کو کہاں سے دوں تو اللہ فرمائے گا فرشتوں سے کہ اس کے نیک عمل لو سو ہر آدمی کو دو بقدر اس کے حق کے سو اگر وہ نجات پانے والا ہو گا اور اس کی نیکیوں سے رائی کے دانے کے برابر زیادہ نیکی ہو گی تو اللہ اس کو بڑھائے گا یہاں تک کہ اس کو اس کے سبب سے بہشت میں داخل کرے گا اور ابن ابی الدنیا کے نزدیک حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن میزان تولنے والے جبریل علیہ السلام ہوں گے وارد ہوں گے بعض بعض پر اور نہ اس روز سونا ہو گا نہ چاندی سو ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوم کر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں

گے اور روایت کی احمد اور حاکم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہ کوئی بہشتی بہشت میں داخل ہوگا اور نہ کوئی دوزخی دوزخ میں کہ اس کے نزدیک کسی کا ظلم ہو یہاں تک کہ اس سے اس کا بدلہ لیا جائے یہاں تک کہ طمانچہ کا بدلہ بھی لیا جائے گا ہم نے کہا یا حضرت! کس طرح ہوگا یہ اور حالانکہ حشر ہوگا ہمارا ننگے پاؤں ننگے بدن فرمایا کہ ساتھ نیکیوں کے اور بدیوں کے اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ آگے بڑھے گا مجھ سے آج ظلم کسی ظالم کا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے اور باب کی حدیث میں دلالت ہے اوپر ضعیف ہونے اس حدیث کے جو روایت کی ہے مسلم نے غیلان کی روایت سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ لائیں کچھ مسلمان لوگ اپنے گناہ پہاڑوں کے برابر اللہ ان گناہوں کو ان سے معاف کر دے گا اور ان گناہوں کو یہود اور نصاریٰ پر رکھ دے گا سو البتہ ضعیف کہا ہے اس کو بیہقی نے اور کہا کہ نہیں عذاب ہوگا کافر کو غیر کے گناہوں سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ اور البتہ روایت کی اصل حدیث مسلم نے اور طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور کہے گا کہ یہ ہے بدلہ تیرا آگ سے کہا بیہقی نے اور باوجود اس کے پس ضعیف کہا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا کہ حدیث شفاعت کی اصح ہے کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ ہو ذرا ان لوگوں کے واسطے ان کے گناہ ان سے اتارے گئے ان کی زندگی میں اور حدیث شفاعت کی ان لوگوں کے حق میں جن کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوا اور احتمال ہے کہ ہو یہ قول ان کے واسطے فدا میں بعد نکلنے ان کے دوزخ سے ساتھ شفاعت کے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فدا مجاز اس چیز سے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو بہشت اور دوزخ کی صفت میں آتی ہے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر یہ کہ دکھلایا جاتا ہے ٹھکانا اپنا دوزخ سے اگر بدعمل کرتا تا کہ زیادہ شکر کرے اور اس میں ہے اس کے مقابل میں تا کہ ہو اس پر حسرت سو ہوگی مراد فدا سے اتارنا مسلمان کا کافر کے ٹھکانے میں بہشت سے جو کافر کے واسطے تیار کیا گیا تھا اتارنا کافر کا مسلمان کے ٹھکانے میں جو اس کے واسطے تیار کیا گیا تھا اور ساتھ اس کے جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر کا تابع ہو کر اور غیلان کی روایت کو بھی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تاویل کیا ہے ساتھ اس کے کہ اللہ مسلمانوں کے ان گناہوں کو بخش دے گا سو جب ان سے گناہ ساقط ہو جائیں گے تو اللہ یہود اور نصاریٰ پر رکھ دے گا مثل ان کی بسبب کفران کے سو ان کو عذاب ہوگا اپنے گناہوں کے سبب سے نہ مسلمانوں کے گناہوں سے اور یہ جو فرمایا کہ رکھ دے گا یعنی رکھ دے گا مثل ان گناہوں کی اس واسطے کہ جب مسلمانوں سے ان کے گناہ ساقط ہوئے اور کافروں پر ان کے گناہ باقی رہے تو گویا ہو گئے اس شخص کے معنی میں جس نے دونوں فریق کے گناہ اٹھائے واسطے ہونے ان کے کہ تنہا ہوئے ساتھ اٹھانے باقی گناہ کے اور وہ گناہ ان کا ہے اور احتمال ہے کہ ہوں مراد وہ گناہ جن کا سبب کافر لوگ ہوئے بایں طور کہ انہوں نے ان کی راہ نکالی سو جب مسلمانوں کے گناہ بخشے گئے تو باقی رہے گناہ اس

شخص کے جس نے یہ بدطریقہ نکالا تھا اس واسطے کہ کافر نہیں بخشا جاتا سو ہوگی مراد رکھنے گناہ کے سے باقی رکھنا اس گناہ کا کہ لاحق ہوا کافر کو بسبب اس چیز کے کہ اول اس نے اس بدعمل کی رسم نکالی اور اتارنے اس کے مومن سے جس نے اس کو کیا بسبب اس چیز کے کہ احسان کیا اس پر اللہ نے معاف کرنے سے اور شفاعت سے برابر ہے کہ ہو یہ پہلے داخل ہونے سے آگ میں یا بعد داخل ہونے اس کے اور نکلنے کے اس سے ساتھ شفاعت کے اور یہ دوسرا احتمال قوی تر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٠٥٤۔ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِّنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ أَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا.

٦٠٥٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلاصی پائیں گے ایماندار لوگ دوزخ سے تو پھر روکے جائیں گے اس پل پر جو دوزخ اور بہشت کے درمیان ہے تو وہاں بدلہ لیا جائے گا بعض کا بعض سے ان حق تلفیوں اور ظلموں کا جو ان کے درمیان دنیا میں ہوئے تھے یہاں تک کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے تو ان کو حکم ہوگا بہشت میں داخل ہونے کا سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ ان میں سے ہر ایک شخص اپنے بہشت کے مکان کو اپنے دنیا کے مقام سے زیادہ تر واقف اور پہچاننے والا ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث میں وہ ایماندار مراد ہیں جو دوزخ پر ہو کر نکلے مگر دوزخ میں نہیں پڑے اور حق العباد سے درمیان میں روکے گئے پھر جب عذاب سے حق تلفی اور ظلموں کا بدلہ پائیں گے اور حق دار راضی ہو جائیں گے تب بہشت میں داخل ہوں گے کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں وہ ایماندار مراد ہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ قصاص ان کی نیکیوں کو نہ کم کرے گا، میں کہتا ہوں اور شاید اعراف والے بھی انہیں میں سے ہیں راجح قول پر اور اس سے دو قسم کے ایماندار نکلے ایک وہ جو بہشت میں داخل ہوں گے بغیر حساب کے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کو ان کا عمل ہلاک کرے گا اور آئندہ آئے گا کہ صراط ایک پل ہے رکھا گیا دوزخ کی پشت پر اور بہشت اس کے بعد ہے سو گزریں گے اس پر لوگ بقدر اپنے عملوں کے سو بعض نجات پائے گا اور وہ شخص وہ ہے جس کی نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہوں گی یا برابر ہوں گی یا اللہ اس کو معاف کرے گا اور بعض اس میں گر پڑے گا اور وہ شخص وہ ہے جس کی

بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہوں گی مگر جس سے اللہ معاف کرے اور جو موحدین سے اس میں گرے گا عذاب کرے گا اس کو اللہ جتنا چاہے گا پھر نکالا جائے گا ساتھ شفاعت وغیرہ کے اور جو اس سے نجات پائے گا کبھی اس پر حقوق العباد ہوں گے اور اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی جو حقوق العباد کے برابر ہوں گی یا زیادہ سو بقدر حقوق العباد کے اس کی نیکیاں لی جائیں گی تو ان سے خلاص ہوگا اور اختلاف ہے قنطرہ میں جو مذکور ہے اس حدیث میں سو بعض نے کہا کہ وہ تتمہ ہے صراط کا اور وہ اس کی طرف ہے جو بہشت سے ملی ہوئی ہے اور بعض نے کہا کہ دو پل ہیں اور یہ جو کہا کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے یعنی حقوق العباد سے اور اصل حدیث کے واسطے شاہد ہے حسن کی مرسل حدیث سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے اس سے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روکے جائیں گے بہشتی اس کے بعد کہ گزریں گے پل صراط سے یہاں تک کہ لیے جائیں گے واسطے بعض کے ان کے بعض سے ظلم ان کے یعنی جو ایک نے دوسرے پر کیے تھے دنیا میں اور داخل ہوں گے بہشت میں اور حالانکہ نہ ہوگا بعض کے دل میں کینہ واسطے بعض کے کہا قرطبی نے کہ واقع ہوا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ فرشتے ان کو دائیں بائیں طرف بہشت کی راہ بتلائیں گے اور یہ محمول ہے ان لوگوں کے حق میں جو پل پر نہ روکے جائیں گے یا محمول ہے کام سب لوگوں کے حق میں اور مراد یہ ہے کہ فرشتے ان سے یہ کہیں گے پہلے داخل ہونے سے بہشت میں سو جو بہشت میں داخل ہوگا وہ اس میں اپنے مکان کو اس طرح پہچان لے گا جس طرح دنیا میں اپنے مکان کو پہچانتا تھا اور میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو یہ قول بعد داخل ہونے کے اس میں واسطے مبالغہ کرنے کے ان کی بشارت اور تکریم میں اور مانند اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ﴾ الآیۃ یعنی راہ دکھلائے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان کے سبب سے طرف راہ بہشت کی سو ﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ﴾ آخر تک بیان اور تفسیر ہے اس واسطے کہ تمسک ساتھ سبب سعادت کے مثل پہنچنے کی ہے اس کی طرف۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

جس کا حساب نہایت سخت ہوا اس پر عذاب ہوا

فائدہ: مراد ساتھ مناقشہ کے نہایت کرنا ہے حساب میں اور مطالبہ کرنا ہے بڑی اور حقیر چیز کا اور ترک کرنا مسامحت کا۔

٦٠٥٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ قَالَ ذٰلِكِ الْعَرْضُ.

٦٠٥٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے حساب میں نہایت مطالبہ ہوا اس پر عذاب ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا حضرت! کیا اللہ نہیں فرماتا کہ جن لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان سے آسان حساب ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ عرض ہے۔

فائدہ: یعنی نیکوں کو ان کے نامہ اعمال فقط دکھلانے جائیں گے ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا اور احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا اپنی بعض نماز میں فرماتے تھے الٰہی! میرا حساب آسان کرنا پھر جب نماز سے پھرے تو میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے حساب آسان؟ فرمایا کہ اپنا نامہ اعمال دیکھے گا سو اللہ اس سے معاف کر دے گا، اے عائشہ! جس کا حساب اس دن سخت ہوگا وہ ہلاک ہوگا۔ (فتح)

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ وَأَيُّوبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٦٠٥٦۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُذِّبَ.

٦٠٥٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو قیامت کے دن مگر کہ ہلاک ہو جائے گا تو میں نے کہا یا حضرت! کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ جن لوگوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان کا حساب آسان ہوگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ عرض ہے یعنی نیکوں کو صرف نامہ اعمال دکھلائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہ ہوگی کہ یہ کام کیوں کیا اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب قیامت کے دن سخت ہو مگر کہ اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: ان دونوں جملوں کے معنی ایک ہیں اس واسطے کہ مراد محاسبہ سے تحریر کرنا حساب کا ہے پس مستلزم ہوگا مناقشہ کو

اور جس پر عذاب ہوا وہ ہلاک ہوا اور کہا قرطبی نے مفہم میں قول اس کا حوسب یعنی حساب نہایت کا وقولہ عذب یعنی اس کو عذاب ہوگا آگ میں سزا ان گناہوں کی جو اس کے حساب سے ظاہر ہوئے وقولہ ھلک یعنی ہلاک ہوا ساتھ عذاب کرنے کے آگ میں اور تمسک کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ ظاہر لفظ حساب کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے قلیل اور کثیر کو کہا قرطبی نے یہ جو کہا انما ذلك العرض یعنی جو حساب کہ مذکور ہے آیت میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ یہ ہے کہ ایماندار کو اس کے اعمال دکھلائے جائیں گے تاکہ پہنچے اللہ کے احسان کو اوپر اپنے کہ اللہ نے اس کے بد اعمال کو دنیا میں چھپایا اور آخرت میں اس کو معاف کیا جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے نجوی میں کہا عیاض نے کہ عذب کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نفس مناقشہ حساب کا اور دکھلانا گناہوں کا اور واقف کرنا اوپر قبیح اس چیز کے کہ پہلے گزری اور توبیخ عذاب کرنا ہے اور دوسری یہ کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف استحقاق عذاب کے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی نیکی واسطے بندے کے مگر اللہ کے نزدیک ہے واسطے قدرت دینے اللہ کے اوپر اس کے اور انعام کرنے اس کے اوپر اس کے ساتھ اس کے اور ہدایت کرنے اس کے اوپر اس کے اور اس واسطے کہ خالص اس کی رضا مندی کے واسطے قلیل ہے اور تائید کرتا ہے اس دوسرے معنی کو قول اس کا دوسری روایت میں کہ ہلاک ہوا کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دوسری تاویل ہی صحیح ہے اس واسطے کہ تقصیر غالب ہے لوگوں پر جس کے حساب میں نہایت پرسش ہوگی اور آسانی کی جائے گی وہ ہلاک ہوگا اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ معارضہ کی یہ ہے کہ لفظ حدیث کا عام ہے بیچ عذاب کرنے ہر اس شخص کے جو حساب کیا جائے اور لفظ آیت کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ بعض پر عذاب نہ ہوگا اور طریق تطبیق کا یہ ہے کہ مراد ساتھ حساب کے آیت میں عرض ہے اور وہ کھولنا عملوں کا ہے اور ظاہر کرنا ان کا سو گناہوں والا اپنے گناہوں کو پہچانے گا پھر اللہ اس سے معاف کرے گا اور تائید کرتی تھی اس کی جو روایت کی طبری وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حساب یسیر کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے گناہ پیش کیے جائیں گے پھر اس سے معاف کیے جائیں گے اور مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جائے گا مرد قیامت کے دن سو کہا جائے گا کہ اس کے صغیرے گناہ اس کے سامنے لاؤ اور روایت کی ابن ابی حاتم اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جس شخص کی نیکیاں اس کی بدیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی ہے وہ مرد جو داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوئیں تو یہی ہے وہ مرد جس کا حساب آسان ہوگا پھر بہشت میں داخل ہوگا اور جس کی بدیاں نیکیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شفاعت اس کی مثل میں ہے اور داخل ہے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو سرگوشی میں ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مظالم میں اور توحید وغیرہ میں اور اس میں ہے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنے رب سے قریب ہوگا یہاں تک کہ اللہ اس کو اپنے پردہ رحمت سے چھپائے گا پھر فرمائے گا کہ تو نے ایسا ایسا عمل کیا

تھا؟ بندہ کہے گا ہاں! سواللہ اس سے اقرار کروائے گا پھر اللہ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرا عیب چھپایا تھا اور میں تجھ کو آج تیرے گناہ بخشتا ہوں اور البتہ آئی ہے عرض کی کیفیت میں وہ چیز جو روایت کی ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ قیامت کے دن لوگ تین بار پیش ہوں گے سو دو پیشیوں میں تو جدال اور عذاب ہوں گے اور اس وقت اوڑیں گے نامہ اعمال ہاتھوں میں سو بعض دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور بعض بائیں ہاتھ سے کہا حکیم ترمذی نے کہ جدال تو کافروں کے واسطے ہوگا اس واسطے کہ وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتے سو گمان کریں گے کہ جب وہ جھگڑیں گے تو نجات پائیں گے اور معذرت عذر کرنا ہے اللہ کا آدم علیہ السلام اور اپنے پیغمبروں کے واسطے ساتھ قائم کرنے حجت کے اپنے دشمنوں پر اور تیسرا پیش ہونا ایمانداروں کا ہے اور وہ عرض اکبر ہے۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ کوئی مرد ایسا نہیں جس کا حساب ہو قیامت کے دن مگر کہ بہشت میں داخل ہوگا اور ظاہر اس کا معارض ہے اس حدیث کو جو باب میں ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں حدیثیں ایماندار کے حق میں ہیں اور نہیں ہے منافات درمیان عذاب کرنے کے اور داخل ہونے کے بہشت میں اس واسطے کہ موحد ایماندار اگرچہ حکم کیا گیا ہو اس پر ساتھ عذاب کرنے کے لیکن ضروری ہے کہ نکالا جائے دوزخ سے ساتھ شفاعت کے یا عموم رحمت کے۔ (فتح)

۶۰۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

۶۰۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لایا جائے گا کافر قیامت کے دن تو اس سے کہا جائے گا بھلا بتلا تو اگر تیری ملکیت میں زمین کے برابر سونا ہو تو کیا عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! تو اس سے کہا جائے گا کہ البتہ تجھ سے تو اس سے بھی آسان تر چیز مانگی گئی تھی۔

فائدہ: یعنی دنیا میں تجھ سے تو صرف ایمان کی خواہش اور شرک نہ کرنے کی فرمائش تھی تجھ سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا آج دنیا بھر سونا دینے کو تیار ہے اور ایک روایت میں صریح آیا ہے کہ اللہ اس کو خود فرمائے گا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ ادنیٰ دوزخی سے فرمائے گا قیامت کے دن کہ اگر زمین کے برابر تیرے پاس کچھ چیز ہو تو کیا تو اس کو عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا ہاں! اور ظاہر سیاق اس حدیث کا یہ ہے کہ واقع ہو گا یہ کافر کے واسطے اس کے بعد کہ داخل ہو گا دوزخ میں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ارادہ کیا تھا تجھ سے اس چیز کا جو اس سے آسان تر ہے اور حالانکہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا یہ کہ کسی چیز کو میرے ساتھ شرک نہ ٹھہرانا سو تو نے نہ مانا مگر یہ کہ تو میرا شریک ٹھہرائے سو حکم کیا جائے گا اس کے ساتھ آگ کی طرف، کہا عیاض نے یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف کہ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ الآیۃ سو یہی ہے وہ عہد میثاق جو اللہ نے ان سے لیا آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں سو جس نے وفا کیا ساتھ اس عہد کے بعد وجود اپنے کے دنیا میں تو وہ ایماندار ہے اور جس نے اس کے ساتھ وفا نہ کیا تو وہ کافر ہے سو مراد حدیث کی یہ ہے کہ ارادہ کیا میں نے تجھ سے جب کہ میں نے تجھ سے عہد لیا سو تو نے انکار کیا جب کہ تو دنیا کی طرف نکلا مگر شرک کا اور احتمال ہے کہ مراد ارادہ سے اس جگہ طلب ہو یعنی میں نے تجھ کو حکم کیا سو تو نے نہ کیا اس واسطے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہیں ہوتا ہے اس کے ملک میں مگر جو ارادہ کرے اعتراض کیا ہے بعض معتزلہ نے ساتھ اس کے کہ کس طرح صحیح ہے کہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جس کا ارادہ نہ کرے اور جواب یہ ہے کہ یہ نہ منع ہے نہ محال اور کہا مازری نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے مومن کے ایمان کا اور کافر کے کفر کا اور اگر ارادہ کرتا کافر سے ایمان کا تو کافر ایمان لاتا یعنی اگر مقدر کرتا اس کے واسطے تو واقع ہوتا اور کہا معتزلوں نے کہ بلکہ مراد اللہ کی سب سے ایمان ہے یعنی اللہ کا ارادہ تو یہی تھا کہ سب آدمی ایمان لائیں لیکن مومن نے حکم قبول کیا اور کافر باز رہا سو حمل کیا ہے انہوں نے غائب کو حاضر پر اس واسطے کہ انہوں نے دیکھا کہ ارادہ کرنے والا شر کا شریر ہے اور کفر بھی شر ہے سو نہیں ہے صحیح کہ اللہ کفر کا ارادہ کرے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے اس سے کہ شر مخلوقین کے حق میں شر ہے اور بہر حال خالق کے حق میں سو وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ شر کا شر ہے واسطے منع کرنے اللہ تعالیٰ کے اس سے اور اللہ تعالیٰ سے اوپر کوئی نہیں جو اس کو حکم کرے سو نہیں صحیح ہے کہ اس کے ارادہ کو مخلوق کے ارادے پر قیاس کیا جائے اور نیز پس ارادہ کرنے والا واسطے کسی فعل کے جب کہ نہ حاصل ہو جو ارادہ کیا ہو تو یہ خبر دیتا ہے ساتھ عجز اور ضعف اس کے اور اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا جاتا ساتھ عجز اور ضعف کے سو اگر ارادہ کرتا ایمان کا کافر سے اور وہ ایمان نہ لاتا تو یہ دلیل ہوتی اس کے عجز کی اور اللہ بلند ہے اس سے اور تمسک کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اور جواب اس سے پہلے گزرا اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾ اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ عام مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ مقدر کیا ہے اللہ نے اس کے واسطے ایمان بنا بر اس کے پس عبادہ سے مراد فرشتے اور ایماندار آدمی اور جن ہیں اور بعض نے کہا کہ ارادہ غیر رضا کا ہے اور معنی اس

کے یہ ہیں کہ ان کو اس پر ثواب نہ دے گا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں راضی ہوتا اس سے دین مشروع کو ان کے واسطے اور بعض نے کہا کہ رضا صفت ہے سوائے ارادے کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول اللہ کا کہ تو جھوٹا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہم تجھ کو دنیا کی طرف پھر بھیجیں تو البتہ تو اس کا بدلہ نہ دے گا اس واسطے کہ تجھ سے آسان تر چیز مانگی گئی تھی سو تو نے نہ مانا اور ہوں گے یہ معنی موافق اس آیت کے ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ﴾ اور ساتھ اس کے جمع ہوں گے معنی حدیث کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ﴾ اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جواز قول آدمی کا ہے کہ اللہ فرماتا ہے یعنی ایسا کہنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو مکروہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے کہ کہے قال اللہ اور یہ کہنا جائز نہیں یقول اللہ اور یہ قول شاذ ہے مخالف ہے واسطے اقوال علماء سلف اور خلف کے اور دلالت کرتی ہیں اس پر حدیثیں اور اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ﴾۔ (فتح)

۶۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا قُدَّامَهٗ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

۶۰۵۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اللہ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا یعنی بلا واسطہ کلام کرے گا پھر نظر کرے گا بندہ سو نہ دیکھے گا اپنے آگے کچھ چیز پھر نظر کرے گا اپنے آگے تو سامنے ہوگی اس کو آگ یعنی دوزخ اس کے منہ کے سامنے ہوگی سو تم میں سے جو دوزخ سے بچ سکے تو چاہیے کہ بچے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر نظر کرے گا بندہ اپنی دائیں طرف سو نہ دیکھے گا مگر اپنے اعمال جو آگے کر چکا اور نظر کرے گا اپنی بائیں طرف تو نہ دیکھے گا مگر اعمال جو آگے کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے اور دائیں بائیں دیکھنا بطور مثل کے ہے اس واسطے کہ دستور ہے کہ جب آدمی کو کسی بات کا فکر ہوتا ہے تو دائیں بائیں دیکھتا ہے فریاد رس طلب کرتا ہے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ سبب دائیں بائیں دیکھنے کا یہ ہو کہ وہ اُمید رکھتا ہو کہ کوئی راہ پائے جس میں چلے تاکہ حاصل ہو اس کے واسطے نجات آگ سے سو نہ دیکھے گا کوئی چیز مگر جو اس کو دوزخ کی طرف پہنچائے اور یہ جو فرمایا کہ آگ اس کے منہ کے سامنے ہوگی تو اس کا سبب یہ ہے کہ آگ اس کی راہ میں ہوگی سو نہ ممکن ہوگا کہ اس سے نجات پائے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کو کوئی چارہ پل صراط پر گزرنے سے۔ (فتح)

قَالَ الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو دوزخ سے پھر اعراض کیا اور دوزخ سے ڈرایا پھر فرمایا کہ بچو دوزخ سے پھر آگ سے اعراض کیا اور اس سے ڈرایا تین بار یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کو دیکھتے ہیں پھر فرمایا کہ بچو دوزخ سے اگرچہ کھجور کی پھانک ہی دے کر سہی پھر جس کو آدھی کھجور بھی نہ ملے تو نیک بات کہنے کے سبب سے بچے۔

فائدہ: یعنی اللہ کی راہ میں دینا اگرچہ تھوڑا ہو دوزخ سے بچاتا ہے اور اگر دینے کا کچھ بھی مقدور نہ ہو تو نیک بات سے کسی مسلمان کے دل کو خوش کر دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیرات کو دوزخ کے بچانے کی بڑی تاثیر ہے اور اشاح کے یہ معنی بھی ہیں کہ آگ سے منہ پھیرا اور اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے کہا ابن ابی جمرہ نے اس حدیث میں کہ آخرت میں اللہ بندوں سے کلام کرے گا بغیر واسطہ کے اس میں رغبت دلانا ہے اوپر صدقہ کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر قبول ہونے خیرات کے اور اگرچہ کم ہو اور مقید کیا گیا ہے صدقہ اور حدیث میں ساتھ حلال کے اور کسب طیب کے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تھوڑی خیرات وغیرہ کو کم اور حقیر نہ جانے اور اس میں حجت ہے اہل زہد کے واسطے جہاں انہوں نے کہا کہ التفات کرنے والا ہلاک ہونے والا ہے لیا جاتا ہے یہ اس سے کہ دائیں بائیں دیکھنے میں صورت التفات کے واسطے جب اس نے اپنے آگے نظر کی تو اس کے منہ کے سامنے آگ ہوئی اور اس میں دلیل ہے اوپر قریب ہونے آگ کے اہل موقف سے اور روایت کی بیہقی نے بعث میں مرسل ہے کہ جیسے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں تم کو مکان عالی میں گھٹنوں پر دوزخ سے ورے اور حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بلند ٹیلے پر ہوگی یعنی بہ نسبت اور امتوں کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پوشیدہ ہونا اللہ کا اپنے بندوں سے نہیں ہے ساتھ پردے اور آڑ حسی کے بلکہ ساتھ امر معنوی کے جو متعلق ہے ساتھ قدرت اس کی کے لیا جاتا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ پھر نظر کرے گا بندہ سو نہ دیکھے گا اپنے آگے کچھ چیز کہا ابن ابی ہبیرہ نے کہ مراد ساتھ کلمہ طیب کے اس جگہ وہ چیز ہے جو دلالت کرے ہدایت پر یا صلح کرے درمیان دو آدمیوں کے یا جدائی کرے درمیان دو جھگڑنے والوں کے یا آسان کرے مشکل کو یا کھولے غامض کو یا دفع کرے مفسد کو یا بجھائے غصے کو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ زیادہ تر دانا ہے۔ (فتح)

بَابٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

داخل ہوں گے بہشت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سوائے اس تقسیم کے شامل ہے اس کو آیت جس کی طرف اگلے باب میں اشارہ ہوا اور امر ہے اور یہ مکلفین میں سے بعض وہ لوگ ہیں جن کا بالکل حساب نہیں ہوگا اور بعض وہ لوگ ہیں کہ ان کا حساب آسان ہوگا اور بعض وہ لوگ ہیں جن کا حساب سخت ہوگا۔ (فتح)

۶۰۵۹۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ ح قَالَ أَبُوْ عَبْد اللهِ و حَدَّثَنِي أَسِيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ هٰؤُلَاءِ أُمَّتِي قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَثِيرٌ قَالَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوْا لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

۶۰۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو ایک پیغمبر گزرا اس کے ساتھ ایک گروہ تھا اور بعض پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ بارہ تیرہ لوگ تھے اور بعض پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ دس آدمی تھے اور بعض پیغمبر گزرا اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور بعض پیغمبر اکیلا ہے اور اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا پھر میں نے دیکھا سو اچانک ایک بڑی جماعت ہے سو میں نے کہا اے جبریل! یہ لوگ میری امت ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا نہیں لیکن تو آسمان کے کناروں کی طرف دیکھ سو میں نے دیکھا کہ ایک بڑا جھنڈ ہے یعنی جس نے آسمان کا کنارہ بھرا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ تیری امت ہیں اور یہ ستر ہزار جو آگے ہیں نہ ان پر حساب ہے نہ عذاب میں نے کہا اس کا کیا سبب ہے کہ ان پر حساب ہے نہ عذاب؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ نہ بیماری میں بدن کو داغتے تھے نہ جھاڑ پھونک کرتے تھے اور نہ شگون بد لیتے تھے اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے تھے سو عکاشہ رضی اللہ عنہ آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں سے کر پھر اور مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تجھ سے پہلے لیا۔

فائدہ: نسائی اور ترمذی میں ہے کہ یہ واقعہ معراج کی رات کا ہے سو اگر یہ رات محفوظ ہو تو اس میں قوت ہے اس

شخص کے قول جو قائل ہے کہ معراج کئی بار واقع ہوئی اور حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ جو معراج کہ مدینے میں واقع ہوئی تھی نہیں اس میں وہ چیز کہ مکے کے معراج میں واقع ہوئی یعنی آسمانوں کا کھلنا اور پیغمبروں سے ہر آسمان میں ملنا اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تکرار کرنا تخفیف نمازوں کی طلب میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکرر ہوئے بہت احکام سوائے اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا سو ان میں سے بعض کو مکے میں دیکھا اور بعض کو مدینے میں اور اکثر خواب میں اور یہ جو فرمایا کہ بعض پیغمبر کے ساتھ دس آدمی تھے، الخ تو حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ پیغمبر لوگ متفاوت تھے اپنے تابعداروں کی گنتی میں اور سواد ضد ہے بیاض کی اور وہ شخص وہ ہے کہ دیکھا جاتا ہے دور سے اور وصف کیا اس کو ساتھ کثیر کے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ لفظ کے جنس ہے نہ واحد اور مشکل جانا ہے اسماعیلی نے اس حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو نہ پہچانا یہاں تک کہ گمان کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! قیامت کے دن کس طرح پہچانے گے آپ ان لوگوں کو اپنی امت جس کو آپ نے نہیں دیکھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ پانچ کلیان ہوں گے وضو کے نشان سے کہ ان کے سوائے کسی کو یہ نشان نہ ہوگا اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جن لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کے کناروں میں دیکھا تھا نہ معلوم ہوتی تھی اس سے کوئی چیز مگر کثرت بغیر تمیز کسی خاص شخص کے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی امت کو پہچانیں گے تو یہ محمول ہے ان پر جب کہ آپ سے قریب ہوں گے جیسے ایک شخص دوسرے شخص کو دور سے دیکھتا ہے اور اس سے کلام کرتا ہے اور نہیں پہچانتا کہ وہ اس کا بھائی ہے پھر جب قریب ہوتا ہے تو اس کو پہچان لیتا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ واقع ہوگا یہ وقت وارد ہونے لوگوں کے حوض کوثر پر اور البتہ انکار کیا ہے شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے اس روایت سے سو کہا اس نے کہ یہ اس کے راوی کی غلطی ہے اس واسطے کہ منتر پڑھنے والا نیکی کرتا ہے طرف اس کی جو کو جھاڑ پھونک کرتا ہے سو کس طرح اس کا ترک کرنا مطلوب ہوگا اور نیز پس جھاڑ پھونک کیا جبریل علیہ السلام نے اور جھاڑ پھونک کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اور ان کو اجازت دی جھاڑ پھونک کرنے کی اور فرمایا کہ جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور نفع پہنچانا مطلوب ہے اور بہر حال جھاڑ پھونک کرنے والا سو وہ سوال کرتا ہے اپنے غیر سے اور امید رکھتا ہے اس کے نفع کی اور تمام توکل اس کے منافی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد وصف ستر ہزار کے ساتھ تمام توکل کے ہے سو نہیں سوال کرتے غیر سے کہ ان کو جھاڑ پھونک کرے یا ان کو داغے اور نہیں شگون بد لیتے کسی چیز سے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے ساتھ اس کے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور ساتھ اس کے کہ نہیں رجوع کیا جاتا ہے طرف غلطی راوی کے باوجود تصحیح زیادتی کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ترک کیا ستر ہزار مذکورنے جھاڑ پھونک کرنے اور کروانے کو واسطے اکھاڑنے مادے کے اس واسطے کہ اس

کا فاعل نڈر ہے اس سے کہ بھروسہ کرے اوپر اس کے ورنہ جھاڑ پھونک کرنا فی ذاتہ منع نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع تو اس میں سے وہ منتر ہے جس میں شرک ہو یا احتمال شرک کا ہو اور اسی واسطے فرمایا ہے کہ تم اپنے منتر میرے آگے ظاہر کرو کچھ مضائقہ نہیں منتر میں جب تک کہ اس میں شرک کا مضمون نہ ہو سو اس میں اشارہ ہے طرف علت نہی کی اور نقل کیا ہے قرطبی نے اپنے غیر سے کہ استعمال کرنا منتر اور داغ کا قادح ہے توکل میں برخلاف باقی اقسام طب کے اور فرق کیا ہے دونوں قسموں میں ساتھ اس کے کہ صحت کا ہونا اس میں وہمی امر ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ محقق ہے عادت میں جیسے کھانا پینا سو یہ توکل میں قادح نہیں کہا قرطبی نے اور یہ فاسد ہے دو وجہ سے اول اس وجہ سے کہ اکثر باب طب کے وہمی ہیں دوم اس وجہ سے کہ اللہ کے ناموں سے جھاڑ پھونک کرنا تقاضا کرتا ہے توکل کو اوپر اس کے اور پناہ پکڑنے کو طرف اس کی اور رغبت کرنے کو اس چیز میں کہ اس کے پاس ہے اور برکت لینے کو اس کے اسموں سے یہ توکل میں قادح ہوتا تو اللہ سے دعا کرنا بھی توکل میں قادح ہوتا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی فرق درمیان دعا اور ذکر کے اور البتہ جھاڑ پھونک کی حضرت ﷺ اور جھاڑ پھونک کیے گئے اور کیا ہے اس کو سلف اور خلف نے سو اگر ہوتا یہ مانع لاحق ہونے سے ساتھ ستر ہزار کے یا قادح توکل میں تو نہ واقع ہوتا ان لوگوں سے اور ان میں بعض وہ ہیں جو اعلم اور افضل ہیں اور لوگوں سے جو ان کے سوائے ہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بنا کیا ہے اس نے اس کی کلام کو اس پر کہ ستر ہزار مذکور بلند رتبہ ہیں اور لوگوں سے مطلق اور حالانکہ اس طرح نہیں اور البتہ روایت کی احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ آئے اور اس میں ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے اور البتہ میں اُمیدوار ہوں کہ نہ داخل ہوں وہ اس میں یہاں تک کہ ٹھکانا پکڑو تو اس میں اور جو نیک ہے تمہاری بیویوں اور اولاد سے سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ستر ہزار مذکور کا بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ افضل ہیں اپنے غیروں سے بلکہ جن لوگوں کا فی الجملہ کچھ حساب ہوگا اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو ان سے افضل ہوں گے اور ان لوگوں میں کہ متاخر ہیں دخول سے جن کی نجات تحقیقی ہے اور پہچانا گیا ہے مقام ان کا بہشت اور قبول ہوگی شفاعت ان کے غیر کی وہ لوگ ہیں جو ان سے افضل ہیں اور ام محصن رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ وہ ستر ہزار ان لوگوں میں سے ہیں جن کا حشر ہوگا مقبرہ بقیع سے جو مدینے میں ہے اور یہ اور خصوصیت ہے اور نہیں شگون بدلیتے جیسے کہ جاہلیت کے زمانے میں کرتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں تو احتمال ہے کہ ہو یہ جملہ مفسر واسطے ما تقدم کے اور احتمال ہے کہ ہو عام بعد خاص کے اس واسطے کہ صفت ہر ایک کی ان میں سے صفت خاص ہے توکل سے اور وہ عام تر ہے اس سے اور کہا قرطبی وغیرہ نے کہ کہا صوفیہ کے ایک گروہ نے کہ نہیں مستحق ہے توکل کے اسم کو مگر جس کے دل میں خوف غیر اللہ کا نہ ملے یعنی اللہ کے سوائے کسی سے

نہ ڈرے یہاں تک کہ اگر اس پر شیر بھی ہجوم کرے تو اس سے نہ بھڑکے اور یہاں تک کہ نہ کوشش کرے بیچ طلب رزق کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا ضامن ہوا ہے اور جمہور علماء نے اس کو نہیں مانا سو کہا انہوں نے کہ حاصل ہوتا ہے توکل ساتھ اس کے کہ اعتماد کرے اللہ کے وعدے پر اور یقین کرے ساتھ اس کے کہ اس کی قضا واقع ہونے والی ہے اور نہ ترک کرے سنت کی پیروی کو بیچ طلب کرنے رزق کے جس سے کوئی چارہ نہیں خوراک اور پوشاک سے اور بچاؤ ڈھونڈے دشمن سے تیار کرنے ہتھیار کے اور بند کرنے دروازے کے اور مانند اس کے اور باوجود اس کے پس نہ اطمینان پکڑے اسباب کی طرف اپنے دل سے بلکہ دل سے اعتقاد رکھے کہ وہ بذات خود نہ نفع حاصل کرتے ہیں اور نہ ضرر کو دفع کرتے ہیں بلکہ سبب اور مسبب دونوں اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں اور کل اس کی مشیت اور ارادے سے ہے سو جب واقع ہو کسی مرد سے میل طرف سبب کے تو قدح کرتا ہے یہ اس کے توکل میں اور وہ لوگ باوجود اس کے دو قسم پر ہیں ایک قسم واصل ہے اور ایک سالک سو پہلی صفت واصل کی ہے اور وہ شخص وہ ہے جو اسباب کی طرف التفات نہ کرے اگرچہ ان کو استعمال میں لائے اور بہر حال سالک وہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے کبھی کبھی طرف سبب کی مگر اس خیال کو علم کے طریق سے اور حال کے ذوق سے دفع کرتا ہے یہاں تک کہ ترقی کرتا ہے طرف مقام واصل کے اور کہا ابو القاسم القشیری نے کہ توکل کا محل دل ہے اور بہر حال حرکت ظاہرہ سو اس کے مخالف نہیں جب کہ تحقیق جانے بندہ کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے سو اگر کوئی چیز آسان ہو تو اس کے آسان کرنے سے ہے اور اگر کوئی چیز دشوار ہو تو اس کی تقدیر ہے اور دلیل اوپر مشروع ہونے کسب کے وہ چیز ہے جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ افضل کھانا مرد کا اپنے کسب سے ہے اور داؤد علیہ السلام اپنے کسب سے کھاتے تھے اور اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ ہم نے اس کو زرہ کا بنانا سکھلایا تا کہ لڑائی سے تم کو بچائے اور اللہ نے فرمایا ﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح ہے طلب کرنا اس چیز کا جس کا مکان معلوم نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ کرے اس سبب کو جس کا حکم ہو اور توکل کرے اللہ پر اس چیز میں کہ نکلی اس کی قدرت سے سو مثلا ہل سے زمین کو پھاڑے اور اس میں تخم بوئے اور توکل کرے اللہ پر اس کے اُگانے اور مینہ کے برسانے میں اور اسی طرح کوئی جنس لے اور اس کو دوسری جگہ کی طرف نقل کرے اور توکل کرے اللہ پر بیچ ڈالنے رغبت اس کی کے خریدار کے دل میں بلکہ بہت وقت کسب کرنا واجب ہوتا ہے جیسے کوئی کسب پر قادر ہو اور اس کا عیال نفقہ کا محتاج ہو سو جب اس کو چھوڑے تو گنہگار ہوتا ہے اور کرمانی نے صفات مذکورہ میں تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ معنی لا یکتوون کے یہ ہیں کہ مگر وقت ضرورت کے باوجود اس اعتقاد کے کہ شفاء اللہ کی طرف سے ہے نہ مجرد داغنے سے اور نہیں جھاڑ پھونک کرتے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے قرآن اور حدیث صحیح میں اور ساتھ اس چیز کے کہ اس میں احتمال شرک کا ہے سو گویا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ترک کرتے ہیں اعمال جاہلیت کو اپنے اعتقاد میں اور کہا کرمانی نے کہ مراد ستر ہزار سے کثرت ہے نہ خصوص

عدد میں، میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد خصوص عدد سے سو واقع ہوئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب کی دوسری حدیث ہے وصف ان کی ساتھ اس کے کہ ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلا گروہ جو بہشت میں داخل ہوگا ان کے منہ چاند کی طرح ہوں گے اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے منہ روشن تارے کی طرح ہوں گے اور البتہ واقع ہوا ہے اور حدیثوں میں کہ ستر ہزار کے ساتھ اور لوگ بھی زیادہ ہوں گے سو روایت کی احمد نے اور بیہقی نے بعث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل کرے گا بہشت میں میری امت سے پس ذکر کی حدیث مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے رب سے زیادتی طلب کی سو زیادہ کیا اللہ نے مجھ کو ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار اور اس کی سند جید ہے اور وارد ہوئی ہے اس باب میں حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے نزدیک طبرانی کے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نزدیک احمد کے اور انس رضی اللہ عنہ سے نزدیک بزار کے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے نزدیک ابن ابی حاتم کے پس یہ طریقے قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور اور حدیثوں میں اس سے بھی زیادہ آیا ہے سو روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور حسن کہا ہے اس کو طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا کہ داخل کرے گا بہشت میں میری امت سے ستر ہزار ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار نہ ان پر حساب ہے نہ عذاب اور تین لپیں اللہ کی لپوں سے اور ابن حبان اور طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہے پھر شفاعت کرے گا ہر ہزار ستر ہزار میں پھر اللہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تین انجلے بھرے گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اکبر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرے گا اللہ شفاعت ستر ہزار کی ان کے باپوں اور ماؤں اور قرابتیوں کے حق میں اور البتہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہو ادنیٰ امت میری لپوں میں کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حساب کیا تو انجاس لاکھ کو پہنچا یعنی سوا تین لپوں کے جو اللہ دونوں ہاتھوں سے بھرے گا اور احمد اور ابو یعلیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے مجھ کو ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار دیا اور اس کی سند میں دو راوی ہیں ایک ضعیف الحفظ ہے اور دوسرے کا نام معلوم نہیں اور نزدیک کلا بازی کے ہے معانی الاخبار میں ساتھ سند واہی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن نہ پایا سو اچانک میں نے دیکھا کہ آپ بالا خانے میں نماز پڑھتے ہیں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تین نور دیکھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ادا کی تو فرمایا کہ تو نے نور دیکھے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ بیشک ایک آنے والا میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ اللہ میری امت سے ستر ہزار کو بہشت میں داخل کرے گا بغیر حساب کے اور بغیر عذاب کے پھر میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ بیشک اللہ داخل کرے گا میری امت سے بجائے ہر ایک کے ستر ہزار دو گنا سابق سے ستر ہزار بغیر حساب اور عذاب کے میں نے کہا الٰہی! یہ میری امت کو نہ

پہنچے گا اللہ نے فرمایا کہ پورا کروں گا میں اس کو تیرے واسطے گنواروں سے جو نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں کہا کلاباذی نے کہ مراد ساتھ پہلی امت کے امت اجابت ہے اور مراد دوسری امت سے یعنی بیچ حضرت ﷺ کے قول امتی سے امت اتباع کی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی امت تین قسم پر ہے ایک خاص تر ہے دوسری سے اول امت اتباع کی ہے پھر امت اجابت کی پھر امت دعوت کی سو پہلی امت نیک عمل والے ہیں اور دوسری مطلق مسلمان اور تیسری جو ان کے سوائے ہیں جن کی طرف بھیجے گئے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ جو قدر کہ زائد ہے پہلے عدد پر وہ مقدار تین لپوں کا ہے اور یہ جو فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے پہلے اس کو لے گیا تو اس کی حکمت میں علماء کو اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ دوسرا مرد منافق تھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جو چیز مانگی جاتی تھی دیتے تھے سو اس کو یہ جواب دیا اور کہا ابن بطال نے کہ معنی سبقت کرنے کے یہ ہیں کہ سبقت کی اس نے طرف احراز ان صفات کے اور وہ توکل اور شگون بد نہ لینا ہے اور یوں نہ فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں واسطے مہربانی کرنے کے ساتھ اصحاب اپنے کے اور حسن ادب کے ساتھ ان کے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ کہ اول نے صدق دل سے سوال کیا تھا اور بہر حال دوسرا سو احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے اکھاڑنا مادے کا ہو اس واسطے کہ اگر دوسرے کے واسطے بھی یوں ہی فرماتے تھے قریب تھا کہ تیسرا اٹھتا پھر علی ہذا القیاس چوتھا اور پانچواں مالا نہایت تک پس لازم آتا تسلسل پس بند کیا دروازہ اپنے اس قول سے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول ہوگی اور نہیں واقع ہوا یہ دوسرے کے حق میں اور بعض نے کہا کہ وہ ساعت اجابت کی تھی اور ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ بقیع (مقبرہ اہل مدینہ) کی طرف نکلی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھائے جائیں گے اس مقبرے سے ستر ہزار جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے ان کے منہ جیسے چودھویں رات کا چاند تو ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! اور میں بھی ان میں اٹھایا جاؤں گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور تو بھی ان میں سے ہوگا پھر اور شخص اٹھا سو اس نے کہا کہ میں بھی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تجھ سے لیا راوی کہتا ہے میں نے اس سے کہا کہ دوسرے کے واسطے حضرت ﷺ نے کیوں نہ فرمایا؟ اس نے کہا میرا گمان ہے کہ وہ منافق تھا اور اس میں صرف گمان سے اس کو منافق کہا ہے پس نہیں دفع کرے گا یہ تاویل اس کے غیر کو اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں مگر گمان۔ (فتح)

٦٠٦٠۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٠٦٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ داخل ہوگا بہشت میں میری امت سے ایک گروہ کہ وہ ستر ہزار ہوں گے روشن ہوں گے ان کے منہ جیسے چاند روشن ہوتا ہے چودھویں رات کو کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھا اپنی دھاری دار کملی اٹھاتا جو اس پر تھی سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں سے کر پھر ایک انصاری مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے آگے بڑھا۔

فائدہ: اور پہچانا گیا ہے مجموع طریق سے جن کو میں نے ذکر کیا کہ اول اول جو داخل ہو گا بہشت میں اس امت سے یہ ستر ہزار ہیں جو موصوف ہیں ساتھ صفت مذکورہ کے اور یہ جو فرمایا کہ ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار ہیں یا ساتھ ہر ایک کے ان میں سے ستر ہزار ہیں تو اس میں معنی معیت کے احتمال ہے کہ داخل ہوں ساتھ داخل ہونے ان کے ان کے تابع ہو کر اگرچہ ان کے عمل پہلے کے عملوں کی مثل نہ ہوں اور احتمال ہے کہ مراد معیت سے مجرد داخل ہونا ان کا ہو بہشت میں بغیر حساب کے اگرچہ داخل ہوں بہشت میں بیچ دوسرے گروہ کے یا اس کے بعد ہے اور یہ احتمال اولیٰ ہے اور البتہ روایت کی بیہقی نے بعث میں اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جس کی نیکیاں بدیوں سے زیادہ ہوئیں سو یہی مرد ہے جو داخل ہو گا بہشت میں بغیر حساب کے اور جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوئیں تو یہی ہے جس کا حساب آسان ہو گا اور جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا تو وہی ہے جس کے حق میں شفاعت قبول ہو گی اس کے بعد کہ اس کو عذاب ہو گا اور یہ جو فرمایا کہ میری امت تو اس قید سے نکلتا ہے غیر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدد مذکور سے اور نہیں اس میں نفی دخول کسی کے غیر اس امت سے اوپر صفت مذکور کے تشبیہ دینے سے ساتھ چاند کے اور اولیت سے اور سوائے اس کے مثل پیغمبروں کے اور جس کو اللہ چاہے شہیدوں اور صدیقوں اور صالحین سے اور اگر ثابت حدیث ام قیس رضی اللہ عنہا کے تو اس میں اور تخصیص ہے ساتھ ان لوگوں کے جو دفن ہوئے بقیع میں اس امت سے اور یہ بڑی فضیلت ہے اہل مدینہ کے واسطے۔ (فتح)

٦٠٦١۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٠٦١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ شک کیا ہے راوی نے

وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِيْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَوُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

ایک دولفظ میں ایک دوسرے کو پکڑے ہوں گے یہاں تک کہ داخل ہوگا اول اور آخران کا بہشت میں اور ان کے منہ چودھویں کے رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ وہ ایک صف ہوں گے سوسب کے سب ایک باراس میں داخل ہوں گے اور اول آخران کو باعتبار اس صفت کے کہا جس میں وہ پل صراط سے گزریں گے اور اس میں اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے اس دروازے کے جس سے وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ وہ وقار اور آرام کی صفت پر ہوں گے ایک دوسرے سے آگے نہیں بڑھے گا بلکہ سب کے سب اکٹھے داخل ہوں گے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک صف ہوں گے چوڑائی میں ایک دوسرے کے پہلو میں ہوں گے اور یہ جو فرمایا کہ ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ انوار بہشتیوں کے متفاوت ہوں گے بحسب ان کے درجوں کے اور اسی طرح ان کی صفات بھی جمال وغیرہ میں۔

تنبیہ: یہ حدیثیں خاص کرتی ہیں اس حدیث کو جو مسلم نے روایت کی کہ ہمیشہ بندہ کھڑا رہے گا یہاں تک کہ پوچھا جائے گا چار چیزوں سے اول عمر سے کہ اس کو کس چیز میں فنا کیا دوسرے اس کے بدن سے کہ اس کو کس چیز میں گلایا اور اس کے علم سے کہ اس کے ساتھ کیا عمل کیا اور اس کے مال سے کہ کہاں سے کمایا اور کس چیز میں اس کو خرچ کیا۔ (فتح)

٦٠٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُوْدٌ.

٦٠٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں پھر اٹھے گا ایک پکارنے والا ان کے درمیان اے دوزخیو! تم کو موت نہیں اور اے بہشتیو! اب تم کو موت نہیں ہر ایک شخص ہمیشہ رہنے والا ہے اس مکان میں کہ ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر موت لائی جائے گی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائے گی پھر ذبح کی جائے گی پھر پکارے گا پکارنے والا۔

٦٠٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٦٠٦٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں سے کہا جائے گا اے بہشتیو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں اور دوزخیوں سے کہا جائے گا اے دوزخیو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے کبھی موت نہیں۔

فائدہ: اور آئندہ باب کی تیسری حدیث میں ہے کہ کہا جائے گا یہ دونوں فریقوں سے وقت ذبح کرنے موت کے اور مناسبت اس حدیث کی اور جو اس سے پہلے واسطے باب دخول الجنة بغیر حساب کے اشارہ ہے اس طرف کہ جو بہشت میں داخل ہوگا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا سو جو پہلے داخل ہوگا اس کو فضیلت ہوگی اس کے غیر پر۔ (فتح)

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب ہے بیچ بیان صفت بہشت اور دوزخ کے

فائدہ: واقع ہوا ہے بدء الخلق میں یہ باب دو بابوں میں اور واقع ہوا ہے دونوں میں وانهما مخلوقتان یعنی بہشت اور دوزخ دونوں پیدا کیے گئے ہیں اور وارد کی ہیں ان میں حدیثیں بیچ ثابت کرنے اس بات کے کہ دونوں موجود ہیں اور حدیثیں دونوں کی صفت میں اور دوہرایا ہے بعض حدیثوں کو ان میں سے اس باب میں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ.

اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا کھانا جو بہشتی کھائیں گے مچھلی کے کلیجے کی بڑی ہوئی نوک ہے۔

عَدْنٌ خُلْدٌ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَقَمْتُ وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ ﴿فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ﴾ فِي مَنْبِتِ صِدْقٍ.

اور عدن کے معنی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿جَنَّاتِ عَدْنٍ﴾ ہمیشہ رہنا اور قرار پکڑنا کہا جاتا ہے عرف عرب میں عدنت بارض یعنی میں نے اس میں قیام کیا اور اسی سے ماخوذ ہے معدن اور معدن صدق کے معنی ہیں بیچ جگہ پیدا ہونے صدق کے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے اس جگہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہشت کے ناموں کی طرف اور وہ دس ہیں یا زیادہ اور کل قرآن میں ہیں اور فردوس اور وہ اعلیٰ بہشت ہے اور دار الخلد اور دار السلام اور دار المقامه اور جنة المأوىٰ وغیرھا۔ (فتح)

٦٠٦٤۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ

۶۰۶۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا سو میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ.

نے اس کے اکثر لوگ یعنی اکثر بہشتی محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں یعنی بہ نسبت مردوں کے عورتیں دوزخ میں اکثر ہوں گی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بسبب ان کے کفر کے اور محتاج ایماندار اکثر تکلیفوں میں رہتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اس سبب سے بہشت پاتے ہیں کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عورتیں بہشت میں کم جائیں گی اس واسطے کہ غالب ہوتی ہے ان پر حرص اور میل دنیا کی زینت کی طرف اور منہ موڑنا آخرت سے واسطے کم ہونے ان کے عقل کے اور جلدی دھوکا کھانے کے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ یہ دیکھنا حضرت ﷺ کا بہشت اور دوزخ کو معراج کی رات میں واقع ہوا یا خواب میں۔ (فتح)

٦٠٦٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ.

٦٠٦٥۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہوا بہشت کے دروازے پر سو اس میں اکثر داخل ہونے والے محتاج تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ کے لوگوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اکثر اس کے داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

فائدہ: اور دولت مند بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں یعنی ساتھ محتاجوں کے واسطے حساب لینے کے مال پر اور ہوگا یہ پل پر جہاں ایک کا دوسرے سے بدلہ لیا جائے گا بعد گزرنے کے پل صراط سے۔ (فتح)

٦٠٦٦۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ

٦٠٦٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب داخل ہوں گے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں موت لائی جائے گی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائے گی پھر پکارے گا پکارنے والا اے بہشتیو! اب تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! اب تم کو موت نہیں سو زیادہ ہوگی بہشتیوں کو خوشی پر خوشی اور زیادہ ہوگا دوزخیوں کو غم پر غم۔

الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ
فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ
وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لائی جائے گی موت کالے، سفید دنبے کی شکل پر اور ذکر کیا ہے مقاتل اور کلبی نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ کہ پیدا کیا ہے اللہ نے موت کو دنبے کی شکل پر نہیں گزرتی ہے کسی پر مگر کہ مر جاتا ہے اور پیدا کیا ہے اللہ نے زندگی کو گھوڑے کی شکل پر نہیں گزرتی ہے کسی پر مگر کہ زندہ ہو جاتا ہے کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ لانے موت کے اس طرح اشارہ ہے اس طرف کہ حاصل ہوا ان کے واسطے بدلہ جیسے کہ اسماعیل علیہ السلام کا بدلہ دنبا دیا گیا تھا اور اس کے کالے سفید ہونے سے اشارہ ہے بہشتیوں اور دوزخیوں کی صفت کی طرف اس واسطے کہ املح وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ملی ہو اور صور کی حدیث دراز میں ہے کہ پھر زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اور جبرئیل علیہ السلام کو اور میکائیل علیہ السلام کو اور اسرافیل علیہ السلام کو اور کی جائے گی موت کالے سفید مینڈھے کی صورت میں تو جبرئیل علیہ السلام اس مینڈھے کو ذبح کریں گے اور وہ موت ہے اور پکارنا بعد ذبح کرنے اس کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ موت معدوم ہوئی اور وہ پھر کبھی نہیں آئے گی اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ پس پکارے گا پکارنے والا اے بہشتیو! تو وہ اپنے سر اٹھا کر نظر کریں گے سو وہ کہے گا کیا تم پہچانتے ہو اس کو؟ وہ کہیں گے ہاں! اور سب نے اس کو دیکھا ہو گا اور پہچانتے ہوں گے پھر ذبح کی جائے گی پھر کہے پکارنے والا اسے بہشتیو! اب تم کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں سو اگر کوئی خوشی سے مرتا تو بہشتی مرتے اور اگر کوئی غم سے مرتا تو دوزخی مرتے، کہا ابو بکر بن عربی نے کہ مشکل جانی گئی ہے یہ حدیث اس واسطے کہ وہ عقل کی صریح مخالف ہے اس واسطے کہ موت عرض ہے اور عرض پلٹ کر جسم نہیں بن سکتا سو کس طرح ذبح کی جائے گی؟ سو انکار کیا ہے اس حدیث کے صحیح ہونے سے ایک گروہ نے اس کی تاویل کی ہے سو کہا انہوں نے کہ یہ تمثیل حقیقۃً ذبح ہونا مراد نہیں اور بعض نے کہا کہ بلکہ ذبح کے حقیقی معنی ہیں اور ذبح کیا گیا ملک الموت ہے اس واسطے کہ ان کے مارنے کا متولی وہی تھا اور پسند کیا ہے اس کو بعض متاخرین نے کہ مراد موت سے ملک الموت ہے اور پہلے گزر چکا ہے نقل کرنا خلاف کا اس میں کہ مراد مستثنیٰ سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾ کیا ہے؟ سو بعض نے گمان کیا ہے کہ ملک الموت بھی ان لوگوں میں سے ہے جو مستثنیٰ ہے اور کہا مارزی نے کہ موت ہمارے نزدیک عرض ہے عرضوں سے یعنی نہیں ہے قائم بذاتہ اور معتزلہ کے نزدیک نہیں ہے معنی اور دونوں مذہبوں پر نہیں صحیح ہے کہ وہ کبش اور جسم اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے تمثیل اور تشبیہ ہے اور البتہ پیدا کرے گا اللہ اس جسم کو پھر ذبح کیا جائے گا پھر ٹھہرائی جائے گی مثال اس واسطے کہ نہیں عارض ہو گی موت بہشتیوں پر اور کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ موت معنی ہے اور معانی پلٹ کر جوہر

نہیں ہو سکتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا کرے گا اللہ اشخاص کو ثواب اعمال سے اور اسی طرح ہی موت پیدا کرے گا دنبے کو کہ نام رکھے گا اس کا موت اور دونوں فریق کے دل میں ڈالے گا کہ یہ موت ہی ہوگا اس کا ذبح کرنا دلیل اوپر ہمیشہ رہنے کے دونوں گھر میں اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے کوئی مانع کہ پیدا کرے اللہ اعراض سے جسم کہ ٹھہرائے ان کو مادہ ان کے واسطے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران آئیں گے جیسے کہ وہ دونوں بدلیاں ہیں اور مانند ان کی حدیثوں سے کہا قرطبی نے کہ ان حدیثوں میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ نہیں کوئی نہایت واسطے دوزخیوں کے بیچ اس کے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے بغیر موت اور زندگی نافعہ کے اور راحت کے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ ﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾ اور جس نے گمان کیا ہے کہ دوزخی لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور یہ کہ باقی رہے گی دوزخ خالی اور یہ کہ وہ فنا ہو جائے گی اور زائل ہوگی تو وہ خارج ہے اس چیز سے جو حضرت ﷺ لائے یعنی خارج ہے اسلام سے اور اس سے جس پر اجماع ہے اہل سنت کا اور جمع کیے ہیں بعض متاخرین نے اس مسئلے میں سات قول ایک قول تو یہی ہے جس پر اجماع نقل کیا گیا دوسرا قول یہ ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں عذاب ہوگا یہاں تک کہ ان کی طبع پلٹ کر آتشی ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ آگ سے لذت پائیں گے واسطے موافق ہونے ان کی طبع کے ساتھ اس کے اور یہ قول بعض زندیق صوفیوں کا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ داخل ہوگی اس میں قوم پھر بعد ان کے اور لوگ اس میں داخل ہوں گے یہ قول یہودیوں کا ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں اور اللہ نے ان کی تکذیب کی ساتھ اس کے ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ﴾ چوتھا قول یہ ہے کہ نکالے جائیں گے لوگ دوزخ سے اور وہ بدستور رہے گی، پانچواں قول یہ کہ فنا ہو جائے گی اس واسطے کہ وہ حادث ہے اور ہر حادث چیز فنا ہوگی یہ قول جہمیہ کا ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ ان کی حرکتیں فنا ہوں گی اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، ساتواں قول یہ کہ دور ہوگا عذاب اس کا اور دوزخی لوگ اس سے نکلیں گے یہ بعض اصحاب سے آیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ دوزخ پر ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ کوئی اس میں نہ رہے گا اور مراد اس سے موحدین ہیں اور اگر مراد اس سے موحدین نہ ہوں تو یہ مذہب مردود ہے اس کے قائل پر۔ (فتح)

٦٠٦٧ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ

٦٠٦٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرمائے گا بہشتی لوگوں سے کہ اے بہشتیو! وہ کہیں گے اے رب! ہم حاضر ہیں خدمت اور اطاعت میں، یعنی اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے سو اللہ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہوئے؟ سو وہ کہیں گے کیوں نہ ہم راضی ہوں اے رب! اور تو نے ہم کو اتنا کچھ

رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ أَنَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا.

دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا اپنی خلق سے سو اللہ فرمائے گا کہ میں تم کو اس سے بھی عمدہ چیز دیتا ہوں تو وہ کہیں گے اے رب! بہشت سے زیادہ کون سی چیز افضل ہے؟ پھر اللہ فرمائے گا کہ اب میں نے اتاری تم پر اپنی رضا مندی سو اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ اللہ کی رضا مندی ہے جو سب نعمتوں کے بعد ملے گی اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ اس واسطے کہ اس کی رضا مندی سبب ہے ہر فوز اور سعادت کا اور جو جانے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہے تو ہوگا یہ سبب اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا اور اس کے دل کی خوشی کا ہر نعمت سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تعظیم اور تکریم سے اور اس حدیث میں ہے کہ جو نعمتیں کہ بہشتیوں کے واسطے حاصل ہوئی ہیں اس سے کوئی چیز زیادہ نہیں اور آئندہ آئے گا توحید میں ساتھ اس سند کے بیچ صفت گزرنے کے پل صراط سے اور اس میں قصہ ہے ان لوگوں کا جو دوزخ سے نکالے جائیں گے اور اس میں ہے کہ یہ کلام ان سے کہا جائے گا لیکن جب ثابت ہوا کہ یہ کلام ان لوگوں سے کہا جائے گا واسطے ہونے ان کے اہل بہشت سے تو وہ سابقین کے واسطے بطریق اولیٰ ہوگا اور یہ خطاب غیر اس خطاب کے ہے جو سب اہل بہشت سے کہا جائے گا۔ (فتح)

٦٠٦٨۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ أُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَآءَتْ أُمُّهٗ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَإِنْ يَّكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَإِنَّهٗ لَفِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

٦٠٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا اور وہ لڑکا تھا تو اس کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ یا حضرت! آپ نے پہچانی ہے جگہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے یعنی آپ کو معلوم ہے کہ وہ مجھ کو بہت پیارا تھا سو اگر وہ بہشت میں ہو تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسرا حال ہو یعنی اگر بہشت میں نہ ہو تو آپ دیکھیں جو میں کروں یعنی خوب کھل کر رولوں کہ اس کو ہر کوئی دیکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو کیا تو نے فرزند کو گم کیا ہے کیا ایک بہشت ہے بیشک وہ بہت بہشتیں ہیں اور بیشک وہ اونچی بہشت میں ہے یعنی یہ

نہ سمجھ کہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں
ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے جو سب
سے عمدہ اور بلند ہے۔

فائدہ: مراد فردوس سے اس جگہ ایک مکان ہے بہشت سے جو سب بہشتوں سے افضل ہے۔

٦٠٦٩۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ.

۶۰۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تین دن کی راہ ہو گی تیز رو سوار کی یعنی دوزخ میں کافر بڑا قد ہو جائے گا تا کہ اس کو زیادہ آگ جلائے۔

فائدہ: اور احمد کے نزدیک مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں دوزخیوں کا بڑا قد ہو جائے گا یہاں تک کہ ان کے کان کے لٹکے گوشت سے ان کے مونڈھے تک سات سو برس کی راہ ہو گی اور بیہقی نے بعث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ستر برس کی راہ ہو گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دانت کافر کا اُحد پہاڑ کے برابر ہو گا ان کے قد بڑے ہو جائیں گے تا کہ عذاب چکھیں اور نیز بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کے بیٹھنے کی جگہ مثل اس چیز کے ہو گی کہ مدینے اور ربذہ کے درمیان ہے اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے بھی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جس قدر مکے اور مدینے کے درمیان کا فاصلہ ہے اور اس کی ران بقدر دو پہاڑ کے ہو گی اور شاید کہ مختلف ہونا ان مقدار کا محمول ہے اوپر مختلف ہونے عذاب کافروں کے آگ میں کہا قرطبی نے مفہم میں کہ کافر کا قد جو دوزخ میں بڑا ہو جائے گا تو یہ اس واسطے ہے تا کہ اس کو بڑا عذاب ہو اور اس کا درد دوگنا ہو اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بعض کافروں کے حق میں ہے کہ ساتھ دوسری حدیث کے کہ حشر ہو گا متکبروں کا قیامت کے دن مثل چیونٹیوں کے آدمیوں کی شکلوں میں ہانکے جائیں گے طرف قید خانے کی جو دوزخ میں ہے اس کو بولس کہا جاتا ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ کافروں کا عذاب مختلف ہے جیسا کہ معلوم ہوا ہے کتاب اور سنت سے اور نہیں جانتے ہم بطور یقین کے کہ عذاب اس شخص کا جو قتل کرے پیغمبروں کو اور فساد کرے زمین میں نہیں ہے مساوی واسطے عذاب اس شخص کے جو فقط کفر کرے اور مسلمانوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے مثلاً، میں کہتا ہوں بہر حال حدیث مذکور سو روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اول امر میں ہے نزدیک حشر کے اور بہر حال دوسری حدیثیں سو محمول ہیں اس چیز پر کہ بعد قرار پکڑنے کے تھے آگ میں اور جو حدیث کہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ البتہ کافر اپنی زبان کو ایک اور دو فرسخ تک گھسیٹے گا لوگ اس کو پامال

کریں گے سو اس کی سند ضعیف ہے اور بہر حال مختلف ہونا کافروں کا عذاب میں تو اس میں کچھ نہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾۔ (فتح)

وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے گھوڑے پالے ہوئے تیز قدم کا سوار سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے یعنی اس کے سائے سے نہ نکلے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہا اور پڑھو اگر تم چاہو ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے جس کے بیر مٹکے کے برابر اور پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں اور بعض اس کو طوبیٰ کہتے ہیں۔ (فتح)

۶۰۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

۶۰۷۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار یا ساتھ لاکھ نہیں جانتا نہیں جانتا ابو حازم راوی کہ کون سا لفظ کہا ستر ہزار کہا یا ساتھ لاکھ ایک دوسرے کو پکڑے ہوں گے نہ داخل ہوگا اول ان کا یہاں تک کہ ہوگا آخر ان کا یعنی ایک قطار ہو کر برابر یکبارگی اندر جائیں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

۶۰۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ

۶۰۷۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بہشتی لوگ اونچے محلوں کو دیکھیں گے بہشت میں یعنی اپنے اوپر جیسے تم دیکھتے ہو (روشن) تارے کو آسمان

لَيَتَرَآئَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَآءِ قَالَ أَبِي فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيْدُ فِيْهِ كَمَا تَرَآءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ.

میں کہا میرے باپ نے سو میں نے نعمان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا اور اس میں زیادہ کرتا تھا جیسے تم دیکھتے ہو روشن تارے کو آسمان کے کنارے پر دور پورب کی طرف یا پچھم کی طرف۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ تشبیہ دی دیکھنے والے کی رؤیت کو بہشت میں محل والے کو ساتھ رؤیت دیکھنے والے کے تارے روشن کو جو دور ہے مشرق اور مغرب کی جانب میں روشن ہوتے ہیں باوجود دور ہونے کے اور فائدہ ذکر مشرق اور مغرب کا بیان کرنا بلندی اور بہت دور ہونے کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ بہشتیوں کے درجے مختلف اور متفاوت ہیں اور البتہ تقسیم کیے گئے ہیں سورۂ واقعہ میں طرف سابقین کے اور اصحاب الیمین کے سو قسم اول وہ لوگ ہیں جو ذکر کیے گئے ہیں بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ الآیۃ اور جو ان کے سوائے ہیں وہ اصحاب الیمین اور دونوں قسم متفاوت ہیں درجات میں اور اس میں تعقب ہے اس پر جو خاص کرتا ہے مقربین کو ساتھ پیغمبروں کے اور شہیدوں کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر حدیث میں رجال آمنوا باللہ وصدقوا المرسلین۔ (فتح)

٦٠٧٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِيْ.

۲۰۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرمائے گا اللہ قیامت کے دن ادنیٰ دوزخی سے جو سب دوزخیوں سے عذاب میں کم تر ہوگا کہ اگر تیری ملکیت میں ہوتا جو کچھ کہ زمین میں ہے یعنی زمین کے بھر سونا ہوتا تو کیا تو اس کو عذاب کے عوض دیتا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں! تو اللہ فرمائے گا کہ میں نے تو تجھ سے اس سے بھی آسان تر چیز مانگی تھی اور حالانکہ تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا سو تو نے اس کو نہ مانا بجز اس کے کہ تو میرے ساتھ شریک کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٦٠٧٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

۲۰۷۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيْرُ قُلْتُ مَا الثَّعَارِيْرُ قَالَ الضَّغَابِيْسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهٗ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ.

نے فرمایا کہ نکالے جائیں گے دوزخی کچھ ساتھ شفاعت کے جیسے وہ تعاریر ہیں میں نے کہا کیا چیز ہے تعاریر؟ کہا چھوٹی لکڑی اور اس کے دانت گر پڑے تھے یعنی اسی واسطے اسے تعاریث کے ساتھ کہا بدلے شین کے تو میں نے عمرو بن دینار سے کہا کہ اے ابو محمد! کیا تو نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نکالے جائیں گے دوزخ سے کچھ لوگ ساتھ شفاعت کے؟ اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اور مراد تشبیہ سے وصف ساتھ سفیدی اور پتلے ہونے کے ہے اور یہ تشبیہ ساتھ صفت ان کی کے ہے بعد اس کے کہ آب حیات کی نہر میں جم اٹھیں گے اور جب پہلے پہل آگ سے نکالے جائیں گے تو کوئلے کی طرح ہوں گے جیسا کہ آتا ہے اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکالے جائیں گے دوزخ سے جیسے وہ تل کی لکڑیاں ہیں تو داخل کیے جائیں گے نہر میں سو اس میں نہائیں گے پھر نکالے جائیں گے جیسے سفید کاغذ ہیں جب تل نکال کے اس کی لکڑیوں کو پھینکا جاتا ہے تو وہ سیاہ اور پتلی ہو جاتی ہیں اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ عنقریب ہے اس امت میں ایک قوم پیدا ہوگی جو حد رجم کو جھوٹا جانے گی اور دجال کی خبر کو جھوٹا جانیں گے اور قبر کے عذاب کو جھوٹا جانیں گے اور شفاعت کو جھوٹا جانیں گے اور جھوٹا جانیں گے ان لوگوں کو جو آگ سے نکالے جائیں گے کہا ابن بطال نے کہ انکار کیا ہے معتزلہ اور خوارج نے شفاعت سے بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ وغیرہ ذلك من الآيات اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ وہ آیات کافروں کے حق میں ہیں اور آئی ہیں بیچ ثابت کرنے شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیثیں متواتر اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ اور کہا جمہور نے کہ مراد ساتھ اس کے شفاعت ہے اور مبالغہ کیا ہے واحدی نے سو نقل کیا ہے اس نے اس میں اجماع کو لیکن اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو آئی ہے مجاہد سے اور اس کو ضعیف کہا ہے اور کہا اکثر اہل تاویل نے کہ مقام محمود وہ ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے تا کہ راحت دیں ان کو موقف قیامت کی مصیبت سے نقل کیا ہے اس کو طبری نے پھر حدیثیں چند روایت کیں کہ بعض میں ان میں سے تصریح ہے ساتھ اس کے اور بعض میں مطلق شفاعت ہے سو منجملہ ان کے حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت آپ کی امت کے حق میں قبول کرے گا اور روایت کی اوس نے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور منجملہ ان کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور روایت کی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور میری امت ایک بلند ٹیلے میں ہوں گے تو میرا رب مجھ کو پوشاک سبز پہنا دے گا پھر مجھ کو اجازت ہو گی تو میں کہوں گا جو اللہ چاہے سو یہی ہے مقام محمود اور روایت کی قتادہ سے کہ ذکر کیا گیا ہمارے واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول شفاعت کرنے والے ہیں اور اہل علم کہتے تھے کہ یہی ہے مقام محمود اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع ہے کہ بیشک میں قیامت کے دن مقام محمود میں کھڑا ہوں گا جب کہ تم لائے جاؤ گے ننگے پاؤں ننگے بدن پھر اللہ مجھ کو جوڑا پہنائے گا سو میں اس کو پہن کر عرش کی دائیں طرف کھڑا ہوں گا اس مقام میں کہ رشک کریں گے اس سے پہلے لوگ اور پچھلے لوگ اور روایت کی مجاہد سے کہ مراد مقام محمود سے شفاعت ہے اور حسن کے طریق سے بھی اسی طرح ہے اور کہا لیث نے مجاہد سے کہ مراد مقام محمود سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ کرسی پر بٹھلائے گا کہا طبری نے کہ اول قول مجاہد کا اولیٰ ہے اور دوسرا بھی مرفوع نہیں نہ نقل کی جہت سے نہ قیاس کی جہت سے کہا ابن عطیہ نے یہ اسی طرح ہے جب کہ حمل کیا جائے گا اس کو اس چیز پر جو اس کے لائق ہے اور مبالغہ کیا ہے واحدی نے اس قول کے رد میں اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ مقام محمود کے شفاعت ہے لیکن جو شفاعت کہ وارد ہوئی ہے ان حدیثوں میں جو مذکور ہیں مقام محمود میں دو قسم پر ہے اول شفاعت عامہ ہے بیچ فیصلہ کرنے قضا کے اور دوسری شفاعت بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے کہا ماوردی نے کہ اختلاف ہے مقام محمود میں تین قول پر پھر شفاعت اور اجلاس اور تیسرا قول دینا جھنڈا احمد کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اور ثابت کیا ہے اس کے غیر نے چوتھا قول کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور جبرائیل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو سب لوگ اس سے رشک کریں گے اور پانچواں قول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی تعریف کریں گے اور ممکن ہے رد کرنا سب اقوال کا طرف شفاعت عامہ کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد کا جھنڈا دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی تعریف کرنا اور آپ کا اللہ کے آگے کلام کرنا اور کرسی پر بیٹھنا اور کھڑا ہونا قریب تر جبریل علیہ السلام سے یہ سب مقام محمود کی صفات ہیں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تاکہ خلق کے درمیان فیصلہ کی جائے اور بہر حال شفاعت کرنا آپ کا بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے سو اس کے توابع سے ہے اور اختلاف ہے حمد کے فاعل میں کہ کون تعریف کرے گا سو اکثر کا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے اہل موقف ہیں اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی خود حمد کریں گے عاقبت اس مقام کے کی ساتھ تہجد پڑھنے آپ کے رات میں اور اول قول راجح ہے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ مقام محمود یعنی کل اہل موقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں گے اور جائز ہے کہ حمل کیا جائے اوپر عام تر معنی کے اس سے یعنی وہ مقام کہ تعریف کرے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اس میں کھڑا ہو گا اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچائے گا اور

وہ مطلق ہے ہر اس چیز میں کہ حاصل کرے حمد کو انواع کرامات سے اور مستحسن جانا ہے اس کو ابوحیان نے اور تائید کی اس نے اس کے ساتھ اس کی کہ وہ نکرہ ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نہیں ہے مراد مقام مخصوص کہا ابن بطال نے تسلیم کیا ہے بعض معتزلوں نے واقع ہونا شفاعت کا لیکن خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس نے کبیرے گناہ کیے ہوں اور ان سے توبہ کی ہو اور ساتھ صغیرے گناہوں والے کے جو مر گیا اصرار کرنے والا اوپر اس کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ان کے قاعدے سے ہے یہ کہ جو گناہ سے توبہ کرے اس کو عذاب نہیں ہوتا اور یہ کہ کبیرے گناہوں سے بچنا کفارہ ہے صغیرے گناہوں کا سو لازم ہے اس کے قائل پر کہ اپنے اصول کی مخالفت نہ کرے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے کوئی مغائرت دونوں قولوں میں اس واسطے کہ نہیں ہے .کوئی مانع اس سے کہ حصول اس کا دونوں فریقوں کے واسطے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوا ہو ساتھ شفاعت کے لیکن جو اس کو قصر کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے جو مخصص ہو اور دعوات کے اول میں گزر چکا ہے اشارہ طرف اس حدیث کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرے گناہ والوں کے واسطے ہے کہا عیاض نے کہ ثابت کیا ہے معتزلوں نے شفاعت عامہ کو راحت دینے سے موقف کی سختیوں سے اور وہ خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ ہمارے کے اور شفاعت بیچ بلند کرنے درجوں کے اور ان دونوں کے سوائے اور شفاعت سے انکار کیا ہے میں کہتا ہوں کہ معتزلہ دوسری شفاعت کو نہیں مانتے کہا نووی رحمہ اللہ نے عیاض کا تابع ہو کر کہ شفاعت پانچ قسم پر ہے، اول بیچ راحت دینے کے ہول موقف سے، دوسری بیچ داخل کرنے ایک قوم کے بہشت میں بغیر حساب کے، تیسری بیچ داخل کرنے ان لوگوں کے جو حساب کیے گئے اور عذاب کے مستحق ہوئے یہ کہ ان کو عذاب نہ ہو، چوتھی بیچ نکالنے گنہگاروں کے دوزخ سے، پانچویں بیچ بلند کرنے درجوں کے اور اول قسم کی دلیل کا بیان سترہویں حدیث کی شرح میں آئے گا اور دوسری کی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے حضرت ﷺ کے قول کے جواب میں امتی امتی اللہ نے فرمایا کہ میں داخل کروں گا بہشت میں تیری امت سے ان لوگوں کو جن پر کچھ حساب نہیں اور ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے کہ دلیل اس کی سوال کرنا ہے حضرت ﷺ کا زیادتی کو ستر ہزار سے جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے سو حضرت ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور تیسری شفاعت کی دلیل قول حضرت ﷺ کا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم میں ہے اور تمہارے پیغمبر پل صراط پر ہوں گے کہیں گے الٰہی! پناہ، الٰہی! پناہ اور اس کے واسطے شواہد ہیں جو سترہویں حدیث کی شرح میں آئے گے اور چوتھی شفاعت کی دلیل بھی میں نے وہاں ذکر کی ہے اور پانچویں شفاعت کی دلیل یہ حدیث حضرت ﷺ کی ہے جو مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں بہشت میں اسی طرح کہا ہے بعض نے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ٹھہرایا ہے بہشت کو ظرف واسطے شفاعت کے میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ظرف ہے اول شفاعت میں جو خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے

اور جو مطلوب ہے اس جگہ وہ ہے کہ شفاعت کی جائے اس کے واسطے کہ نہیں پہنچا ہے عمل اس کا عالی درجے کو یہ کہ پہنچے عالی درجے کو حضرت ﷺ کی شفاعت سے اور اشارہ کیا ہے عیاض نے کہ ایک چھٹی شفاعت بھی ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی ہے ابوطالب کے حق میں جو آپ کے چچا ہیں اور بعض نے ساتویں شفاعت کو بھی زیادہ کیا ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی اہل مدینہ کے واسطے ہے واسطے دلیل اس حدیث کے جو مسلم میں ہے کہ جو مدینے کی سختیوں پر صبر کرے گا میں اس کے واسطے گواہ اور شفیع ہوں گا لیکن یہ شفاعت پہلی پانچ سے خارج نہیں اور ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس سے ہو سکے کہ مدینے میں مرے تو چاہیے کہ کرے کہ بیشک میں شفاعت کروں گا اس کے واسطے جو مدینے میں مرا اور زیادہ کی تھی قرطبی نے یہ شفاعت کہ حضرت ﷺ اول شافع ہیں بیچ داخل ہونے امت آپ کی کے بہشت میں سب لوگوں سے پہلے اور اس شفاعت کو جدا بیان کیا ہے نقاش نے اور دلیل اس کی آئے گی شفاعت کی حدیث دراز میں اور نیز زیادہ کی ہے نقاش نے شفاعت حضرت ﷺ کی اپنی امت کے اہل کبائر کے حق میں اور نہیں ہے یہ وارد اس واسطے کہ وہ داخل ہوتی ہے تیسری میں یا چوتھی میں اور ظاہر ہوئی ہے میرے واسطے بعد تلاش کے اور شفاعت اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی اس شخص کے حق میں ہے جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں یہ کہ داخل ہو وہ بہشت میں اور سند اس کی وہ چیز ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سابق داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے اور میانہ رو اللہ کی رحمت سے اور اپنے نفس کا ظالم اور اصحاب اعراف داخل ہوں گے اس میں حضرت ﷺ کی شفاعت سے اور راجح تر قول اصحاب اعراف میں یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں اور ایک شفاعت اور بھی ہے اور وہ شفاعت حضرت ﷺ کی ہے اس شخص کے حق میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اور سند اس کی روایت حسن کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کما سیاتی بیانہ فی شرح الباب یلیہ اور نہیں مانع ہے اس سے قول اللہ تعالیٰ کا حضرت ﷺ کے واسطے ﴿لَيْسَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ﴾ اس واسطے کہ نفی متعلق ہے ساتھ مباشرت اخراج کے ورنہ نفس شفاعت تو حضرت ﷺ سے صادر ہوئی اور قبول ہونا اس کا بھی واقع ہوا اور اس کا اثر اس پر مترتب ہوا سو وارد پانچ پر چار ہیں اور جو ان کے سوائے ہیں وہ وارد نہیں۔ (فتح)

٦٠٧٤۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

٦٠٧٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکالی جائے گی ایک قوم دوزخ سے اس کے بعد کہ ان کو ان کی سوختگی سے سیاہی پہنچے گی یعنی اس میں جل کر کالے ہو جائیں گے پھر داخل کیے جائیں گے بہشت میں اور بہشتی لوگ ان کو جہنمی کہیں گے یعنی ان کا لقب جہنمی ہوگا۔

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بہشتی لوگ ان کو جہنمی کہیں گے اور اللہ فرمائے گا کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آزاد کیے اللہ کے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ ان سے یہ نام دور کرے گا۔ (فتح)

۶۰۷۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيَخْرُجُوْنَ قَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ أَوْ قَالَ حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِيَةً.

۶۰۷۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب داخل ہو چکیں گے بہشتی لوگ بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں تو اللہ فرمائے گا کہ جن کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو تو اس کو نکالو یعنی دوزخ سے سو نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے چنگاڑے ہوئے سو ڈالے جائیں گے آب حیات کی نہر میں تو وہ اس سے جم اٹھیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں خود رُو دانہ جم اٹھتا ہے یا راوی نے کہا حمیۃ السیل مطلب ایک ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ اُگتا ہے زرد آپس میں لپٹا ہوا یعنی تازہ اور بارونق۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب التوحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کے فائدے آئندہ باب کی شرح میں آئیں گے اور استدلال کیا ہے غزالی نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ جس کے دل میں ایمان ہو اوپر نجات اس شخص کے جس نے یقین کیا ساتھ اس کے اور موت اس کو اس کے ساتھ بولنے سے مانع ہوئی یعنی اس کو زبان سے کہنے کی فرصت نہ ملی اور کہا اس کے حق میں جو اس پر قادر ہو سو اس نے اس میں تاخیر کی اور زبان سے اس کو نہ کہا احتمال ہے کہ ہو باز رہنا اس کا بولنے سے ساتھ اس کے بجائے باز رہنے اس کے نماز سے سو آگ میں ہمیشہ نہ رہے گا اور اس میں بھی احتمال ہے اور ترجیح دی ہے اس کے غیر نے دوسرے احتمال کو سو حاجت ہے تاویل کی اس کے قول میں فی قلبہ سو مقدر ہو گا اس میں محذوف تقدیر اس کی یہ ہے ضم کیا گیا طرف بولنے کے ساتھ اس کے باوجود قدرت کے اوپر اس کے۔ (فتح)

۶۰۷۶۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

۶۰۷۶۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بیشک سب دوزخیوں سے

إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهٗ.

زیادہ تر ہلکے عذاب والا قیامت کے دن وہ مرد ہے کہ اس کے دونوں قدموں کے نیچے گہری جگہ میں انگارا رکھا جائے گا جس سے اس کا دماغ ابلے گا۔

فائدہ: آئندہ روایت میں ہے کہ اس کے قدم کے نیچے دو چنگاڑے ہوں گے تو احتمال ہے کہ ہو اقتصار ایک پر واسطے دلالت کے دوسرے پر واسطے علم سامع کے کہ ہر آدمی کے دو قدم ہیں اور اخمص اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جو پاؤں کے نیچے کی طرف سے چلتے وقت زمین پر نہیں لگتی۔ (فتح)

۶۰۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلٰى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ.

۶۰۷۷۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب دوزخیوں سے زیادہ تر ہلکے عذاب والا قیامت کے دن وہ شخص ہے کہ رکھے جائیں گے اس کے دونوں قدموں کے نیچے اس جگہ میں جو چلتے وقت زمین پر نہیں لگتی دو چنگاڑے جن سے اس کا دماغ ابلے گا جیسے دیگچی یا چاہ دانی گرم پانی کرنے والی اُبلتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس ترکیب میں نظر ہے کہا عیاض نے کہ ٹھیک یہ ہے کہ دونوں میں واؤ عطف کی ہے اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے۔

۶۰۷۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۶۰۷۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا دوزخ کو اور اس سے منہ پھیرا اور اس سے پناہ مانگی پھر ذکر کیا دوزخ کو سو اس سے منہ موڑا اور پناہ مانگی پھر فرمایا بچو آگ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی اور جس کو آدھی کھجور بھی نہ ملے تو نیک بات کے سبب سے دوزخ سے بچے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٦٠٧٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهٖ.

۶۰۷۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا سو فرمایا اُمید ہے کہ قیامت کے دن اس کو میری شفاعت فائدہ دے گی سو ڈالا جائے گا دوزخ کے پایاب یعنی پچھلی آگ میں جو اس کے دونوں ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے اس کا اصل دماغ ابلے گا۔

فائدہ: اور ظاہر ہوا ہے عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واقع ہونا اس امید کا اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو طالب دوزخ کی پاپایاب آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کی نیچی تہ میں ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو طالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے آپ کو پرورش کیا اور ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حامی اور مددگار رہا اس واسطے دوزخ میں اس پر ہلکا عذاب ہوا اور مشکل جانا گیا ہے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اُمید ہے کہ میری شفاعت اس کو فائدہ دے گی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت مخصوص ہے اسی واسطے علماء نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آیت میں نفع دینے کے معنی اور ہیں اور حدیث میں نفع دینے کے معنی اور ہیں پس مراد آیت میں نکالنا ہے دوزخ سے اور مراد حدیث میں نفع دینا ہے ساتھ تخفیف اور ہلکا کرنے عذاب کے اور ساتھ اس جواب کے جزم کیا ہے قرطبی نے بعث میں اور حمل کیا ہے اس کو بعض اہل نظر نے اس پر کہ واقع ہوتا ہے کافر کو عذاب اس کے کفر پر اور اس کے گناہوں پر سو جائز ہے کہ اللہ بعض کافروں سے ان کے بعض گناہوں کی سزا اتار دے واسطے خوش کرنے دل شافع کے نہ بطور ثواب دینے کے واسطے کافر کے اس واسطے کہ اس کی نیکیاں اس کے کفر پر مرنے کے سبب اڑتی خاک کی طرح اڑ جاتی ہیں اور روایت کی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کافر کو تو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت کی طرف پہنچایا جاتا ہے تو اس کے واسطے کوئی نیکی نہیں ہوتی کہا قرطبی نے اور اختلاف ہے اس شفاعت میں کہ کیا یہ زبان قال سے ہے یا زبان حال سے اور اول مشکل ہے ساتھ آیت کے اور جواب اس کا جائز ہونا تخصیص کا ہے اور دوسرے قول پر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب ابو طالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام اور حمایت میں مبالغہ کیا تو بدلا گیا اس پر ساتھ اس کے کہ اس پر عذاب ہلکا ہوا تو اس کی شفاعت کہا گیا واسطے ہونے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اور نیز جواب دیا جاتا ہے اس سے ساتھ اس کے مخفف عنہ نے جب اثر تخفیف کا نہ پایا تو گویا کہ اس نے اس کے ساتھ

نفع نہ اٹھایا اور تائید کرتا ہے اس کی وہ اعتقاد کرتا ہے کہ نہیں ہے آگ میں کوئی جو اس سے زیادہ تر سخت عذاب میں ہو اور اس کا سبب یہ ہے کہ دوزخ کا عذاب تھوڑا بھی ایسا سخت ہے کہ پہاڑوں کو بھی طاقت نہیں پس معذب واسطے مشغول ہونے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس پر صادق آتا ہے کہ نہیں حاصل ہوا اس کے واسطے فائدہ پانا ساتھ تخفیف کے اور کبھی موافق ہے اس کو جو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کہ ابو لہب خواب میں دیکھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی بھلائی نہیں دیکھی لیکن مجھ کو پانی پلایا گیا اس سبب سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا یعنی جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکپن میں دودھ پلایا تھا اور کہا قرطبی نے جائز ہے کہ بعض کافروں کو نیکیوں کے سبب سے آخرت میں عذاب کی تخفیف ہو لیکن یہ بحث قیاسی معارض ہے اس آیت کو ﴿وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾۔ (فتح)

٦٠٨٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ وَيَقُوْلُ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا عِيْسٰى فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٠٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ جمع کرے گا لوگوں کو قیامت کے دن سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تا کہ ہم اس جگہ سے راحت پائیں تو خوب بات ہے سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو یوں کہیں گے کہ تو وہ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا ہماری سفارش کیجیے ہمارے رب کے پاس یعنی تا کہ ہم کو راحت دے اس جگہ کی تکلیف سے تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں اس جگہ لے لائق نہیں یعنی میرا رتبہ اس رتبے سے کم ہے یا یہ مکان میرا نہیں بلکہ میرے غیر کا ہے اور یاد کرے گا اپنی خطا کو یعنی جو اس سے ہوئی سو شرمائے گا اپنے رب سے اس خطا کے سبب سے لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ نے اس کو بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہے گا کہ اس مقام کے لائق میں نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جس کو اللہ نے اپنا دوست بنایا سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام

وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُقَالُ لِي ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتَّى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ عِنْدَ هٰذَا أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ.

کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی خطا کو جوان سے ہوئی لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جس سے اللہ نے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سو وہ لوگ آئیں گے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تو عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ بیشک اس کے اگلی پچھلی بھول چوک معاف ہوگئی سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا یعنی شفاعت میں بھی یعنی تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب کہ میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ وہ چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھالے مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ویسی تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ آؤں گا اور سجدے میں گروں گا مثل اس کی تیسری بار یا چوتھی بار میں یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا اور قتادہ راوی اس کے نزدیک کہتا تھا یعنی واجب ہوا ان پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ جمع کرے گا لوگوں کو قیامت کے دن تو معبد بن ہلال کی روایت میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو موج ماریں گے آدمی بعض بعض میں اور اول حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں سردار ہوں آدمیوں کا

قیامت کے دن جمع کرے گا اللہ اگلے پچھلے سب آدمیوں کو ایک میدان میں سنائے گا ان کو بلانے والا اور گزرے گی ان میں نظر اور قریب ہو گا آفتاب سو پہنچے گی لوگوں کو وہ مصیبت جس کی ان کو طاقت نہ ہو گی اور پسینہ لوگوں کے منہ میں داخل ہو گا اور مقداد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نزدیک مسلم کے کہ قریب ہو جائے گا آفتاب یہاں تک کہ ہو جائے گا لوگوں سے بقدر میل کے اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں سردار ہوں سب آدمیوں کا قیامت کے دن بغیر فخر کے اور کوئی آدمی نہیں مگر کہ میرے جھنڈے کے نیچے ہو گا منتظر ہو گا کہ مشکل کب آسان ہو اور میرے ساتھ حمد کا جھنڈا ہو گا لیکن جو لوگ کہ شفاعت طلب کریں گے وہ صرف ایماندار لوگ ہوں گے اور یہ شفاعت اس وقت طلب کریں گے جب کہ بہشت قریب کی جائے گی اور یہ جو فرمایا کہ یاد کرے گا آدم علیہ السلام اپنی خطا کو یعنی اس کا بہشت کے درخت سے کھانا اور حالانکہ اس سے منع کیا گیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ میں اپنی خطا کے سبب سے بہشت سے نکالا گیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام کہے گا کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے اور ایسا غضبناک ہونا کہ ویسا نہ کبھی اس سے پہلے غضبناک ہوا ہے اور نہ اس سے پیچھے ہو گا اور اس نے مجھ کو درخت کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی نافرمانی کی نفسی نفسی یعنی نفس میرا مستحق ہے مغفرت کا اور نوح علیہ السلام کی خطا کا بیان ہشام کی روایت میں یہ آیا ہے کہ یاد کرے گا نوح علیہ السلام سوال کرنا اس کا رب سے جس کا اس کو علم نہیں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ نوح علیہ السلام کہے گا کہ میرے واسطے ایک دعا تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بددعا کی اور غرق کیا میں نے اہل زمین کو یعنی نوح علیہ السلام دو عذر کریں گے ایک یہ کہ اللہ نے ان کو منع کیا ہے کہ سوال کریں اللہ سے جس کا ان کو علم نہیں سو ڈریں گے کہ ہو شفاعت ان کی اہل موقف کے حق میں اس قلیل کے حق میں دوسرا یہ کہ ان کے واسطے ایک دعا تھی جس کا قبول ہونا یقینی تھا سو وہ دعا ان کی تو اہل غرق کے حق میں قبول ہوئی سو ڈریں گے کہ اللہ سے دعا کریں اور ان کی دعا قبول نہ ہو اور ابراہیم علیہ السلام کی خطا کا بیان دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام یوں کہیں گے کہ میں نے تین بار جھوٹ بولا ایک یہ کہا ﴿اِنِّیْ سَقِیْمٌ﴾ میں بیمار ہوں اور دوسرا قول ان کا ﴿فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ﴾ یعنی ان کے بڑے نے کیا ہے تیسرا قول ان کا اپنی عورت کے واسطے کہ اس کو خبر دینا کہ میں تیرا بھائی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تینوں باتوں میں سے کوئی جھوٹ نہیں مگر کہ جھگڑا کیا ساتھ اس کے اللہ کے دین سے اور کہا بیضاوی نے حق یہ ہے کہ تینوں باتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معاریض کلام سے ہیں لیکن چونکہ ظاہر میں ان کی صورت کذب کی ہے تو اس سے خوف کیا واسطے حقیر جاننے اپنے نفس کے شفاعت سے باوجود واقع ہونے اس کے اور موسیٰ علیہ السلام کے گناہ کا بیان دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے قتل کیا اس جان کو جس کے قتل کرنے کا حکم نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں پوجا گیا اور الٰہ بنایا گیا سوائے اللہ اللہ کے یعنی نصاریٰ نے مجھ کو اللہ کا بیٹا بنایا اور یہ جو کہا کہ لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس کی اگلی پچھلی بھول چوک

معاف ہو چکی ہے کہا عیاض نے کہ اختلاف ہے اس آیت کی تاویل میں ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ بعض نے کہا کہ پہلے وہ گناہ ہیں جو پیغمبر ہونے سے پہلے ہیں اور پچھلے عصمت ہے اور بعض نے کہا وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے سہو سے یا تاویل سے اور بعض نے کہا کہ پہلے گناہ آدم علیہ السلام کے ہیں اور پچھلے آپ کی امت کے اور بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخشے گئے ہیں نہیں ہے مؤاخذہ اوپر آپ کے اگر واقع ہو، میں کہتا ہوں اور لائق ساتھ اس مقام کے چوتھا قول ہے اور بہرحال قول تیسرا اس جگہ حاصل نہیں ہوتا اور یہ جو عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا آج میں بخشا جاؤں تو کافی ہے باوجود اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام بخشے گئے ہیں ساتھ نص قرآن کے تو مستفاد ہوتا ہے اس سے تفرقہ درمیان اس شخص کے جس سے کوئی چیز واقع ہوئی اور جس سے کوئی چیز بالکل واقع نہیں ہوئی اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود واقع ہونے مغفرت کے ان کے واسطے نہیں رفع ہوا خوف ان کا اس کے مؤاخذے سے اور اپنے نفس میں قصور دیکھا شفاعت کے مقام سے باوجود اس چیز سے کہ صادر ہوئی ان سے برخلاف ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سب باتوں میں اور اسی واسطے حجت پکڑی عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھ اس کے کہ وہی ہیں صاحب شفاعت کے اس واسطے کہ ان کی اگلی پچھلی بھول چوک معاف ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نہ مؤاخذہ کرے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہ پر اگر آپ سے واقع ہو اور نضر بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں دیکھتا ہوں گا اپنی امت کو پل صراط سے گزرتے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو کہیں گے اے محمد! یہ پیغمبر لوگ تیرے پاس آئے ہیں تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دعا کیجیے کہ متفرق کرے امتوں کو جہاں چاہے واسطے اس غم کے کہ اس میں ہیں سو فائدہ دیا اس روایت نے معین کرنا موقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کا اس وقت اور یہ چیز جو وصف کی گئی کلام اہل موقف کے سے واقع ہوگا کل یہ کھڑا کرنے پل صراط کے بعد ساقط ہونے کافروں کے بیچ دوزخ کے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کریں گے اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو کہا عیاض نے یعنی شفاعت میں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اذن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیچ داخل ہونے بہشت کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اول اول بہشت کا دروازہ کھلواؤں گا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں بہشت کا دروازہ پکڑ کر دستک دوں گا تو کہا جائے گا یہ کون ہے؟ تو میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں سو فرشتے میرے واسطے دروازہ کھولیں گے اور مجھ کو مرحبا کہیں گے تو میں سجدے میں گروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کا دربان کہے گا کہ مجھ کو حکم ہے کہ میں تجھ سے پہلے کسی کے واسطے دروازہ نہ کھولوں اور یہ جو فرمایا کہ میں اللہ کی تعریف کروں گا جو میرا رب مجھ کو سکھلائے گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اب ان پر قادر نہیں اور میں سجدے میں پڑا رہوں گا بقدر ایک جمعہ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں تعریف کی ساتھ اس کے کسی نے مجھ سے پہلے اور نہ تعریف کرے گا

ساتھ اس کے کوئی مجھ سے پیچھے اور یہ جو کہا کہ میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی بیان کی جائے گی میرے واسطے ہر طور میں اطوار شفاعت سے ایک حد کہ میں اس کے پاس کھڑا ہوں گا سو میں اس سے نہ بڑھوں گا جیسے کہے گا کہ میں نے تیری شفاعت قبول کی اس شخص کے حق میں جس نے جماعت کی نماز میں قصور کیا پھر اس کے حق میں جس نے نماز میں قصور کیا پھر اس کے حق میں جس نے شراب پی پھر اس کے حق میں جس نے زنا کیا، وعلی ھذا القیاس اسی طرح ذکر کیا ہے اس کو طیبی نے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیثوں کا اس پر کہ مراد ساتھ اس کے تفصیل مراتب ان لوگوں کی ہے جو نکالے جائیں گے نیک عملوں میں جیسا کہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ نکالا جائے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہو پھر جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو پھر جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو اور یہ جو کہا کہ پھر میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا تو کہا داؤدی نے کہ اس حدیث میں اشکال ہے اور یہ اس واسطے کہ اول حدیث میں ذکر شفاعت کا ہے بیچ راحت دینے کے موقف سے اور اس کے آخر میں ذکر شفاعت کا ہے بیچ نکالنے کے دوزخ سے یعنی اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگا بعد پھرنے کے موقف سے اور گزرنے کے پل صراط پر اور ساقط ہونے اس کے جو ساقط ہوگا بیچ اس حالت کے آگ میں پھر واقع ہوگی اس کے بعد شفاعت بیچ نکالنے کے دوزخ سے اور یہ اشکال قوی ہے اور البتہ جواب دیا ہے اس سے عیاض نے اور پیروی کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مقرون ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **فیاتون محمدا فیقوم ویؤذن لہ** یعنی شفاعت میں اور بھیجی جائے امانت اور رشتہ داری تو دونوں پل صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہوں گے سو گزرے گا اول تمہارا بجلی کی طرح، الحدیث کہا عیاض نے پس ساتھ اس کے متصل ہو گی کلام اس واسطے کہ وہ شفاعت کہ لوگوں نے پناہ پکڑی ہے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اس کے وہ راحت دینا ہے موقف کی سختی سے پھر آئے گی شفاعت بیچ نکالنے کے دوزخ سے اور البتہ واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یعنی جو آئندہ باب میں آتی ہے بعد ذکر جمع ہونے کے موقف میں حکم کرنا ہر امت کو ساتھ پیروی کرنے ہر چیز کے جس کو پوجتے تھے پھر الگ کرنا منافقوں کا ایمانداروں سے پھر واقع ہونا شفاعت کا بعد رکھنے پل صراط کے اور گزرنے کے اوپر اس کے سو گویا کہ حکم کرنا ہر امت کو ساتھ پیروی کرنے اپنے معبود کے وہ اول فیصلہ کرنا قضا کا ہے اور راحت دینا موقف کی سختیوں سے اور ساتھ اس وجہ کے جمع ہوں گے متن حدیثوں کے اور مرتب ہوں گے ان کے معنی، میں کہتا ہوں سو گویا کہ بعض راوی نے یاد رکھا جو دوسرے بعض نے یاد نہیں رکھا اور عنقریب آئے گا بقیہ اس کا بیچ شرح حدیث آئندہ باب کے اور اس میں ہے یہاں تک کہ آئے گا مرد سو نہ چل سکے گا مگر گھٹنوں کے بل اور پل صراط کے دونوں جانب میں آنکڑے ہیں مامور ہیں ساتھ پکڑنے اس شخص کے کہ حکم کیے گئے ہیں ساتھ اس کے سو

بعض مخدوش ہو کر نجات پائے گا اور بعض مکدوش ہو کر آگ میں گرے گا سو اس سے ظاہر ہوا کہ اول اول شفاعت حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ خلق کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور یہ کہ شفاعت کرنا ان لوگوں کے حق میں جو دوزخ میں گر پڑیں گے واقع ہو گا اس کے بعد اور واقع ہوا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ اس لفظ کے کہ قریب ہو جائے گا آفتاب یہاں تک کہ پہنچے گا پسینہ آدھے کان تک ہو جس حالت میں کہ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ فریاد رسی چاہیں گے آدم علیہ السلام سے پھر موسیٰ علیہ السلام سے پھر محمد ﷺ سے سو حضرت ﷺ شفاعت کریں گے تا کہ خلق کے درمیان فیصلہ کیا جائے سو چلیں گے یہاں تک کہ دروازے کا حلقہ پکڑیں گے سو وہی دن ہے کہ کھڑا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو مقام محمود میں کہ کل خلقت آپ کی تعریف کرے گی اور واقع ہوا ہے صور کی حدث دراز میں جو ابو یعلیٰ کے نزدیک ہے سو میں کہوں گا اے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے سو میری شفاعت قبول کر بہشتیوں کے حق میں کہ بہشت میں داخل ہوں تو اللہ فرما دے گا کہ میں نے تیری شفاعت ان کے حق میں قبول کی اور میں نے ان کو اجازت دی بہشت میں داخل ہونے کی ، میں کہتا ہوں اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عرض اور میزان اور اعمال ناموں کا اوڑنا واقع ہو گا اس جگہ میں پھر پکارے گا پکارنے والا کہ چاہیے کہ پیروی کرے ہر امت اپنے معبود کی سو گر پڑیں گے کفار آگ میں پھر الگ کیا جائے گا منافقوں کو مسلمانوں سے ساتھ امتحان سجدہ کرنے کے وقت کھولنے پنڈلی کے پھر حکم ہو گا پل صراط کے کھڑا کرنے کا اور اس پر گزرنے کا سو بجھایا جائے گا نور منافقوں کا تو وہ بھی آگ میں گر پڑیں گے اور گزرے گا اس پر ایماندار طرف بہشت کی اور جو گنہگار ایماندار ہوں گے ان میں سے بعد تو دوزخ میں گر پڑے گا اور بعض نجات پائے گا لیکن قنطرہ پر کھڑا کیا جائے گا تا کہ ان کا آپس میں بدلا لیا جائے پھر داخل ہوں گے بہشت میں اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی باب کی شرح میں ، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض بدعتیوں مرجیوں نے ساتھ احتمال مذکور کے اپنے دعویٰ میں کہ امت محمدی ﷺ سے بالکل کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہو گا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے کہ آگ ان کو جلائے گی اور اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ نکالنے کے دوزخ سے وہ سب محمول ہے اوپر اس چیز کے کہ واقع ہو گی ان کے واسطے سختی سے موقف میں اور یہ تمسک باطل ہے اور قوی تر چیز جو رد کرتی ہے اوپر ان کے وہ چیز ہے جو پہلے گزری زکوٰۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانع زکوٰۃ کے حق میں کہ اونٹوں کا کوئی ایسا مالک نہیں جس نے ان کا حق ادا نہ کیا یعنی ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو گی مگر کہ قیامت کے دن وہ اونٹ آئیں گے جیسے کبھی نہ تھے اور ان کا مالک برابر میدان میں لٹایا جائے گا سو وہ اونٹ اس کو اپنے پاؤں سے کچلیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے اور اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے پھر اپنی راہ دیکھے گا یا بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف ، الحدیث بطولہ اور اس میں ذکر ہے سونے اور چاندی اور گائے اور بکریوں کا اور

یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر عذاب کرنے اس شخص کے کہ چاہے گا اللہ تعالیٰ گنہگاروں سے ساتھ آگ کے حقیقۃً زیادہ موقف کی مصیبت سے اور واقع ہوئی ہے بیچ سبب نکالنے باقی موحدین کے آگ سے وہ چیز جو پہلے گزری کہ کافر لوگ موحدین سے کہیں گے کہ فائدہ دیا تم کو لا الہ الا اللہ کے کہنے نے اور حالانکہ تم ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو تو اللہ ان کے واسطے غصہ کرے گا اور ان کو دوزخ سے نکالے گا اور یہ حدیث بھی رد کرتی ہے بدعتیوں پر جو مذکور ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ پھر میں سجدے میں گروں گا تیسری بار میں یا چوتھی بار میں تو ایک روایت میں چوتھی بار آیا ہے بغیر شک کے سو میں کہوں گا کہ نہیں باقی رہا اس میں مگر جس کو قرآن نے بند کیا اور اس میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے نہیں اور یہ کہ اللہ نکالے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اگرچہ کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو بنا بر اس کے پس قول حضرت ﷺ کا الا من حبسه القرآن شامل ہے کفار کو اور بعض گنہگاروں کو ان لوگوں میں سے جن کے حق میں قرآن میں ہمیشہ رہنا وارد ہوا ہے پھر نکالے گا اللہ گنہگاروں کو اپنی مٹھی میں اور کافر لوگ اس میں باقی رہیں گے اور ہوگی مراد ساتھ تخلید کے بیچ حق گنہگاروں کے جو مذکور ہوئے باقی رہنا دوزخ میں بعد نکالنے ان لوگوں کے جو ان سے پہلے نکلے اور یہ حدیث باب کے اخیر میں قتادہ کا قول ہے الا من حبسه القرآن کی تفسیر میں یعنی جن پر واجب ہوا ہمیشہ رہنا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض بدعتیوں نے اپنے دعویٰ میں کہ جو گنہگاروں میں سے دوزخ میں داخل ہوگا وہ اس سے کبھی نہیں نکلے گا واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا﴾ اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ وہ آیت کافروں کے حق میں اتری اور بر تقدیر تسلیم وہ عام تر ہے اس سے سو البتہ ثابت ہو چکی ہے تخصیص موحدین کے ساتھ نکالنے کے دوزخ سے اور شاید کہ ہمیشہ رہنا اس شخص کے حق میں ہے جو پیچھے رہے گا بعد شفاعت کرنے سب شافعین کے یہاں تک کہ نکالے جائیں گے ساتھ مٹھی ارحم الراحمین کے کما سیاتی بیانه فی الباب الذی بعده سو ہوگی مراد تابید سے تابید موقت یعنی ہمیشہ رہنا ایک وقت معین تک اور کہا عیاض نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے خطا کو پیغمبروں کے حق میں مانند قول ہر پیغمبر کے جو اس میں مذکور ہے اور جواب دیا ہے اس نے اصل مسئلے سے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اختلاف بیچ معصوم ہونے ان کے کفر سے بعد پیغمبر ہونے کے اور اسی طرح اس سے پہلے بھی صحیح قول پر اور اسی طرح قول ہے کبیرے گناہ میں بنا بر تفصیل مذکور کے اور ملحق ہے ساتھ کبیرے گناہوں کے جو قصور وار کرے فاعل کو صغیرے گناہوں سے اور اسی طرح ہے قول بیچ ہر اس چیز کے کہ قادح ہو ابلاغ میں قول کی جہت سے اور اختلاف ہے فعل میں سو بعض نے تو اس کو منع کیا ہے یہاں تک کہ بھول میں بھی اور جائز رکھا ہے جمہور نے سہو کو لیکن نہیں حاصل ہوتی ہے تمادی اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ سوائے ان کے ہے سب صغیرے گناہوں سے سو ایک جماعت اہل نظر کا تو یہ مذہب ہے کہ پیغمبر لوگ ان سے مطلق معصوم ہیں اور تاویل کیا ہے انہوں نے

آیتوں اور حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ اس کے اور منجملہ اس کے ایک تاویل یہ ہے کہ جو صغیرہ گناہ ان سے صادر ہو یا تو ہو گا ساتھ بعض پیغمبروں سے یا ساتھ سہو کے یا ساتھ اجازت کے لیکن ڈرے کہ نہ ہو یہ موافق ان کے مقام کو سو ڈرے اخذ سے یا عتاب سے کہا اس نے اور یہ راجح تر سب قولوں میں اور نہیں ہے وہ مذہب معتزلوں کا اگرچہ وہ پیغمبروں کو مطلق معصوم کہتے ہیں اس واسطے کہ جگہ نزاع ان کی بیچ اس کے یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آدمی گناہوں سے مطلق کافر ہو جاتا ہے اور نہیں جائز ہے پیغمبر پر کفر اور ہماری جگہ نزاع کی یہ ہے کہ امت پیغمبر کی مامور ہے ساتھ پیروی کرنے پیغمبر کی اس کے افعال میں سو اگر جائز ہو اس سے واقع ہونا گناہ کا تو البتہ لازم آئے حکم کرنا ساتھ ایک چیز کے اور نہی کے اس سے ایک حالت میں اور یہ باطل ہے کہا عیاض نے اور تمام وہ چیز جو ذکر کی گئی ہے باب کی حدیث میں نہیں خارج ہے اس چیز سے جو ہم نے کہی اس واسطے کہ کھانا آدم علیہ السلام کا درخت کے پھل کو سہو سے تھا اور طلب کرنا نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کی نجات کو تاویل سے تھا اور ابراہیم علیہ السلام کی تین باتیں معاریض تھیں اور مراد ان کی ان سے خیر اور بھلائی تھی اور مقتول موسیٰ علیہ السلام کا کافر تھا اور اس حدیث میں اطلاق غضب کا اللہ پر یعنی اللہ غضبناک ہو گا اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے جو ظاہر ہو گی انتقام لینے اس کے سے اس سے جس نے اس کی نافرمانی کی اور وہ چیز کہ مشاہدہ کریں گے اس کو اہل موقف ہولوں سے کہ نہیں ہوئی مثل اس کی اور نہ ہوں گے اسی طرح تقریر کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد ساتھ غضب کے لازم اس کا ہے اور وہ ارادہ بدی کے پہنچانے کا ہے بعض کے واسطے اور قول آدم علیہ السلام کا اور جو ان کے بعد ہیں نفسی نفسی یعنی میرا نفس ہے مستحق اس کا کہ اس کے واسطے شفاعت کی جائے اس واسطے کہ جب مبتدا اور خبر ایک ہو تو مراد اس سے بعض ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ایک محذوف ہو اور اس میں تفضیل دینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق پر اس واسطے کہ رسول اور پیغمبر اور فرشتے افضل ہیں غیروں سے اور البتہ ظاہر ہو چکی ہے فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپر ان کے اس مقام میں کہا قرطبی نے اور اگر نہ ہوتا فرق درمیان اس شخص کے جو کہے نفسی نفسی اور درمیان اس کے جو کہے امتی امتی تو البتہ کافی ہوتا اور اس میں تفضیل ہے ان پیغمبروں کی جو مذکور ہیں بیچ اس کے ان پیغمبروں پر جو اس میں مذکور نہیں واسطے لائق ہونے ان کے ساتھ اس مقام عظیم کے سوائے اور پیغمبروں کے اور احتمال ہے کہ خاص کیے گئے ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ پانچوں صاحب شرع کے ہیں کہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے ان لوگوں نے جو درمیان ان کے ہیں جو اول مذکور ہوئے اور جو ان کے بعد ہیں اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے ان کے جو مذکور ہوئے جو بڑے آدمی سے کوئی ضروری کام طلب کرے تو اس کو چاہیے کہ سوال سے پہلے مسئول کی صفت کرے اس کی خوب تر صفتوں سے اور اشرف بڑائیوں سے تاکہ ہو یہ زیادہ باعث اس کے سوال قبول کرنے پر اور یہ کہ جب مسئول نہ قادر ہو اوپر حاصل کرنے اس چیز کے جو سوال کیا گیا تو عذر کرے جو اس سے قبول کیا جائے اور راہ بتلائے سائل کو اس شخص کی طرف جو گمان ہو کہ وہ کامل

ہے بیچ قائم ہونے کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ اور یہ کہ وہ ثنا کرے مدلول علہ کی اس کی ان صفتوں سے جو تقاضا کرتی ہیں اس کی لیاقت کو اور تا کہ ہو زیادہ تر باعث واسطے قبول ہونے اس کے عذر کے بیچ بار رہنے کے اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ عام کے پہلے بحث کرنے کے تخصیص سے واسطے دلیل قصے نوح علیہ السلام کے بیچ طلب کرنے نجات بیٹے اپنے کے اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے جو دیکھتا ہے ساتھ عکس اس کے اور یہ کہ لوگ قیامت کے دن اپنی حاجت میں اللہ کی طرف پیغمبروں سے وسیلہ پکڑیں گے جیسے دنیا میں اپنی حاجتوں میں اللہ کی طرف وسیلہ پکڑتے تھے اور اس کا باعث الہام ہے اور یہ کہ بعض بعض سے مشورہ لیں گے اور جمع ہوں گے چیز مطلوب پر اور یہ کہ بھلائی جائے گی ان سے بعض وہ چیز جو دنیا میں جانتے تھے اس واسطے کہ سائلوں میں وہ لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے اس حدیث کو سنا ہوگا اور باوجود اس کے کسی کو یاد نہ ہوگا کہ یہ مقام ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ اگر ان کو یاد ہوتا تو پہلے پہل سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے اور نہ محتاج ہوتے طرف پھر جانے کی ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر کی طرف اور شاید اللہ نے ان کو یہ بھلا دیا واسطے حکمت کے کہ مرتب ہوتی ہے اوپر اس کے ظاہر کرنے فضیلت ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے۔ (فتح)

٦٠٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ.

٦٠٨١۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکالی جائے گی ایک قوم دوزخ سے ساتھ شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر داخل ہوں گے بہشت میں اور ان کا لقب جہنمی ہوگا۔

٦٠٨٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ غَرْبُ سَهْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِيْ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا

٦٠٨٢۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی ماں سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور البتہ حارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا تھا اس کو ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا تو اس نے کہا یا حضرت! البتہ آپ کو معلوم ہے جگہ حارثہ کی میرے دل سے یعنی آپ کو معلوم ہے کہ مجھ کو کس قدر پیارا تھا سو اگر وہ بہشت میں ہو تو اس پر نہ روؤں ورنہ آپ دیکھیں گے جو میں کروں گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو نے فرزند کو گم کیا ہے کیا ایک بہشت ہے یا بہت بہشتیں ہیں

جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلَى.

اور بیشک وہ اونچی بہشت میں ہے۔

٦٠٨٣۔ وَقَالَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَ تْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

٦٠٨٣۔ اور فرمایا کہ اللہ کی راہ یعنی جہاد میں صبح یا شام کو کوشش کرنا بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور البتہ تمہاری کمان یا قد کے برابر بہشت سے مکان بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور اگر بہشتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو البتہ روشن کرے اس چیز کو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے یعنی تمام دنیا کو روشن کر ڈالے اور البتہ تمام دنیا کو خوشبو سے بھرے اور البتہ اوڑھنی اس کی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر بہشت کی عورتوں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو سورج اور چاند کی روشنی جاتی رہے اور واقع ہوا ہے ابن عباس ﷠ کی حدیث میں نزدیک ابی الدنیا کے کہ اگر وہ اپنی اوڑھنی نکالے تو البتہ ہو جائے آفتاب نزدیک حسن اس کے کی مثل بتی کے بہ نسبت سورج کے کہ اس کے واسطے روشنی نہیں ہوتی اور اگر اپنے چہرے سے جھانکے تو البتہ بھرے حسن اس کا درمیان زمین اور آسمان کے اور اگر اپنی ہتھیلی نکالے تو البتہ مبتلا ہو جائے خلق اس کے حسن سے۔ (فتح)

٦٠٨٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَآءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً.

٦٠٨٤۔ حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر کہ اس کو دکھلایا جائے گا اس کا دوزخ کا مکان اگر وہ برائی کرتا تا کہ زیادہ شکر کرے اور نہ داخل ہوگا کوئی دوزخ میں مگر کہ دکھلایا جائے گا اس کو اس کا بہشت کا مکان اگر وہ نیکی کرتا تا کہ اس کو افسوس ہو۔

فائدہ: اور ابن ماجہ میں سند صحیح کے ساتھ ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ واقع ہوگا نزدیک سوال کرنے کے قبر میں اور اس میں ہے کہ کھولی جائے گی اس کے واسطے ایک کھڑکی دوزخ کی طرف سے سو وہ اس کی طرف دیکھے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ دیکھ اس چیز کی طرف جس سے اللہ نے تجھ کو بچایا اور ایک روایت میں ہے کہ بہشتی کو دوزخ دکھلائیں گے اور کہیں گے کہ اگر تو برائی کرتا تو اس جگہ میں ہوتا تو وہ زیادہ شکر کرے گا کہ اللہ نے اپنے کرم سے مجھ

کو ایسی بلا سے بچایا اور دوزخی کو بہشت دکھلائی جائے گی کہ اگر تو نیکی کرتا تو اس مکان میں ہوتا تو اس کو افسوس پر افسوس ہوگا۔

٦٠٨٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَّا يَسْأَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِهِ.

٦٠٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بڑا سعادت مند آپ کی شفاعت کا قیامت کے دن کون ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں جان چکا تھا اے ابو ہریرہ! کہ مجھ سے اس بات کو تجھ سے پہلے کوئی نہ پوچھے گا اس واسطے کہ میں دیکھ چکا تھا تیری حرص کو حدیث کے دریافت کرنے پر زیادہ تر سعادت مند لوگوں میں سے میری شفاعت کا قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس نے لا الہ الا اللہ کو اپنے دل سے خالص ہو کر کہا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس شفاعت کے جو اس جگہ سوال کی گئی ہے بعض قسم شفاعت کی ہے اور وہ شفاعت وہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے امتی امتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا کہ نکال دوزخ سے جس کے دل میں اس قدر ایمان ہو سو زیادہ تر سعادت مند ساتھ اس شفاعت کے وہ شخص ہوگا جس کا ایمان کامل ہوگا اپنے نیچے والے سے اور بہر حال شفاعت عظمیٰ بیچ راحت دینے موقف کے مصیبت سے سو زیادہ تر سعادت مند ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو اول اول بہشت میں جائے گا اور وہ لوگ وہ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے ہوں گے اور وہ لوگ وہ ہیں جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر عذاب کے اس کے بعد کہ ان کا حساب ہوگا اور مستحق عذاب ہوں گے پھر وہ شخص جس کو آگ کی سوختگی پہنچے گی اور نہ گرے گا اس میں اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اسعد میں اشارہ ہے طرف اختلاف مراتب ان کے کی سبقت میں طرف دخول کی ساتھ اختلاف مراتب ان کے کی اخلاص میں اور ساتھ اس تقریر کے کہ ظاہر ہوگا کہ اسعد اپنے باب پر ہے تفضیل سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ مراد وہ شخص ہو جس کے واسطے کوئی عمل نہ ہو جس کے ساتھ رحمت اور اخلاص کا مستحق ہو اس واسطے کہ اس کو شفاعت کی حاجت اکثر ہے۔ (فتح)

٦٠٨٦۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ

٦٠٨٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں جو دوزخ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْأَى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْأَى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّيْ أَوْ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً۔

والوں میں سے سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا اور جو سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا ایسا مرد ہوگا جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنوں کے بل گھسٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا گھسٹتا ہے سو اللہ اس سے کہے گا جا بہشت میں داخل ہو تو وہ بہشت میں آئے گا تو اس کے خیال میں ایسا آئے گا کہ بہشت بالکل بھری ہے یعنی کہیں اس میں جگہ نہیں سو وہ پھر آئے گا سو کہے گا یا رب! میں نے تو اس کو بھرا پایا تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو پھر وہ بہشت میں آئے گا تو اس کے خیال میں بھری معلوم ہوگی تو واپس لوٹ آئے گا سو کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو بھرا پایا تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو سو البتہ تیرے واسطے تو دنیا برابر جگہ ہے اور دس گنی دنیا کے یا یوں فرمایا کہ بیشک تیرے لیے دنیا کی دس گنی جگہ ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے یا مجھ سے ہنستا ہے بادشاہ ہو کر؟ کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نے کہ البتہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ حدیث فرما کر ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ کہتے تھے کہ یہ شخص رتبے میں ادنیٰ بہشتی ہے یعنی جب ادنیٰ بہشتی کا یہ رتبہ ہے کہ اس جہان کا دس گنا اس کا مکان ہوگا تو عمدہ مرتبے والوں کے مکان اللہ جانے کتنے بڑے اور کیسے ہوں گے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگرچہ گناہوں کے سبب دوزخ میں پڑے گا لیکن آخر کار اس کی نجات ہوگی اور بہشت ملے گی اور معلوم ہوا کہ بہشت کی وسعت اور فراخی بے حد اور بے حساب ہے آدمی کے خیال میں نہیں آ سکتی اور یہ جو اس نے کہا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے تو کہا مازری نے کہ یہ مشکل ہے اور تفسیر ضحک کی ساتھ رضا کے نہیں حاصل ہوتی ہے اس جگہ لیکن چونکہ مذاق کرنے والے کی عادت ہے کہ ہنستا ہے اس سے جس کو مذاق کرتا ہے

تو ذکر کیا گیا ساتھ اس کے اور بہر حال نسبت سخریت کی اللہ کی طرت تو وہ بطور مقابلے کے ہے اگر چہ اس کو دوسری جانب میں لفظ میں ذکر نہیں کیا لیکن جب اس نے ذکر کیا کہ اللہ نے عہد کیا تو اتارا گیا فعل اس کا بجائے مذاق کرنے والے کے اور گمان کیا ہے اس نے کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اس کے واسطے کہ داخل ہو بہشت میں اور تردد کرنے اس کے طرف اس کی اور گمان کرنے اس کے کہ وہ بھری ہوئی ہے ایک قسم مذاق کرنا ہے جزا اس کے فعل کی تو مسخری کے بدلے کا نام بھی مسخری رکھا گیا اور جائز رکھا ہے عیاض نے یہ کہ اس مرد نے یہ بات کہی اس حال میں کہ غیر ضابط تھا جاتی رہی عقل اس کی خوشی سے ساتھ اس چیز کے جو اس کے دل میں نہ گزری تھی یعنی اس نے خوشی سے بیہوش ہو کر یہ بات کہی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ جب اللہ نے اس کو دوزخ سے خلاص کیا تو اس نے کہا کہ البتہ اللہ نے مجھ کو وہ چیز دی جو نہیں دی کسی کو اولین اور آخرین سے اور بعض نے کہا کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ وہ ڈرا کہ بدلا دیا جائے گا اس چیز کا جو تھی اس سے دنیا میں سستی سے بندگی میں اور گناہ کرنے سے مانند فعل مذاق کرنے والوں کے کی تو گویا کہ اس نے کہا کہ تو مجھ کو بدلا دیتا ہے اس چیز کا جو مجھ سے ہوئی پس وہ مانند قول اللہ کے کی ہے ﴿سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ﴾ اور یہ جو فرمایا اللہ نے ﴿اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ﴾ یعنی اتارتا ہے ان پر بدلا ان کے مذاق کا اور کہا بیضاوی نے کہ نسبت ضحک یعنی ہنسنے کی اللہ کی طرف مجاز ہے ساتھ معنی رضا کے اور ہنسنا حضرت ﷺ کا حقیقت پر ہے اور ہنسنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بطور اتباع کے ہے۔ (فتح)

٦٠٨٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ.

٦٠٨٧۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے کہا کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ فائدہ پہنچایا؟۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ آپ کی حمایت کرتا تھا اور آپ کے واسطے غصہ کرتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں وہ دوزخ کی پایاب آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کی نیچی تہ میں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

صراط پل ہے دوزخ کا یعنی کھڑا کیا گیا ہے دوزخ پر واسطے گزرنے مسلمانوں کے اس کے اوپر سے طرف بہشت کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے جو باب فضل سجود میں ہے یہ لفظ ہے ثم یضرب الصراط سو شاید اشارہ کیا ہے اس نے ترجمہ میں اس کی طرف۔ (فتح)

۶۰۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أُنَاسٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُونَهُ سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِي غَيْرِ الصُّورَةِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ

۶۰۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور ہجوم ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو بدلی نہ ہو؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو شک پڑتا ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو بدلی نہ ہو؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا سو بیشک تم قیامت کے دن اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو جس چیز کو پوج رہا ہو تو اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا تو آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو شخص دیو، بھوت اور بتوں کو پوجتا ہوگا وہ ان کے ساتھ جائے گا یعنی تو ان کے معبود ان کو دوزخ میں لے جائیں گے اور یہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو حق تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہو گا اس صفت میں جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں مسلمان کہیں گے نعوذ باللہ اللہ ہم کو تجھ سے پناہ میں رکھے ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہوگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہوگا اس صفت پر جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے سو اس کا اتباع کریں گے یعنی اس کے حکم کا اور دوزخ کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے یعنی اور پیغمبروں

اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهٖ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَآءٌ يُقَالُ لَهٗ مَآءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَآؤُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ فَيَقُوْلُ لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ فَيَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَا رَبِّ قَرِّبْنِيْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْأَلُنِيْ

کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس دن یہ ہوگا الٰہی! پناہ الٰہی! پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کے کانٹے سعدان ایک جھاڑی کا نام ہے اس کے کانٹے سرکج ہوتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو وہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں تو وہ آنکڑے لوگوں کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کھینچ لیں گے ان کے بد اعمال کے سبب سے سوبعض آدمی تو اپنے عمل سے ہلاک ہو جائے گا اور بعض آدھ موا نجات پانے تک یا بیہوش ہو جائے گا یہاں تک کہ جب حق تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکالیں جس نے کہ اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے اس کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان کے سجدے کے نشان سے پہچانیں گے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کا مکان جلانا حرام کیا ہے تو دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا تو وہ اس سے زندہ ہو جائیں گے جیسے پانی کے بہاؤ کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا دوزخ کا سامنے کیے ہوئے اور وہ اہل بہشت سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب! میرا منہ دوزخ کی

غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَيُعْطِي اللّٰهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ أَنْ لَّا يَسْأَلَهُ غَيْرَهُ فَيُقَرِّبُهُ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأٰى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَوَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهُ بِالدُّخُوْلِ فِيْهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيْهَا قِيْلَ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى ثُمَّ يُقَالُ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُوْلُ لَهُ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا قَالَ عَطَآءٌ وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيْثِهِ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى قَوْلِهِ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ حَفِظْتُ مِثْلُهُ مَعَهُ.

طرف سے پھیر دے کہ اس کی بد بو نے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کی لپٹ نے مجھ کو جلا ڈالا سو اللہ سے دعا کیا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کو دعا کرنا چاہے گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا سوال پورا کروں تو اس کے سوائے تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا سو جب کہ وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوائے مجھ سے اور سوال نہ کرے گا تیرا برا ہوا ے آدمی تو کیا ہے دغا باز ہے تو وہ مرد کہے گا اے میرے رب! اور اللہ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اگر میں تیرا مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوائے کچھ اور بھی مانگے گا تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم ہے کہ نہ مانگو گا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کا قول وقرار کرے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے پر کر دے گا سو جب بہشت کے دروازے پر کھڑا ہو گا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جائے گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ کہ اس میں ہے نعمتوں اور فرحت سے تو چپ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا قول وقرار نہیں کر چکا کہ اب میں نہ مانگوں گا تیرا برا ہوا ے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری خلق میں بد بخت بے نصیب نہیں

ہونا چاہتا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے گا سو جب کہ اللہ راضی ہوگا تو فرمائے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک کہ اس پر کرم ہوگا کہ حق تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا تو کہے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز مانگ یہاں تک کہ اس کے سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے یہ سب سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے سوال دیکھنے اللہ کے سے دنیا میں اور روایت کی مسلم نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جان رکھو کہ ہرگز نہ دیکھ سکو گے تم اپنے رب کو یہاں تک کہ مرجاؤ یعنی اللہ کا دیدار دنیا میں ممکن نہیں مرنے کے بعد آخرت میں ہوگا اور واقع ہوا ہے سبب اس سوال کا نزدیک ترمذی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر کا ذکر کیا تو اصحاب نے یہ سوال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر کی پھر یہ حدیث فرمائی کہ بیشک تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اور احتمال ہے کہ یہ کلام ان کی سوال کے وقت واقع ہوا ہے اور معنی تضارون کے یہ ہیں کہ نہ ضرر کرو گے تم کسی کو اور نہ ضرر کرے گا کوئی تم کو ساتھ تنازع کے اور مجادلہ اور مضائقہ کے اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ خلاف کرے گا بعض بعض کو کہ اس کو جھٹلائے اور اس سے تنازع کرے اور اس کو اس کے ساتھ ضرر دے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حاجب اور نہ مانع ہوگا بعض تمہارا بعض کو دیدار الٰہی سے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ نہ ظلم کیے جاؤ گے تم اس میں ساتھ اس کے کہ تم میں سے بعض کو اللہ کا دیدار ہو اور بعض کو نہ ہو کہ تم اس کو سب طرفوں میں دیکھو گے یا نہ جمع ہو گے اس کے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور نہ ضم ہوگا بعض تمہارا طرف بعض کے اس واسطے کہ وہ ایک جہت میں نہیں دیکھا جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم بھی اسی طرح اللہ کو دیکھو گے تو مراد تشبیہ دیکھنے کے ساتھ دیکھنے کے ہے بیچ واضح ہونے کے اور دور ہونے شک کے اور رافع ہونے مشقت اور اختلاف کے اور کہا بیہقی نے کہ تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے متعین کرنے رؤیت کے ہے نہیں مراد ہے تشبیہ مرئی کی کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تمثیل واقع ہوئی بیچ تحقیق رؤیت کے نہ بیچ کیفیت کے اس واسطے کہ سورج اور چاند جگہ گیر ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے پاک ہے اور

خاص کیا سورج اور چاند کو ساتھ ذکر کے باوجود اس کے کہ دیکھنا آسمان کا بغیر سحاب کے بڑی نشانی ہے اور بڑی پیدائش ہے مجرد سورج اور چاند سے واسطے اس چیز کے کہ خاص کیے گئے ہیں دونوں بڑی روشنی اور نور سے اس طور سے کہ ہوگئی تشبیہ ساتھ دونوں کے ان کے حق میں کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ جمال اور کمال کے شائع استعمال میں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ دیکھنا مسلمانوں کا اپنے رب کو ممکن ہے اور انکار کیا ہے اس سے معتزلہ اور خارجیوں نے اور یہ ان کی جہالت اور بے علمی ہے سو البتہ دلالت کی دلیلوں سے کتاب اور سنت سے اور اجماع اصحاب اور اسلف امت نے اوپر ثابت کرنے دیدار الٰہی کے آخرت میں واسطے ایمانداروں کے اور جواب دیا ہے اماموں نے بدعتیوں کے اعتراضوں سے جوابات مشہورہ کے اور نہیں شرط ہے دیکھنے میں مقابل ہونا مروی کا اگرچہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ اس کے درمیان مخلوقین کے اور اعتراض کیا ہے ابن عربی نے اوپر روایت علا کے اور انکار کیا ہے اس نے زیادتی سے اور گمان کیا ہے اس نے کہ جو تکرار کہ باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے ہوگا درمیان آدمیوں کے اور درمیان واسطہ کے اس واسطے کہ اللہ کافروں سے کلام نہیں کرے گا اور نہ اس کو دیکھیں گے اور بہرحال ایماندار لوگ سو نہ دیکھیں گے اللہ کو مگر بعد داخل ہونے کے بہشت میں بالا جماع اور یہ جو فرمایا کہ جمع کرے گا اللہ آدمیوں کو تو ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جمع کرے گا اللہ قیامت کے دن اولین اور آخرین کو ایک میدان میں سو سنائے گا ان کو پکارنے والا اور نافذ ہوگی ان میں نظر یعنی ان کو پھاڑ کر پار نکل جائے گی اور بعض نے کہا کہ تمام آدمیوں کو استیعاب کرے گی اور بعض نے کہا کہ نافذ ہوگی ان میں نظر اللہ کی اور بعض نے کہا کہ مراد نظر آدمیوں کی ہے کہ ہر ایک آدمی سب خلق کو دیکھے گا اور یہ اولیٰ ہے کہا طیبی نے معنی یہ ہیں کہ وہ جمع کیے جائیں گے ایک مکان میں اس طور سے کہ کوئی کسی سے چھپا نہ رہے گا اگر کوئی بلانے والا ان کو بلائے تو اس کو سن لیں اور اگر کوئی دیکھنے والا ان کی طرف نظر کرے تو ان کو پائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ داعی کے اس جگہ جو بلائے گا ان کو طرف عرض اور حساب کے اور واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک بیہقی وغیرہ کے کہ جب حشر ہوگا لوگوں کا تو کھڑے رہیں گے چالیس سال تک ان کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی نہ کلام کرے گا ان سے اور آفتاب ان کے سر پر ہوگا یہاں تک کہ داخل ہوگا پسینہ ہر نیک وبد کے منہ میں واقع ہوا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک احمد کے کہ ہلکا کیا جائے گا وقوف ایماندار سے یہاں تک کہ ہو جائے گا بقدر فرض نماز کے اور ابو یعلی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مثل لٹکنے آفتاب کے کی واسطے غروب کے یہاں تک کہ غروب ہو اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ دن ایمانداروں پر دن کی ایک ساعت سے بھی زیادہ تر چھوٹا ہوگا اور آفتاب اور چاند کو خاص کیا واسطے تنویہ کے ساتھ ذکر دونوں کے واسطے بڑی ہونے پیدائش ان کی کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پھر پکارے گا پکارنے والا اے لوگو! کیا نہیں ہے یہ اللہ کا انصاف کہ ہر بندے کو

اس کے ساتھ کرے جس کو وہ پوجتا تھا تو لوگ کہیں گے کیوں نہیں! پھر اللہ فرمائے گا چاہیے کہ چلے ہر امت اپنے معبود کی طرف اور یہ جو فرمایا کہ جو طواغیت کو پوجتا تھا تو طواغیت جمع طاغوت کی ہے اور مراد اس سے شیطان اور بت ہے اور کہا طبری نے صواب میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ ہر سرکش ہے جو سرکشی اللہ پر پوجا جائے سوائے اللہ کے یا ساتھ قہر کے اس سے اس کے واسطے جو اس کو پوجے یا ساتھ رغبت اور خواہش کے اس سے جو پوجے انسان ہو یا شیطان حیوان ہو یا جماد اور ان کو ان کے تابعدار اس وقت کہا جائے گا واسطے بدستور رہنے ان کے کے اوپر اعتقاد کے بیچ ان کے اور احتمال ہے کہ پیروی کریں ان کی ساتھ اس طور کے کہ ہانکے جائیں طرف آگ کی قہرًا اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو توحید میں آئے گی کہ سولی والے اپنی سولی کے ساتھ جائیں گے اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کے ساتھ جائیں گے اور ہر معبود والے اپنے معبود کے ساتھ جائیں گے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جو پوجتا ہوگا شیطان کو اور مانند اس کی کو ان لوگوں سے کہ راضی ہوں ساتھ پوجنے کے یا جماد کو یا حیوان کو داخل ہیں بیچ اس کے اور بہر حال جو پوجتا ہے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ راضی نہ ہو مانند فرشتوں اور عیسیٰ علیہ السلام کے تو نہیں لیکن واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جس کو پوجتے تھے ان کے واسطے اس کی صورت بنائی جائے گی پس چلیں گے اور علاء کی روایت میں ہے کہ سولی والوں کے واسطے سولی کی شکل بنائی جائے گی اور تصویر والوں کے واسطے تصویر کی صورت بنائی جائے گی سو فائدہ دیا اس روایت نے تعمیم ان لوگوں کی کا جو اللہ کے سوائے پوجتے تھے مگر وہ شخص ذکر کیا جائے گا یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ خاص کیا گیا ہے اس عموم سے ساتھ دلیل آنے والی کے اور تعبیر ساتھ تمثیل کے سو احتمال ہے کہ ہو تمثیل واسطے تلبیس کے اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ ہو تمثیل اس شخص کے واسطے جو نہیں مستحق ہے تعذیب کا اور بہر حال جو ان کے سوائے ہیں سو حاضر کیے جائیں گے حقیقۃً واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ اور یہ جو فرمایا کہ باقی رہے گی یہ امت تو احتمال ہے کہ مراد امت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد عام تر اس سے سو داخل ہوں گے اس میں تمام اہل توحید یہاں تک کہ جنوں سے بھی اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ چیز جو باقی حدیث میں ہے کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو پوجتا تھا نیک اور بد سے یعنی خواہ اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا اور امتوں سے اور یہ جو فرمایا کہ اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو پوجتا ہوگا نیک اور بد سے اور باقی اہل کتاب جو اللہ کو ایک جانتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر دوزخ لائی جائے گی جیسے وہ سراب ہے اور یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے، الحدیث اور اس میں نصاریٰ کا بھی ذکر ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی جو پوجتا تھا بت کو اور نہ صورت کو مگر کہ اس کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ دوزخ میں گریں گے اور یہود و نصاریٰ میں سے جو سولی کو نہیں پوجتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ کو پوجتے ہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ پیچھے رہیں

گے سو جب تحقیق معلوم ہو جائے گا کہ وہ پیغمبروں کو پوجتے تھے تو وہ بھی بت پرستوں کے ساتھ لاحق کیے جائیں گے
اور کہا ابن بطال نے اس حدیث میں ہے کہ منافق لوگ مسلمانوں کے ساتھ پیچھے رہیں گے اس امید سے کہ ان کو یہ
نفع دے بنا بر اس کے کہ تھے ظاہر کرتے اس کو دنیا میں ظاہری اسلام سے سو انہوں نے گمان کیا کہ یہ ان کے واسطے
بدستور رہے گا سو اللہ الگ کرے گا ایمانداروں کو ساتھ روشن ہونے ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں کے اس واسطے کہ
منافق کا نہ منہ روشن ہوگا نہ ہاتھ پاؤں، میں کہتا ہوں البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ غرہ اور تحجیل خاص ہے ساتھ امت
محمدی ﷺ کے پس تحقیق یہ ہے کہ وہ جدا کیے جائیں گے اس مقام میں ساتھ نہ سجدہ کرنے کے اور ساتھ بجھانے ان
کی روشنی کے اس کے بعد کہ حاصل ہوگی ان کے واسطے غرہ اور تحجیل پھر چھین لیے جائیں گے وقت بجھانے نور کے
اور کہا قرطبی نے کہ گمان کیا منافقوں نے کہ پھر چھپنا ان کا مسلمانوں میں فائدہ دے گا ان کو آخرت میں جیسا کہ ان
کو دنیا میں فائدہ دیتا تھا واسطے جہالت ان کی کے اور احتمال ہے کہ حشر ہو ان کا ساتھ مسلمانوں کے واسطے اس چیز
کے کہ تھے ظاہر کرتے اس کو اسلام سے سو بدستور رہا یہ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو ان سے الگ کیا اور یہ جو فرمایا کہ
اللہ ان کے پاس آئے گا یعنی غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اس کو اول بار دیکھا ہوگا اور بہر حال نسبت
آنے کی طرف اللہ کی سو بعض نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے سو تعبیر کی ساتھ دیکھنے کے آنے
سے بطور مجاز کے اور بعض نے کہا کہ آنا اللہ کا فعل ہے اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے باوجود پاک جاننے سبحانہ
وتعالیٰ کے حدوث کی نشانیوں سے اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتہ ہے اور ترجیح دی ہے اس کو عیاض نے کہا کہ اور شاید
یہ فرشتہ آیا تھا ان کے پاس اس صورت میں کہ اس سے انہوں نے انکار کیا اس واسطے کہ انہوں نے اس میں حدوث
کی نشانی دیکھی جو فرشتے پر ظاہر تھی اس واسطے وہ مخلوق ہے اور احتمال چوتھی وجہ کا اور وہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں
کہ آئے گا اللہ تعالیٰ ان کے پاس صورت میں یعنی صفت میں کہ ظاہر ہوگی ان کے واسطے پیدا کی گئی صورتوں سے جو
نہیں مشابہ ہے اللہ کی صفت کو تا کہ اس کے ساتھ ان کا امتحان کرے سو جب ان سے یہ فرشتہ کہے گا کہ میں تمہارا
رب ہوں اور اس پر مخلوق کی علامت دیکھیں گے جس سے جان لیں گے کہ وہ ان کا رب نہیں تو اس سے پناہ مانگیں
گے اور بہر حال قول حضرت ﷺ کا اس کے بعد کہ پھر حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہوگا اس صفت میں کہ پہچانتے تھے تو مراد
ساتھ اس کے صفت ہے اور معنی یہ ہیں کہ ظاہر ہوگا حق تعالیٰ ان کے واسطے اس صفت میں کہ اس کو اس کے ساتھ
جانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچان لیں گے وہ اللہ کو ساتھ صفت کے اگرچہ انہوں نے اس کو اس سے
پہلے نہ دیکھا ہوگا اس واسطے کہ دیکھیں گے اس وقت اس کو وہ چیز کہ مخلوق کے مشابہ نہ ہوگی اور یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ
اللہ اپنی مخلوق سے کسی چیز کے مشابہ نہیں سو وہ جان لیں گے کہ وہ ان کا رب ہے سو کہیں گے کہ تو ہے ہمارا رب اور یہ
جو کہا کہ انہوں نے پہلی بار کہا کہ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تو کہا ابن عربی نے کہ انہوں نے اول بار اس اللہ کی

پناہ مانگی اس واسطے کہ انہوں نے اعتقاد کیا کہ یہ کلام استدراج ہے اس واسطے کہ اللہ حکم نہیں کرتا ساتھ بے حیائی کے اور بے حیائی سے ہے تابعداری کرنا باطل کی اسی واسطے واقع ہوا ہے صحیح میں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا کہ اس کو نہ پہچانتے ہوں گے اور وہ حکم کرنا ہے ساتھ اتباع باطل کے اسی واسطے کہیں گے کہ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب آئے گا ہمارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ معلوم کی ہوئی ہے ہم نے اس سے قول حق سے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آئے گا ان کے پاس اللہ ساتھ اہوال قیامت کے اور فرشتوں کی صورتوں سے جو کبھی انہوں نے ویسی دنیا میں نہ دیکھی ہوں گی سو وہ پناہ مانگیں گے اس حال سے اور کہیں گے کہ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب آئے گا ہمارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ پہچانتے ہیں ہم اس کو اس کے لطف سے اور وہ صورت وہی ہے کہ تعبیر کیا گیا ہے اس سے ساتھ قول اللہ کے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ یعنی جس دن کھولی جائے گی شدت اور سختی اور دور ہو جائے گی اور کہا قرطبی نے کہ یہ مقام ہائل ہے امتحان کرے گا اللہ ساتھ اس کے اپنے بندوں کا تا کہ جدا کرے پاک کو ناپاک سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب منافق لوگ ایمانداروں میں ملے رہیں گے اور گمان کریں گے کہ یہ اس وقت جائز ہوگا جیسا کہ جائز تھا دنیا میں تو اللہ ان کا امتحان کرے گا ساتھ اس طور کے کہ آئے گا ان کے پاس ساتھ صورت ہولناک کے تو سب سے کہے گا کہ میں ہوں تمہارا رب تو ایماندار لوگ اس سے انکار کریں گے اس واسطے کہ وہ پہلے سے اللہ کو پہچانتے ہوں گے اور جانتے ہوں گے کہ وہ پاک ہے اس صورت سے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے یہاں تک کہ قریب ہوگا کہ بعض پھسل جائے اور منافقوں کے موافق ہو جائے اور شاید وہ یہ لوگ ہیں جن کو علم میں رسوخ نہ تھا اور اعتقاد کیا حق کو بغیر بصیرت کے پھر اس کے بعد ایمانداروں کو کہا جائے گا کہ تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کو تم پہچانتے ہو تو وہ کہیں گے الساق سو کھولا جائے گا اس کی پنڈلی سے اور سجدہ کرے گا اس کو ہر ایماندار اور باقی رہے گا جو سجدہ کرتا تھا واسطے دکھلانے اور سنانے کے سو وہ قصد کرے گا کہ سجدہ کرے تو اس کی پیٹھ ایک طبق ہو جائے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈیاں سیدھی اور ہموار ہو جائیں گی تو وہ سجدے کے واسطے نہ جھک سکے گا اور معنی کشف الساق کے دور ہونا خوف اور ہول کا ہے جس نے ان کو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی شرم گاہوں کے دیکھنے سے بے خبر ہو گئے تھے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر مسلمانوں سے کہا جائے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ اپنے نور کی طرف بقدر اپنے عملوں کے سو وہ جائیں گے روشنی بقدر اپنے عملوں کے سو بعض کو پہاڑ کی برابر روشنی دی جائے گی اور اس سے کم اور کھجور کے برابر اور اس سے کم یہاں تک کہ ہو گا اخیر ان کا کہ دیا جائے گا روشنی اپنے قدم کے انگوٹھے پر اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر دیا جائے گا ہر آدمی روشنی پھر روانہ کیے جائیں گے طرف پل صراط کی پھر بجھائی جائے گی روشنی منافقوں کی۔

تنبیہ: حذف کیا گیا ہے اس سیاق سے ذکر شفاعت کا واسطے فصل قضا کے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس میں شفاعت کا ذکر ہے جیسا کہ حذف کیا گیا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ثابت ہے اس حدیث میں اس جگہ میں ان امروں سے جو واقع ہوں گے موقف میں سو منتظم ہوگا دونوں حدیثوں سے یہ کہ جب ان کا حشر ہوگا تو واقع ہوگا جو کچھ کہ اس حدیث میں ہے جو اس باب میں مذکور ہے گرنے کفار کے سے آگ میں اور باقی رہیں گے جو سوائے ان کے ہوں گے موقف کی مصیبتوں میں سو شفاعت چاہیں گے پس واقع ہوگی اجازت بیچ کھڑا کرنے پل صراط کے پھر واقع ہوگا امتحان ساتھ سجدہ کرنے کے تا کہ الگ ہو جائے منافق مسلمان سے پھر عبور کریں گے پل صراط پر اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس جگہ کہ پھر پل صراط کھڑا کیا جائے گا پھر حلال ہوگی شفاعت اور کہیں گے پیغمبر لوگ الٰہی! پناہ، الٰہی! پناہ اور واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں کہ ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن ہمارا حساب اول ہوگا اور اس میں ہے پھر ہٹائی جائیں گی امتیں ہماری رہ سے سو ہم گزریں گے پانچ کلیان وضوء کے نشان سے تو اور امتیں کہیں گی شاید یہ سب امت پیغمبر ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پھر ان سے کہا جائے گا کہ نجات پاؤ بقدر اپنے نور کے سو ان میں سے کوئی آنکھ کے جھپکنے کی طرح گزرے گا اور کوئی بجلی کی طرح گزرے گا اور کوئی بدلی کی طرح اور بعض جیسے تارا ٹوٹتا ہے اور بعض ہوا کی طرح اور بعض عمدہ گھوڑے کی طرح اور کوئی اونٹ کی طرح اور کوئی پیادہ دوڑتا اور کوئی چلتا معمولی چال سے یہاں تک کہ گزرے گا سب سے پیچھے وہ مرد جو اپنے قدم کے انگوٹھے پر نور دیا گیا ہے گھسٹتا ہوگا اپنے منہ پر اور اپنے ہاتھ پاؤں پر گرتا پڑتا یہاں تک کہ خلاص ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں تو کہا ابن منیر نے کہ تشبیہ آنکڑوں کی سعدان کے کانٹوں کے ساتھ خاص ہے ساتھ جلدی اچک لینے ان کے کی اور کثرت انتشاب کے بیچ ان کے باوجود پرہیز اور حفاظت کے یہ تمثیل ہے ان کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ پہچانتے تھے اس کو دنیا میں اور الفت کی تھی اس سے ساتھ مباشرت کے پھر استثناء کیا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ نہیں واقع ہوئی ہے تشبیہ دونوں کی مقدار میں اور واقع ہوا ہے سدی کی روایت میں کہ اس کی دونوں جانب میں فرشتے ہیں ان کے ساتھ آگ کے آنکڑے ہیں ان سے لوگوں کو اچک لیتے ہیں اور واقع ہوا ہے مسلم میں کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ پل صراط تیز تر ہے تلوار سے اور باریک تر ہے بال سے اور فضیل بن عیاض سے آیا ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ پل صراط پندرہ ہزار برس کا راہ ہے پانچ ہزار برس چڑھائی اور پانچ ہزار برس کی اترائی ہے اور پانچ ہزار برس کی راہ برابر ہے باریک تر ہے بال سے اور تیز تر ہے تلوار سے دوزخ کی پشت پر اور یہ حدیث معضل ہے ثابت نہیں اور سعید بن ہلال سے روایت ہے کہ پل صراط باریک تر ہے بال سے بعض لوگوں پر اور بعض لوگوں پر کشادہ میدان کی طرح ہے اور یہ جو کہا کہ بعض ان میں مخردل ہے تو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دوزخ کے آنکڑے اس کو کاٹ ڈالیں گے تو گر پڑے گا

آگ میں اور کہا بعض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ س کے اعضا رائی کے دانے کے برابر ہو جائیں گے اور بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ بیہوش ہو جائے گا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ بعض نجات پائے گا سلامت اور کوئی مخدوش اور مکدوش ہو گا دوزخ میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ پل صراط پر گزرنے والے لوگ تین قسم کے ہوں گے بعض نجات پائے گا بغیر خدش کے اور کوئی اول اول ہی ہلاک ہو جائے گا اور بعض دونوں کے درمیان ہو گا اول تکلیف پائے گا پھر نجات پائے گا اور ہر قسم ان تینوں سے منقسم ہوتی ہے کئی قسم پر جو پہچانی جاتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے **بقدر اعمالھم** اور یہ جو فرمایا کہ اللہ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا تو کہا ابن منیر نے کہ مراد اس سے قضا اور حلول اس کا ہے ساتھ اس شخص کے جس پر حکم کیا گیا اور مراد نکالنا موحدین کا ہے دوزخ سے اور داخل کرنا ان کا بہشت میں اور قرار پکڑنا دوزخیوں کا آگ میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ معنی یفوغ اللہ کے یہ ہیں کہ قضا سے ساتھ عذاب اس شخص کے کہ فارغ ہے عذاب اس کے سے اور جو فارغ نہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس کے معنی پہنچنا اس وقت کا ہے کہ سابق ہو چکا ہے اللہ کے علم میں کہ ان پر رحم کرے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور پیغمبر بھی شفاعت کریں گے اور صدیق بھی اور شہید بھی اور فرشتے بھی اور ایماندار بندے بھی اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ سے نزدیک نسائی کے سبب اور بیچ نکالنے موحدین کے دوزخ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ فارغ ہو گا اللہ لوگوں کے حساب سے اور داخل کی جائے گی میری باقی امت ساتھ دوزخیوں کے تو دوزخی کہیں گے کہ نہ فائدہ دیا تم کو کچھ یہ کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے تھے تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ میری عزت کی قسم کہ میں ان کو آگ سے آزاد کروں گا سو وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ جب جمع ہوں گے دوزخی دوزخ میں اور ان کے ساتھ ہو گا جس کو اللہ چاہے گا اہل قبلہ سے تو کفار ان سے کہیں گے کیا تم مسلمان نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں تو کفار کہیں گے کہ تمہارے اسلام نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا سو تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں پڑے تو مسلمان کہیں گے کہ ہمارے واسطے گناہ تھے سو ہم ان کے سبب سے پکڑے گئے سو حکم کرے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہ جو اس میں اہل قبلہ میں سے ہو اس کو نکالو سو نکالے جائیں گے تو کفار کہیں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے اور یہ جو فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو نہیں ذکر کیا رسالت کو یا تو اس واسطے کہ وہ دونوں نطق میں غالبا لازم ہیں اور شرط ہیں تو اکتفا کیا ساتھ ذکر اول کلمے کے یا کلام بیچ حق تمام ایمانداروں کے ہے اس امت سے اور غیر اس امت سے اور اگر رسالت کا ذکر کیا جاتا تو البتہ رسولوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی اور یہ جو فرمایا کہ میں نکالوں گا تو مراد یہ ہے کہ فرشتے نکالیں گے پیغمبروں کی زبانوں پر سو اخراج کے مباشر ہوں گے رد فرشتے اور واقع ہوا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بعد قول وزۃ کے سو نکالیں گے فرشتے بہت خلق کو پھر کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے اس میں کوئی نیکی نہیں چھوڑی تو اللہ

فرمائے گا شفاعت کی فرشتوں نے اور شفاعت کی پیغمبروں نے اور شفاعت کی ایمانداروں نے اور نہیں باقی رہا مگر ارحم الراحمین سو دوزخ میں سے ایک مٹھی بھرے گا سو نکالے گا اس سے ان لوگوں کو جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سو میں کہوں گا یا رب! مجھ کو اجازت ہو ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور جلال اور کبریائی اور عظمت کی کہ البتہ نکالوں گا میں اس سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں ارحم الراحمین ہوں داخل کرو میری بہشت میں جس نے میرے ساتھ شریک نہ کیا ہو کہا طیبی نے یہ خبر دیتا ہے کہ جو چیز کہ مقدر ہو چکی ہے اس سے پہلے ساتھ مقدار جو کے پھر دانے کے پھر رائی کے پھر ذرہ کے غیر اس ایمان کے ہے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ اس کے تصدیق اور اقرار سے بلکہ وہ چیز وہ ہے کہ پائی جاتی ہے ایمانداروں کے دل میں ایمان کے ثمرہ اور پھل سے اور وہ دو وجہ پر ہے ایک تو زیادہ ہونا یقین کا اور طمانیت نفس کی ہے اس واسطے کہ تظافر ادلہ کا اقویٰ ہے واسطے مدلول علیہ کے اور اثبت ہے واسطے عدم اس کے دوسرا یہ کہ مراد عمل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اس وجہ کو قول آپ کا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ انہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی پس مراد لم یعملوا خیرا قط سے عمل ہے نہ اصل ایمان یعنی کبھی انہوں نے نیک عمل نہیں کیا پس اس لفظ میں خیرُ اصل ایمان مراد لینا سراسر گمراہی اور الحاد ہے اور یہ جو فرمایا لیس لک ذلک یعنی میں کرتا ہوں یہ کام واسطے تعظیم اپنے اسم کے اور اجلال اپنی توحید کے اور وہ مخصص ہے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زیادہ تر سعادت مند میری شفاعت کا وہ شخص ہے جس نے اپنے خالص دل سے لا الہ الا اللہ کہا اور احتمال ہے کہ جاری ہو اپنے عموم پر اور محمول ہو گی حال اور مقام پر کہا طیبی نے جب کہ ہم تفسیر کریں اس چیز کو کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے ساتھ تصدیق کے جو مجرد ہے ثمرہ سے اور اس چیز کو کہ خاص ہے ساتھ رسول اس کے کی وہ ایمان ہے ساتھ ثمرہ کے زیادہ ہونے یقین کے سے یا عمل صالح سے تو حاصل ہو گی تطبیق میں کہتا ہوں کہ اس میں اور وجہ کا بھی احتمال ہے اور وہ یہ کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے لیس لک ذلک مباشرت اخراج کی ہے نہ اصل شفاعت اور ہو گی یہ شفاعت اخیر بیچ اخراج مذکورین کے سو اصل اخراج کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور مباشرت اخراج سے منع کیے گئے نسبت کی گئی طرف شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی بیچ حدیث اسعد الناس کے اس واسطے کہ ابتدا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طلب کرنے اس کے اور علم اللہ کو ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر کہ آدمی کے وضو کے نشان کو جلائے تو یہ جواب ہے سوال مقدر کا اس کی تقریر یہ ہے کہ کس طرح پہچانیں گے اثر سجدے کا باوجود قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے یہاں تک کہ جب کوئلے ہو جائیں گے تو حکم کرے گا اللہ ساتھ شفاعت کے اور جب کوئلے ہو گئے تو کس طرح پہچانا جائے گا محل سجدے کا اپنے غیر سے تا کہ پہچانا جائے اثر اس کا اور حاصل جواب کا تخصیص کرنا ہے وضو کے اعضاء کے عموم اعضاء سے جن پر یہ حدیث دلالت

کرتی ہے اور یہ کہ اللہ نے منع کیا ہے آگ کو یہ کہ جلائے اثر سجدے گا ایماندار سے اور کیا مراد ساتھ اثر سجدے کے نفس عضو کا جو سجدہ کرتا ہے یا مراد سجدہ کرنے والا ہے اس میں نظر ہے اور دوسرا ظاہر تر ہے کہا عیاض نے اس میں دلیل ہے اس پر کہ عذاب ایماندار گنہگاروں کا مخالف ہے واسطے عذاب کفار کے اور یہ کہ نہیں آتا ہے وہ ان کے تمام اعضاء پر یا واسطے اکرام کرنے سجدے کی جگہ کے یا واسطے کرامت آدمی کی صورت کے جس کے ساتھ آدمی تمام مخلوق پر فضیلت دیا گیا، میں کہتا ہوں کہ اول منصوص ہے ثانی محتمل ہے لیکن مشکل ہے اس پر کہ یہ صورت نہیں خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے بلکہ کافروں کی بھی یہی صورت ہے سو اگر اکرام اس صورت کے سبب سے ہوتا تو کفار بھی ان کو شریک ہوتے اور حالانکہ اس طرح نہیں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ آگ نہیں جلاتی ہے سجدے کے ساتوں اعضاء کو اور وہ ماتھا ہے اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور دونوں گھٹنے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بعض علماء نے اور کہا قاضی نے کہ مراد خاص چہرہ ہے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن ابی جمرہ نے یہ کہ جو مسلمان ہو لیکن نماز نہ پڑھتا ہو تو وہ نہ نکالا جائے گا اس واسطے کہ اس کے لیے کوئی علامت نہیں لیکن وہ محمول ہے اس پر کہ نکالا جائے گا مٹھی میں واسطے عموم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انہوں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی اور وہ مذکور ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور جو جلنے سے سلامت رہے گا کیا مراد وہ شخص ہے جو سجدہ کرتا ہے یا عام تر اس سے کہ بالفعل ہو یا بالقوہ دوسرا احتمال ظاہر تر ہے تا کہ داخل ہو اس میں وہ شخص جو سلام لایا تھا مثلاً اور خالص لایا تو اچانک اس کو موت آئی سجدہ کرنے سے پہلے اور یہ جو فرمایا کہ نکالیں گے ان کو آگ سے جلے بھنے ہوئے تو نہیں بعید ہے کہ ہو جلنا خاص اہل قبضہ یعنی مٹھی کے اور حرام کرنا آگ پر یہ ہے کہ جلائے صورت ان لوگوں کی جو اول نکلے ان سے پہلے ان لوگوں میں سے جنہوں نے نیک عمل کیا اوپر تفصیل مذکور کے اور علم اللہ کو ہی ہے اور یہ جو فرمایا جیسے کہ دانہ جم اٹھتا ہے بہاؤ کے کوڑے میں تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف جلدی جم اٹھنے ان کے اس واسطے کہ دانہ بہ نسبت غیر کے بہت جلدی اگتا ہے اور سیر میں سریع تر ہے واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوتی ہے اس میں نرم مٹی سے جو مٹی ہوتی ہے ساتھ پانی کے باوجود اس چیز کے کہ مخلوط ہے اس میں حرارت کوڑے کی جو کھینچا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس میں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عارف تھے ساتھ تمام امور دنیا کے ساتھ تعلیم کرنے اللہ کے آپ کے واسطے اگر چہ اس کو مباشر نہیں ہوئے تھے اور جو شخص کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ وہ پیچھے رہ جائے گا وہ کفن چور تھا جیسا کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے اور ذکر کیا ہے عیاض نے کہ جو شخص کہ سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہی ہے جو سب سے پیچھے پل صراط پر باقی رہے گا یا کوئی اور ہے اگر چہ دونوں سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوں گے اور یہ جو کہا کہ جب وہ دیکھے گا جو بہشت میں ہے تو چپ رہے گا تو مراد یہ ہے کہ دیکھے گا جو اس میں ہے اس کی باہر کی طرف سے یا تو اس واسطے کہ اس کی دیواریں شفاف ہیں سو دیکھا جاتا ہے اندر

اس کا اس کے باہر سے یا مراد ساتھ دیکھنے کے علم ہے جو حاصل ہوا اس کے واسطے اس کی خوشبو کے بلند ہونے سے اور اس کے انوار روشن ہونے والوں سے اور یہ جو اس نے کہا الٰہی! میں تیری خلق سے بدبخت نہیں ہونا چاہتا تو مراد خلق سے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو بہشت میں داخل ہوئے پس وہ عام ہے کہ مراد اس سے خاص ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ اگر وہ بدستور بہشت سے باہر رہا تو ہو جائے گا ان میں بدبخت اور ہونا اس کا بدبخت ظاہر تر ہے اگر وہ ہمیشہ بہشت سے باہر رہے اور دوسرے لوگ بہشت کے اندر ہوں اور وجہ ہونے اس کے بدبخت یہ ہے کہ جو چیز کہ مشاہدہ کرے اور اس کی طرف نہ پہنچے تو اس کو سخت تر حسرت ہوتی ہے اس شخص سے جو اس کو مشاہدہ نہ کرے اور قول اس کا خلقك مخصوص ہے ساتھ ان لوگوں کے جو دوزخی نہیں کہا کلاباذی نے کہ باز رہنا اس کا اول سوال کرنے سے واسطے شرمانے کے ہے اپنے رب سے اور اللہ چاہتا ہے کہ سوال کرے اس واسطے کہ وہ چاہتا ہے آواز اپنے مسلمان بندے کی سو اول اس سے کھل کر بات کرتا ہے کہ اگر تیرا یہ سوال پورا ہو تو اور بھی کچھ مانگے گا اور یہ حالت مقصر کی ہے پس کس طرح ہے حالت مطیع کی اور نہیں ہے اس بندے کا اپنے قول وقرار کو توڑنا اور قسم کو چھوڑنا بوجہ جہالت کے اس سے اور نہ بوجہ بے پرواہی کے بلکہ واسطے علم اس بات کے کہ توڑنا اس قول وقرار کا اولیٰ وفا کرنے سے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اپنے رب سے سوال کرنا اولیٰ ہے ترک سوال سے واسطے رعایت قسم کے اور البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کا خلاف بہتر دیکھے تو چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور جو بہتر بات ہو وہ کرے سو عمل کیا اس بندے نے موافق اس حدیث کے اور کفارہ دینا اس سے مرتفع ہوا ہے آخرت میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث کے فوائد سے ہے جائز ہونا خطاب شخص کا ساتھ اس چیز کے کہ نہ پائے اس کی حقیقت کو اور جواز تعبیر کا اس سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو سمجھے اور یہ کہ جو امور کہ آخرت میں ہیں نہیں مشابہ ہیں اس چیز کو کہ دنیا میں ہے مگر اسموں میں اور اصل میں ساتھ مبالغہ کے بیچ تفاوت صفت کے اور استدلال کرنا اوپر علم ضروری کے ساتھ نظری کے اور یہ نہیں بند ہوتی ہے تکلیف مگر ساتھ قرار پکڑنے کے بہشت میں یا دوزخ میں اس واسطے کہ حشر میں مسلمان دو بار اللہ کو دیکھیں گے اول امتحان کے واسطے دوسری بار بہشت میں اور یہ کہ بجا لانا امر کا موقف میں واقع ہوگا ساتھ اضطرار کے اور اس میں فضیلت ایمان کی ہے اس واسطے کہ جب متلبس ہوا ساتھ اس کے منافق ظاہراً تو باقی رہی حرمت اس کی یہاں تک کہ واقع ہوا جدا ہونا ساتھ بجھانے نور وغیرہ کے اور یہ کہ پل صراط باوجود عظم دقت اور حدت اس کی کے سالے گا تمام خلقت کو جو آدم سے قیامت تک ہے اور یہ کہ آگ اور شدت اس کی کے نہ بڑھے گی اس سے حد جس کے جلانے کے ساتھ حکم کی گئی اور آدمی باوجود ناچیز ہونے اس کے جرأت کرتا ہے مخالفت پر سو اس میں سخت معنی ہیں توبیخ سے مانند قول اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے وصف میں ﴿غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ اور اس میں اشارہ ہے طرف توبیخ گنہگاروں کے اور اس میں فضیلت ہے دعا کی اور قوت

امید کی بیچ قبول ہونے دعا کے اگرچہ نہ ہو دائی لائق واسطے اس کے ظاہر حکم میں لیکن فضل کریم کا واسع ہے اور یہ جو کہا ما اغدرک تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں وصف کیا جاتا ہے شخص ساتھ برے فعل کے مگر اس کے بعد کہ اس سے مکرر ہو اور اس میں اطلاق یوم کا ہے اوپر ایک خبر اس کی کے اس واسطے کہ قیامت کا دن دراصل ایک دن ہے اور البتہ اطلاق کیا گیا ہے اطلاق یوم کا اوپر بہت اجزا اس کی کے اور اس میں جواز سوال شفاعت کا ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اس حجت سے کہ نہیں ہوتی ہے شفاعت مگر واسطے گنہگاروں کے کہا عیاض نے اور فوت ہوا ہے اس قائل سے کہ کبھی واقع ہوتی ہے بیچ دخول بہشت کے بغیر حساب کے باوجود اس کے کہ ہر عاقل معترف ہے ساتھ تقصیر کے پس محتاج طرف طلب عفو کے اپنی تقصیر سے اور اسی طرح ہر عاقل ڈرتا ہے کہ اس کا عمل قبول نہ ہو پس محتاج ہے طرف شفاعت کی بیچ قبول ہونے اپنے عمل کے اور لازم ہے اس قائل پر کہ نہ دعا کرے ساتھ مغفرت کے اور نہ ساتھ رحمت کے اور وہ خلاف ہے اس چیز کا کہ جو درج کی سلف نے اپنی دعاؤں میں اور نیز اس حدیث میں تکلیف مالا یطاق ہے اس واسطے کہ منافقوں کو حکم ہوگا سجدہ کرنے کا اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے ہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حکم اس وقت واسطے عاجز کرنے اور رلانے کے ہے اور اس میں ثابت کرنا اللہ کے دیدار کا ہے آخرت میں قالہ الطیبی اور جو ثابت کرتا ہے اللہ کے دیدار کو اور سپرد کرتا ہے اس کی حقیقت کو اللہ کی طرف اس کا قول حق ہے اور اسی طرح جو تفسیر کرتا ہے اتیان کو ساتھ تجلی کے اس کا قول حق ہے اس واسطے کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے قول حضرت ﷺ کا کہ کیا تم کو سورج اور چاند کے دیکھنے میں کچھ شک پڑتا ہے اور زیادہ کیا گیا ہے اس کی تقریر اور تاکید میں اور یہ سب دفع کرتا ہے مجاز کو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض سالمیہ نے اس پر کہ منافقین اور بعض اہل کتاب مسلمانوں کے ساتھ اللہ کو دیکھیں گے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں ہے کہ ایماندار اللہ کو دیکھیں گے اپنے سروں کے سجدے سے اٹھانے کے بعد اور اس وقت کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہیں واقع ہوگا یہ واسطے منافقوں کے اور جو ان کے ساتھ مذکور ہیں اور بہرحال جس دیدار میں سب لوگ شریک ہیں اس سے پہلے تو اس کا جواب گزر چکا ہے کہ وہ صورت فرشتے کی ہے، میں کہتا ہوں اور نیز نہیں دخل ہے بیچ اس کے واسطے بعض اہل کتاب کے اس واسطے کہ باقی حدیث میں ہے کہ وہ نکالے جائیں گے مومنوں سے اور جو ان کے ساتھ ہیں جو ایمان کو ظاہر کرتا تھا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کس چیز کو پوجتے تھے؟ اور یہ کہ وہ گر پڑیں گے آگ میں اور یہ سب پہلے حکم کرنے سے ساتھ سجدے کے اور اس حدیث میں ہے کہ ایک جماعت اس امت کے گنہگاروں سے عذاب کیے جائیں گے آگ میں پھر نکالے جائیں گے ساتھ شفاعت کے اور رحمت کے برخلاف اس کے جو اس کی نفی کرتا ہے اس امت سے اور تاویل کرتا ہے اس کی جو وارد ہوا اور نصوص صریح ہیں ساتھ ثابت ہونے اس کے اور یہ کہ عذاب کرنا موحدین کا برخلاف عذاب کرنے کفار کے ہے واسطے مختلف ہونے ان کے مراتب کے

کہ بعض کو آگ پنڈلی تک پکڑے گی اور یہ کہ وہ نہ جلائے گی اثر سجدے کا اور یہ کہ وہ مر جائیں گے سو ہوگا عذاب ان کا جلانا ان کا اور روکنا ان کا بہشت میں داخل ہونے سے جلدی قیدیوں کی طرح برخلاف ان کافروں کے جو نہ مریں گے کبھی تا کہ چکھیں عذاب کو اور نہ زندگی سے راحت پائیں گے علاوہ ازیں بعض اہل علم نے تاویل کی ہے اس کی جو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے قول اس کا کہ اس میں مر جائیں گے مرنا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے مراد کہ وہ حقیقۃً مر جائیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے اس میں غائب ہو جائیں گے اور یہ واسطے فرق کرنے کے ہے ساتھ ان کے یا مراد موت سے سونا ہے اور البتہ اللہ نے سونے کا نام موت رکھا ہے اور واقع ہوا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے تو مر جائیں گے سو جب اللہ چاہے گا نکالنا ان کا دوزخ سے تو پہنچائے گا ان کو درد عذاب کا اس گھڑی میں اور اس میں وہ چیز ہے جس پر آدمی پیدا کیا گیا ہے قوت طمع سے اور جودت حیلے سے بیچ حاصل کرنے مطلوب کے سو طلب کیا اس نے اول یہ کہ دور ہو وہ آگ سے تا کہ حاصل ہو اس کے واسطے نسبت لطیف ساتھ بہشتیوں کے پھر طلب کیا قریب ہونا ان سے اور البتہ واقع ہوا ہے اس کے بعض طریقوں میں قریب ہونا ایک درخت سے بعد ایک درخت کے یہاں تک کہ طلب کیا دخول کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ صفات آدمی کی جن کے ساتھ وہ حیوان سے افضل ہے اس کے واسطے سب پھر آئیں گی مانند فکر اور عقل وغیرہ کے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْحَوْضِ — کتاب ہے حوضِ کوثر کے بیان میں

فائدہ: اور حوض اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو اور وارد کرنا بخاری رحمہ اللہ کا حوض کی حدیثوں کو بعد احادیث شفاعت کے اور بعد کھڑا کرنے پل صراط کے اشارہ ہے اس طرف کہ وارد ہونا حوض پر بعد کھڑا کرنے صراط کے ہے اور گزرنے کے اوپر اس کے اور البتہ روایت کی احمد اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ میرے واسطے شفاعت کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کرنے والا ہوں یعنی شفاعت میں نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کو کہاں ڈھونڈوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اول اول مجھ کو صراط پر تلاش کرنا میں نے کہا کہ اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میزان کے پاس، میں نے کہا کہ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا حوض کوثر پر تلاش کرنا اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا حوض کا بعد صراط کے ساتھ اس چیز کے کہ آئے گی باب کی بعض حدیثوں میں کہ بعض لوگ حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے اس کے بعد کہ قریب ہوں گے کہ اس پر وارد ہوں اور فرشتے ان کو آگ کی طرف لے جائیں گے وجہ اشکال کی یہ ہے کہ جو صراط پر گزرے گا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر پہنچے اس نے آگ سے نجات پائی ہوگی سو وہ پھر آگ پر کس طرح وارد ہوگا اور ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اس پر کہ وہ قریب ہوں گے حوضِ کوثر سے ساتھ اس طور کے کہ اس کو دیکھیں گے اور آگ کو دیکھیں گے سو ہٹائے جائیں گے طرف آگ کی پہلے اس سے خلاص ہوں باقی پل صراط سے کہا قرطبی نے تذکرہ میں کہ مذہب صاحب قوہ وغیرہ کا یہ ہے کہ حوضِ کوثر پل صراط کے بعد ہوگا اور دوسرے لوگوں نے اس کے برعکس کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے دو حوض ہیں ایک موقف میں پل صراط سے پہلے دوسرا بہشت کے اندر اور ہر ایک کو کوثر کہا جاتا ہے۔

قلت: اس میں نظر ہے اس واسطے کہ کوثر نہر ہے جو بہشت کے اندر ہے کما یاتی اور اس کا پانی حوضِ کوثر میں ڈالا جاتا ہے اور حوض کو کوثر اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ اس میں سے کھینچا گیا ہے سو جو قرطبی کی کلام سے لیا جاتا ہے اس کا غایت یہ ہے کہ حوض پل صراط سے پہلے ہوگا اس واسطے کہ لوگ موقف میں پیاسے ہوں گے سو جو ایماندار ہوں گے وہ حوضِ کوثر پر آئیں گے اور کفار آگ میں گر پڑیں گے اس کے بعد کہ کہیں گے کہ اے رب! ہم پیاسے ہیں تو دوزخ اس کے واسطے نمود ہوگی جیسے وہ سراب ہے تو فرشتے کہیں گے کہ کیا تم اس پر وارد نہیں ہوتے سو اس کو پانی گمان کریں

گے سو اس میں گر پڑیں گے اور روایت کی مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ حوضِ کوثر میں بہشت سے دو پرنالے گرتے ہیں اور اس کے واسطے شاہد ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ حجت ہے قرطبی پر اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ صراط پل ہے دوزخ کا اور یہ کہ وہ موقف اور بہشت کے درمیان ہے اور یہ کہ مسلمان لوگ اس پر گزریں گے واسطے داخل ہونے کے بہشت میں سو اگر حوض پل صراط سے پہلے ہوتا تو البتہ حائل اور مانع ہوتی آگ اس کی اور اس پانی کے درمیان جو کوثر سے حوض میں گرتا ہے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ حوض بہشت کی جانب میں ہے نزدیک احمد کے اور کھولی جائے گی نہر کوثر کی طرف حوض کے اور البتہ قاضی عیاض نے کہا کہ ظاہر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض کی حدیث میں کہ جو اس سے پانی پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی دلالت کرتا ہے اس پر کہ پانی پینا اس سے واقع ہو گا بعد حساب کے اور بعد نجات پانے کے آگ سے اس واسطے کہ ظاہر حال اس کا جس کو کبھی پیاس نہ لگے یہ ہے کہ اس کو دوزخ میں عذاب نہ ہو اور واقع ہوا ہے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جو اس سے پانی نہ پیئے گا وہ کبھی پانی سے آسودہ نہ ہو گا یعنی اس کی پیاس کبھی دور نہ ہو گی اور روایت کی طبرانی اور حاکم نے لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث دراز اور وہ صریح ہے اس میں کہ حوض کوثر پل صراط سے پہلے ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ پھر پل صراط پر چلیں گے پھر حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بیشک ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد ساتھ کوثر کے نہر ہے جو حوض میں ڈالی جاتی ہے سو وہ مادہ ہے حوض کا جیسا کہ آیا ہے صریح باب کی ساتویں حدیث میں اور البتہ آیا ہے اطلاق کوثر کا حوض پر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کوثر کے ذکر میں اور وہ نہر ہے کہ وارد ہو گی اس پر میری امت اور البتہ مشہور ہوا ہے خاص ہونا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ حوضِ کوثر کے لیکن روایت کی ترمذی نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ ہر پیغمبر کا ایک حوض ہو گا اور اشارہ کیا کہ اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے، میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک حوض ہو گا اور وہ کھڑا ہو گا اپنے حوض پر اس کے ہاتھ میں لاٹھی ہو گی پلائے گا جس کو پہچانے گا اپنی امت سے مگر یہ کہ پیغمبر لوگ آپس میں فخر کریں گے کہ ان میں سے کس کے تابعدار زیادہ ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں اور اس کی سند لین ہے اور اگر ثابت ہو تو جو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کوثر کی نہر ہے جس کا پانی حوض میں ڈالا جائے گا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے نظیر اس کی واسطے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واقع ہوا ہے ساتھ اس کے احسان آپ پر سورہ مذکور میں کہا قرطبی نے مفہم میں عیاض کا تابع ہو کر منجملہ اس چیز کے کہ واجب ہے مکلف پر کہ اس کو معلوم کرے اور سچا جانے یہ

ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے البتہ خاص کیا ہے حضرت ﷺ کو ساتھ حوض کے کہ تصریح کی گئی ہے ساتھ نام اس کے کی اور صفت اس کے کی اور شربت اس کے کی صحیح مشہور حدیثوں میں کہ حاصل ہوتا ہے ان کے مجموع سے علم قطعی اس واسطے کہ تیس سے زیادہ اصحاب نے اس کو حضرت ﷺ سے روایت کیا ہے ان میں سے بیس سے زیادہ تو صحیحین میں ہیں اور باقی اور کتابوں میں اس قسم سے کہ صحیح ہو چکی ہے نقل اس کی اور مشہور ہیں راوی اس کے پھر اصحاب سے ان کے برابر اس کو تابعین نے روایت کیا ہے جو ان کے بعد ہیں کئی گنا زیادہ ان سے اور اسی طرح لگا تار اور اجماع کیا ہے اس کے ثابت کرنے پر سلف نے اور اہل سنت نے خلف سے اور انکار کیا ہے اس سے بدعتیوں کے ایک گروہ نے اور محال جانا ہے اس کو ظاہر پر اور زیادتی کی ہے انہوں نے اس کی تاویل میں بغیر محال ہونے کے نزدیک عقل کے یا عادت کے کہ لازم آئے محال حمل کرنے اس کے سے اس کے ظاہر اور حقیقت پر اور نہیں ہے کوئی حاجت اس کی تاویل کی سو جس نے اس کی تحریف کی اس نے اجماع سلف کا خلاف کیا اور آئمہ خلف کے مذہب سے جدا ہوا۔

قلت: انکار کیا ہے اس سے خوارج اور بعض معتزلہ نے اور انکار کیا ہے اس سے عبداللہ بن زیاد نے جو معاویہ کی طرف سے عراق پر حاکم تھا اور اس کی اولاد نے سو روایت کی بیہقی نے کہ عبداللہ بن زیاد نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ یہ کیا حدیثیں ہیں جو مجھ کو پہنچتی ہیں کہ تو گمان کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بہشت میں ایک حوض ہے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم کو ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور ایک روایت میں ہے جو اس کو جھوٹا جانے اللہ اس کو اس سے پانی نہ پلائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے کہا کہ میں حوض کوثر کو سچا نہیں جانتا اس کے بعد کہ حدیث بیان کی اس سے ابو برزہ رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ اور عائذ نے کہا عیاض نے کہ روایت کیا ہے مسلم نے حوض کی حدیثوں کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو سعید رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور جندب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حارثہ رضی اللہ عنہ اور مستورد رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ثوبان رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ہے اس کو غیر مسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وغیرھم سے اور جمع کیا ہے ان سب کو بیہقی نے بعث میں بہت سندوں سے، میں کہتا ہوں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ان اصحاب سے جن کی تخریج کو عیاض نے مسلم کی طرف منسوب کیا ہے سوائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ثوبان رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کے سو جن کو عیاض نے ذکر کیا ہے وہ سب پچیس آدمی ہیں اور اتنے اور میں نے اس پر زیادہ کیے ہیں سو پچاس سے تعداد زیادہ ہوئی اور ان میں سے بہت اصحاب کے واسطے زیادتی ہے بیچ اس کے ایک حدیث پر مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اور ان کی بعض حدیثیں بیچ مطلق ذکر حوض کے ہیں اور بعض اس کی صفت میں اور بعض ان لوگوں کے حق میں جو اس پر وارد ہوں گے اور بعض ان لوگوں کے حق میں جو اس سے ہٹائے جائیں گے اور اسی طرح ان حدیثوں میں کہ وارد کیا ہے

ان کو بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اور جملہ طریق اس کے انیس ہیں اور مجھ کو خبر پہنچی کہ بعض متاخرین نے اس کو اسی صحابہ کی روایت سے موصول کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

فائدہ: اس حدیث کا اول یہ ہے کہ بیشک تم میرے بعد اپنے غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے اور اس میں کلام انصار کا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت غیروں پر تقسیم کی اور اس کی شرح غزوہ حنین میں گزری۔ (فتح)

٦٠٨٩۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

٦٠٨٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا اور پیش رو ہوں حوضِ کوثر پر۔

٦٠٩٠۔ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ مَعِيْ رِجَالٌ مِّنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٠٩٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا اور پیش رو ہوں حوضِ کوثر پر اور البتہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یعنی یہاں تک کہ میں جھکوں گا کہ ان کو حوضِ کوثر کا پانی دوں تو پھر وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں، متابعت کی اعمش کی عاصم نے ابووائل سے جس طرح اس کو اعمش نے روایت کیا ہے اسی طرح اس کو عاصم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا حصین نے ابووائل سے حذیفہ سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی اس نے اعمش اور عاصم کی مخالفت کی ہے سو کہا اس نے ابووائل سے حذیفہ سے۔

٦٠٩١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ

٦٠٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے آگے میرا حوض ہے جتنا کہ جربا اور

اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَامَكُمْ حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَآءَ وَأَذْرُحَ.

اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔

۶۰۹۲۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ وَعَطَآءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيْرُ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ النَّهَرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ.

۶۰۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوثر خیر کثیر ہے جو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے بہشت میں تو کہا سعید نے کہ جو نہر کہ بہشت میں ہے اس خیر سے ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری۔

۶۰۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ مَآؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا.

۶۰۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حوض کوثر مہینے بھر کی راہ ہے اس کا پانی زیادہ تر سفید ہے دودھ سے اور اس کی بو مشک سے زیادہ تر خوشبودار ہے اور اس کے آبخورے جیسے آسمان کے تارے یعنی بیشمار ہیں جو اس حوض سے پانی پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

فائدہ: مسلم وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے سب گوشے یعنی عرض اور طول میں برابر ہیں اور یہ زیادتی دفع کرتی ہے اس شخص کی تاویل کو جس نے تطبیق دی ہے مختلف حدیثوں میں بیچ مقرر کرنے مقدار حوض کے اوپر اختلاف عرض اور طول کے اور اس کی مقدار میں بہت اختلاف ہے سو واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اس کے بعد ہے کہ جتنا ایلہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے اور ایلہ ایک گاؤں ہے بحر قلزم کے کنارے پر شام کی طرف سے اور وہ اب ویران ہے مصر کے حاجی وہاں گزرتے ہیں تو ان سے اترائی کی طرف رہتا ہے اور مدینے منورہ سے ایک مہینے کی راہ ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے جتنا صنعاء اور ایلہ کے درمیان

فرق ہے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی مثل اس کی ہے لیکن اس میں صنعاء کے بدلے عدن ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جتنا ایلہ سے عدن دور ہے اور عدن ایک شہر ہے مشہور سمندر کے کنارے پر یمن کے کناروں کے اخیر میں اور ہند کے کناروں کے اوائل میں اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ مہینے بھر کی راہ ہے جیسے ایلہ اور صنعاء کے درمیان فرق ہے اور یہ سب روایتیں آپس میں قریب قریب ہیں اس واسطے کہ وہ سب بقدر مہینے کے ہیں یا کچھ کم وبیش اور ایک روایت میں تین دن کی راہ بھی آئی ہے سو زیادہ سے زیادہ اس میں مہینے بھر کی راہ آئی ہے اور کم سے کم تین دن کی راہ آئی ہے اور کہا قرطبی نے اس اختلاف کی تطبیق میں کہ گمان کیا ہے بعض قاصرین نے کہ اختلاف بیچ قدر حوض کے اضطراب ہے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اور نہیں ہے یہ اختلاف بلکہ سب روایتیں فائدہ دیتی ہیں کہ حوض بہت بڑا ہے اور کشادہ ہے اس کی طرفیں دور دور تک ہیں اور شاید ذکر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہات مختلف کو بحسب اس شخص کے ہے جو اس وقت حاضر تھا اور اس جہت کو پہچانتا تھا سو خطاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قوم کو ساتھ اس جہت کے جو پہچانتے تھے اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے بیچ ذکر مسافت قلیل کے وہ چیز جو دفع کرے مسافت کثیر کو پس اکثر ثابت ہے ساتھ حدیث صحیح کے پس نہیں ہے کوئی معارضہ اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول ساتھ تھوڑی مسافت کے پس پھر آپ کو مسافت کا زیادہ ہونا معلوم ہوا سو اس کے ساتھ خبر دی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کیا کہ آہستہ آہستہ اس کو آپ کے واسطے کشادہ کیا سو ہوگا اعتماد اوپر اس روایت کے جس میں زیادہ تر دراز مسافت کا ذکر ہے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے پہلے دونوں اختلاف کے درمیان ساتھ اختلاف سست چال کے اور وہ چلنا بار برداریوں کا ہے اور ساتھ تیز چال کے اور وہ چال ہلکے بوجھ والے سوار کی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا پانی زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ (فتح)

٦٠٩٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ قَدْرَ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَآءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيْهِ مِنَ الْأَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ.

۶۰۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرے حوض کی مقدار جتنا ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان فاصلہ ہے اور اس میں آبخورے ہیں جتنے آسمان کے تارے۔

٦٠٩٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

۶۰۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں بہشت میں چلتا تھا کہ اچانک میں نے ایک نہر دیکھی کہ اس کے دونوں کناروں پر

هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِينُهُ أَوْ طِيبُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ شَكَّ هُدْبَةُ.

نرم موتیوں کے خیمے ہیں تو میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کیا تو اچانک اس کی خوشبو یا فرمایا مٹی نہایت خوشبو دار مشک ہے شک کیا ہے ہدبہ راوی نے کہ اس کی خوشبو کہا یا مٹی۔

٦٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتَّى عَرَفْتُهُمُ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَصْحَابِي فَيَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.

٦٠٩٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ آئیں گے میرے پاس کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر یہاں تک کہ میں نے ان کو پہچانا میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو فرشتہ کہے گا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

٦٠٩٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيدُ فِيهَا فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي وَقَالَ ابْنُ

٦٠٩٧۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں حوض کوثر پر جو مجھ پر گزرے گا یعنی اور قابو پائے اس کے پینے پر وہ اس کا شربت پیئے گا اور جو پیئے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی اور البتہ آئیں گی میرے پاس چند قومیں کہ میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان آڑ ہو جائے گی، پھر نعمان نے مجھ سے سنا تو اس نے کہا کہ تو نے اس طرح سہل رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر کہ البتہ میں نے اس سے سنا اور وہ اس میں اتنا زیادہ کرتے تھے تو میں کہوں گا کہ وہ مجھ سے ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالیں تو میں کہوں گا کہ دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد بدعت نکالی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سحقا کے

عَبَّاسٍ سُحْقًا بُعْدًا يُقَالُ سَحِيْقٌ بَعِيْدٌ سَحَقَهُ وَأَسْحَقَهُ أَبْعَدَهُ.

معنی بعد اور سحیق کے معنی بعید یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿أَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ اور اسحقہ کے معنی ہیں اس کو دور کیا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدِ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجْلَوْنَ وَقَالَ عُقَيْلٌ فَيُحَلَّئُوْنَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وارد ہو گی مجھ پر قیامت کے دن ایک جماعت میرے اصحاب سے سو ہٹائے جائیں گے حوضِ کوثر سے تو میں کہوں گا کہ اے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو اللہ یا فرشتہ کہے گا کہ تجھ کو معلوم نہیں کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی بیشک وہ پلٹ گئے تھے اپنی پشتوں پر الٹے اور کہا زبیدی نے الخ۔

فائدہ: اور حاصل اس اختلاف کا یہ ہے کہ ابن وہب اور شبیب نے اتفاق کیا ہے اپنی روایت میں یونس سے ابن شہاب سے ابن مسیب سے پھر دونوں نے اختلاف کیا ہے سعید نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن وہب نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے لیکن یہ مضر نہیں۔

٦٠٩٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ

٦٠٩٨۔ حضرت ابن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر آئیں گے پھر اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا یا رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہو گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے

الْحَوْضِ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنْهُ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى.

کیا کیا بدعتیں نکالیں بیشک وہ پلٹ گئے تھے اپنی پشتوں پر الٹے۔

۶۰۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ مَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى فَلَا أُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ.

۶۰۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں کھڑا ہوں گا یعنی حوض پر قیامت کے دن کہ ایک گروہ میرے سامنے آئے گا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچانوں گا تو میرے اور ان کے درمیان ایک مرد نکلے گا تو وہ ان سے کہے گا آؤ سو میں کہوں گا کہ ان کو کدھر لے جائے گا وہ کہے گا اللہ کی قسم! دوزخ کی طرف میں کہوں گا کیا حال ہے ان کا یعنی ان سے کیا قصور ہوا؟ تو وہ مرد کہے گا کہ یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشتوں پر الٹے یعنی اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے پھر اچانک دوسرا گروہ ظاہر ہوگا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچانوں گا تو میرے اور ان کے درمیان ایک مرد نکلے گا وہ ان سے کہے گا کہ آؤ تو میں کہوں گا کہ کدھر؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم! دوزخ کی طرف میں کہوں گا کہ کیا حال ہے ان کا ان سے کیا قصور ہوا؟ وہ کہے گا کہ بیشک یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشت پر الٹے سو میں گمان نہیں کرتا کہ ان میں سے کوئی بھی بچے جیسے بھکے چھوٹے ہوئے اونٹ بے وارث کے کم تر بچتے ہیں یعنی ان لوگوں سے نجات پانے والے لوگ بہت کم تر ہیں جنہوں نے مرتد ہونے کے بعد پھر توبہ کی۔

فائدہ: مراد مرد سے فرشتہ ہے جو موکل ہے ساتھ اس کے اور روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ بیشک میں ہانکوں گا چند مردوں کو اپنے حوض سے جیسے ہانکا جاتا ہے اونٹ اوپر اور حکمت بیچ ہانکنے مذکور کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں گے کہ راہ دکھلائیں ہر ایک کو اپنے اپنے پیغمبر کے حوض کی طرف بنا بر اس کے کہ پہلے گزرا کہ ہر

پیغمبر کا ایک حوض ہوگا اور یہ کہ پیغمبر لوگ آپس میں فخر کریں گے اپنے تابعداروں کے بہت ہونے کے سبب سے سو ہو گا یہ منجملہ آپ کے انصاف کے اور رعایت کرنے اپنے بھائیں کے پیغمبروں سے نہ یہ کہ ہانکیں گے بہ سبب بخل کرنے سے پانی سے اور احتمال ہے کہ ہانکیں گے اس شخص کو جو حوض کوثر سے پینے کا مستحق نہ ہو، والعلم عند اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں یہ حال دیکھا جو آپ کے واسطے قیامت میں واقع ہوگا اور یہ جو کہا إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى یعنی پھرے پشت کی طرف اور معنی قول ان کے رجع القهقرىٰ یعنی رجوع کیا رجوع کرنا جو مسمّیٰ ہے ساتھ اس اسم کے اور یہ پھرنا مخصوص ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سخت دوڑنا اور یہ جو فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ ان میں سے کوئی نجات پائے یعنی ان لوگوں میں سے جو حوض سے قریب ہوئے اور قریب تھے کہ اس پر وارد ہوں سو اس سے روکے گئے اور کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ وارد ہوگا حوض پر ان میں سے مگر قلیل۔ (فتح)

٦١٠٠۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ.

٦١٠٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری اور یہ جو فرمایا کہ یہ جگہ بہشت کا ایک باغ ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ یہ قطعہ نقل کیا جائے گا بہشت کی طرف سو ہوگا ایک باغ اس کے باغوں سے یا مراد اس سے مجاز ہے اس واسطے کہ جو اس میں عبادت کرے وہ انجام کار بہشت کے باغ میں داخل ہوگا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی خصوصیت اس کو ساتھ اس قطعے کے اور حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان زیادتی شرف اس قطعہ کے اس کے غیر پر اور بعض نے کہا کہ اس میں حرف تشبیہ کا محذوف ہے یعنی وہ مانند باغ بہشت کے ہے اس واسطے کہ جو بیٹھتا ہے اس میں فرشتوں سے اور ایماندار آدمیوں اور جنوں سے ذکر اور باقی سب انواع عبادت کو کثرت سے کرتے ہیں کہا خطابی نے کہ مراد اس حدیث سے رغبت دلانا ہے بیچ سکونت کرنے کے مدینے میں اور یہ کہ جو لازم کرے اللہ کے ذکر کو اس کی مسجد میں تو انجام کار بہشت میں داخل ہوگا اور پلایا جائے گا قیامت کے دن حوض کوثر سے۔ (فتح)

٦١٠١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ

٦١٠١۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میں ہراول اور پیشوا ہوں حوضِ کوثر پر۔

٦١٠٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِيَ الْآنَ وَإِنِّيْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

٦١٠٢۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن نکلے سو جنگ اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں یعنی قیامت میں اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا یوں فرمایا کہ زمین کی چابیاں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور قسم ہے اللہ کی میں تم پر اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو کشف ہوا ہو اور پردہ اٹھایا گیا ہو جب کہ آپ نے خطبہ پڑھا اور یہ ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد دل کا دیکھنا ہو کہا ابن تین نے کہ نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے پیچھے تحذیر اور ڈرانے کے اشارہ ہے طرف تحذیر ان کے فعل اس چیز کے سے جو تقاضا کرے دور کرنے ان کے کو حوض سے اور اس حدیث میں ایک نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے۔ (فتح)

٦١٠٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَآءَ وَزَادَ ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ

٦١٠٣۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا فرماتے تھے اور ذکر کیا حوض کو سو فرمایا جتنا صنعاء اور مدینے کے درمیان فرق ہے اور زیادہ کیا ہے ابن عدی نے حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حوض آپ کا اتنا چوڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینے

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَآءَ وَالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِيْ قَالَ لَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرٰى فِيْهِ الْاٰنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ.

کے درمیان فرق ہے تو مستورد نے اس سے کہا کہ کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا کہا الاوانی اس نے کہا کہ نہیں کہا مستورد نے کہ اس میں برتن دیکھے جائیں گے تاروں کی طرح۔

فائدہ: الاوانی یعنی بہشت کے برتنوں کا ذکر تو نے حضرت ﷺ سے سنا؟ اس نے کہا کہ نہیں اور مراد صنعاء سے صنعاء یمن ہے کما تقدم۔ (فتح)

٦١٠٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِيْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ أُمَّتِيْ فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا ﴿أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾ تَرْجِعُوْنَ عَلَى الْعَقِبِ.

٦١٠٤۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں حوضِ کوثر پر ہوں گا تا کہ دیکھوں جو وارد ہوتا ہے مجھ پر تم میں سے اور چند لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے یا میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے ہیں اور میری امت سے ہیں تو حکم ہوگا کہ بھلا تجھ کو معلوم ہے جو انہوں نے تیرے بعد عمل کیا قسم ہے اللہ کی ہمیشہ پھرتے رہے اپنی ایڑیوں کے بل یعنی دین سے پھر گئے تو ابن ابی ملیکہ کہتا تھا الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں یہ کہ ہم پھر جائیں اپنی ایڑیوں کے بل یا مبتلا ہوں اپنے دین سے، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ آیت ﴿عَلٰى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾ کے معنی ہیں پھر جاتے ہو تم اپنی ایڑیوں کے بل۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میرے اور میری امت سے ہیں تو اس میں دفع کرنا ہے قول اس شخص کا جو حمل کرتا ہے ان کو اوپر غیر اس امت کے اور یہ جو کہا کہ بھلا تو نہیں جانتا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے ان کے شخصوں کو ہو بہو نہیں پہچانا اگرچہ علامت سے پہچان لیا تھا کہ وہ اس امت سے ہیں اور یہ جو ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ہم پھر جائیں، الخ تو اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ ایڑیوں پر پھرنے سے مراد مخالف امر کی ہے کہ وہ فتنہ سبب اس کا سو دونوں سے پناہ مانگی اور گویا کو بخاری رحمہ اللہ نے مؤخر کیا ہے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو آخر باب کی طرف واسطے اس چیز کے کہ اس کے آخر میں ہے اشارہ آخری سے جو دلالت کرنے والا ہے اوپر فارغ ہونے کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْقَدَرِ کتاب ہے قدر کے بیان میں

فائدہ: اور قدر ساتھ فتح قاف مہملہ کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ کہا راغب نے کہ قدر اپنی وضع سے دلالت کرتا ہے اوپر قدرت کے اور اوپر مقدور کے جو کائن ہے ساتھ علم کے اور شامل ہے ارادے کو عقلاً اور قول کو نقلاً اور حاصل اس کا وجود شے کا ہے ایک وقت میں اور اوپر حال کے موافق علم اور ارادے کے اور قول کے اور قدر اللہ الشیء ٹھہرایا اس کو اللہ نے ساتھ قدر کے کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ قدر کے حکم اللہ کا ہے اور کہا علماء نے کہ قضا حکم کلی اجمالی ہے ازل میں اور قدر جزئیات اس حکم کے ہیں اور اس کی تفاصیل ہیں اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے کہ سبیل معرفت اس باب کا توقیف ہے کتاب اور سنت سے سوائے محض قیاس اور عقل کے سو جو پھرا توقیف سے وہ گمراہ ہوا اور حیران ہوا حیرت کے دریا میں اور نہ پہنچا شفا آنکھ کو اور نہ جس سے دل کو اطمینان ہو اس واسطے کہ قدر ایک راز ہے اللہ کے رازوں سے خاص ہوا ہے ساتھ اس کے علیم خبیر اور اس کے آگے پردے ڈالے ہیں اور چھپایا ہے اس کو مخلوق کی عقلوں اور معارف سے واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے اس کو حکمت سے سو نہیں معلوم ہے کسی پیغمبر مرسل کو اور نہ کسی فرشتے مقرب کو اور بعض نے کہا کہ سر تقدیر کا اس دن کھلے گا جس دن لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور البتہ روایت کی طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب ذکر کی جائے تقدیر تو باز رہو اور روایت کی مسلم نے طاؤس کے طریق سے کہ میں نے پایا لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہتے تھے ہر چیز ساتھ قدر کے ہے اور سنا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتا تھا کہ ہر چیز ساتھ قدر کے ہے یہاں تک کہ حمق اور عقل مندی بھی یعنی نہیں واقع ہوتی وجود میں ہر چیز مگر اور حالانکہ پہلے ہو چکا ہے ساتھ اس کے علم اللہ کا اور مشیت اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث میں ان دونوں چیزوں کو غایت ٹھہرایا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ ہمارے افعال اگرچہ ہم کو معلوم ہیں اور ہم سے بارادہ صادر ہوتے ہیں سو نہیں واقع ہوتے ہیں ہم سے باوجود اس کے مگر اللہ کی مشیت سے اور یہ جو ذکر کیا ہے اس کو طاؤس نے مرفوع اور موقوف موافق ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ اس واسطے کہ یہ آیت نص ہے بیچ اس کے کہ بیشک اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور مقدر اس کا اور وہ زیادہ تر نص ہے اللہ کے اس قول سے ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ اور مشہور ہوا ہے اوپر زبان سلف اور خلف کے کہ یہ آیت قدریہ کے حق میں اتری اور پہلے

گزر چکا ہے کتاب الایمان میں کہ ایمان لانا ساتھ قدر کے ارکان ایمان سے ہے اور ذکر کیا گیا ہے وہاں قول قدریہ کا اور مذہب سب سلف کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں۔ (فتح)

٦١٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ بِرِزْقِهٖ وَأَجَلِهٖ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ فَوَاللهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ الرَّجُلَ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعَيْنِ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا قَالَ آدَمُ إِلَّا ذِرَاعٌ.

٦١٠٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ صادق ومصدوق ہیں یعنی سچ بولنے والے اور سچ بات کہے گئے اللہ کی طرف سے کہ بیشک ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم کرتا ہے کہ اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہے گا اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بد بخت دوزخی ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں قسم کھاتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں کہ بیشک تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور بیشک کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ میں اور اس میں سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: مراد نطفے سے منی ہے اور مراد جمع کرنے سے جوڑنا ہے بعض کا ساتھ بعض کے بعد بکھر جانے اور پراگندہ ہونے کے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ مراد یہ ہے کہ واقع ہوتی ہے منی رحم میں وقت بھڑ کنے اس کے ساتھ قوت شہوت کے جو دفع کرنے والی ہے متفرق بکھری ہوئی پھر اللہ اس کو جمع کرتا ہے پیدا ہونے کی جگہ میں رحم سے اور اصل اس

میں یہ ہے کہ جب مرد کی منی عورت کی منی سے جماع کے ساتھ ملتی ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ اس سے بچہ پیدا کرے تو اس کے اسباب کو مہیا کرتا ہے اس واسطے کہ عورت کے رحم میں دو قوتیں ہیں کشادہ ہونا وقت وارد ہونے منی مرد کے یہاں تک کہ عورت کے تمام بدن میں پھیل جائے اور ایک وقت بند کرنے اور روکنے کی ہے اس طور سے کہ اس کی شرم گاہ سے منی بہے باوجود ہونے فرج کے منکوس اور الٹا اور باوجود ہونے منی کے ثقیل بالطبع اور مرد کی منی میں قوت فعل کی ہے اور عورت کی منی میں قوت انفعال کی ہے تو مرد کی منی مل کر ملائی کی طرح ہو جاتی ہے اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ جائز ہے کہ مراد ساتھ جمع ہونے کے ٹھہرنا نطفے کا ہو رحم میں یعنی ٹھہرتا ہے اس میں نطفہ چالیس دن اس میں خمیر ہوتا ہے یہاں تک کہ مہیا ہوتا ہے واسطے صورت بنانے کے پھر پیدا کیا جاتا ہے اس کے بعد اور تفسیر کی ہے اس کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اس سے آدمی پیدا کرے تو اوڑھتا ہے عورت کے بدن میں تحت ہر ناخن اور بال کے پھر ٹھہرتا ہے چالیس دن پھر اترتا ہے خون رحم میں پس یہ ہے جمع کرنا اس کا اور یہ جو کہا کہ پھر خون کی پھٹکی ہو جاتی ہے تو تکون ساتھ معنی تصیر کے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہو جاتا ہے ساتھ اس صفت کے چالیس دن کی مدت میں پھر پلٹ جاتا ہے اس صفت کی طرف کہ اس سے لگتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد متغیر ہونا اس کا ہو رفتہ رفتہ سو ملتا ہے خون نطفے سے پہلے چالیس دن میں بعد منعقد اور ممتد ہونے اس کے اور جاری ہوتا ہے نطفے کے اجزا میں کچھ کچھ یہاں تک کہ کامل ہو جاتا ہے علقہ چالیس دن پر کچھ کچھ اس کے ساتھ گوشت ملتا جاتا ہے یہاں تک کہ سخت ہو جاتا ہے پس ہو جاتا ہے ٹکڑا سخت گوشت کا اور نہیں نام رکھا علقہ پہلے اس سے جب تک کہ نطفہ رہے اور اسی طرح اس کے بعد زمانے پھٹکی اور بوٹی کے سے اور البتہ نقل کیا ہے فاضل علی طبیب نے اتفاق طبیبوں کا اس پر کہ پیدا کرنا بچے کا رحم میں ہوتا ہے بیچ مقدار چالیس دن کے اور اس میں ہو جاتے ہیں اعضا مرد کے سوائے عورت کے واسطے حرارت مزاج اس کی کے اور قوتوں اس کی کے اور اعادہ کیا جاتا ہے طرف قوام منی کے جس سے اس کے اعضا بنتے ہیں اور پکانے اس کے سو ہوتا ہے زیادہ تر قبول کرنے والا واسطے شکل اور تصویر کے پھر چالیس دن پھٹکی ہو جاتا ہے خون کی اور علقہ ایک ٹکڑا ہے جمے ہوئے خون کا کہا انہوں نے اور ہوتی ہے حرکت جنین کی بیچ دگنی اس مدت کے کہ پیدا ہوتا ہے بیچ اس کے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے یعنی چھوٹا گوشت اور وہ تیسرے چالیس دن میں پھر اس میں حرکت کرنے لگتا ہے اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ پھونکنا روح کا اس میں نہیں ہوتا ہے مگر بعد چار مہینے کے اور ذکر کیا ہے شیخ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے کہ اندر رحم کا خشن ہے اور کھردا اور رکھا گیا ہے اس میں قبول کرنا واسطے منی کے جیسے پیاس دراز میں پانی کو طلب کرتی ہے سو وہ بالطبع اس کا طالب ہے پس اسی واسطے بند کر لیتا ہے اس کو اور شامل ہو جاتا ہے اوپر اس کے اور اس کو پھسلنے سے روکتا ہے بلکہ اس پر منضم ہو جاتا ہے تاکہ نہ فاسد کرے اس کو ہوا پھر حکم کرتا ہے اللہ رحم کے فرشتے کو بیچ عقد کرنے اس کے اور پکانے اس کے چالیس دن اور ان

چالیس دن میں نطفہ اس میں جمع رہتا ہے کہا علماء نے کہ جب شامل ہو رحم منی پر اور اس کو نہ پھینکے تو گھومتا ہے اپنے نفس پر اور سخت ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چھ مہینے تمام ہوں پھر اس میں تین نقطے پڑتے ہیں دل اور دماغ اور جگر کی جگہوں میں پھر ان نقطوں میں پانچ لکیریں ظاہر ہوتی ہیں تین دن تمام ہونے تک پھر اس میں دمویت جاری ہوتی ہے پندرہ دن تک پھر متمیز کیا جاتا ہے تینوں اعضاء کو پھر دراز ہوتی ہے رطوبت نخاع کی بارہ دن کے تمام ہونے تک پھر الگ ہوتا ہے سر مونڈھوں سے بعد ہاتھ پاؤں پسلیوں سے اور پیٹ دونوں پہلو سے نو دن میں پھر پوری ہوتی ہے یہ تمیز اس طور سے کہ ظاہر ہوتی ہے اس میں حس چار دن میں پس پورے ہوتے ہیں چالیس دن پس یہ معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے اور اس میں تفصیل ہے اس کے اجمال کی اور نہیں منافی ہے یہ قول اس کے کو کہ پھر چالیس دن کو خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ علقہ اگرچہ خون کا ایک ٹکڑا ہے لیکن وہ ان دوسرے چالیس دن میں منتقل ہو جاتا ہے منی کی صورت سے اور ظاہر ہوتی ہے اس میں پوشیدہ خط کشی آہستہ آہستہ پھر سخت ہو جاتا ہے واسطے حس کے ظاہر ہونا جس میں کچھ خفا نہیں اور وقت تمام ہونے تین چالیہ کے اور شروع ہونے چوتھے کے پھونکی جاتی ہے اس میں روح جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں اور نہیں ہے کوئی راہ طرف پہچاننے اس کے مگر ساتھ وحی کے یہاں تک کہ کہا فاضل اور حاذق فلسفیوں نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے یہ ساتھ توہم اور گمان بعید کے اور اختلاف ہے نقطے اولیٰ میں کہ پہلے کون سا نقطہ ہے اکثر کہتے ہیں کہ دل کا نقطہ ہے اور کہا قوم نے کہ اول اول ناف پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ حاجت اس کی طرف غذا کی اشد ہے حاجت اس کی سے طرف الآت قوتوں اس کے اس واسطے کہ ناف سے اٹھتی ہے غذا اور وہ جھلی کے بچے پر ہے گویا کہ مربوط ہے بعض اس کا ساتھ بعض کے اور ناف اس کے بیچ میں ہے اور اسی سے دم لیتا ہے بچہ اور پرورش پاتا ہے اور کھینچی جاتی ہے غذا اس کی اس سے اور یہ جو کہا کہ مثل اس کی تو مراد اس سے مثل زمانے مذکور کی ہے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہونے میں اور علقہ خون جما ہوا ہے غلیظ نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے رطوبت کے کہ اس میں ہے اور تعلق اس کے ساتھ اس چیز کے کہ گزری اوپر اس کے اور مضغہ ایک ٹکڑا ہے گوشت کا نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بقدر اس چیز کے ہے کہ چھپاتا ہے اس کو چھپانے والا اور یہ جو فرمایا کہ پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتے کو تو مراد اس سے جنس فرشتوں کی ہے جو تعین کیے گئے ہیں ساتھ رحم کے اور مراد بھیجنے سے کہ اس کو حکم ہوتا ہے چار باتوں کا اور واقع ہوا ہے اعمش کی روایت میں کہ جب نطفہ رحم میں قرار گیر ہو تو فرشتہ اس کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور کہتا ہے اے رب! مرد ہے یا عورت، الحدیث اور اس میں ہے کہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ ام الکتاب کی طرف جا کہ تو اس میں اس نطفے کا حال پائے گا تو وہ جاتا ہے اور اس کا حال اس میں پاتا ہے پس لائق ہے کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس کے اس قول کو کہ پھر اللہ فرشتہ بھیجتا ہے اور اختلاف ہے کہ اول اول کس عضو

کی شکل بنتی ہے سو بعض نے کہا کہ اول دل کی شکل بنتی ہے اس واسطے کہ وہ اساس اور جڑ ہے اور وہ کھان ہے حرکت اصلی کی اور بعض نے کہا دماغ اس واسطے کہ وہ جگہ ہے جمع ہونے حواس کی اور بعض نے کہا کہ جگر اس واسطے کہ اس میں بڑھنا ہے اور غذا پانا کہ وہ قوام ہے بدن کا اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ مقتضی ہے نظام طبعی کا اس واسطے کہ مطلوب اول بڑھنا ہے اور نہیں حاجت ہے اس کو اس وقت طرف حس اور حرکت کے اور وہ بجائے سبزہ کے ہے جو اُگتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے اس کے واسطے قوت حس اور ارادے کی وقت تعلق پکڑنے نفس کے ساتھ اس کے پس مقدم کیا جاتا ہے جگر پھر دل پھر دماغ اور یہ جو کہا کہ اس کو چار باتوں کا حکم ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو حکم ہوتا ہے ساتھ لکھنے چار چیزوں کے احوال بچے کے سے اور مراد ساتھ کلمات کے قضایا مقدرہ ہیں اور جو فرمایا کہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت تو اس کے معنی یہ ہیں کہ فرشتہ لکھتا ہے ایک دونوں کلموں سے مثلا سو مثلا لکھتا ہے کہ عمر اس بچے کی اتنی ہے اور رزق اس کا اتنا ہے اور عمل اس کا اتنا ہے اور وہ بد بخت ہے باعتبار خاتمہ کے اور نیک بخت ہے باعتبار خاتمہ کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر باقی جز اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لکھتا ہے فرشتہ ہر ایک کے واسطے نیک بختی یا بد بختی اور دونوں کو ایک کے واسطے اکٹھا نہیں لکھتا اگرچہ ممکن ہے وجود دونوں کا اس سے اس واسطے کہ جب دونوں جمع ہوں تو حکم اغلب کے واسطے ہے اور جب دونوں مترتب ہوں تو اعتبار خاتمہ کا ہے اسی واسطے فقط چار کہا پانچ نہ کہا اور مراد ساتھ لکھنے رزق کے اندازہ کرنا اس کا ہے تھوڑا ہو یا بہت یا صفت اس کی حلال ہو یا حرام اور ساتھ اجل کے کہ اس کی عمر تھوڑی ہے یا بہت اور اس کا عمل نیک ہے یا بد اور مراد لکھنے سے لکھنا معروف ہے کاغذ میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نامہ لپیٹا جاتا ہے قیامت تک نہ اس میں کچھ کم ہوتا ہے نہ بڑھتا ہے اور واقع ہوا ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ یہ سب کچھ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا جاتا ہے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے اس پر کہ نطفہ ایک سو بیس دن میں تین طور پر الٹایا پلٹایا جاتا ہے ہر طور اس سے چالیس دن میں پھر اس کے کامل ہونے کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور البتہ ذکر کیا ہے اللہ نے ان تینوں اطوار کو بغیر تقیید کے چند سورتوں میں چنانچہ سورۂ حج وغیرہ میں اور دلالت کی آیت مذکورہ نے کہ تخلیق گوشت کی بوٹی کے واسطے ہوتی ہے اور بیان کیا حدیث نے کہ یہ ہوتا ہے اس میں جب کہ کامل ہوں چالیس دن اور یہی ہے وہ مدت کہ جب تمام ہو تو نام رکھا جاتا ہے گوشت کی بوٹی اور ذکر کیا ہے اللہ نے نطفے کو پھر علقے کو پھر مضغے کو اور سورتوں میں اور زیادہ کیا ہے سورہ قد افلح میں بعد مضغے کے ﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا﴾ اور لیا جاتا ہے اس آیت اور حدیث سے کہ ہو جانا بوٹی کا ہڈیاں بعد پھونکنے روح کے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے بعد ذکر مضغہ کے پھر چالیس دن ہڈیاں ہو جاتا ہے پھر اللہ ہڈیوں پر گوشت پہناتا ہے اور البتہ مرتب کیا ہے ان اطوار کو آیت میں ساتھ فا کے اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ دو طور کے درمیان اور کوئی طور نہیں ہوتا

اور مرتب کیا ہے اس کو حدیث میں ساتھ ثم کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس مدت کے کہ دو طور کے درمیان واقع ہے تا کہ پورا ہو اس میں طور اور لایا گیا درمیان نطفے اور علقے کے حرف ثم کا اس واسطے کہ نطفہ کبھی آدمی نہیں بنتا اور لایا گیا ثم آیت کے اخیر میں نزدیک قول اللہ کے ﴿ثُمَّ اَنْشَأْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ﴾ تا کہ دلالت کرے اوپر اس چیز کے کہ تازہ ہوتی ہے اس کے واسطے بعد نکلنے کے ماں کے پیٹ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر قرار پکڑتا ہے نطفہ رحم میں چالیس دن پھر رحم کا فرشتہ آتا ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے سو تصویر کھینچتا ہے اس کی ہڈی کی اور گوشت کی اور اس کے بالوں کی اور کھال کی اور آنکھ کی اور کان کی پھر کہتا ہے اے رب! مرد ہے یا عورت، کہا عیاض نے اور نہیں صحیح ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اس واسطے کہ تصویر کھینچنا ساتھ نطفہ کے اور اول علقہ کے دوسرے چالیس دنوں میں نہیں موجود اور نہ معمور اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے تصویر کھینچنا تیسرے چالیے کے اخیر میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا﴾ الآیۃ سو ہوں گے معنی قول اس کے کہ اس کی تصویر بناتا ہے یعنی لکھتا ہے اس کو پھر اس کو اس کے بعد کرتا ہے ساتھ دلیل قول اس کے بعد اس کے کہ مرد ہے یا عورت اور پیدا کرنا فرشتے کا اس کے تمام اعضاء کو اور اس کا مرد ہونا اور عورت ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے بیچ وقت متفق کے اور وہ مشاہدہ کیا گیا ہے اس چیز میں کہ پائی جاتی ہے حیوانوں کے پیٹ میں بچوں سے اور یہی ہے جس کو تقاضا کرتی ہے پیدائش اور مستوی ہونا صورت کا پھر فرشتے کے واسطے اس میں اور تصور ہوتا ہے اور وہ وقت پھونکنے روح کے کا ہے بیچ اس کے جب کہ چار مہینے پورے ہوں جیسا کہ اتفاق کیا ہے اس پر علماء نے کہ پھونکنا روح کا نہیں ہوتا ہے مگر بعد چار مہینے کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ پہلے چالیے کے تمام ہونے کے وقت تقسیم کرتا ہو فرشتہ نطفے کو جب کہ علقہ ہو جائے طرف اجزاء کے بحسب اعضاء کے یا تقسیم کرے بعض کو طرف جلد کے اور بعض کو طرف گوشت کے اور بعض کو طرف ہڈیوں کے سو اندازہ کرتا ہے اس کو اس کے وجود سے پہلے پھر سامان تیار کرتا ہو اس کا دوسرے چالیے کے اخیر میں اور کامل ہوتا ہے تیسری چالیے میں اور راجح یہ ہے کہ تصویر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے تیسری چالیے میں اور کہا عیاض نے کہ اس حدیث کے الفاظ کئی جگہوں میں مختلف ہیں اور نہیں اختلاف کہ پھونکنا روح کا اس میں بعد ایک سو بیس دن کے ہے اور یہ تمام ہونا چار مہینوں کا ہے اور داخل ہونا پانچویں میں اور یہ موجود ہے ساتھ مشاہدے کے اور اس پر اعتماد کیا جاتا ہے اس چیز میں کہ حاجت ہوتی ہے اس کی طرف احکام سے بچے کے لاحق کرنے میں وقت تنازعہ کے اور سوائے اس کے ساتھ حرکت جنین کے پیٹ میں اور کہا گیا ہے کہ یہی حکمت ہے بیچ ٹھہرانے عدت عورت کے اس کے خاوند کے مرنے سے ساتھ چار مہینے اور دس دن کے اور وہ داخل ہونا ہے پانچویں مہینے میں اور حذیفہ بن اُسید کی حدیث کی زیادتی مشعر ہے ساتھ اس کے کہ نہیں فرشتہ آتا ہے مگر بعد چار مہینے کے سو ہوگا مجموع اس کا چار مہینے اور دس دن اور

ساتھ اس کے تصریح کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ جب نطفہ رحم میں واقع ہوتا ہے تو دس دن اور چار مہینے ٹھہرتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ فرشتہ لکھتا ہے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ قابل ہے واسطے محو اور اثابت کے برخلاف اس چیز کے کہ اللہ نے لکھی کہ وہ متغیر نہیں ہوتی اور نسبت کرنا پھونکنے کی طرف فرشتے کی اس وجہ سے ہے کہ وہ کرتا ہے اس کو اللہ کے حکم سے اور نفخ اصل میں نکالنا ہوا کا پھونکنے والے کے منہ سے تا کہ داخل ہو بیچ اس چیز کے جس میں پھونکی گئی اور مراد ساتھ نسبت کرنے اس کے کی طرف اللہ کی یہ ہے کہ کہے اس کو کن فیکون اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ لکھنا دوبار واقع ہوتا ہے سو پہلی بار لکھنا تو آسمان میں ہے اور دوسری بار لکھنا ماں کے پیٹ میں ہے اور احتمال ہے کہ ایک کاغذ میں ہو اور ایک بچے کے ماتھے میں اور بعض نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف لڑکوں کے سو بعض میں اس طرح ہے اور بعض میں اس طرح اور اول تطبیق اولیٰ ہے اور یہ جو کہا فو اللہ ان احدکم، الخ تو مشتمل ہے یہ جملہ کئی قسم تاکید پر ساتھ قسم کے اور وصف مقسم بہ کے اور ساتھ ان کے اور ساتھ لام کے اور اصل تاکید میں یہ ہے کہ ہو مخاطبت منکر کے یا مستبعد کے اور چونکہ اس جگہ مستبعد ہے اور وہ داخل ہونا ہے آگ میں اس شخص کا جس نے اپنی تمام عمر نیک عمل کیا اور بالعکس تو خوب ہوا مبالغہ کرنا بیچ تاکید خبر کے ساتھ اس کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ وہ عمل کرتا ہے ساتھ ان کے حقیقۃً نہ بطور ریا کے اور اس کا خاتمہ بالعکس ہوتا ہے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا عمل کرتا ہے بہشتیوں کے ظاہر میں اور یہ حدیث محمول ہے منافق اور ریا کار کے حق میں برخلاف حدیث باب کے کہ وہ متعلق ہے ساتھ برے خاتمہ کے اور یہ جو کہا کہ ہاتھ بھر تو تعبیر ساتھ ہاتھ بھر کے تمثیل ہے ساتھ قریب ہونے حال اس کے کی موت سے سو اس کے اور مکان مقصود کے درمیان حائل ہوتی ہے ہاتھ بھر مسافت اور ضابط اس کا حسی غرغرہ ہے جو ٹھہرایا گیا ہے علامت واسطے نہ قبول ہونے توبہ کے اور ذکر کیا ہے اس حدیث میں دو قسم کے آدمیوں کو ایک صرف نیکی والوں کو دوسرے صرف بدی والوں کو اور نہیں ذکر کیا ان لوگوں کو جنہوں نے کچھ نیکیاں کیں اور کچھ بدیاں اور اسلام پر مر گئے اس واسطے کہ نہیں قصد کیا حدیث میں مکلفین کے سب حالات بیان کرنے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس بات کے کہ اعتبار خاتمہ کا ہے اور یہ جو کہا کہ بہشتیوں کے عمل کیا کرتا ہے یعنی طاعات اعتقادیہ اور قولیہ اور فعلیہ سے پھر احتمال ہے کہ کراما کاتبین ان کو لکھتے ہوں سو بعض کو قبول کرتے ہوں اور بعض کو قبول نہ کرتے ہوں اور احتمال ہے کہ لکھے جاتے ہوں پھر مٹائے جاتے ہوں اور قبول ہونا تو خاتمہ پر موقوف ہے اور یہ جو فرمایا کہ غالب ہوتا ہے اس پر لکھا ہوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معارض ہوتا ہے عمل اس کا بیچ تقاضا کرنے نیک بختی کے اور لکھا ہوا اس کا بیچ تقاضا کرنے بدبختی کے سو متحقق ہوتا ہے مقتضی مکتوب کا سو تعبیر کی اس سے ساتھ سبقت کرنے کے اس واسطے کہ جو آگے بڑھے اس کی مراد حاصل ہوتی ہے سوائے مسبوق کے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

حضرت ﷺ ہم پر نکلے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، الحدیث اور اس میں ہے کہ یہ مکتوب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں نام ہیں بہشتیوں کے اور ان کے باپوں کے اور قبیلوں کے پھر جملہ کیا گیا ہے ان کے اخیر پر یعنی کل اتنے ہیں سو نہ ان میں کوئی کم ہوگا اور نہ زیادہ ہوگا تو آپ کے اصحاب نے کہا کہ پھر کیا فائدہ ہے عمل کرنے کا سو فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور قربت چاہو اس واسطے کہ بہشتی کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر ہوتا ہے اگرچہ کوئی عمل کرتا ہو، الحدیث اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کرنا کان اور آنکھ کا واقع ہوتا ہے ان کے پیٹ میں لیکن ادراک بالفعل سو وہ موقوف ہے اوپر دور ہونے حجاب کے جو مانع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اور بد عمل نشانیاں ہیں اور نہیں ہیں واجب کرنے والے بہشت اور دوزخ کو اور یہ کہ انجام عملوں کا عاقبت میں اس چیز پر ہے جو مسبوق ہے قضاء اور تقدیر میں اور جاری ہوئی ہے تقدیر ساتھ اس کے ابتدا میں اور اس میں قسم کھانا ہے اوپر خبر سچی کے واسطے تاکید کرنے کے بیچ نفس سامع کے اور اس میں اشارہ ہے طرف علم مبدء اور معاد کے اور جو متعلق ہے ساتھ بدن انسان کے اور حال اس کے بیچ شقاوت اور سعادت کے اور اس میں چند احکام ہیں جو متعلق ہیں ساتھ اصول اور فروع اور حکمت وغیرہ کے اور یہ کہ نیک بخت کبھی بد بخت ہو جاتا ہے اور برعکس لیکن بہ نسبت اعمال ظاہرہ کے اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے سو متغیر نہیں ہوتا اور یہ کہ اعتبار خاتمہ پر ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث نے مردوں کی گردن کاٹی باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہیں جس حال سے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے کہ ان کا خاتمہ کس چیز پر ہوگا اور یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ الآیۃ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اس پر مرے اور یہ کہ جو نیک عمل کرے اور اس کا خاتمہ بد ہو تو وہ اللہ کے نزدیک تمام عمر بد بخت ہے اور بالعکس اور اس میں اشعریہ اور حنفیہ کو اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ نزاع لفظی ہے اور جو اللہ کے علم میں سابق ہو چکا ہے وہ متغیر نہیں ہوتا اور نہ بدل ہوتا ہے اور جس پر تغیر اور تبدل جائز ہے وہ عمل وہ ہے جو ظاہر ہو لوگوں کے واسطے عمل عامل سے اور نہیں بعید ہے کہ ہو یہ متعلق ساتھ اس چیز کے کہ بیچ علم فرشتوں کے جو متعین ہیں ساتھ آدمی کے کہ واقع ہوتا ہے اس میں محو اور اثبات مانند کمی بیشی کی عمر ہیں اور بہر حال جو اللہ کے علم میں ہے تو اس میں نہ محو ہے نہ اثبات والعلم عند اللہ اور اس میں تنبیہ ہے اوپر جی اٹھنے کے بعد موت کے اس واسطے کہ جو قادر ہو اوپر پیدا کرنے شخص کے بے قدر پانی سے پھر نقل کرنے اس کے طرف پھٹکی کے پھر بوٹی کے پھر پھونکنے روح کے بعد اس کے کہ مٹی ہو جائے اور جمع کرے اس کے اجزاء کو اس کے بعد کہ اس کو متفرق کرے اور اللہ تعالیٰ البتہ قادر تھا اس پر کہ اس کو یکبارگی پیدا کرے لیکن حکمت نے تقاضا کیا کہ اس کو کئی اطوار میں نقل کرے واسطے رفاقت کرنے کے ساتھ ماں کے اس واسطے کہ وہ معتاد تھی سو بڑی ہوتی مشقت اوپر اس کے سو تیار کیا اس کو اس کے پیٹ میں آہستہ آہستہ یہاں تک کہ کامل ہوا اور جو تامل کرے انسان کی اصل پیدائش میں اور نقل ہونے اس کے طرف ان اطوار کی یہاں تک کہ ہو گیا آدمی

خوبصورت ساتھ عقل اور فہم کے اور نطق کے تو اس پر حق ہے کہ شکر کرے اس کا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی عبادت کرے حق عبادت کا اور اس کی حکم برداری کرے اور نافرمانی نہ کرے اور یہ کہ اعمال کے مقدر کرنے میں وہ چیز ہے کہ وہ سابق ہے اور لاحق ہے پس سابق تو وہ چیز ہے جو اللہ کے علم میں ہے اور لاحق وہ چیز ہے جو مقدر کی گئی ہے اس پر اس کی ماں کے پیٹ میں جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں اور یہی ہے جو قابل ہے نسخ کے اور جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ بیشک لکھی ہے اللہ نے تقدیر خلقت کی آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے تو یہ محمول ہے اوپر لکھنے اس کے لوح محفوظ میں موافق اس چیز کے کہ اللہ کے علم میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر ساتھ اس کے اس پر کہ جو بچہ چار مہینے کے بعد ماں کے پیٹ سے گر پڑے اس کا جنازہ پڑھا جائے اس واسطے کہ وہ وقت ہے پھونکنے روح کا بیچ اس کے اور وہ منقول ہے شافعی رحمہ اللہ سے قدیم میں اور مشہور احمد اور اسحاق سے اور راجح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ ضروری ہے پھونکنا روح کا اور یہ جدید قول ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے کہ جب روئے یا سانس لے تو اس پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہ اور اصل اس میں وہ چیز ہے جو نسائی اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب لڑکا آواز کرے تو وارث ہوتا ہے اور اس کا جنازہ پڑھا جائے اور ضعیف کہا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور صواب یہ ہے کہ وہ صحیح الاسناد ہے لیکن ترجیح حفاظ کے نزدیک اس کے موقوف ہونے کو ہے اور فقہاء کے طریق پر نہیں ہے کوئی اثر واسطے تعلیل مذکور کے اس واسطے کہ حکم واسطے زیادتی اس کی کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ جب ایک سو بیس دن کو پہنچے تو غسل دیا جائے اور کفنایا جائے اور دفنایا جائے بغیر نماز جنازہ کے اور جو اس سے پہلے ہو اس کے واسطے نہ غسل مشروع ہے نہ غیر اس کا اور یہ کہ ہر ایک سعادت اور شقاوت سے کبھی واقع ہوتی ہے بغیر عمل کے اور بغیر عمر کے اور اس پر منطبق ہوتا ہے قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو عمل کرتے ہیں اور اس میں حث قوی ہے اوپر قناعت کے اور زجر شدید حرص سے اس واسطے کہ جب رزق تقدیر میں ہو چکا ہے تو نہیں فائدہ ہے رنج اٹھانے کا اس کی طلب میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوا ہے کسب کرنا اس واسطے کہ وہ منجملہ اسباب کے ہے کہ تقاضا کیا ہے ان کو حکمت نے دنیا میں اور یہ کہ اعمال سبب ہیں دخول کا بہشت میں اور دوزخ میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بد بخت لکھا گیا ہے اس کا حال دنیا میں معلوم نہیں ہو سکتا اور اسی طرح بالعکس اور حجت پکڑی ہے اس نے جو اس کو ثابت کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئے گی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو اہل سعادت سے ہو اس پر سعادت کے عمل آسان کیے جاتے ہیں، الحدیث اور تحقیق یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ دنیا میں بالکل معلوم نہیں ہو سکتا تو یہ مردود ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ معلوم ہوتا ہے ساتھ طریق علامت کے جو ثابت کرنے والی ہے واسطے گمان غالب کے تو یہ ہو سکتا ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ قطعا معلوم ہوتا ہے تو یہ منجملہ غیب کے ہے جو خاص اللہ کو معلوم ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے پیغمبروں سے اس کو اس پر اطلاع دیتا ہے او

راس میں رغبت دلاتا ہے اور پر پناہ مانگنے کے ساتھ اللہ کے بڑے خاتمہ سے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے ایک بڑی جماعت نے سلف سے اور آئمہ خلف سے کہا عبدالحق نے کہ بد خاتمہ نہیں واقع ہوتا ہے اس کے واسطے جس کا باطن مستقیم ہو اور ظاہر نیک ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ اس کے واسطے جس کے دل میں فساد ہو اور شک اور بہت واقع ہونا اس کا واسطے اس کے ہے جو اصرار کرنے والا ہو کبیرے گناہوں پر اور جرأت کرنے والا ہو بڑے گناہوں پر پس ہجوم کرتی ہے اس پر موت اچانک سو ورغلاتا ہے اس کو شیطان وقت اس صدمہ کے پس ہوتا ہے سبب واسطے بد خاتمہ کے سوال کرتے ہیں ہم اللہ سے سلامتی کا سو وہ محمول ہے اکثر اغلب پر اور یہ نہیں کہ واجب کرتی ہے اللہ کی قدرت کو کوئی چیز اسباب سے مگر اس کی مشیت سے اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا اس نے جماع کو علت واسطے اولاد کے اس واسطے کہ جماع کبھی حاصل ہوتا ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے اولاد جب تک کہ اللہ نہ چاہے اور اس میں ہے کہ شے کثیف محتاج ہے طرف طول زمانے کی برخلاف لطیف کے اسی واسطے دراز ہوئی مدت بیچ اطوار جنین کے یہاں تک کہ حاصل ہوا پیدا کرنا اس کا برخلاف پھونکنے روح کے اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے فتدخل النار اس پر کہ حدیث خاص ہے ساتھ کفار کے اور اس کی حجت یہ ہے کہ نہیں حبط کرتا ہے ایمان کو مگر کفر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں تعرض واسطے حبط کرنے کے اور حمل کرنا عام تر معنی پر اولیٰ ہے سو شامل ہوگا ایماندار کو یہاں تک کہ خاتمہ ہو اس کا ساتھ عمل کافر کے مثلا سو مرتد ہو جائے پھر اسی پر مر جائے سو ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے اور شامل ہے مطیع کو یہاں تک کہ اس کا خاتمہ عاصی کے عمل پر ہو اور اسی پر مر جائے اور یہ جو اس پر اطلاق کیا گیا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے بلکہ مجرد داخل ہونا اس کا صادق ہے دونوں گروہوں پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں واجب ہے اللہ پر رعایت اصلح کی برخلاف بعض معتزلہ کے جو اس کے قائل ہیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ بعض لوگوں کی تمام عمر اللہ کی بندگی میں گزرتی ہے پھر اس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اور اللہ کی پناہ پھر اسی پر مرجاتا ہے پھر داخل ہوتا ہے دوزخ میں سو اگر اللہ پر اصلح کی رعایت واجب ہوتی تو نہ برباد ہوتے اس کے تمام نیک عمل اس کفر کے کلمے سے جس پر وہ مرا اور خاص کر اگر دراز ہو عمر اس کی اور قریب ہو موت اس کی کفر سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض معتزلہ نے اس پر کہ جو دوزخیوں کے عمل کرے واجب ہے کہ اس میں داخل ہو واسطے مرتب ہونے دخول اس کے حدیث میں عمل پر اور مرتب ہونا حکم کا شے پر مشعر ہے ساتھ علت ہونے اس کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ علامت ہے علت نہیں اور جو علامت ہو وہ کبھی خلاف ہوتی ہے، ہم نے مانا کہ وہ علت ہے لیکن کفار کے حق میں اور بہر حال گنہگار جو ہیں تو خارج ہوئے ہیں ساتھ اس دلیل کے کہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ سو جس نے شرک نہ کیا وہ داخل ہے اللہ کی مشیت میں اور استدلال

کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اشعری کے اس پر کہ جائز ہے تکلیف مالا یطاق اس واسطے کہ اس نے دلالت کی کہ اللہ نے تکلیف دی کل بندوں کو ساتھ ایمان کے باوجود اس کے کہ بعض کی تقدیر میں لکھا ہے کہ وہ کفر پر مریں گے اور بعض نے کہا کہ نہیں ثابت ہوا ہے واقع ہونا اس مسئلے کا مگر خاص ایمان میں اور جو سوائے اس کے ہے سو نہیں پائی گئی ہے کوئی دلالت قطعی اوپر واقع ہونے اس کے اور بہر حال مطلق جواز سو حاصل ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ جانتا ہے جزئیات کو جیسا کہ جانتا ہے کلیات کو واسطے تصریح کرنے حدیث کے ساتھ اس کے کہ حکم کرتا ہے اللہ ساتھ لکھنے احوال شخص کے مفصل اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام کائنات کے اس معنی سے کہ وہ ان کا خالق اور مقدر کرنے والا ہے نہ یہ کہ وہ ان کو چاہتا ہے اور ان سے راضی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام نیکی اور بدی اللہ کی تقدیر اور اس کے پیدا کرنے سے ہے اور خلاف کیا ہے اس میں قدریہ اور جبریہ نے سو قدریہ کا تو یہ مذہب ہے کہ فعل بندے کا اپنے نفس کی طرف سے ہے یعنی بندہ اپنے فعل کا آپ خالق ہے اور ان میں سے بعض نے نیکی اور بدی کے درمیان فرق کیا ہے سو کہا کہ نیکی کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور بدی کو اللہ نے پیدا نہیں کیا اور یہ تو صرف رائے مجوس کی ہے اور جبریہ کا یہ مذہب ہے کہ کل اللہ کا فعل ہے اور اس میں مخلوق کے واسطے بالکل کچھ تاثیر نہیں اور اہل سنت نے میانہ روی اختیار کی ہے سو ان میں سے بعض نے کہا کہ اصل فعل کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور بندے کے واسطے اس میں قدرت ہے غیر مؤثر مقدور میں اور بعض نے اس کے واسطے تاثیر ثابت کی ہے لیکن اس کا نام کسب رکھا جاتا ہے اور ان کے دلائل کا بیان دراز ہے اور روایت کی احمد اور ابو یعلیٰ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ تو ہرگز ایمان کا مزہ نہ پائے گا اور علم باللہ کی حقیقت کو نہ پہنچے گا یہاں تک کہ تو تقدیر کے ساتھ ایمان لائے اس کی نیکی کے اور بدی کے اور وہ یہ ہے کہ تو جانے کہ جو چیز تجھ سے چوکی وہ تجھ کو پہنچنے والی نہ تھی اور جو تجھ کو پہنچی وہ تجھ سے چوکنے والی نہ تھی اور اگر تو مر گیا غیر اس اعتقاد پر تو دوزخ میں داخل ہوگا اور روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس حدیث میں ہے کہ تقدیر غالب ہے اور انجام کار غائب ہے سو نہیں لائق ہے کسی کو کہ مغرور ہو ساتھ ظاہر حال کے اسی واسطے مشروع ہے دعا کرنا ساتھ ثابت رہنے کے دین پر اور ساتھ نیک خاتمہ کے اور آئندہ آئے گا کہ اصحاب نے عرض کیا کہ تقدیر کے آگے عمل کا کیا فائدہ ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور اس کا ظاہر معارض ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو اس باب میں ہے کہ اور تطبیق دونوں کے درمیان حمل کرنا حدیث علی رضی اللہ عنہ کا ہے اکثر اغلب پر اور حمل کرنا حدیث باب کا ہے اول پر لیکن جب کہ جائز تھا تعین ہوا طلب کرنا اثبات کا۔ (فتح)

٦١٠٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ

٦١٠٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعین کیا ہے اللہ نے رحم پر ایک فرشتہ سو وہ کہتا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ أَيْ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ.

اے رب! نطفہ ہے اے رب! مضغہ ہے یعنی کہتا ہے ہر کلمہ بیچ اس وقت کے کہ اس میں اس طرح ہو جاتا ہے سو جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو پیدا کرے تو اس میں اجازت دیتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے رب میرے! کیا مرد ہے یا عورت، بدبخت ہے یا نیک بخت؟ سو کیا ہے اس کی روزی اور کیا ہے اس کی اجل؟ سو لکھا جاتا ہے اسی طرح اپنی ماں کے پیٹ میں۔

فائدہ: اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ وہ استفہام کرتا ہے کہ کیا ہے کہ کیا اس سے مخلوق ہوگی یا نہیں۔ (فتح)

بَابٌ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ — خشک ہو چکا قلم اللہ کے علم پر

فائدہ: یعنی فارغ ہوا لکھنا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ جو لوح محفوظ میں لکھا گیا اس کا حکم متغیر نہیں ہوتا سو مراد اس سے فارغ ہونا ہے لکھنے سے اس واسطے کہ کاغذ لکھنے کے وقت تر ہوتا ہے یا بعض اور اسی طرح قلم بھی سو جب لکھنا ختم ہوا تو خشک ہوا لکھنا اور قلم کہا طیبی نے کہ یہ اطلاق لازم کا ہے ملزوم پر اس واسطے کہ فارغ ہونا لکھنے سے مستلزم ہے خشک ہونے قلم کے کو سیاہی سے میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا لکھنا تمام ہو چکا ہے بہت مدت سے اور کہا عیاض نے کہ معنی جف القلم کے یعنی نہیں لکھی اس کے بعد کچھ چیز اور اللہ کی کتاب اور اس کی لوح اور قلم اس کے غیب سے ہے اور اس کے علم سے جو ہم کو لازم ہے ایمان لانا ہے ساتھ اس کے اور نہیں لازم ہے ہم پر معرفت صفت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب کیے گئے ہم ساتھ اس چیز کے جو ہم کو معلوم ہے اس چیز میں کہ ہم فارغ ہوئے لکھنے سے یہ کہ قلم خشک ہو جاتا ہے واسطے بے پرواہ ہونے کے اس سے اور یہ جو کہا اللہ کے علم پر یعنی اس کے حکم پر اس واسطے کہ معلوم اس کا ضروری ہے کہ واقع ہو سو علم اس کا ساتھ معلوم کے مستلزم ہے حکم کو ساتھ واقع ہونے اس کے اور یہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ اللہ نے پیدا کیا اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پھر ان پر اپنا نور ڈالا سو جس کو اس دن اس کے نور سے حصہ پہنچا اس نے راہ پائی اور جو چوکا وہ گمراہ ہوا اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ خشک ہوا قلم اللہ کے علم پر۔ (فتح)

وَقَوْلُهٗ ﴿وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ — اور اللہ نے فرمایا اور گمراہ کیا اس کو علم پر

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ خشک ہو چکا قلم اس چیز پر کہ تو اس کا ملنے والا ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا کہ اس کے اول میں یہ ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! میں جوان

آدمی ہوں اور میں اپنی جان پر گناہ یعنی زنا سے ڈرتا ہوں اور نہیں پاتا جس سے عورت کو نکاح میں لاؤں اگر اجازت ہو تو خصی ہو جاؤں، الحدیث اور اس میں ہے کہ اے ابو ہریرہ! خشک ہو چکا ہے قلم اس چیز پر جس کا تو ملنے والا ہے یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی۔ (فتح)

وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ کہا کہ سابق ہو چکی ہے ان کے واسطے سعادت یعنی انہوں نے جلدی کی خیرات کی طرف بسبب اس چیز کے کہ پہلے گزری ان کے واسطے سعادت کے ساتھ تقدیر اللہ کے۔

فائدہ: اور ظاہر آیت کا یہ ہے کہ سعادت سابق ہے اور اس کے لوگوں نے اس کی طرف سبقت کی ہے نہ یہ کہ وہ اس سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ (فتح)

٦١٠٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الرِّشْكُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهُ.

٦١٠٧۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا پہچانے جاتے ہیں بہشتی لوگ دوزخیوں سے یعنی کیا اس کو فرشتے پہچانتے ہیں اور تقدیر میں معلوم اور ممتاز ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! سو اس نے کہا سو عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں یعنی جب آگے ہو چکی ہے قلم ساتھ اس کے تو نہیں حاجت ہے عامل کو طرف عمل کے اس واسطے کہ بیشک وہ پھرے گا اس چیز کی طرف جو اس کے واسطے مقرر ہوئی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک عمل کرتا ہے جس کے واسطے وہ پیدا ہوا یا جس کے واسطے آسان کیا گیا۔

فائدہ: مراد ساتھ سوال کے معرفت فرشتوں کی ہے یا جس کو اللہ اس پر اطلاع دے اور بہر حال پہچاننا عامل کا یا جس نے اس کو مشاہدہ کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پہچانا جائے گا ساتھ عمل کے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ انجام کار اور عاقبت چھپائی گئی ہے مکلف سے سو لازم ہے اس پر کہ کوشش کرے بیچ عمل کرنے اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس کا عمل نشانی ہے اس کے انجام کار کی کہ اس کا انجام کیا ہوگا اگرچہ بعض کا خاتمہ اس کے غیر

پر ہوتا ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے لیکن نہیں ہے اس کو اطلاع اوپر اس کے سوا اس پر لازم ہے کہ خرچ کرے اپنی کوشش اور جہاد کرے اپنے نفس سے بیچ عمل کرنے طاعت کے اور نہ ترک کرے اس کو بھروسہ کر کے اپنے انجام پر سو ملامت کیا جائے اوپر ترک کرنے مامور کے اور مستحق ہو عقوبت کا اور واسطے مسلم کے ہے عمران رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا بھلا بتلایئے تو کہ جو عمل کرتے ہیں لوگ آج یعنی دنیا میں کیا وہ چیز ہے جو تقدیر میں ان پر لکھی گئی اور ان کے حق میں پہلے گزر چکی یا اس چیز میں جو از سر نو کریں گے جو ان کا پیغمبر ان کے پاس لایا اور ثابت ہو چکی ہے حجت اوپر ان کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جو تقدیر میں ان پر لکھی گئی اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ اور اس میں ہے کہ ہر چیز اللہ کی پیدا کی ہے سو نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور اس حدیث میں قصہ ہے ابوالاسود کا ساتھ عمران کے اور قول اس کا اس کے واسطے کہ کیا یہ ظلم ہوگا کہا عیاض نے کہ وارد کیا عمران نے ابوالاسود پر شبہ قدریہ کا تحکم کرنے اس کے سے اللہ پر اور داخل ہونے اس کے سے اپنی رائے سے اس کے حکم میں سو جب جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے اس کے دین میں تو قوی کیا اس کو ساتھ ذکر آیت کے اور یہ حد ہے واسطے اہل سنت کے اور یہ جو کہا کہ ہر چیز اللہ کی پیدائش ہے اور اس کی ملک ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ وہ مالک اعلیٰ خالق آمر ہے اور ہر چیز اس کی ملک ہے نہیں اعتراض کیا جاتا ہے اس پر جب کہ تصرف کرے اپنی ملک میں ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتراض کیا جاتا ہے مخلوق مامور پر۔ (فتح)

بَابُ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ — اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے

فائدہ: ضمیر اس میں واسطے اولاد مشرکین کے ہے جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے سوال میں۔

٦١٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

٦١٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی اولاد کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦١٠٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

٦١٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کی اولاد سے پوچھے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

اللہ خوب جانتا ہے جو عمل کرتے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے توقف معلوم ہوتا ہے لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ مشرکین کی اولاد بہشت میں ہوگی۔

٦١١٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُوْنَ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا أَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَّمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

٦١١٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ پیدا ہوتا ہے پیدائشی دین اسلام پر پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں جیسے جناتے ہو تم چوپائے کو بھلا تم کوئی کنا پاتے ہو یعنی وہ صحیح سالم ہوتا ہے یہاں کہ تم خود اس کا کان کاٹتے ہو؟ اصحاب نے کہا یا حضرت! بھلا بتلایئے تو کہ جو مر جائے لڑکپن کی حالت میں وہ بہشتی ہے یا دوزخی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے جو عمل کرتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ ہے امر اللہ کا قدر مقدور۔

فائدہ: یعنی اللہ کا حکم قطعی واقع ہونے والا ہے اور مراد ساتھ امر کے ایک امور مقدرہ کا ہے یعنی جو چیزیں اللہ نے مقدر کی ہیں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ایک اوامر کا اس واسطے کہ ہر چیز کن سے موجود ہوئی ہے۔ (فتح)

٦١١١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

٦١١١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو تا کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے اور چاہیے کہ بغیر شرط طلاق اس کے خاوند سے نکاح کر لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے اور جو اس کی تقدیر میں لکھا گیا۔

فائدہ: یعنی جو عورت کہ بیوی والے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو وہ پہلی بیوی کی طلاق نہ چاہے کہ اس کا سب مال مجھ کو ملے بلکہ اپنی قسمت تقدیر پر راضی رہے اور اس حدیث کی شرح شروط میں گزری کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث میں اصول دین سے چلنا ہے بیچ راہ قدر کے اور یہ نہیں مناقض ہے عمل کرنے کو طاعات میں اور نہیں منع کرتا ہے کسب کرنے کو اور نظر کرنے کو آئندہ دن کی قوت کے واسطے اگرچہ اس کا پہنچنا اس کو تحقیق معلوم نہ ہو اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ حدیث احسن احادیث قدر سے ہے نزدیک اہل علم کے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کرلے اور طلاق دے اس عورت کو جس کی وہ طلاق چاہے تو نہیں حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے اس سے مگر جو اللہ نے اس کے واسطے لکھا برابر ہے کہ اس کا کہنا قبول کرے یا نہ کرے اور وہ مانند اس آیت کی ہے ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾۔ (فتح)

۶۱۱۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَسُوْلُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنَّ ابْنَهَا يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهَا لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطٰى كُلٌّ بِأَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

۶۱۱۲۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت ﷺ کی ایک بیٹی کا ایلچی آپ کے پاس آیا کہ میرا بیٹا مرتا ہے اور حضرت ﷺ کے پاس سعد رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور اس کے نزدیک ہر چیز کی مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ تو صبر کرے اور ثواب چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزری۔

۶۱۱۳۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ الْجُمَحِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا

۶۱۱۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے کہا یا حضرت! ہم بندیوں میں لونڈیاں پاتے ہیں اور ہم مال چاہتے ہیں یعنی ہم نہیں چاہتے کہ لونڈیوں سے اولاد پیدا ہو حکم ہو تو صحبت کرکے انزال کے وقت ان سے علیحدہ ہو جایا کریں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تم یہ کام کرتے ہو تم پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے مگر کہ وہ پیدا ہو گی یعنی تمہارا یہ خیال خام ہے جو

عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ.

روح ہونے والی ہے وہ ضرور ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزری اور غرض اس سے یہاں یہ اخیر قول ہے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے مگر کہ وہ پیدا ہوگی۔

٦١١٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

٦١١٤۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا کہ نہ چھوڑی اس میں کوئی چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے مگر کہ اس کو ذکر کیا جانا اس کو جس نے جانا اور نہ جانا اس کو جس نے نہ جانا اور بیشک میں دیکھتا تھا وہ چیز جو بھول گیا ہوتا سو میں اس کو پہچان لیتا جیسا کہ پہچان لیتا ہے ایک مرد دوسرے مرد کو جو اس سے غائب ہو یعنی اس کی صورت کو بھول گیا ہو پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

فائدہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مسلم میں روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں جو فتنہ کہ قیامت تک ہونے والا ہے۔

٦١١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ الْآيَةَ.

٦١١٥۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے اور حضرت ﷺ کے ساتھ لکڑی تھی زمین کو کھودتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس کا مکان بہشت سے اور اس کا مکان دوزخ سے لکھ لیا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی لوگ اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں، یعنی تقدیر کے آگے عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہوگا؟ تو حضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا پھر حضرت ﷺ نے اپنی اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے سو جس نے خیرات کی اور ڈرا آخر آیت تک۔

فائدہ: ایک روایت میں آیت کو العسریٰ تک بیان کیا ہے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ کہا یا حضرت! کیا فائدہ ہے عمل کرنے کا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص آسان کیا گیا ہے اپنے عمل کے واسطے کہا اب کوشش کرنا اب کوشش کرنا ہے اور روایت کی فریابی نے بشیر بن کعب سے کہ دو لڑکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا فائدہ ہے عمل کا اس چیز میں کہ خشک ہو چکا ہے ساتھ اس کے قلم اور جاری ہو چکی ہے ساتھ اس کے تقدیر کیا یہ وہ چیز ہے جس کو ہم از سر نو کرتے ہیں فرمایا بلکہ داخل ہے اس چیز میں کہ خشک ہو چکا ہے ساتھ اس کے قلم دونوں نے کہا سو عمل کا کیا فائدہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا جو وہ عمل کرنے والا ہے دونوں نے کہا سو اب کوشش کرنی چاہیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیٹھنا نزدیک قبروں کے اور بات چیت کرنا نزدیک ان کے ساتھ علم کے اور نصیحت کے اور زمین کا کھودنا لکڑی سے عادت ہے اس شخص کی واسطے جو کسی چیز میں فکر کرتا ہو سو احتمال ہے کہ ہو یہ فکر کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ امر آخرت کے ساتھ قرینے حاضر ہونے جنازے کے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز میں کہ ظاہر کیا اس کو بعد اس کے اپنے اصحاب کے واسطے حکم مذکور سے اور مناسبت اس کی واسطے قصے کے یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف تسلی کرنے کے مردے سے ساتھ اس کے کہ مر گیا ہے وہ ساتھ تمام ہونے اپنی عمر کے اور آنے اجل کے کہ یہ حدیث اصل ہے اہل سنت کے واسطے کہ سعادت اور شقاوت اللہ کی قدیم تقدیر سے ہے اور اس میں رد ہے جبریہ پر اس واسطے کہ آسان کرنا ضد ہے جبر کی اس واسطے کہ جبر نہیں ہوتا ہے مگر زبردستی سے اور نہیں لاتا آدمی چیز کو بطریق آسان کرنے کے مگر کہ وہ اس کے واسطے غیر کارہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ممکن ہے پہچاننا شقی کا سعید سے دنیا میں جیسے کہ مشہور ہو کسی کے واسطے زبان صدق کی اور عکس ان کا اس واسطے کہ عمل علامت ہے بدلے کی بنا بر ظاہر اس حدیث کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ یہ اعمال ظاہرہ کبھی پلٹ کر برعکس ہو جاتے ہیں موافق تقدیر کے اور حق یہ ہے کہ عمل علامت اور نشانی ہے پس حکم کیا جائے گا ساتھ ظاہر امر کے اور امر باطن کا اللہ کے سپرد ہے کہا خطابی نے کہ جب خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سابق ہونے تقدیر کے سے تو قصد کیا اس شخص نے جس نے تمسک کیا ساتھ قدر کے یہ کہ پکڑے حجت بیچ ترک کرنے عمل کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلایا کہ یہاں دو امر ہیں نہیں باطل ہوتا ہے ایک دوسرے سے ایک امر باطنی ہے اور وہ علت واجب کرنے والی ہے بیچ حکم ربوبیت کے اور دوسرا ظاہری ہے اور وہ علامت ہے جو لازم ہے عبودیت کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ علامت ہے خیالی بیچ مطالعہ کرنے علم انجام کار کے نہیں مفید ہے حقیقت کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے بیان کیا کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور یہ عمل اس کا دنیا میں دلیل ہے اوپر جگہ پھرنے اس کے کی آخرت میں اور اسی واسطے مثل بیان کی ساتھ آیتوں کے اور نظیر اس کی رزق ہے باوجود حکم کسب

کے اور اجل ہے باوجود اجازت کے علاج کرنے میں اور دوسری جگہ میں کہا کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جب تو اس میں تامل کرے تو پائے تو اس میں شفا اس چیز سے کہ تیرے دل میں گزرتی ہے تقدیر کے امر سے اور یہ اس واسطے کہ جس نے کہا تھا کہ کیا ہم اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں تو نہیں چھوڑی اس نے کوئی چیز اس چیز سے کہ داخل ہے مطالبہ اور سوالوں کے باب میں مگر کہ اس نے اس کا مطالبہ کیا اور اس سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کروایا کہ قیاس اس باب میں متروک ہے اور مطالبہ ساقط ہے اور یہ نہیں ہے وہ مشابہ ان چیزوں کے جن کے معانی سمجھے جاتے ہیں اور جاری ہوا ہے معاملہ بندوں کا اپنے درمیان اوپر ان کے بلکہ لپیٹ ڈالا ہے اللہ نے علم غیب کا اپنی خلق سے اور روکا ہے ان کو اس کے درک سے جیسا کہ چھپایا ہے ان سے علم قیامت کا سو کوئی نہیں جانتا کہ کب قائم ہوگی اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ رہائی کی قدریہ کے شبہ سے یہ ہے کہ حکم کیا ہے ہم کو اللہ نے ساتھ عمل کے سو واجب ہے ہم پر بجا لانا اس کا اور چھپا ڈالا ہے ہم سے تقدیر کو واسطے قائم ہونے حجت کے اور نصیب کیا ہے اعمال کو علامت اس چیز پر جو پہلے گزر چکی ہے اس کی مشیت میں سو جو اس سے پھرا گمراہ ہوا اس واسطے کہ تقدیر راز ہے اللہ کے رازوں سے سوائے اللہ کے کسی کو اس کا علم نہیں ہے سو جب بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے تو ان کے واسطے اس وقت کا پردہ کھولے گا اور باب کی حدیثوں میں ہے کہ افعال بندوں کے اگرچہ صادر ہوتے ہیں ان سے لیکن پہلے گزر چکا ہے علم اللہ کا ساتھ واقع ہونے ان کے اس کی تقدیر سے تو اس میں باطل ہونا قول قدریہ کا ہے صریحا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ
عمل ساتھ خاتموں کے ہیں

فائدہ: جب کہ تھا ظاہر حدیث علی رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا عمل ظاہر کو تو اس واسطے اس کے پیچھے اس باب کو لایا جو دلالت کرنے والا ہے اس پر کہ اعتبار خاتمہ کے ہے اور ذکر کیا اس میں قصہ اس شخص کا جس نے اپنے آپ کو لڑائی میں قتل کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

٦١١٦۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ

٦١١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوئے یعنی جنگ خیبر میں تو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک مرد کے حق میں فرمایا جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوزخیوں میں سے ہے پھر جب لڑائی حاضر ہوئی تو وہ مرد کافروں سے سخت لڑا سو اس کو زخم بہت لگے تو زخموں نے اس کو ثابت رکھا یعنی زخموں کے سبب لڑنے سے پیچھے نہ ہٹا تو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے ایک مرد آیا سو اس نے کہا یا حضرت! بھلا

وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَتْهُ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِيْ تَحَدَّثْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

بتلایئے کہ جس شخص کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے البتہ اس نے اللہ کی راہ میں سخت لڑائی کی سو اس کو زخم بہت لگے تو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو بیشک وہ دوزخیوں سے ہے سو قریب تھا کہ بعض مسلمانوں کو شک ہو سو جس حالت میں کہ وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک مرد نے زخموں کا درد پایا تو اس نے اپنا ہاتھ ترکش دان کی طرف جھکایا اور اس سے تیر نکالا سو اس کے ساتھ قتل ہوا تو چند مرد مسلمان حضرت ﷺ کی طرف دوڑے تو انہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ کی بات کو سچا کیا البتہ قتل ہوا فلانا اس نے اپنے نفس کو آپ قتل کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں میں پکار دے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار سو بیشک مدد کرتا ہے اللہ اس دین اسلام کی گنہگار مرد سے۔

۶۱۱۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا فَاتَّبَعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ

۶۱۱۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد مسلمان زیادہ تر مالدار ایک جنگ میں موجود تھا جو اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا سو حضرت ﷺ نے نظر کی سو فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھے تو قوم میں سے ایک مرد اس کا حال دریافت کرنے کو اس کے پیچھے لگا اور حالانکہ وہ اسی حال میں تھا سخت تر سب لوگوں سے مشرکوں پر یہاں تک کہ زخمی ہوا تو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اپنی تلوار کا پیپلا اپنی چھاتی میں رکھا یہاں تک کہ اس کے دونوں

الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قُلْتَ لِفُلَانٍ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِنَا غَنَآءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ.

مونڈھوں کے درمیان سے نکلا تو وہ مرد سامنے سے حضرت ﷺ کی طرف آیا جلدی کرتا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اور تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فلانے شخص کے حق میں فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھے اور یہ ہم مسلمانوں میں سب سے زیادہ تر مالدار تھا تو میں نے پہچانا کہ وہ اس پر نہ مرے گا پھر جب وہ زخمی ہوا تو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اپنے نفس کو آپ قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ بیشک ایک بندہ دوزخیوں کے عمل کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں سے ہے اور دوسرا بندہ بہشتیوں کے عمل کرتا ہے اور حالانکہ وہ دوزخیوں سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ترمذی کے کہ جب اللہ کسی بندے کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو نیک عمل کی توفیق دیتا ہے پھر اسی پر اس کا خاتمہ کرتا ہے۔

بَابُ إِلْقَآءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ إِلَى الْقَدَرِ

ڈالنا نذر کا بندے کو طرف قدر کی

۶۱۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

۶۱۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ بیشک وہ نہیں پھیرتی کسی چیز کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا جاتا ہے ساتھ اس کے بخیل سے۔

۶۱۱۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ

۶۱۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لاتی نذر آدمی کو نظر کچھ چیز جو میں نے مقدر

أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْتِ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ۔

کی لیکن ڈالتی ہے اس کو تقدیر اور حالانکہ میں نے اس کو اس کے واسطے مقرر کیا ہے نکالا گیا ہے اس کے سبب بخیل سے۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو صریح ہے ترجمہ میں لیکن اس کا لفظ یہ ہے یلقیه القدر اور ایک روایت میں یلقیه النذر اور یہ صریح ہے ترجمہ میں اور نسبت القا کی طرف نذر کی مجاز ہے کہ وہ سبب ہے القا کا کہا کرمانی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ ترجمہ مقلوب ہے اس واسطے کہ تقدیر ہے جو نذر کی طرف ڈالتی ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث میں کہ ڈالتی ہے اس کو تقدیر اور جواب یہ ہے کہ دونوں صادق ہیں اس واسطے کہ جو حقیقت میں ڈالتی ہے وہ قدر ہے اور وہ پہنچانے والی ہے اور ظاہر میں نذر ہے اور بہرحال حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تو اس کا لفظ یہ ہے کہ نذر نہیں پھیرتی کسی چیز کو اور وہ ادا کرتی ہے دوسری روایت کے معنی کو۔ (فتح)

بَابُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

باب ہے بیچ بیان لاحول کے

فائدہ: اقتصار کیا ہے اس جگہ اوپر لفظ خبر کے اور استغناء کیا ہے ساتھ اس کے واسطے ظاہر ہونے اس کے باب القدر میں اس واسطے کہ معنی لاحول کے یہ ہیں کہ نہیں ہے پھرنا واسطے بندے کے اللہ کے گناہ سے مگر اللہ کی عصمت اور نگہبانی سے اور نہیں قوت ہے اس کو اللہ کی بندگی پر مگر اللہ کی توفیق سے اور بعض نے کہا کہ معنی لاحول کے ہیں نہیں کوئی حیلہ اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ کلمہ فرمانبردار ہونے اور تفویض کا ہے اور یہ کہ نہیں مالک بندہ اپنے کام سے کسی چیز کا اور نہیں ہے اس کے واسطے کوئی حیلہ بیچ دفع کرنے بدی کے اور نہ قوت بیچ حاصل کرنے بھلائی کے مگر اللہ کے ارادے سے۔ (فتح)

٦١٢٠۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَلَا نَعْلُوْ شَرَفًا وَلَا نَهْبِطُ فِيْ وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا

٦١٢٠۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے سو نہ چڑھتے تھے ہم کسی بلند جگہ میں اور نہ اونچے ہوتے تھے کسی اونچی جگہ پر اور نہ اوترتے تھے کسی نالے میں مگر کہ ہم اپنی آواز کو اللہ اکبر کے ساتھ بلند کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نزدیک ہوئے سو فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانو پر یعنی شور نہ کرو اس واسطے کہ بیشک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو پھر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو ایک کلمہ جو بہشت کے خزانوں سے ہے وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

فائدہ: یعنی بہشت میں اس کا اتنا کثرت سے ثواب ہے جیسے کافر کے نزدیک دنیا کا خزانہ عمدہ چیز ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے قوت پھرنے کی گناہ سے اور قوت بندگی کی اللہ کی توفیق سے اور مراد ساتھ تکبیر کے قول لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ اپنی امت کے واسطے معلم تھے یعنی دین کے احکام سکھلانے والے سو نہیں دیکھا حضرت ﷺ نے ان کو کسی حالت خیر پر مگر کہ ان کے واسطے زیادتی کو دوست رکھا سو جن لوگوں نے اپنی آواز کو کلمہ اخلاص اور تکبیر کے ساتھ بلند کیا تھا ان کے واسطے چاہا کہ اس کے ساتھ جوڑیں بری ہونے کو قوت اور حول سے سو جمع کریں توحید کو اور ایمان بالقدر کو اور البتہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کہتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اللہ کہتا ہے کہ اسلام لایا بندہ میرا اور تابعدار اور حکم بردار ہوا اور یہ جو فرمایا بہشت کے خزانوں سے تو مراد یہ ہے کہ وہ بہشت کے ذخیروں سے ہے یا محصل نفائس بہشت سے ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا کہنا حاصل کرتا ہے ثواب نفیس کو جو جمع ہوتا ہے اس کے کہنے والے کے واسطے بہشت میں اور البتہ روایت کی احمد اور ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ معراج کی رات میں ابراہیم علیہ السلام پر گزرے تو انہوں نے کہا اے محمد! اپنی امت کو حکم کرنا کہ واقع بہشت میں بہت درخت بوئیں حضرت ﷺ فرمایا اور بہشت کے درخت کیا ہیں کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فتح)

بَابٌ الْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ — معصوم وہ ہے جس کو اللہ بچائے

فائدہ: یعنی ساتھ اس طور کے کہ نگاہ رکھے اس کو واقع ہونے سے ہلاک میں یا جو اس کی طرف کھینچے اور عصمت پیغمبروں کی نگاہ رکھنا ان کا ہے نقصوں سے اور خاص کرنا ان کا ساتھ کمالات نفسیہ کے اور نصرت اور ثابت رہنا امور میں اور اتارنا سکینت کا اور ان کے غیروں کے درمیان فرق یہ ہے کہ عصمت پیغمبروں کے حق میں بطریق وجوب کے ہے اور ان کے غیروں کے حق میں بطریق جواز کے۔ (فتح)

عَاصِمٌ مَانِعٌ — یعنی عاصم کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ﴾ منع کرنے والا ہیں

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سَدًّا﴾ عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ ﴿دَسَّاهَا﴾ أَغْوَاهَا.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ سَدًّا﴾ سدا کے معنی ہیں کہ دیوار مانع حق سے حیران اور متردد ہیں گمراہی میں اور ﴿دَسَّاهَا﴾ کے معنی گمراہ کیا اور بہکایا اس کو اللہ کے اس قول میں ﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾.

فائدہ: اور مناسبت اس تفسیر کی واسطے ترجمہ کے لی جاتی ہے مراد سے ساتھ فاعل دساھا کے سو کہا بعض نے کہ وہ اللہ ہے یعنی البتہ خلاصی پائی اس نفس والے نے جس کے نفس کو اللہ نے پاک کیا اور البتہ خراب ہوا وہ نفس ورنہ جس کے نفس کو اللہ نے بہکایا اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ نفس والا ہے کہ جب اس نے نیکیاں کیں تو اس نے اس کو پاک کیا اور جب اس نے گناہ کیا تو اس نے نفس کو گمراہ کیا اور اول معنی مناسب ہیں واسطے ترجمہ کے اور کہا کرمانی نے مناسبت یہ ہے کہ جس کو اللہ نگاہ نہ رکھے ہوتا ہے وہ سدا گمراہ کیا گیا۔ (فتح)

٦١٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ.

٦١٢١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی خلیفہ مقرر کیا گیا مگر کہ اس کے دو چھپے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہوں سے تو وہی معصوم ہے جس کو اللہ بچائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد بطانہ سے وہ شخص ہے جو خبر دار ہو اور واقف ہو اندرونی حالات کا تابعداروں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿أَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اللہ نے فرمایا اور حرام ہے اس گاؤں پر جس کو ہم نے ہلاک کیا کہ بیشک وہ نہیں مریں گے اور اللہ نے فرمایا کہ ہرگز نہ ایمان لائے گا تیری قوم میں سے کوئی مگر جو ایمان لا چکا اور نہ جنیں گے مگر فاجر کفار کو۔

﴿وَحِرْمٌ﴾ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ

فائدہ: اور داخل ہونا اس کا قدر کے بابوں میں ظاہر ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے سابق ہونے علم اللہ کے کو یعنی اللہ کو پہلے سے معلوم ہے جو اس کے بندوں سے واقع ہوگا اور یہ جو آیت میں ہے ﴿اِنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ تو اس کے معنی ہیں کہ نہ توبہ کرے گا ان میں سے کوئی توبہ کرنے والا اور کہا طبری نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بیشک وہ ہلاک ہوئے ساتھ مہر کرنے کے ان کے دلوں پر یعنی اللہ نے ان کے دل پر مہر کر دی سو وہ کفر سے نہ پھریں گے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ منع ہے کافروں پر جو ہلاک ہونے والے ہیں کہ وہ اللہ کے عذاب کی طرف رجوع نہ کریں اور اول معنی قوی تر ہیں اور وہی ہے مراد مصنف کی ساتھ ترجمہ کے اور مطابق واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو آثار اور حدیث سے۔ (فتح)

٦١٢٢۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ وَقَالَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦١٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جو زیادہ تر مشابہ ہو ساتھ صغیرے گناہوں کے اس چیز کے سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ البتہ اللہ نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ لکھا ہے ضرور اس کو پائے گا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کو دیکھنا ہے اور زبان کی حرام کاری اس سے شہوت کی بات کرنا ہے اور جی حرام کاری کی آرزو کرتا ہے اور چاہت کرتا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اس نے بھی حرام کاری کی تو کبھی اس کو جھوٹا کرتی ہے اگر اس نے حرام کاری نہ کی۔

فائدہ: اور حاصل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کا یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ بعض گناہوں کے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ یہ منجملہ لمم کے ہے یا ان کے حکم میں اور یہ جو فرمایا کہ ضرور اس کو پائے گا یعنی ضروری ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس کی تقدیر میں لکھا گیا کہ وہ اس کو کرے گا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے لکھا ہے یعنی مقدر کیا ہے یا حکم کیا ہے فرشتے کو ساتھ لکھنے اس کے کہا ابن بطال نے جو چیز کہ اللہ نے آدمی پر لکھی ہے تو وہ پہلے ہو چکی ہے اللہ کے علم میں تو ضرور ہے کہ اس کو مکتوب الیہ پائے اور یہ کہ آدمی اس کو اپنے نفس سے نہیں ہٹا سکتا لیکن وہ ملامت کیا جاتا ہے جب کہ واقع کرے اس چیز کو جس سے منع کیا گیا ساتھ روکنے

اس کے اس سے اور قابو دینے اس کے تمسک کرنے سے ساتھ طاعت کے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا قول قدریہ اور جبریہ کا اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اس واسطے کہ خواہش کرنے والا بخلاف ملجا کے ہے اور شہوت سے دیکھنے اور بات کرنے کو اس واسطے زنا فرمایا کہ یہ زنا کا وسیلہ اور سبب ہے پس اطلاق زنا کا ان پر بطریق مجاز کے ہے اور زنا آنکھ کا نظر کرنا ہے یعنی اس چیز کی طرف جس کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اور کبھی جھوٹا تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ تصدیق وہ حکم ہے ساتھ مطابق ہونے خبر کے واسطے واقع ہونے کے اور تکذیب عکس اس کا ہے سو گویا کہ فرج ہی ہے واقع کرنے والا یا واقع ہونے والا سو ہو گی تشبیہ اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ واقع کرنا مستلزم ہے حکم کو ساتھ اس کے عادۃً سو ہو گی کنایت اور کہا خطابی نے کہ مراد لمم سے وہ چیز ہے جو ذکر کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ﴿اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ﴾ اور یہ معاف ہے اور دوسری آیت میں فرمایا ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ﴾ سو لیا جاتا ہے دونوں آیتوں سے کہ لمم صغیرے گناہوں سے ہے اور یہ کہ وہ اتارے جاتے ہیں ساتھ بچنے کے کبیرے گناہوں سے اور کہا ابن بطال نے کہ احسان کیا ہے اللہ نے اپنے بندوں پر ساتھ بخش دینے صغیرے گناہوں کے جب کہ شرم گاہ ان کو سچا نہ کرے اور جب شرم گاہ ان کو سچا کرے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ نفس آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کو سچا کر دیتی ہے یا جھوٹا کرتی ہے تو اس میں وہ چیز ہے جو استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بندہ اپنے فعل کا خالق نہیں اور اپنے فعل کو از خود پیدا نہیں کرتا اس واسطے کہ کبھی مثلاً وہ زنا کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی خواہش کرتا ہے سو نہیں تابعداری کرتا اس کی وہ عضو جس کے ساتھ زنا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور عاجز کرتا ہے اس کو حیلہ بیچ اس کے اور نہیں جانتا ہے اس کے واسطے کوئی سبب اور اگر وہ اپنے فعل کا خود خالق پیدا کرنے والا ہوتا تو البتہ عاجز ہوتا کرنے اس چیز کے سے جس کا ارادہ کرتا ہے باوجود رضا اور استحکام شہوت کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ یہ فعل مقدر ہے مقدر کرتا ہے اس کو اللہ جب چاہتا ہے اور بیکار کرتا ہے جب چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَیْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾

اور نہیں ٹھہرایا ہم نے خواب جو تجھ کو دکھلایا مگر واسطے امتحان لوگوں کے

٦١٢٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَیْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِیَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

٦١٢٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں ٹھہرایا ہم نے خواب جو تجھ کو دکھلایا مگر واسطے آزمائش لوگوں کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ خواب نہیں بلکہ وہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات دکھلائے گئے جس رات آپ بیت المقدس کی طرف سیر

وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

کرائے گئے کہا اور درخت ملعون جو اس آیت میں ہے ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ کہا وہ زقوم یعنی تھور کا درخت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری اور وجہ داخل ہونے اس کے کی قدر کے بابوں میں ذکر کرنے فتنے کے سے ہے اور یہ کہ فتنے کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے ﴿اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ﴾ اور اصل معنی فتنے کے آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا بری چیز میں کبھی کفر میں کبھی احراق میں اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ آزمانا ہے اپنے اصلی معنی پر اور کہا ابن تین نے کہ وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی بیچ کتاب القدر کے اشارہ ہے اس طرف کہ اللہ نے مقدر کی مشرکوں پر تکذیب اپنے سچے پیغمبر کی خواب کی سو ہوئی یہ زیادتی ان کی سرکشی میں جس جگہ انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سیر کرے بیت المقدس تک ایک رات میں پھر پلٹ آئے بیچ مکے کے اور اسی طرح ٹھہرایا ہے اللہ نے درخت ملعون کو زیادتی ان کے کفر میں جس جگہ انہوں نے کہا کہ کس طرح ہوگا آگ میں درخت اور حالانکہ آگ درخت کو جلا ڈالتی ہے اور اس میں پیدا کرنا اللہ کا ہے کفر کو اور کفر کے باعثوں کو فتنے سے وسیاتی زیادة ذلك في التوحيد، انشاء اللہ تعالیٰ اور جواب ان کے شبہ سے یہ ہے کہ بیشک پیدا کیا ہے اللہ نے درخت مذکور کو ایسے جوہر سے جس کو آگ نہیں کھاتی اور اسی سے ہیں دوزخیوں کے زنجیر اور طوق اور موکل آگ کے اور ان کے طوق اور دربان دوزخ کے فرشتوں سے اور اس کے سانپ اور بچھو اور نہیں ہیں یہ جنس اس چیز کی سے جو دنیا میں ہے اور اکثر اس میں غلطی اسی شخص کو واقع ہوئی ہے جس نے قیاس کیا آخرت کے احوال کو دنیا کے احوال پر اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ (فتح)

بَابٌ تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

بحث کرنا آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک

فائدہ: گمان کیا ہے بعض نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ بحث قیامت کے دن واقع ہوگی اور یہ مخالف ہے واسطے اس حدیث کے جو ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب! ہم کو آدم علیہ السلام دکھلا جس نے ہم کو بہشت سے نکالا سو اللہ نے اس کو آدم علیہ السلام دکھلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو ہمارا باپ ہے تو نے ہم کو بہشت سے نکالا، الحدیث اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے یہ جو کہا عند اللہ تو یہ نہیں صریح اس میں کہ یہ بحث قیامت کے دن واقع ہوگی کہ یہ عندیت اختصاص اور تشریف کی ہے نہ عندیت مکانی سو احتمال ہے واقع ہونے اس کے کا دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس چیز کی طرف کہ روایت کی احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے نزدیک۔ (فتح)

٦١٢٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ يَا مُوْسٰى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِيْ بِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۶۱۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے سو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے آدم! تو ہمارا باپ ہے تو نے ہم کو محروم کیا اور تو نے ہم کو بہشت سے نکالا یعنی اگر تم گندم نہ کھاتے تو تم اور تمہاری اولاد بہشت سے نہ نکالے جاتے تو آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو موسیٰ علیہ السلام ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو توارت اپنے ہاتھ سے لکھ دی کیا تو مجھ کو الزام دیتا ہے اس کام پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا چالیس برس میرے پیدا کرنے سے پہلے؟ تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر تین بار، کہا سفیان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوزناد نے اعرج سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہمام اور مالک کے ہے تحاج جیسا کہ ترجمہ میں ہے اور یہ واضح تر ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ گفتگو کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پاس تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر کہا موسیٰ علیہ السلام نے تو ہی آدم ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تجھ میں پھونکی اور فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو اپنی بہشت میں جگہ دی پھر تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو زمین پر گرایا تو آدم علیہ السلام نے کہا تو ہے موسیٰ کہ تجھ کو اللہ نے اپنی پیغمبری اور رسالت سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو تورات دی جس میں ہر چیز کا مفصل بیان ہے اور تجھ کو سرگوشی کے واسطے اپنے نزدیک کیا سو بتلا تو کہ اللہ نے تورات کو میرے پیدا کرنے سے پہلے کتنے برس آگے لکھا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس برس، آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے اس میں یہ بھی لکھا دیکھا تھا کہ آدم علیہ السلام نے اللہ کی نافرمانی کی اور وہ مجھ کو بہشت سے نکالے گا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا پھر کیوں ملامت کرتا ہے مجھ کو اس کام کے کرنے پر جو میری تقدیر میں چالیس برس میری پیدائش سے پہلے ٹھہر چکا تھا، تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اور اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ یہ گفتگو کب ہوئی؟ سو بعض نے کہا احتمال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی ہو تو اللہ نے آدم علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے زندہ کیا ہو بطور معجزے کے تو اس سے کلام کیا ہو یا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے آدم علیہ السلام کی قبر سے پردہ کھولا گیا ہو تو دونوں نے گفتگو کی یا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی روح دکھلائی ہو جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں پیغمبروں کے ارواح دکھلائے گئے یا موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں آدم علیہ السلام

دکھلائے گئے ہوں اور پیغمبروں کا خواب وحی ہے یا موت کے انتقال کے بعد عالم برزخ میں یہ گفتگو ہوئی ہو اول اول جب کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے اور ان کی روحیں پہلے آسمان میں اکٹھی ہوئیں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہیں ہوا بلکہ آخرت میں واقع ہوگا اور تعبیر ساتھ لفظ ماضی کے واسطے تحقیق واقع ہونے اس کے ہے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی نے احتمال ملنے ان دونوں کے کا عالم برزخ میں اور احتمال ہے کہ یہ ضرب المثل ہو اور معنی یہ ہیں کہ اگر دونوں اکٹھے ہوتے تو یوں کہتے اور اگر چہ اس کا احتمال ہے لیکن اول اولیٰ ہے اور یہ اس قبیل سے ہے کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے واسطے ثابت ہونے اس کے کے صادق کی خبر سے اگر چہ نہیں ہے اطلاع اوپر کیفیت حال کے مانند عذاب قبر کے کی اور اس کی نعمتوں کے اور جب مشکلات کے حل کرنے کا کوئی حیلہ نہ رہے تو نہیں باقی ہے مگر ایمان لانا اور یہ جو کہا کہ تو نے ہم کو محروم کیا تو بعض نے کہا کہ یہ اطلاق کل کا ہے بعض پر اور مراد وہ شخص ہے کہ جائز ہو اس سے واقع ہونا گناہ کا اور نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے اس کے سے عموم پر اور معنی یہ ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام اس درخت سے نہ کھاتا تو اس سے نہ نکالا جاتا اور اگر بدستور اس میں رہتا تو اس میں اس کی اولاد پیدا ہوتی اور اس کی اولاد ہمیشہ بہشت میں رہتی سو جب واقع ہوا نکالنا تو فوت ہوا اس کی اولاد سے جو ایماندار ہیں اس میں ہمیشہ رہنا اگر چہ اس کی طرف منتقل ہوں گے اور فوت ہوا گنہگاروں سے بہشت میں رہنا مدت دنیا کے اور جتنا کہ اللہ نے چاہا مدت عذاب سے آخرت میں یا موقت موحدین کے حق میں اور یا مستمر کفار کے حق میں سو یہ محروم ہونا نسبتی ہے اور یہ جو کہا کہ چالیس برس تو ایک روایت میں ہے زمین وآسمان پیدا کرنے سے پہلے یعنی یہ مطلق ہے تو ابن تین نے کہا احتمال ہے کہ مراد چالیس برس سے وہ مدت ہو جو اللہ کے اس قول ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ اور آدم کے اندر روح پھونکنے کے درمیان ہے اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے ابتدا مدت کے وقت لکھنے کا ہے الواح میں اور آخر اس کا ابتدا آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ہے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سب معلومات کو اللہ کے علم قدیم نے احاطہ کیا ہے سب مخلوقات کے وجود سے پہلے لیکن لکھنا اس کا واقع ہوا ہے متفرق اوقات میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ بیشک اللہ نے لکھا ہے تقدیر کو پچاس ہزار برس زمین وآسمان کے پیدا کرنے سے پہلے سو جائز ہے کہ ہو قصہ آدم علیہ السلام کا لکھا گیا خاص کر چالیس برس آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے اور جائز ہے کہ ہو اس قدر مدت رہنے اس کے کی مٹی یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی گئی اور نہیں ہے یہ مخالف عموم مقادیر کو اور کہا مازری نے ظاہر تر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے اس کو لکھا آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے چالیس برس پہلے اور احتمال یہ ہو کہ مراد یہ ہو کہ ظاہر کیا ہو اس کو واسطے فرشتوں کے یا کوئی فعل کیا ہو جس کی طرف یہ تاریخ منسوب ہے ورنہ اللہ کی مشیت اور اس کی تقدیر قدیم ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے قدرہ اللہ علی قبل ان اخلق یعنی لکھا اس کو تورات میں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد ساتھ تقدیر اس کی کے لکھنا اس کا ہے لوح محفوظ میں یا تورات

میں یا الواح میں اور کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے واسطے اہل حق کے بیچ ثابت کرنے قدر کے اور یہ کہ مقدر کیا ہے اللہ نے بندوں کے اعمال کو سو ہر ایک آدمی کا انجام کار وہی ہو گا جو اس کے واسطے مقدر کیا گیا اللہ کے سابق علم میں اور نہیں ہے اس میں حجت واسطے جبریہ کے اگرچہ بظاہر ان کے موافق ہے اور کہا خطابی نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نہیں ہے واسطے آدمی کے کہ ملامت کرے اپنے جیسے کو اوپر فعل اس چیز کے کہ مقدر کیا ہے اس کو اللہ نے اس کے واسطے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تو اللہ ہی کے واسطے ہے اور معترض کے واسطے جائز ہے کہ کہے کہ کیا ہے مانع جب کہ ہو یہ اللہ کے واسطے یہ کہ مباشر ہو اس کا جو لے اس کو اللہ سے اس کے پیغمبروں سے اور جو لے رسولوں سے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ تبلیغ کے ان سے اور کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غالب ہوئے آدم موسیٰ علیہ السلام پر اس واسطے کہ انہوں نے معلوم کیا تورات سے کہ اللہ نے اس کی توبہ قبول کی سو موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کو ملامت کرنا ایک قسم کا جفا ہے ان پر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ذکر جفا کا بعد حصول صفا کے جفا ہے اور اس واسطے کہ اثر مخالفت کا بعد درگزر کرنے کے مٹ جاتا ہے جیسے نہ تھا سو ملامت کرنے والے کی ملامت بے محل ہے اور یہ محصل اس چیز کا ہے کہ جواب دیا ساتھ اس کے مازری وغیرہ محققین نے اور یہی ہے معتمد اور البتہ انکار کیا ہے قدریہ نے اس حدیث سے اس واسطے کہ وہ صریح ہے بیچ ثابت کرنے تقدیر سابق کے اور تقریر حضرت ﷺ کی واسطے آدم علیہ السلام کے اوپر احتجاج کے ساتھ اس کے اور شہادت آپ کی کے ساتھ اس کے کہ غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر سو انہوں نے کہا کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نہیں ملامت کرتے اس چیز پر جس سے اس کے صاحب نے توبہ کی اور حالانکہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک جان کو قتل کیا جس کے قتل کرنے کا اس کو حکم نہ تھا پھر کہا کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے تو اللہ نے اس کو بخش دیا سو کس طرح ملامت کرتے موسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام پر اس فعل کے سبب سے جو ان کو بخشا گیا دوسرا یہ کہ اگر جائز ہوتا ملامت کا گناہ پر ساتھ تقدیر کے جس کے لکھنے سے فراغت کی گئی یہ بندوں پر نہ صحیح ہوتا تو البتہ حجت پکڑتا ساتھ تقدیر سابق کے ہر وہ شخص جو گناہ کرتا اور اس پر سزا دیا جاتا یعنی جس طرح کہ آدم علیہ السلام نے پکڑی اور کہتا کہ تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا اور اگر یہ جائز ہوتا تو البتہ بند ہو جاتا دروازہ قصاص اور حدود کا اور البتہ حجت پکڑتا ساتھ اس کے ہر شخص جو بے حیائی کے کام کا مرتکب ہوتا اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف لوازم قطعیہ کے سو دلالت کی اس نے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور جواب اس کا کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ آدم علیہ السلام نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حجت پکڑی ساتھ تقدیر کے گناہ پر نہ مخالفت پر اس واسطے کہ محصل ملامت موسیٰ علیہ السلام کی کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نکالنے پر ہے سو گویا کہ کہا کہ میں نے تم کو نہیں نکالا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا تم کو اس نے جس نے مرتب کیا اخراج کو درخت کے کھانے پر اور جس نے اس کو مرتب کیا ہے اس نے اس کو مقدر کیا ہے میرے پیدا ہونے سے پہلے سو کس طرح ملامت کرتا ہے تو مجھ کو اس کام پر کہ نہیں ہے مجھ کو اس میں نسبت مگر کھانا درخت سے اور نکالنا بہشت

سے جو کھانے پر مرتب ہوا ہے وہ میرے فعل سے نہیں میں کہتا ہوں اور یہ جواب نہیں دفع کرتا ہے جبریہ کے شبہ کو، دوم کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے واسطے آدم علیہ السلام کے ساتھ غالب ہونے کے ایک معنی خاص میں اس واسطے کہ اگر ہوتا غالب ہونا بیچ معنی عام کے تو البتہ پہلے اللہ کی طرف سے ملامت نہ ہوتی ساتھ قول اس کے کہ ﴿أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ﴾ اور نہ مؤاخذہ کرتا اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس کو بہشت سے نکالا اور زمین پر اتارا لیکن جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو ملامت شروع کی اور مقدم کیا اپنے اس قول کو تو ہی ہے جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تو نے اس طرح کیوں کیا؟ تو معارضہ کیا اس کا آدم علیہ السلام نے ساتھ قول اپنے کے تو ہی ہے جس کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور تو اور حاصل اس کے جواب کا یہ ہے کہ جب میں اس حال کے ساتھ تھا تو کس طرح پوشیدہ رہا تجھ پر یہ کہ نہیں ہے کوئی جگہ بھاگنے کی تقدیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا غلبہ آدم علیہ السلام کے واسطے دو وجہ سے ایک یہ کہ نہیں لائق ہے واسطے مخلوق کے کہ ملامت کرے مخلوق کو بیچ واقع ہونے اس چیز کے جو تقدیر میں اس پر لکھی گئی مگر اللہ کی اجازت سے سو ہوگا ملامت کنندہ خود شارع سو جب شروع ہوئے موسیٰ علیہ السلام اس کی ملامت کرنے میں بغیر اس کے کہ اس میں اجازت الٰہی ہو تو معارضہ کیا اس کو آدم علیہ السلام نے ساتھ تقدیر کے اور اس کو چپکا کیا دوسرا یہ کہ جو آدم علیہ السلام نے کیا تھا اس میں تقدیر اور کسب جمع ہوا تھا اور توبہ مٹا دیتی ہے کسب کے اثر کو اور البتہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی سو نہ باقی رہا مگر قدر اور تقدیر پر ملامت نہیں وارد ہوتی اس واسطے کہ وہ اللہ کا فعل ہے اور نہیں پوچھا جاتا وہ اس چیز سے کہ کرتا ہے، سوم یہ کہ کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ میرے نزدیک مخصوص ہے ساتھ آدم علیہ السلام کے اس واسطے کہ واقع ہوا تھا مناظرہ دونوں کے درمیان اس کے بعد کہ قبول کی اللہ نے توبہ آدم علیہ السلام کو درخت کے کھانے پر ملامت کی اس واسطے کہ اس سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی ورنہ نہیں جائز ہے کسی کے واسطے یہ کہ کہے اس شخص کو جو اس کو ملامت کرے گناہ کے ارتکاب پر مانند قتل اور زنا اور چوری وغیرہ کے کہ یہ اللہ کی تقدیر میں لکھا گیا ہے میرے پیدا کرنے سے پہلے سو تیرے واسطے جائز نہیں کہ تو مجھ کو اس پر ملامت کرے اس واسطے کہ امت کا اجماع ہے اوپر جواز ملامت اس شخص کے جس سے یہ واقع ہوا بلکہ اس کے مستحب ہونے پر اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ صحیح تر جواب دوم اور سوم ہے اور نہیں مخالفت ہے درمیان دونوں کے سو ممکن ہے کہ دونوں مل کر ایک جواب ہو اور وہ یہ کہ نہیں ملامت کیا جاتا ہے تائب اس چیز پر جس میں اس کی توبہ قبول ہوئی اور خاص کر جب کہ منتقل ہو دار تکلیف سے اور کہا تورپشتی نے کہ نہیں معنی قول اس کے کہ کتبه الله علی کہ لازم کیا اس کو مجھ پر اور سوائے اس کے معنی یہ ہیں کہ ثابت کیا اس کو لوح محفوظ میں آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے اور حکم کیا کہ یہ ہونے والا ہے پھر یہ گفتگو عالم علویٰ میں ہوئی وقت ملنے روحوں کے اور نہیں واقع ہوئی عالم اسباب یعنی دنیا میں اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ نہیں جائز ہے قطع کرنا نظر کا عالم اسباب میں وسائل اور کسب کرنے سے

برخلاف علام علوی کے بعد منقطع ہونے موجب کسب کے اور مرتفع ہونے احکام تکلیف کے اس واسطے غالب ہوئے آدم علیہ السلام ساتھ تقدیر سابق کے اور یہ محصل بعض جواب سابقہ کا ہے اور اس حدیث میں استعمال کرنا تعریض کا ہے ساتھ صیغہ مدح کے لیا جاتا ہے یہ قول آدم علیہ السلام کے سے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ تو ہی ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی رسالت سے برگزیدہ کیا، الخ اور اس کا بیان یوں ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ موسیٰ علیہ السلام مطلع ہوا ہے آدم علیہ السلام کے عذر پر اور پہچان لیا ہے اس کو وحی سے سو اگر موسیٰ علیہ السلام کو یہ یاد ہوتا تو آدم علیہ السلام کو ملامت نہ کرتا باوجود واضح ہونے عذر اس کے کے سوا اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ اس سے عام تر ہے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اس میں اختصاص ہے سو گویا کہ اس نے کہا کہ اگر نہ واقع ہوتا اخراج میرا جو مرتب ہوا ہے اوپر کھانے میرے کے درخت سے تو نہ حاصل ہوتے تیرے واسطے یہ مناقب اس واسطے کہ اگر بہشت میں باقی رہتا اور بدستور رہتی نسل میری بیچ اس کے تو نہ پایا جاتا وہ شخص جو کھلم کھلا کافر ہو اور نہ ظاہر کرتا کفر شنیع کو جو فرعون نے ظاہر کیا یہاں تک کہ تو رسول کیا گیا اور دیا گیا جو دیا گیا سو جب کہ میں ہی ہوں سبب بیچ حاصل ہونے ان فضائل کے جو تجھ کو ملے تو پھر کس طرح جائز ہے تیرے واسطے کہ تو مجھ کو ملامت کرے، کہا طیبی نے کہ مذہب جبریہ کا ثابت کرنا قدرت کا ہے واسطے اللہ کے اور نفی کرنی اس کی بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں بلکہ وہ مجبور ہے اور مذہب معتزلہ کا برخلاف اس کے ہے اور دونوں افراط اور تفریط سے دوزخ کے کنارے پر ہیں اور طریق مستقیم اور سیدھی راہ میانہ روی ہے سو جب کہ سیاق کلام موسیٰ علیہ السلام کا دوسرے مذہب کی طرف مائل تھا ساتھ اس طور کے کہ ابتدا کی ساتھ حرف انکار اور تعجب کے اور تصریح کی ساتھ رسم آدم علیہ السلام کے اور وصف کیا اس کو ساتھ صفات کے کہ ہر ایک ان میں سے مستقل ہے بیچ علت ہونے عدم ارتکاب کے مخالفت کو پھر منسوب کیا اتارنے کو اس کی طرف نفس اتارنا ناقص رتبہ ہے تو گویا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا بعید تر ہے یہ اترنا اور پستی میں گرنا ان مراتب عالیہ سے سو جواب دیا اس کو آدم علیہ السلام نے ساتھ اس چیز کے جو اس کے مقابل ہو بلکہ مبالغہ کیا سو شروع کیا کلام کو ساتھ ہمزہ انکار کے اور تصریح کی ساتھ اسم موسیٰ علیہ السلام کے اور وصف کیا اس کو ساتھ ایسی صفات کے کہ ہر ایک ان میں سے مستقل ہے بیچ علیت عدم انکار کے اوپر اس کے پھر مرتب کیا اس پر علم ازلی کو پھر لایا ہمزہ انکاری بدلے کلمہ استبعاد کے گویا کہ کہا کہ تو اس کو توزات میں پاتا ہے پھر تو مجھ کو ملامت کرتا ہے کہا اور اس تقریر میں تنبیہ ہے اوپر قصد کرنے میانہ روی کے اور ختم کیا حضرت ﷺ نے حدیث کو ساتھ قول اپنے کہ غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ حضرت ﷺ کی بعض امت جیسے معتزلہ تقدیر سے انکار کریں گے سو اہتمام کیا ساتھ اس کے اور مبالغہ کیا ارشاد میں، میں کہتا ہوں اور قریب ہے اس سے جو کتاب الایمان میں مرجیہ کے رد میں گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مسلمان کو برا کہنا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے سو جب کہ تھا یہ مقام مقام رد کا مرجیہ پر تو اکتفا کیا ساتھ اس کے اس حال میں کہ اعراض کرنے والے

تھے اس چیز سے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو ظاہر اس کا تقویت مذہب خوارج کے سے جو گناہ کے ساتھ کافر کہتے ہیں یعنی ان کا مذہب یہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے واسطے اعتماد کرنے کے اس چیز پر جو قرار پا چکی ہے دفع کرنے ان کے سے اپنی جگہ میں سو اسی طرح اس جگہ میں بھی جب کہ تھا مراد ساتھ اس کے رد کرنا اوپر قدریہ کے جو تقدیر کے سابق ہونے سے انکار کرتے ہیں تو کفایت کی ساتھ اس کے اعراض کرنے والے اس چیز سے کہ وہم دلاتا ہے اس کو ظاہر اس کا تقویت مذہب جبریہ کے سے واسطے اس چیز کے کہ گزری اس کے دفع سے اپنی جگہ میں اور اس حدیث میں اور بھی چند فائدے ہیں غیر یا تقدم کہا عیاض نے کہ اس میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے کہ جس بہشت سے آدم علیہ السلام نکالے گئے تھے وہی ہے بہشت ہمیشہ رہنے کی کہ وعدہ کیے گئے ہیں متقی لوگ اور آخرت میں اس میں داخل ہوں گے برخلاف اس شخص کے جو قائل ہے معتزلہ سے کہ وہ اور بہشت ہے اور بعض نے ان میں سے گمان کیا ہے کہ وہ زمین میں تھی اور اس میں اطلاق عموم کا اور ارادہ خصوص کا ہے اس کے اس قول میں کہ تجھ کو ہر چیز کا علم دیا اور مراد ساتھ اس کے اس کی کتاب تورات ہے اور نہیں ہے مراد اس سے عموم اس واسطے کہ ہر علم مراد ہوتا تو خضر علیہ السلام کے پاس نہ جاتے اور اس میں مشروع ہونا حجتوں کا ہے مناظرہ میں واسطے اظہار طلب حق کے اور اباحت توبیخ اور تعریض کے درمیان حجتوں کے تاکہ پہنچے ساتھ اس کے طرف ظہور حجت کے اور یہ کہ ملامت کرنا عالم پر اشد تر ہے ملامت سے جاہل پر اور اس میں مناظرہ عالم کا ہے ساتھ اس شخص کے جو اس سے بڑا ہو یعنی چھوٹے کا بڑے سے اور بیٹے کا باپ سے لیکن یہ اس جگہ مشروع ہے جب کہ اظہار حق اور زیادہ ہونے علم کے واسطے ہو اور اس میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے بیچ اثبات قدر کے اور خلق افعال عباد کے اور اس میں ہے کہ بخشی جاتی ہے واسطے شخص کے بعض احوال میں وہ چیز جو نہیں معاف ہوتی بعض میں جیسے حالت غضب اور افسوس کے اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو مناظرہ کی حالت میں اس کے اسم سے خطاب کیا باوجود اس کے کہ آدم علیہ السلام اس کے والد تھے اور باوجود اس کے کہ آدم علیہ السلام نے اس کو اس پر برقرار رکھا اس پر انکار نہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ — نہیں کوئی روکنے والا اللہ کی دی چیز کو

فائدہ: یہ لفظ ترجمہ کا نکالا گیا ہے اس حدیث کے معنی سے جس کو وارد کیا ہے اور بہر حال لفظ اس کا سو معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو مالک نے روایت کیا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف کہ وہ بعض حدیث باب کا ہے۔

٦١٢٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ

٦١٢٥ـ حضرت وراد مولیٰ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا ہے کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے نماز کے پیچھے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے

إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ فَأَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدَةُ أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهٰذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ.

مجھ سے لکھوایا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے بعد نماز کے یہ دعا اللھم سے منک ، الحدیث تک یعنی کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں الٰہی! کوئی روکنے والا نہیں تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری منع کی چیز کو اور تیرے آگے مالدار کو اس کا مال دوست کچھ فائدہ نہیں دیتا اور کہا ابن جریج نے کہ خبر دی مجھ کو عبدہ نے کہ وراد نے خبر دی اس کو ساتھ اس کے یعنی سماع عبدہ کا وراد سے ثابت ہے پھر اس کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایلچی ہو کر گیا سو میں نے اس سے سنا لوگوں کو اس قول کے ساتھ حکم کرتا تھا۔

بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

جو پناہ مانگتا ہے بدبختی کے ملنے اور تقدیر کی برائی سے اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر آیت کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ آدمی اپنے کام کا آپ پیدا کرنے والا ہے اس واسطے کہ اگر ہوتی بدی کہ حکم کیا گیا ہے اللہ کی پناہ مانگنے کا اس سے پیدا کی گئی اس کے فاعل کی تو اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کے کچھ معنی نہ تھے اس واسطے کہ نہیں صحیح ہے پناہ مانگنا مگر ساتھ اس کے جو قادر ہو اوپر دور کرنے اس چیز کے جس سے پناہ مانگی گئی اور حدیث شامل ہے اس کو کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہے کل چیز کا جو مذکور ہے اور مراد ساتھ قضاء کے مقضی ہے۔ (فتح)

٦١٢٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ.

٦١٢٦ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پناہ مانگو اللہ کی بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے ملنے سے اور تقدیر کی برائی سے اور دشمنوں کی خوشنودی سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اول دعوات میں گزری۔

بَابٌ ﴿يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾

اللہ حائل ہوتا ہے درمیان بندے اور اس کے دل کے

فائدہ: گویا کہ اشارہ کیا ہے طرف تفسیر حیلولت کے جو آیت میں ہے ساتھ بدلانے کے جو حدیث میں ہے اشارہ کیا ہے اس طرف راغب نے کہا اور مراد یہ ہے کہ وہ ڈالتا ہے آدمی کے دل میں وہ چیز جو روکتی ہے اس کو مراد اس کی سے واسطے حکمت کے جو اس کو تقاضا کرتی ہے اور وارد ہوئی ہے آیت کی تفسیر میں جو روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حائل ہوتا ہے اللہ درمیان ایماندار اور کفر کے اور حائل ہوتا ہے درمیان کافر کے اور ہدایت اس کی کے۔ (فتح)

٦١٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَثِيْرًا مِمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

٦١٢٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہت وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں قسم کھاتے تھے قسم ہے دل کے پھیرنے والے کی۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٢٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ الدُّخُ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيْقُهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ.

٦١٢٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے سو بتلا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دُخ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے سورۂ دخان چھپائی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور ہوا ے کتے! تو اپنی قدر سے ہر گز نہ بڑھے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو اس کو مار نہ سکے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تجھ کو کچھ بہتری نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مناسبت حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ آیت نص ہے اس میں کہ اللہ نے پیدا کیا کفر اور ایمان کو اور وہی ہے جو حائل ہوتا ہے کافر کے دل اور ایمان کے درمیان جس کا اس کو حکم کیا ہے سو نہیں کماتا اس کو اگر اس کی تقدیر میں اس کو نہ لکھا ہو بلکہ قادر کرتا ہے اس کو اس کی ضد پر اور وہ کفر ہے اور اسی طرح ایماندار میں عکس اس کا سو آیت شامل ہے اس کو کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے تمام افعال عباد کا نیکی کا اور بدی کا اور یہ ہیں معنی قول اس کے کہ مقلب القلوب اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں بدلنا بندے کے دل کا اختیار کرنے ایمان کے سے طرف اختیار کرنے کفر کے کی اور عکس اس کے اور ہر فعل اللہ کا عدل ہے اس کے حق میں جس کو اس نے گمراہ کیا اس

واسطے کہ نہیں روکا ان سے اللہ نے حق ان کا جوان کے واسطے اس پر واجب تھا اور مناسبت ثانی کے واسطے ترجمہ کے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اگر حقیقت میں ابن صیاد دجال ہے تو تجھ کو اس کے مارنے کی طاقت نہیں مراد یہ ہے کہ اگر اللہ کے علم میں سابق ہو چکا ہے کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا تو تو نہیں قابو پائے گا اور پر قتل کرنے اس شخص کے کہ اللہ کے علم میں پہلے گزر چکا ہے اور وہ آئے گا یہاں تک کہ کرے گا جو کرے گا اس واسطے کہ اگر تجھ اس پر قابو دے تو البتہ ہوگا بدلنا اس کے علم کا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے پاک ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿قُلْ لَنْ يُّصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ اے پیغمبر! ہر گز نہیں پہنچے گا ہم کو مگر جو اللہ نے ہمارے واسطے لکھا یعنی مقدر کیا ہمارے واسطے

فائدہ: تفسیر کیا ہے کتب کو ساتھ قصے کے یعنی جو اللہ نے ہمارے واسطے مقدر کیا اور یہ ایک معنی ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طبری نے کہا ابن بطال نے کہ بعض نے کہا کہ یہ آیت وارد ہوئی ہے اس چیز کے حق میں جو پہنچے بندوں کو افعال اللہ کے سے کہ خاص ہوا ہے ساتھ اس کے اللہ سوائے اپنی خلق کے اور نہیں قادر کیا ان کو ان کے کسب پر سوائے اس چیز کے کہ جس کو انہوں نے پایا کسب کرتے اس کے واسطے مختار، میں کہتا ہوں اور صواب تعمیم ہے اور یہ کہ جو پہنچتا ہے ان کو ان کے کسب اور اختیار سے وہ مقدور ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اسی کے ارادے سے واقع ہوا ہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِفَاتِنِيْنَ﴾ بِمُضِلِّيْنَ إِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيْمَ ﴿قَدَّرَ فَهَدٰى﴾ قَدَّرَ الشَّقَآءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿مَا أَنْتُمْ بِفَاتِنِيْنَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمَ﴾ کہ فاتنین کے معنی ہیں نہیں تم اور تمہارے معبود گمراہ کرنے والے یعنی بے مرضی اللہ کے تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جس کو حق میں اللہ نے لکھا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور قدر فھدی کے معنی ہیں کہ مقدر کیا انسان کے واسطے بدبختی اور نیک بختی کو اور راہ دکھلائی چوپایوں کو ان کی چراگاہ کی طرف۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ ہدایت اللہ کی خلق کے واسطے چار قسم پر ہے اول عام ہے ہر ایک کے واسطے بحسب احتمال اس کے دوسرے بلانا ہے پیغمبروں کی زبانوں پر تیسری توفیق ہے کہ خاص ہے ساتھ اس کے جس نے ہدایت پائی، چوتھی ہدایت آخرت میں ہے طرف بہشت کی اور یہ چاروں ہدائتیں با ترتیب ہیں جس کے واسطے پہلی ہدایت حاصل نہ ہو اس کو دوسری حاصل نہیں ہوتی اور جس کو دوسری حاصل نہ ہو اس کو تیسری حاصل نہیں ہوتی وعلی هذا القياس۔

٦١٢٩۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ

۶۱۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے

الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضرُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِيْ بَلَدٍ يَكُوْنُ فِيْهِ وَيَمْكُثُ فِيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلَدِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ.

حضرت ﷺ سے وبا کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وبا عذاب تھا اللہ اس کو بھیجتا تھا جس پر کہ چاہتا تھا سو اللہ نے اس وبا کو ایمانداروں کے واسطے رحمت کر ڈالا جو بندہ کہ کسی شہر میں ہو اور اس میں وبا پڑے اور وہ وہیں ٹھہرا رہے نہ نکلے شہر سے مضبوط رہے ثواب کی امید رکھے جانتا ہو کہ وبا کا صدمہ بغیر تقدیر الٰہی کے اس کو نہ پہنچے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں گزری اور غرض اس سے قول حضرت ﷺ کا ہے بیچ اس کے کہ نہ پہنچے گا اس کو مگر جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾ ﴿لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾.

اللہ نے فرمایا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دکھلاتا ہم کو اللہ اور اللہ مجھ کو راہ دکھلاتا تو البتہ ہوتا میں پرہیز گاروں سے۔

فائدہ: اول آیت میں جو ہدایت ہے وہ چوتھی ہے اور دوسری آیت میں جو ہے سو تیسری ہے۔

٦١٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا.

٦١٣٠۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو جنگ خندق کے دن دیکھا ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے قسم ہے اللہ کی اگر نہ ہوتی اللہ کی رحمت تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ روزہ رکھتے نہ نماز پڑھتے سو اتار دے ہم پر تسکین کو اور جما دے ہمارے قدموں کو اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور مشرکوں نے ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خندق میں گزری ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ کتاب ہے قسموں اور نذروں کے بیان میں

فائدہ: ایمان جمع ہے یمین کی اور اصل یمین کے معنی لغت میں ہاتھ ہیں اور قسم کو یمین کہا گیا اس واسطے کہ جب وہ باہم قسم کھاتے تھے تو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور شرع میں قسم کی تعریف یہ ہے کہ مؤکد کرنا چیز کا ساتھ ذکر اسم یا صفت اللہ کے اور یہ مختصر تعریف ہے اور نذور جمع ہے نذر کی اور اصل اس کا ڈرانا ہے ساتھ معنی تخویف کے اور تعریف کی ہے اس کی راغب نے ساتھ اس کے کہ وہ واجب کر لینا ہے اس چیز کا جو واجب نہ ہو حدوثِ امر کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.

نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے تم کو جو قسم تم نے گرہ باندھی اللہ کے قول تشکرون تک۔

فائدہ: اور لغو اصل میں بے فائدہ کلام کو کہتے ہیں اور مراد ساتھ اس کے قسموں میں وہ چیز ہے جو وارد ہو بغیر دیکھنے کے اور اصل میں عقد کے معنی ہیں شے کی طرفوں کا جمع کرنا اور اس کا استعمال اجسام میں آتا ہے اور کبھی معانی کے واسطے مستعار کی جاتی ہے مانند بیع اور معاہدہ کے۔

٦١٣١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٦١٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی قسم کا خلاف نہ کرتے تھے اور کبھی قسم کو نہ توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے قسم کا کفارہ اتارا یعنی قسم

لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِي يَمِينٍ قَطُّ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ وَقَالَ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي.

کے بدلے کفارہ دینے کا حکم کیا اور کہا کہ میں نہیں کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے سوائے اور بات کو اس سے بہتر دیکھوں مگر کہ کرتا ہوں اس کو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ قول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقع ہوا وقت قسم کھانے ان کے کہ مسطح سے سلوک نہ کریں پھر یہ آیت اتری ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ الآیۃ۔

٦١٣٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

٦١٣٢۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! تو مت مانگ حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھ کو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جائے گی یعنی اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہو گی اور حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملے تو تیری غیب سے اس پر مدد ہو گی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف کو بہتر جانے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور جو بہتر ہو اس کو کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ نَلْبَثَ ثُمَّ أُتِيَ بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا أَوْ قَالَ بَعْضُنَا وَاللّٰهِ لَا يُبَارَكُ لَنَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى

٦١٣٣۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سواری مانگنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ میں تم کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں جس پر تم کو سوار کروں پھر ہم ٹھہرے جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین اونٹ لائے گئے سفید کوہان والے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان پر سوار کیا سو جب ہم اونٹ لے کر چلے تو ہم نے یا ہم سے بعض نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم کو برکت نہیں ہو گی ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری مانگنے کو آئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ہم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوْا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُذَكِّرُهُ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ.

کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی سو ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چلو سو ہم حضرت ﷺ کو قسم یاد دلائیں یعنی شاید حضرت ﷺ کو قسم بھول گئی پھر ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی اور آپ کو قسم یاد دلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تم کو سواری دی اور بیشک میں قسم ہے اللہ کی اگر اللہ نے چاہا کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور جو بہتر ہو اس کو کرتا ہوں یا یوں فرمایا کہ جو بات بہتر ہو اس کو کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں راوی کو شک ہے کہ یوں فرمایا یا اس طرح۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٦١٣٤۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٦١٣٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب سے پیچھے ہیں قیامت کے دن آگے ہوں گے۔

٦١٣٥۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَأَنْ يَّلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِيْ أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

٦١٣٥۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اللہ کی بیشک تم میں سے کسی کا اڑ رہنا اپنی قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو زیادہ تر گناہ ہے اس کے واسطے اللہ کے نزدیک قسم کے کفارہ دینے سے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔

فائدہ: یعنی ہر چند قسم پر ثابت رہنا بہتر ہے لیکن جس میں گھر والوں کو ضرر پہنچے اس قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا افضل ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو ایسی قسم کھا بیٹھے کہ وہ اس کے گھر والوں کے ساتھ متعلق ہو اور ان کی قسم نہ توڑنے سے ضرر پہنچے تو لائق ہے کہ قسم کو توڑ ڈالے اور وہ چیز کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے اور کہے کہ میں قسم نہیں توڑتا واسطے خوف گناہ کے تو وہ خطا کار ہے اس بات میں بلکہ اس کا قسم نہ توڑنے پر بدستور اڑ رہنا اور اپنے گھر والوں کو ضرر پہنچانا زیادہ تر گناہ ہے قسم توڑنے سے اور ضروری ہے اتارنا اس کا اس چیز پر کہ قسم توڑنے میں

اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور بہر حال قول اس کا آثم ساتھ صیغہ افعل التفضیل کے سو وہ واسطے قصد مقابلے لفظ کے ہے بنا بر گمان حالف کے یا وہم کرنے کے اس واسطے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر قسم توڑنے میں گناہ ہے باوجود اس کے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں سو اس کو کہا جاتا ہے کہ اڑ رہنے میں زیادہ گناہ ہے قسم توڑنے کے گناہ سے اور کہا بیضاوی نے کہ مراد یہ ہے کہ جب کوئی مرد قسم کھائے کسی چیز پر جو اس کے گھر والوں سے متعلق ہو پھر اس پر اڑ رہے تو ہوتا ہے زیادہ تر داخل ہونے والے گناہ میں قسم توڑنے سے اس واسطے کہ اس نے ٹھہرایا ہے اللہ کو نشانہ اپنی قسم کا اور حالانکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور کہا طیبی نے کہ نہیں بعید ہے کہ اس کو باب سے نکالا جائے مانند قول اس کے کی الصیف احر من الشتاء اور معنی یہ ہو جائیں گے کہ گناہ اڑ رہنے کا اپنے باب میں ابلغ ہے ثواب دینے کفارے کے سے اپنے باب میں اور فائدہ ذکر اہل کا اس مقام میں واسطے مبالغہ کے ہے اور وہ زیادتی شفاعت کی ہے واسطے قبیح ہونے اڑنے کے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اہل کے اس واسطے کہ جب غیروں کے حق میں برا ہے تو گھر والوں کے حق میں زیادہ برا ہو گا کہا عیاض نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم توڑنے والے پر کفارہ دینا فرض ہے۔ (فتح)

٦١٣٦۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ یَعْنِی ابْنَ إِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ عَنْ یَحْیَی عَنْ عِکْرِمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَلَجَّ فِیْ أَهْلِهٖ بِیَمِیْنٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا لِیَبَرَّ یَعْنِی الْکَفَّارَةَ.

٦١٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اڑ رہے قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو تو وہ بہت بڑا ہے گناہ میں قسم توڑنے سے نہیں فائدہ دیتا اس گناہ سے کفارہ۔

فائدہ: کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر پھر اس کے سوائے اور کوئی بات بہتر جانے سو قائم رہے اپنی قسم پر اور اس کو توڑ کر کفارہ نہ دے تو یہ زیادہ تر گناہ ہے اس کے واسطے اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ دیکھے کہ وہ اس میں سچا ہے مصیب ہے سو اڑ رہے اور اس کا کفارہ نہ دے اور کہا ابن جوزی نے کہ یہ جو کہا لیس تغنی الکفارة تو اس میں اشارہ ہے کہ گناہ اس کا اس کے قصد میں ہے کہ نہ قسم توڑے گا اور نہ بہتر بات کرے گا پھر اگر کفارہ دے تو نہیں اٹھاتا ہے کفارہ اس قصد کے سابق ہونے کو اور کہا ابن تین نے کہ نہیں فائدہ دیتا کفارہ یعنی باوجود قصد کذب کے قسم میں اور یہ بنا بر روایت غ کے ہے اور بہر حال روایت ع کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمیشگی کرے اپنی اڑنے پر اور باز رہے کفارے سے جب کہ ہو بہتر تمادی اور سرکشی سے اور ایک روایت میں لیس کی جگہ لیبر واقع ہوا ہے ساتھ لفظ امر غائب کے بر سے یا ابرار سے اور قول اس کا یعنی الکفارة تفسیر ہے بر کی اور تقدیر یہ ہے کہ چاہیے کہ چھوڑ دے اڑنے کو اور اپنی قسم کو سچا کرے یعنی کفارہ دے اور مراد یہ ہے کہ چھوڑ دے

اڑنے کو اس چیز میں کہ قسم کھائی اس نے اور کرے اس چیز کو جس پر قسم کھائی تھی اور حاصل ہو اس کے واسطے نیکی ساتھ ادا کرنے کفارے کے اس قسم سے جو اس نے کھائی تھی جب کہ توڑے اور اہلہ کو جو ذکر کیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اڑنے کو چھوڑ دے اور اس قسم کو توڑ ڈال اور اپنے گھر والوں کو ضرر نہ پہنچا اور حاصل ہوگا تیرے واسطے سچا ہونا قسم میں اور اگر تو اڑ رہا ان کے ضرر پہنچانے پر تو ہوگا یہ زیادہ تر گناہ تیری قسم کے توڑنے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسم کا توڑ ڈالنا افضل ہے اڑ رہنے سے اوپر اس کے جب کہ ہو قسم توڑنے میں مصلحت اور مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف حکم محلوف علیہ کے پھر اگر قسم کھائے اوپر کرنے واجب چیز کے یا ترک کرنے حرام سے تو اس کی قسم طاعت اور عبادت ہے اور اس پر ثابت رہنا واجب ہے اور اس کا توڑنا گناہ ہے اور عکس اس کا ساتھ عکس اس کے اور اگر نفل چیز کے کرنے پر قسم کھائے تو بھی اس کی قسم عبادت ہے اور اس پر ثابت رہنا مستحب ہے اور قسم کا توڑنا مکروہ ہے اور اگر قسم کھائے اوپر ترک کرنے مستحب چیز کے تو اس کا حکم برعکس ہے اور اگر فعل مباح پر قسم کھائے جیسے قسم کھائے اس پر کہ نہ عمدہ کھائے اور نہ عمدہ پہنے اور دونوں طرفیں برابر ہوں تو اصح ثابت رہنا اولیٰ ہے، واللہ اعلم اور استنباط کیا جاتا ہے حدیث کے معنی سے کہ ذکر اہل کا خارج ہوا ہے مخرج غالب کے ورنہ حکم گھر والوں کے سوائے اور لوگوں کو بھی شامل ہے جب کہ علت پائی جائے اور جب مقرر ہوا اور معلوم ہو گئے معنی حدیث کے تو مطابقت اس کی بعد تقسیم احوال حالف کے یہ ہے کہ اگر اس نے اس سے قسم کا قصد نہ کیا ہو جیسے قصد نہ کیا یا قصد کیا لیکن بھول گیا یا سوائے اس کے کما تقدم بیانہ فی لغو الیمین تو نہیں ہے کفارہ اوپر اس کے اور نہ گناہ اور اگر اس کا قصد کیا اور منعقد ہو گئی پھر اس نے جانا کہ محلوف علیہ بہتر ہے ثابت رہنے سے قسم پر تو چاہیے کہ قسم توڑ ڈالے اور واجب ہے اس پر کفارہ اور اگر یہ خیال کرے کہ کفارہ قسم توڑنے کے گناہ کو دور نہیں کرتا تو یہ خیال اس کا مردود ہے ہم نے مانا کہ قسم توڑنے کا گناہ زیادہ ہے اڑ رہنے سے بیچ ترک فعل اس خیر کے سو واسطے آیت مذکورہ کے التفات ہے طرف اس آیت کے جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس حدیث کی مراد کو اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا یہ کہ تم نیکی کرو اور مراد یہ ہے کہ نہ ٹھہراؤ اپنی قسم کو جو تو نے قسم کھائی کہ تو نیکی نہ کرے گا برابر ہے کہ مفعل ہو یا ترک سبب کہ عذر کیا جائے ساتھ اس کے رجوع سے کہ قسم کھائی تو نے اس پر واسطے خوف گناہ کے جو مرتب ہوتا ہے اوپر قسم توڑنے کے اس واسطے اگر وہ حقیقۃً گناہ ہوتا تو البتہ ہوتا عمل اس خیر کا رافع اس کے واسطے ساتھ کفارہ شروع کے پھر باقی رہتا ثواب نیکی کا زائد اوپر اس کے اور عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی مؤکد ہے واسطے وارد ہونے امر کے اس میں ساتھ کرنے بہتر بات کے جو قسم کے خلاف جانے اور اسی طرح کفارہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ.

باب ہے بیچ قول حضرت ﷺ کے ایم اللہ

فائدہ: اس لفظ میں اختلاف ہے مالکیہ اور حنفیہ نے کہا کہ وہ قسم ہے اور شافعیہ کے نزدیک اگر قسم کی نیت کرے تو منعقد ہوتی ہے اور غیر قسم کی نیت کرے تو قسم منعقد نہیں اور مطلق بولے تو اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ وجہ ہے کہ نہیں منعقد ہوتی اور احمد سے دو روایتیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ منعقد ہو جاتی ہے اور حکایت کی غزالی نے اس کے معنی میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مانند قول اس کے کی تاللہ دوسری یہ کہ وہ مانند قول اس کے کی احلف باللہ اور یہ راجح ہے اور جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مہذب میں کہ مطلق بولی کے وقت اس کے ساتھ قسم منعقد ہو جاتی ہے اور علماء نے اس کو غریب جانا ہے اور تائید کرتی ہے اس قول کی وہ حدیث جو سلیمان علیہ السلام کے قصے میں ہے وایم الذی نفس محمد بیدہ لو قال ان شاء اللہ لجاھد اور جو کہتا ہے کہ اس سے مطلق قسم منعقد ہو جاتی ہے استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے مگر بنا بر تقدیر متقدم کے کہ اس کے معنی ہیں وحق اللہ۔ (فتح)

۶۱۳۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ إِمْرَتِهٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمْرَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ.

۶۱۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ان پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ دیتے ہو اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں طعنہ دیتے تھے اس سے پہلے اور قسم اللہ کی زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ تر پیارا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزری۔

بَابُ كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کس طرح تھی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی؟۔

فائدہ: یعنی جس کے ساتھ قسم کھانے پر ہمیشگی کرتے تھے یا اکثر اس کے ساتھ قسم کھاتے تھے اور جملہ جو اس باب میں مذکور ہے چار لفظ ہیں ایک والذی نفسی بیدہ اور اسی طرح نفس محمد بیدہ سو بعض کے ابتدا میں تو لا ہے اور بعض کی ابتدا میں اما ہے اور بعض کی ابتدا میں ایم اللہ ہے دوسرا لفظ لا ومقلب القلوب ہے تیسرا واللہ، چوتھا ورب

الکعبة اور واقع ہوا ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک طبرانی کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھاتے تھے تو کہتے تھے والذی نفسی بیدہ اور ابن ابی شیبہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم میں کوشش کرتے تھے تو یوں فرماتے تھے والذی نفس ابی القاسم بیدہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں قسم کھاتے تھے اشھد عند اللہ والذی نفسی بیدہ اور دلالت کی اس چیز نے جو سوائے تیسری کے ہے چار میں سے اس پر کہ نہیں مراد ہے نہی حلف بغیر اللہ سے خاص ہونا لفظ جلالت یعنی لفظ اللہ کے کا ساتھ اس کے بلکہ شامل ہے ہر اسم اور صفت اس کے کو جو خاص ہے ساتھ اس کے یعنی جو آیا ہے جو قسم کھانا چاہے تو سوائے اللہ کے کسی کی قسم نہ کھائے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ لفظ جلالت کے سوائے اللہ کے کسی اور اسم اور صفت سے قسم کھانی جائز نہیں بلکہ اللہ کے سب ناموں اور صفتوں سے قسم کھانا جائز ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ ظاہر کلام مالکیہ اور حنفیہ کا ہے کہ تمام اسم اللہ کے جو وارد ہیں قرآن اور سنت صحیحہ میں اور اسی طرح صفات بھی صریح ہیں کہ منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم اور واجب ہے واسطے مخالف اس کی کے کفارہ اور وہ ایک وجہ غریب ہے نزدیک شافعیہ کے اور ان کے نزدیک ایک اور وجہ ہے جو اس سے بھی غریب تر ہے کہ نہیں ہے اس سے کوئی چیز صریح مگر لفظ جلالت کا اور باب کی حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور مشہور نزدیک ان کے اور حنابلہ کے یہ ہے کہ اللہ کے نام تین قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہیں جو خاص ہیں ساتھ اس کے مانند رحمٰن اور رب العالمین اور خالق الخلق کے سو وہ صریح ہے اور منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے برابر ہے کہ اللہ کا قصد کرے یا مطلق بولے دوسری دو قسم ہے کہ اللہ پر بولی جاتی ہے اور کبھی اس کے غیر کے واسطے بھی بولی جاتی ہے لیکن ساتھ قید کے مانند رب کی اور حق کی سو منعقد ہوتی ہے ساتھ ان کے قسم مگر یہ کہ قصد کرے ساتھ اس کے غیر اللہ کا تیسری قسم وہ ہے جو بولی جاتی ہے برابر مانند حی اور موجود اور مومن کی سو اگر نیت ساتھ اس کے غیر اللہ کی ہو یا مطلق بولے بغیر نیت غیر اللہ کے تو نہیں ہے قسم اور اگر اس سے اللہ کی نیت کرے تو منعقد ہوتی ہے صحیح قول پر اور جب یہ قرار پاچکا تو مثل والذی نفسی بیدہ منصرف ہوتا ہے وقت اطلاق کے طرف اللہ کی جزما اور اگر اس سے غیر کی نیت ہو مانند ملک الموت کی مثلا تو نہیں خارج ہوتا ہے صراحت سے صحیح قول پر اور ملحق ہے ساتھ اس کے والذی فلق الحبة ومقلب القلوب اور بہر حال مثل والذی اعبدہ او سجدلہ او اصلی لہ تو یہ بھی صریح ہے جزما۔ (فتح)

وَقَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

اور کہا سعد رضی اللہ عنہ نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری۔

وَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا

اور کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں قسم ہے اللہ کی اب اور کہا جاتا ہے

يُقَالُ وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ. واللہ و باللہ و تاللہ۔

فائدہ: یعنی یہ تینوں حرف قسم کے ہیں اور قرآن میں تینوں کے ساتھ قسم واقع ہوئی ہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی مشہور ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور منقول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ت کے ساتھ قسم صریح نہیں اس واسطے کہ اکثر لوگ اس کے معنی کو نہیں پہچانتے اور قسم خاص ہے ساتھ عرف کے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس کلام کے بعد حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اس طرف کہ اصل لاہا اللہ کی لا واللہ ہے سو ہا عوض ہے واؤ سے اور البتہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت اہل لغت نے اور بعض نے کہا کہ خود ہا بھی حرف قسم کا ہے۔ (فتح)

٦١٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

٦١٣٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لا ومقلب القلوب یعنی اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم کے ساتھ قسم کھاتے تھے۔

فائدہ: اور لا نفی ہے واسطے کلام سابق کے اور مقلب القلوب وہ مقسم بہ ہے اور معنی اس کے یہ ہیں قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی اور مراد ساتھ پھیرنے دلوں کے پھیرنا ان کے اعراض اور احوال کا ہے نہ بدلنا دل کی ذات کا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ اعمال قلب کے ارادوں اور خواہشوں اور باقی اعراض سے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے ہیں اور اس میں نام رکھنا ہے اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے اس کی صفات سے اس وجہ پر کہ اس کے ساتھ لائق ہے اور اس حدیث میں حجت ہے اس کے واسطے جو واجب کرتا ہے کفارے کو اس شخص پر جو قسم کھائے ساتھ کسی صفت کے صفات اللہ کی سے پھر قسم توڑے اور نہیں ہے نزاع اس کے اصل میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اس میں ہے کہ کون صفت سے قسم منعقد ہوتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس صفت کے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں مانند مقلب القلوب کی کہا قاضی ابو بکر بن عربی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا ساتھ افعال اللہ کے جب کہ وصف کیا جائے ساتھ اس کے اور نہ ذکر کیا جائے اسم اس کا اور فرق کیا ہے حنفیہ نے درمیان قدرت اور علم کے سو انہوں نے کہا کہ اگر قسم کھائے اللہ کی قدرت سے تو منعقد ہوتی ہے قسم اس کی اور اگر قسم کھائے ساتھ علم کے تو نہیں منعقد ہوتی اس واسطے کہ تعبیر کی جاتی ہے ساتھ علم کے معلوم سے مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ﴾ اور جواب یہ ہے کہ اس جگہ مجاز ہے اگر تسلیم کیا جائے کہ مراد ساتھ اس کے معلوم ہے اور کلام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حقیقت میں ہے اور کہا راغب نے کہ تقلیب کرنا اللہ کا دلوں کو پھیرنا ان کا ہے ایک رائے سے دوسری رائے کی طرف اور نام رکھا گیا ہے انسان کے دل کا قلب واسطے بہت پھرنے اس کے کے اور تعبیر کی جاتی ہے ساتھ قلب کے معانی سے کہ خاص ہے ساتھ ان کے روح اور علم اور شجاعت

سے کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ دل ایک حصہ ہے بدن کا پیدا کیا ہے اس کو اللہ نے اور ٹھہرایا ہے اس کو واسطے انسان کے محل علم اور کلام وغیرہ صفات باطنہ کا اور ٹھہرایا ہے بدن کو محل تصرفات فعلیہ اور قولیہ کا اور تعین کیا ہے اس پر فرشتہ جو حکم کرتا ہے اس کو نیکی کا اور شیطان جو حکم کرتا ہے اس کو بدی کا سو عقل اپنے نور سے اس کو راہ دکھلاتی ہے اور ہوائے اپنے اندھیرے سے اس کو بہکاتی ہے اور قضا اور قدر داروغہ ہے سب پر اور دل بدلتا ہے نیک اور بد خیالوں سے اور بچتا وہ ہے جس کو اللہ بچائے۔ (فتح)

٦١٣٩- حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۶۱۳۹۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول ہے والذی نفسی بیدہ۔

٦١٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۶۱۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ البتہ دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے۔

فائدہ: یعنی روم اور ایران کے بادشاہوں کے خاندان میں بادشاہی نہ رہے گی اسلام کا عمل وہاں ہوگا یہ حدیث معجزہ ہے جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا چنانچہ ایران فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اسلام کا لشکر پینتیس ہزار آدمی تھا ہر ہر آدمی کو بارہ ہزار درہم ملے تھے تو اس حساب سے کل خزانہ ایران کا بیالیس کروڑ ہوا اور اسی طرح روم بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح ہوا اور وہاں کا خزانہ بھی لشکر اسلام میں تقسیم ہوا اور اس حدیث کی شرح بھی علامت نبوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔

٦١٤١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا.

۶۱۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

فائدہ: یعنی موت کی سختیاں اور قبر کے رنگ برنگ عذاب اور قیامت کی مصیبتیں اور دوزخ کی آفتیں اگر تم جانو کمال یقین سے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو خواب خور بھول جاؤ خوشی پر غم غالب ہو جائے غفلت کا سبب ہے جو چین سے رہتے ہو اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر خاص ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معارف بصری اور قلبی کے اور کبھی اطلاع دیتا ہے اللہ آپ کے غیر کو امت کے خاص لوگوں سے لیکن بطور اجمال کے اور بہر حال تفصیل اس کی سو خاص کی گئی ہیں ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ نے آپ کو علم الیقین بھی دیا ہے اور عین الیقین بھی باوجود خوف قلبی کے اور حاضر رکھنے عظمت الٰہی کے ایسے طور سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور کسی میں یہ جمع نہیں ہوا اشارہ کرتا ہے اس طرف قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دوسری حدیث میں ہے کہ میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں اللہ کا اور زیادہ تر جاننے والا اس کو تم سے۔ (فتح)

٦١٤٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَا عُمَرُ.

۶۱۴۲۔ حضرت عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! البتہ آپ میرے نزدیک سب چیزوں سے زیادہ تر پیارے ہیں سوائے میری جان کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے بھی زیادہ تر پیارا ہو جاؤں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا سو بیشک شان یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی البتہ اب آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ تر پیارے ہو گئے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! اب تو نے پہچانا سو بولا تو ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے زیادہ تر پیارا ہوں یعنی نہیں کفایت کرتا ہے یہ واسطے پہنچنے کے بلند رتبے کو یہاں تک کہ جوڑے تو ساتھ اس کے جو مذکور ہوا اور بعض زاہدوں سے ہے یعنی نہیں سچا ہو گا تو میری محبت میں یہاں تک کہ تو مقدم کرے میری رضا کو اپنی خواہش پر اگرچہ تو اس میں ہلاک ہو جائے اور کہا خطابی نے کہ محبت رکھنا انسان کا اپنے نفس سے طبعی بات ہے اور غیر سے محبت رکھنا اختیاری امر ہے ساتھ توسط اسباب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے حب اختیاری کا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف بدلنے طبائع کے اور تغیر کرنے ان کے پیدائشی چیز سے بنا بر اس کے پس جواب عمر رضی اللہ عنہ کا اول تھا بحسب طبع کے پھر تامل کیا سو پہچانا ساتھ استدلال کے کہ حضرت ﷺ اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ تر پیارے ہیں واسطے ہونے حضرت ﷺ کے سبب بیچ نجات نفس کے ہلاک کرنے والی چیزوں سے دنیا اور آخرت میں سو خبر دی اس چیز کی کہ تقاضا کیا اس کو اختیار نے اور اسی واسطے حاصل ہوا جواب ساتھ قول حضرت ﷺ کے الآن یا عمر کہ اب تو نے پہچانا اے عمر! اس چیز کو جو تجھ واجب تھی۔ (فتح)

٦١٤٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ زَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ

٦١٤٢ـ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت ﷺ کے پاس جھگڑا فیصل کروانے آئے سو دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ہمارا فیصلہ کیجیے اللہ کی کتاب سے اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں سے زیادہ بوجھ والا تھا ہاں یا حضرت! ہمارا فیصلہ کیجیے اللہ کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرنے کی اجازت ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا کہا مالک نے اور عسیف کے معنی ہیں مزدور سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ بیشک میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے تو میں نے اس کے عوض سو بکری اور اپنی ایک لونڈی دی یعنی اس کے خاوند کو پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بیشک میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کرنا تو اس کی عورت پر ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں تم

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَّغَرَّبَهٗ عَامًا وَأُمِرَ أُنَيْسٌ الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يَّأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

دونوں میں اللہ کی کتاب سے حکم کروں گا بہرحال تیری بکریاں اور لونڈی سو تجھ کو پھیر دی جائیں اور اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر سے بدر کیا اور حکم کیا انیس رضی اللہ عنہ کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جائے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرے اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے خبردار ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

٦١٤٤۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ تَمِيْمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطَفَانَ وَأَسَدٍ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ.

۶۱۴۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ کہ اگر قوم اسلم اور قوم غفار اور قوم مزینہ اور قوم جہینہ بہتر ہوں بنی تمیم کی قوم سے اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم سے تو کیا ان کو نقصان اور خسارا پڑا؟ لوگوں نے کہا ہاں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ قوم یعنی اسلم وغیرہ بہتر ہیں ان قوموں سے یعنی بنی تمیم وغیرہ سے۔

فائدہ: ارأیتم یعنی مجھ کو خبر دو اور مراد ساتھ قوم اسلم کے اور جو ان کے ساتھ مذکور ہیں مشہور قبیلے ہیں اور اس حدیث کی شرح مبعث نبوی میں گزری اور مراد ساتھ اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بیچ اس کے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ قوم ان لوگوں سے بہتر ہیں اور مراد بہتر ہونا مجموع کا ہے مجموع پر اگرچہ جائز ہے کہ مفضول لوگوں میں بعض فرد افضل ہوں افضل لوگوں کے بعض فردوں سے۔ (فتح)

٦١٤٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا

۶۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر عامل کر کے بھیجا پھر وہ جب عامل اپنے عمل سے فارغ ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو کہا یا حضرت! یہ تمہارا حق ہے اور یہ مجھ تحفہ دیا گیا تو

فَجَآءَ هُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَالَ لَهٗ أَفَلَا قَعَدْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدٰى لَكَ أَمْ لَا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهٗ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ أَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهٗ أَمْ لَا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى عُنُقِهٖ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَآءَ بِهٖ لَهٗ رُغَآءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَآءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَآءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ حَتّٰى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلٰى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُوْهُ.

حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا سو دیکھتا کہ کیا تجھ کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں پھر حضرت ﷺ دوپہر سے پیچھے نماز کے بعد خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو تشہد پڑھا اور تعریف کی اللہ کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اس کو عامل کرتے ہیں سو وہ ہمارے پاس آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارے عمل کا ہے اور یہ مجھ کو تحفہ دیا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں پھر دیکھتا کہ اس کو تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں سو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ نہ خیانت کرے گا تم میں سے کوئی چیز مگر کہ اس کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر آئے گا اگر اونٹ ہوگا تو اس کو لائے گا کہ اس کے واسطے آواز ہوگی اور گائے ہوگی تو اس کو لائے گا کہ اس کے واسطے آواز ہوگی اور اگر بکری ہوگی تو اس کے ساتھ آئے گا کہ آواز کرتی ہوگی سو میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا، ابوحمید نے کہا پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ بیشک ہم دیکھتے ہیں حضرت ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کی طرف کہا ابوحمید نے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی میرے ساتھ یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے سو اس سے پوچھو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٦١٤٦۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ هُوَ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ

٦١٤٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا.

٦١٤٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِيْ أَيُرٰى فِيَّ شَيْءٌ مَا شَأْنِيْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّانِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا.

۶۱۴۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور حالانکہ آپ کعبے کے سائے میں تھے فرماتے تھے کہ وہ بڑا خسارا پانے والے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی وہ بڑے خسارے والے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی میں نے کہا اور کیا حال ہے میرا کیا میرے حق میں کوئی چیز دیکھی جاتی ہے کیا حال ہے میرا سو میں بیٹھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سو میں چپ نہ ہو سکا اور مجھ کو ڈھانکا جو اللہ نے چاہا یعنی میں بے اختیار ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ خسارہ پانے والے کون ہیں؟ فرمایا وہ بڑے مالدار مگر وہ خسارہ پانے والا نہیں جو دے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزری۔

٦١٤٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّايْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ.

۶۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ البتہ میں آج رات کو نوے عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھ فرشتے نے اس سے کہا کہ کہہ اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا پھر اس نے ان سب عورتوں سے صحبت کی سو نہ حاملہ ہوئی ان میں سے مگر ایک عورت کہ آدھا آدمی جنی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو سب سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔

٦١٤٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِّنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُوْنَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِيْنِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْهَا قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَإِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ.

٦١٤٩۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک ٹکڑا ریشمی تحفہ بھیجا گیا تو لوگوں نے اس کو ہاتھوں میں پھیرنا شروع کیا اور اس کی خوبی اور نرمی سے تعجب کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو اس ریشمی کپڑے کی نرمی سے؟ لوگوں نے کہا ہاں یا حضرت! فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ بہشت میں سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ تر عمدہ اور بہتر ہیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کا اسباب اس لائق نہیں کہ اس کی خواہش کی جائے آخرت کی عمدگی طلب کرو، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے نہیں کہا شعبہ نے اور اسرائیل نے ابو اسحاق سے والذی نفسی بیدہ۔

٦١٥٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَآءٍ أَوْ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ أَخْبَآئِكَ أَوْ خِبَآئِكَ شَكَّ يَحْيٰى ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَآءٍ أَوْ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ أَخْبَآئِكَ أَوْ خِبَآئِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ

٦١٥٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت! نہ تھے ان لوگوں میں سے جو زمین پر ہیں کوئی خیمہ والے کہ میرے نزدیک ان کا ذلیل ہونا زیادہ تر محبوب ہو آپ کے خیمے والوں سے یحییٰ راوی نے شک کیا ہے اخبائک کہا یا خبائک پھر نہیں صبح کی آج تنبو والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ محبوب ہو آپ کے خیمے والوں سے یعنی جب میں نے اسلام قبول نہ کیا تھا اس وقت مجھ کو مسلمانوں کے ساتھ تمام دنیا سے زیادہ تر دشمنی اور کینہ تھا اور اب جب میں نے اسلام قبول کیا اور اسلام لائی تو اب میرے نزدیک مسلمان لوگ سب سے زیادہ تر پیارے ہیں تو حضرت ﷺ نے کہا کہ تجھ کو اس سے بھی زیادہ محبت ہوگی قسم

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ہند نے کہا یا حضرت! بیشک ابوسفیان (میرا خاوند) بڑا بخیل مرد ہے بقدر حاجت کے خرچ نہیں دیتا تو کیا مجھ پر کچھ گناہ ہے کہ میں اپنے عیال کو اس کے مال سے کھلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں مگر موافق دستور کے خرچ کرنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نفقات میں گزری۔

٦١٥١ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضِيْفٌ ظَهْرَهُ إِلٰى قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ يَمَانٍ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ أَفَلَمْ تَرْضَوْا أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

٦١٥١ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ یمانی چمڑے کے خیمے سے تکیہ کیے تھے کہ اچانک اپنے اصحاب سے کہا کہ بھلاتم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی چوتھائی ہو؟ اصحاب نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو؟ اصحاب نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے بیشک میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے۔

٦١٥٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦١٥٢ـ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد سے سنا پڑھتا تھا قل ھو اللہ احد اس کو پھر پھر پڑھتا تھا سو جب صبح ہوئی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے یہ حال ذکر کیا اور جیسے وہ مرد کم گمان کرتا تھا اس پڑھنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ سورہ قل ھو اللہ احد قرآن کی تہائی کے برابر ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزری۔

٦١٥٣۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ.

۶۱۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ رکوع اور سجدہ پورا کیا کرو سو قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں تم کو اپنی پس پشت سے دیکھتا ہوں جب کہ تم رکوع کرتے ہو اور جب کہ تم سجدہ کرتے ہو۔

٦١٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا أَوْلَادٌ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ.

۶۱۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی اولاد تھی سو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک تم میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیاری ہو یہ تین بار کہا۔

فائدہ: ان حدیثوں میں جواز حلف کا ہے ساتھ اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے اور ایک قوم نے کہا کہ مکروہ ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ﴾ اور اس واسطے کہ اکثر اوقات عاجز ہو جاتا ہے اس کے ساتھ وفا کرنے سے اور جو اس باب میں وارد ہوا ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ ہو طاعت میں یا اس کی حاجت ہو یا مانند تاکید امر کے اور یا تعظیم اس شخص کے جو تعظیم کا مستحق ہو یا بیچ دعویٰ کے نزدیک حاکم کے اور ہو سچا۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ — نہ قسم کھاؤ اپنے باپوں کی

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ روایت ابن دینار کا ہے لیکن وہ مختصر ہے اور البتہ روایت کی نسائی اور ابوداؤد نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ نہ قسم کھایا کرو اپنے باپوں کی اور نہ اپنی ماؤں کی اور نہ بتوں کی اور نہ قسم کھایا کرو مگر اللہ کی۔ (فتح)

٦١٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

٦١٥٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پایا اس حالت میں کہ وہ چند سواروں میں چلتا تھا اپنے باپ کی قسم کھاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تم کو منع کرتا ہے باپوں کی قسم کھانے سے جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوائے اللہ کے کسی کی قسم درست نہیں نہ اپنے باپ دادا کی نہ اور کی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے میرے پیچھے سے کہا کہ نہ قسم کھایا کرو اپنے باپوں کی سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی مسیح کی قسم کھائے تو ہلاک ہو اور حالانکہ مسیح تمہارے باپوں سے بہتر ہے اور یہ مرسل ہے قوی اپنے شواہد سے اور روایت کی ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے سنا ایک مرد سے کہتا ہے قسم ہے کعبے کی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کے سوائے کسی چیز کی قسم نہ کھایا کر اس واسطے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو سوائے اللہ کے کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ کافر یا مشرک ہو جاتا ہے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور تعبیر ساتھ قول اپنے کے کہ کافر یا مشرک ہو جاتا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے ہے زجر اور تغلیظ میں یعنی فی الواقع کافر نہیں ہوتا اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو اس کے حرام ہونے کا قائل ہے اور کہا علماء نے کہ اللہ کے سوائے قسم سے جو منع فرمایا تو اس میں راز یہ ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانی تقاضا کرتی اس کے تعظیم کو اور عظمت در حقیقت فقط تنہا اللہ ہی کے واسطے ہے اور ظاہر حدیث کا تخصیص قسم کی ہے ساتھ اللہ کے خاص یعنی صرف اللہ ہی کی قسم کھانی درست ہے لیکن اتفاق ہے علماء کا کہ قسم منعقد ہوتی ہے ساتھ اللہ کے اور اس کی ذات اور صفات کے اور اختلاف ہے بیچ منعقد ہونے اس کے ساتھ بعض صفات کے کما سبق اور گویا کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باللہ ذات اس کی نہ خصوص لفظ اللہ کا اور سوائے اس کے اور چیز کے ساتھ قسم کھانا سو ثابت ہو چکا ہے منع بیچ اس کے اور کیا یہ منع واسطے تحریم کے ہے دو قول میں نزدیک مالکیہ کے اسی طرح کہا ہے ابن دقیق العید نے اور مشہور نزدیک ان کے کراہت ہے اور حنابلہ کے نزدیک بھی خلاف ہے لیکن مشہور ان کے نزدیک حرام ہونا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ظاہریہ نے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اللہ کے سوائے کسی چیز کی قسم کھانا بالاجماع جائز نہیں اور مراد اس کی ساتھ نفی جواز کے کراہت ہے عام تر تحریم اور تنزیہ سے اور خلاف مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے بسبب قول شافعی رحمہ اللہ کے کہ میں ڈرتا ہوں کہ قسم لغیر اللہ گناہ ہو سو اس

میں اشعار ہے ساتھ تردد کے اور جمہور اصحاب اس کے اس پر ہیں کہ وہ تنزیہ کے واسطے ہے اور کہا امام الحرمین نے کہ مذہب قطع ہے ساتھ کراہت کے اور جزم کیا ہے اس کے غیر نے ساتھ تفصیل کے سوا اگر اعتقاد کرے محلوف فیہ میں تعظیم کا جو اللہ کے حق میں اعتقاد رکھتا ہے تو حرام ہے قسم کھانا اس کے ساتھ اور وہ اس اعتقاد سے کافر ہو جاتا ہے اور اسی پر محمول ہے حدیث مذکور کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے وہ کافر ہو جاتا ہے اور بہر حال اگر قسم کھائے سوائے اللہ کے کسی اور چیز کی اور چیز کے ساتھ اعتقاد تعظیم محلوف بہ جو اس کے لائق ہو تو اس کے ساتھ کافر نہیں ہوتا اور نہیں پکی ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے کہا ماوردی نے نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ قسم دے کسی کو ساتھ غیر اللہ کے نہ ساتھ طلاق کے اور نہ ساتھ عتاق کے اور نہ نذر کے اور جب قسم دے حاکم کسی کو ساتھ کسی چیز کے سوائے اللہ کے تو واجب ہے معزول کرنا اس کا واسطے جہالت اس کی کے۔ (فتح)

٦١٥٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَّلَا آثِرًا قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ يَأْثُرُ عِلْمًا تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ.

٦١٥٦۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیشک اللہ تم کو منع کرتا ہے اپنے باپوں کی قسم کھانے سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان کی قسم نہیں کھائی جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا نہ جان بوجھ کر اور نہ بطور حکایت کے اپنے غیر کی طرف سے اور کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ یعنی کوئی روایت کرتا ہو علم کی متابعت کی اس کی عقیل اور زبیدی اور اسحاق نے زہری سے اور کہا ابن عیینہ نے اور معمر نے زہری سے سالم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا قول مذکور۔

فائدہ: اثر کے معنی علامت بھی ہیں اور بقیہ بھی اور حکایت اور روایت بھی اور جزم کیا ہے ابن تین نے اپنی شرح میں کہ ذاکرا ماخوذ ہے ذکر بالکسر سے یعنی نہ میں نے اپنی طرف سے قسم کھائی اور نہ دوسرے کی طرف سے نقل کیا کہ وہ اس نے اس کی قسم کھائی کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ نہ میں نے ان کی قسم کھائی اور نہ میں نے غیر کی قسم ذکر کی جو اس نے باپوں کی قسم کھائی تھی اور اس میں اشکال ہے کہ کلام عمر رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا ہے کہ انہوں نے ایسی قسم زبان پر لانے سے مطلق پرہیز کیا سو کس طرح زبان پر لائے اس کو اس قصے میں تو جواب یہ ہے کہ یہ معاف ہے واسطے

ضرورت کے حکم پہچانے کے۔ (فتح)

٦١٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَآئِكُمْ.

٦١٥٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھایا کرو قسم اپنے باپوں کی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں زجر ہے قسم کھانے سے ساتھ غیر اللہ کے یعنی اللہ کے سوائے اور چیز کے قسم کھانا سخت گناہ ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی قسم عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ باپوں کے واسطے وارد ہونے اس کے اوپر سبب مذکور کے یا خاص کی گئی واسطے ہونے اس کے غالب اوپر اس کے واسطے دلیل قول اس کے دوسری روایت میں کہ قریش کا دستور تھا کہ اپنے باپوں کی قسم کھاتے تھے اور دلالت کرتا ہے عام کرنے پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو قسم کھانا چاہے تو اللہ کے سوائے کسی چیز کے قسم نہ کھائے اور بہر حال جو وارد ہوا ہے قرآن میں اللہ کے سوائے اور چیز کی قسم کھانے سے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ اس میں حذف ہے دوم یہ کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے سو جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے کسی چیز کی تعظیم کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی قسم کھاتا ہے اور اللہ کے سوائے اور کسی کو یہ جائز نہیں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گنوار کے واسطے فرمایا افلح وابیہ ان صدق تو اس کا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ جاری ہوا کرتا تھا یہ لفظ ان کی زبان پر بغیر قصد قسم کے اور منع تو صرف اس کے حق میں ہے جو قصد کرے حقیقت قسم کا اور طرف اس کی میل کی ہے بیہقی نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ ہے جواب پسندیدہ دوم یہ کہ قسم واقع ہوتی ہے ان کی کلام میں دو وجہ پر ایک تعظیم کے واسطے دوسری تاکید کے واسطے اور منع سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول سے ہے، سوم یہ کہ اول اسلام میں یہ جائز تھا پھر منسوخ ہوا کہا ہے اس کو ماوردی نے اور حکایت کیا ہے اس کو بیہقی نے، چہارم یہ کہ جواب میں حذف ہے تقدیر یہ ہے افلح ورب ابیہ کہا ہے یہ بیہقی نے، پنجم یہ کہ یہ تعجب کے واسطے ہے اور کہا منذری نے کہ دعویٰ نسخ کا ضعیف ہے واسطے امکان جمع کے اور عدم تحقیق تاریخ کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ ہو محلوف بہ مستحق تعظیم کا واسطے اور معنی کے سوائے عبادت کے مانند پیغمبروں اور فرشتوں اور علماء اور صالحوں کے اور بادشاہوں اور باپ دادوں اور کعبے کے یا مستحق تعظیم کا نہ ہو مانند عام لوگوں کی یا مستحق تحقیر اور ذلیل کرنے کا ہو مانند شیطانوں اور بتوں اور باقی سب چیزوں جو اللہ کے سوائے پوجی جاتی ہیں اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض حنبلیوں نے قسم کھانے کو ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا انہوں نے کہ منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے اور واجب ہے کفارہ ساتھ توڑنے اس کے

کے اس واسطے کہ وہ رکن ہے کلمہ شہادت کا اور نہیں تمام ہوتی ہے شہادت مگر ساتھ اس کے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی یا کافر کہ اس کی قسم اس کے ساتھ منعقد ہو جاتی ہے اور جب کرے تو واجب ہوتا ہے اس پر کفارہ اور البتہ منقول ہے یہ حنفیہ اور حنابلہ سے اور وجہ دلالت کی حدیث سے اس پر یہ ہے کہ اس نے نہیں قسم کھائی ساتھ اللہ کے اور نہ اس چیز کے کہ قائم مقام ہے اس کے بیچ اس امر کے وسیاتی مزید ذلك اور اس حدیث میں ہے کہ جو کہے کہ میں نے قسم کھائی کہ اس طرح کروں گا تو نہیں ہوتی ہے قسم اور حنفیہ کے نزدیک قسم ہے اور اسی طرح کہا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے لیکن شرط ہے کہ اس کی نیت اس سے اللہ کی قسم کی ہو اور یہ باوجہ ہے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف کیا ہے اہل علم نے کہ اللہ کے سوائے اور چیز کی قسم کھانا کس سبب سے جائز نہیں سو کہا ایک گروہ نے کہ منع خاص ہے ساتھ ان قسموں کے کہ کفر کے زمانے میں لوگ اس کے ساتھ قسم کھاتے تھے واسطے تعظیم غیر اللہ کے مانند لات اور عزیٰ کے اور باپوں کی جو ایسی قسم کھائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور بہر حال جو رجوع کرے طرف تعظیم اللہ کے مانند قول اس کے کی قسم ہے حق النبی کی اور قسم ہے اسلام کی اور حج کی اور ہدی کی اور صدقہ کی اور عتق کی اور جو ان کے مانند ہے اور اس قسم سے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم اللہ کی ہے اور قربت اس کی تو نہیں ہے داخل بیچ نہی کے اور قائل ہے ساتھ اس کے ابو عبید اور ایک گروہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے اصحاب سے واجب کرنے ان کے سے قسم کھانے والے پر ساتھ عتق اور ہدی کے اور صدقہ کے وہ چیز جو واجب کی انہوں نے باوجود اس کے کہ وہ راوی ہیں نہی مذکور کے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ یہ نہی ان کے نزدیک عموم پر نہیں اس واسطے کہ اگر عام ہوتی تو اس سے منع کرتے اور اس میں کچھ چیز واجب نہ کرتے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن عبدالبر نے ساتھ اس کے کہ ذکر کرنا ان چیزوں کا اگرچہ بصورت قسم کے ہے لیکن وہ درحقیقت قسم نہیں ہے اور نہیں ہے قسم درحقیقت مگر اللہ کی کہا مہلب نے کہ عرب لوگوں کا دستور تھا کہ اپنے باپوں اور باطل معبودوں کی قسمیں کھایا کرتے تھے سو اللہ نے چاہا کہ اس بات کو ان کے دلوں سے منسوخ کرے اور بھلا دے ان کو ذکر ہر چیز کا کہ سوائے اللہ کے ہے اس واسطے کہ وہی ہے حق معبود سو نہیں ہوتی ہے قسم مگر ساتھ اس کے اور قسم کھانا ساتھ مخلوقات کے بیچ حکم باپوں کے ہے اور کہا طبری نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی جو باب میں ہے کہ نہیں منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اللہ کے اور جو قسم کھائے ساتھ کعبے کے یا آدم علیہ السلام کے یا جبریل علیہ السلام کے اور مانند اس کی کے تو نہیں منعقد ہوتی ہے قسم اس کی اور لازم ہے اس پر استغفار اس واسطے کہ اس نے منہی عنہ چیز پر جرأت کی اور نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے قرآن میں قسم کھانا ساتھ بعض مخلوقات کے تو کہا شعبی نے کہ خالق قسم کھائے جس کی چاہے اپنی مخلوقات سے اور مخلوق نہ قسم کھائے مگر خالق کی اور اللہ کی قسم کھا کر توڑنا میرے نزدیک بہتر ہے غیر اللہ کی قسم کھا کر بنا کرنے سے اور آیا ہے مثل اس کی

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسم کھائی اللہ نے ساتھ بعض مخلوقات اپنی کے تا کہ تعجب میں ڈالے مخلوقین کو اور معلوم کروائے ان کو قدرت اپنی واسطے عظیم ہونے شان ان کے کی نزدیک ان کے اور واسطے دلالت کرنے ان کے اپنے خالق پر اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس شخص پر کہ واجب ہو اس کے واسطے قسم دوسرے پر بیچ حق کے کہ اس پر ہو یہ کہ نہ قسم کھائے اس کے واسطے مگر اللہ کی سو اگر قسم کھائے اس کے واسطے ساتھ غیر اللہ کے تو نہیں ہوتی ہے یہ قسم اگرچہ کہے کہ میں نے محلوف بہ کے رب کی نیت کی تھی اور کہا ابن ابی ہبیرہ نے کہ اجماع ہے اس پر کہ قسم منعقد ہے ساتھ اللہ کے اور ساتھ تمام اسمائے حسنٰی کے اور ساتھ صفات ذات اس کی کے مانند عزت اس کی کے اور جلال اس کی کے اور علم اس کی کے اور قدرت اس کی کے اور مستثنیٰ کیا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم اللہ کا کہ وہ اس کے نزدیک قسم نہیں اور اسی طرح حق اللہ کا اور اتفاق ہے کہ نہ قسم کھائے ساتھ معظم غیر اللہ کی مانند پیغمبر کی اور کہا عیاض نے نہیں خلاف ہے فقہاء کے درمیان کہ قسم ساتھ اسموں اللہ کے اور صفات اس کی کے لازم ہے مگر جو آیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر صفات کے ساتھ قسم کھائے تو اس میں قسم کی نیت کرنا شرط ہے ورنہ کفارہ نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اطلاق اس کا شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاجت نیت کی نزدیک اس کے اس چیز میں ہے کہ صحیح ہے اطلاق اس کا اللہ پر بھی اور اس کے غیر پر بھی اور بہرحال وہ چیز کہ نہیں اطلاق کی جاتی بیچ معرض تعظیم کے شرعا مگر اسی پر تو منعقد ہوتی ہے قسم ساتھ اس کے اور واجب ہے کفارہ اگر توڑے مانند مقلب القلوب اور خالق الخلق اور رازق کل حی اور رب العالمین اور مانند اس کی کے اور یہ بیچ حکم صریح کے ہے اور جو قرآن کی قسم کھائے اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦١٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا آكُلَهُ فَقَالَ قُمْ فَلَأُحَدِّثَنَّكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّي أَتَيْتُ

٦١٥٨۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ اس گروہ جرم اور اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری تھی سو ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو ان کے پاس کھانا لایا گیا کہ اس میں مرغ کا گوشت تھا اور ان کے پاس ایک مرد تھا قوم بنی تیم اللہ سے سرخ رنگ والا جیسے آزاد غلاموں سے تھا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس کو مکروہ جانا یعنی میری طبیعت کو اس سے کراہت آئی تو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اٹھ سو میں تجھ سے اس امر میں حدیث بیان کرتا ہوں کہ بیشک میں چند

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا فَقَالَ إِنِّيْ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَاللّٰهِ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

اشعری لوگوں میں حضرت ﷺ کے پاس آیا آپ سے سواری مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تجھ کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ؟ تو حکم کیا ہمارے واسطے پانچ اونٹوں کا جو سفید کوہان والے تھے سو جب ہم لے کر چلے تو ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل کیا یعنی شاید حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے قسم ہے اللہ کی کہ ہم مراد کو نہ پہنچیں گے تو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپ سے سواری مانگنے کو آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی جس پر ہم کو سوار کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ باب کی حدیث میں ترجمہ کے مطابق ہیں لیکن حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس کے مطابق نہیں لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ خبر دی حضرت ﷺ نے اپنی قسم سے کہ وہ کفارے کو چاہتی ہے اور جس کا کفارہ مشروع ہے وہ قسم وہی ہے جس میں اللہ کی قسم ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ نہ قسم کھاتے تھے حضرت ﷺ مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ.

نہ قسم کھائے لات اور عزیٰ کی اور نہ بتوں کی۔

فائدہ: بہر حال قسم کھانا ساتھ لات اور عزیٰ کے سو ذکر کیا گیا ہے باب کی حدیث میں اور بہر حال قسم کھانا ساتھ بتوں کے سو واقع ہوا ہے اس حدیث میں کہ روایت کی مسلم اور نسائی وغیرہ نے عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہ قسم کھایا کرو بتوں کی اور نہ اپنے باپوں کی اور عطف طواغیت کا لات اور عزیٰ پر واسطے مشترک ہونے کل کے ہے معنی میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا گیا بتوں کی قسم کھانے والا ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اس واسطے کہ وہ صورت تعظیم بت کی ہے کہ اس نے اور اس کی قسم کھائی کہا جمہور علماء نے کہ جو قسم کھائے لات اور عزیٰ کی یا ان کے سوائے کسی اور بت کی یا کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے بیزار ہوں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں تو نہیں منعقد ہوتی قسم اس کی اور لازم ہے اس پر کہ اللہ سے استغفار کرے اور نہیں ہے کفارہ اوپر اس کے اور مستحب ہے کہ کہے لا الہ الا اللہ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے کفارہ مگر اس کے اس قول میں کہ میں بدعتی ہوں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ واجب کرنے کفارے کے ظہار کرنے والے پر باوجود اس کے کہ ظہار منکر بات اور زور ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اور قسم کھانا ساتھ ان چیزوں کے منکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے اس حدیث میں مگر حکم ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اور نہیں ذکر کیا گیا اس میں کفارہ اور اصل عدم اس کا یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اور بہر حال قیاس کرنا ظہار پر سو صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں واجب کیا انہوں نے اس میں کفارہ ظہار کا اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے کئی چیزوں کو جن میں انہوں نے بالکل کفارہ واجب نہیں کیا باوجود اس کے کہ وہ منکر اور جھوٹی بات ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں کہ قسم کھانا اس چیز کی کہ ذکر کی گئی حرام ہے واجب ہے اس سے توبہ کرنا اور اسی طرح کہا ہے ماوردی نے اور نہیں تعرض کیا ہے انہوں نے واسطے وجوب کہنے لا الہ الا اللہ کے اور حالانکہ یہ ظاہر حدیث کا ہے اور کہا بغوی نے شرح السنہ میں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ نہیں ہے کفارہ اس شخص پر جو قسم کھائے ساتھ غیر اسلام کے اگرچہ گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے لیکن لازم ہے اس پر توبہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اس کو ساتھ کلمہ توحید کے سو اشارہ کیا اس طرف کہ عقوبت اس کی خاص ہے ساتھ گناہ اس کے اور نہیں واجب کی اس پر اس کے مال میں کچھ چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے اس کو ساتھ کلمہ توحید کے اس واسطے کہ قسم کھانی ساتھ لات اور عزیٰ کے مشابہ ہے کفار کے سو اس کو حکم کیا کہ توحید کے ساتھ تدارک کرے اور کہا طیبی نے کہ حکمت بیچ ذکر کرنے قمار کے بعد قسم لات اور عزیٰ کے یہ ہے کہ جو لات کی قسم کھائے وہ کفار کے موافق ہوا ان کی قسم میں سو حکم کیا گیا ساتھ توحید کے اور جس نے جوئے کی طرف بلایا وہ موافق ہوا ان کو ان کی کھیل میں سو حکم کیا کہ اس کا کفارہ تصدق کرنا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو کھیل کی طرف بلائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ کرے اور جو کھیلے اس کے حق میں بطریق اولیٰ مؤکد ہے۔ (فتح)

٦١٥٩ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْیَتَصَدَّقْ.

٦١٥٩ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ صدقہ کرے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَی الشَّیْءِ وَإِنْ لَّمْ یُحَلَّفْ

جو قسم کھائے چیز پر اگرچہ قسم نہ دیا جائے

فائدہ: باب کیف کان یمین النبی ﷺ میں اس کی مثالیں بہت گزر چکی ہیں اور وہ ظاہر ہیں بیچ اس کے۔

٦١٦٠ـ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَكَانَ یَلْبَسُهٗ فَیَجْعَلُ فَصَّهٗ فِیْ بَاطِنِ كَفِّهٖ فَصَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ ثُمَّ إِنَّهٗ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ إِنِّیْ كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتِمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهٗ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمٰی بِهٖ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهٗ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَهُمْ.

٦١٦٠ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو پہنتے تھے سو اس کا نگینہ ہتھیلی کی اندر کی طرف کیا اور لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں پھر منبر پر بیٹھے اور اس کو اتارا سو فرمایا کہ بیشک میں نے اس انگوٹھی کو پہنا تھا اور اس کا نگینہ اندر کی طرف کرتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا پھر فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینکیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر طلب کے قسم کھانا درست ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر طلب قسم کھائی اور بعض شافعیہ نے مطلق کہا ہے کہ قسم کھانا بغیر طلب کے مکروہ ہے اس چیز میں کہ عبادت نہ ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ تعبیر کی جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں مصلحت ہو کہا ابن منیر نے کہ مقصود ترجمہ کا یہ ہے کہ خارج ہو مثل اس کی اللہ کے اس قول سے ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَیْمَانِكُمْ﴾ یعنی اس کی ایک تاویل پر تا کہ نہ خیال کیا جائے کہ قسم کھانے والا بغیر طلب قسم کے مرتکب ہے نہی کا سو اشارہ کیا اس طرف کہ نہی خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہ ہو اس میں قصد صحیح مانند تاکید حکم کے جیسا کہ وارد ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ سونے کی انگوٹھی کا پہننا منع ہے۔

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰی مِلَّةِ الْإِسْلَامِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى الْكُفْرِ

جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جولات اورعزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کو کفر کی طرف منسوب نہیں کیا۔

فائدہ: ملت کے معنی ہیں شریعت اور وہ نکرہ ہے بیچ سیاق شرط کے سو عام ہو گا تمام دینوں کو اہل کتاب سے مانند یہودیت اور نصرانیت کے اور جو لاحق ہیں ساتھ ان کے مجوسیوں اور صابئہ اور بت پرستوں اور دہریہ اور معطلہ اور شیطانوں اور فرشتوں وغیرہ سے اور نہیں جزم کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے کہ کیا اس کی قسم کھانے والا کافر ہو جاتا ہے یا نہیں لیکن اس کا تصرف چاہتا ہے کہ وہ اس سے کافر نہ ہو اس واسطے کہ معلق کیا ہے اس نے اس حدیث کو کہ جولات اورعزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہیں منسوب کیا اس کو طرف کفر کے اور تمام حجت پکڑنے کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت ﷺ نے اقتصار کیا ہے اوپر حکم کے ساتھ کہنے لا الہ الا اللہ کے اور اگر یہ کفر کو تقاضا کرتا تو البتہ حکم کرتے اس کو ساتھ تمام دونوں شہادت کے اور تحقیق مسئلے میں آئندہ تفصیل ہے اور موصول کیا ہے اس حدیث کو اگلے باب میں اور کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس کے حق میں جو کہے کہ میں کافر ہوں اللہ کا اگر اس طرح کروں پھر اس کام کو کرے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء شہروں کے نے کہ نہیں کفارہ اوپر اس کے اور نہیں ہوتا ہے کافر مگر یہ کہ اس کے دل میں یہ بات ہو اور کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ اور احمد اور اسحاق نے کہ وہ قسم ہے اور اس پر کفارہ ہے اور کہا ابن منذر نے کہ قول اول اصح ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ جولات اورعزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے کفارے کو اور اسی واسطے کہا کہ جو اسلام کے سوائے اور کسی دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ اس نے کہا سو مراد حضرت ﷺ کی اس میں تغلیظ اور تشدید ہے تاکہ نہ جرأت کرے کوئی اوپر اس کے۔ (فتح)

٦١٦١ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

٦١٦١ - حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا اور جو اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی سے عذاب ہو گا اور ایماندار کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور جو کسی ایماندار کو کافر کہے تو وہ اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا یعنی جو جھوٹی قسم کھائے اس طرح کہ اگر میں نے اس طرح کیا ہو یا کروں تو وہ شخص یہودی ہے یا نصرانی یا ہندو تو جیسے اس نے قسم کھائی ویسا ہی ہو گیا یعنی یہودی یا نصرانی کہا ابن دقیق العید نے کہ حلف ساتھ شے کے حقیقۃً وہ قسم ہے اور داخل کرنا بعض حروف قسم کا اوپر اس کے مانند قول اس کے کی واللہ والرحمٰن اور کبھی تعلیق بالشی کو بھی قسم کہتے ہیں مانند قول اس کے کی من حلف بالطلاق اور مراد تعلیق طلاق ہے اور اس کو حلف کہا گیا واسطے مشابہ ہونے اس کے کی ساتھ قسم کے بیچ تقاضا کرنے حث اور منع کے اور جب یہ مقرر ہوا تو احتمال ہے کہ مراد دوسرے معنی ہوں واسطے قول حضرت ﷺ کے جھوٹا جان بوجھ کر اور کذب داخل ہوتا ہے قضیہ اخباریہ میں کہ کبھی اس کا مقتضی واقع ہوتا ہے اور کبھی نہیں واقع ہوتا اور یہ برخلاف ہمارے کے ہے واللہ اور جو اس کے مشابہ ہے سو نہیں ہے اخبار ساتھ اس کے امر خارجی سے بلکہ وہ واسطے انشاء قسم کے ہے سو ہو گی صورت حلف کی اس جگہ دو وجہ پر ایک یہ کہ متعلق ہو ساتھ مستقبل کے جیسے کہے کہ اگر وہ ایسا کرے تو یہودی ہے دوسرا متعلق ہے ساتھ ماضی کے جیسے کہے کہ اگر اس نے ایسا کیا ہو تو وہ یہودی ہے اور کبھی استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو اس میں کفارہ نہیں دیکھتا اس واسطے کہ ان میں کفارہ ذکر نہیں کیا بلکہ ٹھہرایا مرتب اس کے کذب پر قول اپنے کو فھو کما قال کہا ابن دقیق العید نے کہ نہیں کافر ہوتا ماضی کی صورت میں مگر یہ کہ اس کا مقصود تعظیم ہو اور اس میں خلاف ہے نزدیک حنفیہ کے اس واسطے کہ وہ اختیار کرتا ہے معنی کو سو ہو گیا جیسے کہا وہ یہودی ہے اور بعض نے ان میں سے کہا کہ اگر نہ جانتا ہو کہ وہ قسم ہے تو نہیں کافر ہوتا اور اگر جانتا ہو کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اس کے توڑنے سے تو کافر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ کفر کے ساتھ راضی ہوا جب کہ اقدام کیا اس نے فعل پر اور کہا بعض شافعیہ نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ اس پر کفر کا حکم کیا جائے جب کہ جھوٹا ہو اور تحقیق تفصیل ہے سو اگر اس نے اعتقاد کیا ہو تعظیم اس چیز کی کہ اس نے ذکر کی تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر قصد کیا ہو حقیقت تعلیق کا تو نظر کی جائے سو اگر اس نے ارادہ کیا ہو کہ اس کے ساتھ متصف ہو تو کافر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ ارادہ کفر کا کفر ہے اور اگر ارادہ کیا ہو دور ہونے کا اس سے تو نہیں کافر ہوتا لیکن کیا یہ اس پر حرام ہے یا مکروہ تنزیہ مشہور یہ ہے کہ تنزیہ ہے اور یہ جو فرمایا کاذبا متعمدا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر قسم کھانے والا اگر دل سے ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور وہ کاذب ہو بیچ تعظیم اس چیز کے کہ نہیں اعتقاد رکھتا ہے اس کی تعظیم کا تو نہیں کافر ہوتا اور اگر اس دین کو اعتقاد کر کے قسم کھائی ہو اس کو حق جان کر تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر اس کی تعظیم کے واسطے کیا ہو تو احتمال ہے میں کہتا ہوں اور مقدوح ہے ساتھ اس کے کہ کہا جائے کہ اگر ارادہ کیا ہو اس کی تعظیم کا باعتبار اس چیز کے کہ نسخ سے پہلے تھی تو بھی کافر نہیں ہوتا اور واسطے قول اس کے کی کاذبا متعمدا شاہد ہے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ جو کہے کہ میں بیزار ہوں اسلام سے سو اگر وہ جھوٹا ہو تو ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا

کہ اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو نہیں پھرتا ہے اسلام کی طرف سلامت یعنی جب کہ اس کے ساتھ قسم کھائے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے تفصیل مذکور کی اور خاص کیا جاتا ہے ساتھ اس کے عموم حدیث ماضی کا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کلام کے تہدید اور مبالغہ وعید میں نہ حکم اور گویا کہ کہا کہ وہ مستحق ہے مثل عذاب اس شخص کی جو اعتقاد کرتا ہے جو اس نے کہا اور نظیر اس کی یہ حدیث ہے من ترك الصلوٰة فقد كفر یعنی مستوجب ہوا سزا اس کی کا جو کافر ہوا اور کہا ابن منذر نے قول حضرت ﷺ کا فھو کما قال نہیں ہے مطلق بیچ نسبت کرنے اس کے طرف کفر کی بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کاذب ہے مانند کذب اس شخص کے جو تعظیم کرنے والا ہے اس جہت کو اور یہ جو فرمایا کہ جو اپنی جان کو کسی چیز سے مارے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی چیز سے عذاب ہوگا تو ایک روایت میں ہے کہ جو دنیا میں اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا اس کو قیامت میں اسی چیز سے عذاب ہوگا اور قول حضرت ﷺ کا شی عام تر ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے مسلم کی روایت میں کہ لوہے کے ہتھیار سے یا زہر سے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ باب ہم جنس ہونے عقوبات اخرویہ کے ہے واسطے جنایات دنیاوی کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جنایات آدمی کی اپنے نفس پر مانند جنایت اس کی کے ہے غیر پر گناہ میں اس واسطے کہ اس کی جان مطلق اس کے ملک نہیں بلکہ وہ اللہ کے ملک ہے سو نہ تصرف کرے اس میں مگر جو اس کو اس میں اذن ہوا اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو واجب کرتا ہے ہم مثل ہونے کو قصاص میں برخلاف اس کے جو خاص کرتا ہے اس کو ساتھ ہتھیار لوہے کے اور رد کیا ہے اس کو ابن دقیق العید نے ساتھ اس کے کہ اللہ کے احکام کا قیاس اس کے فعلوں پر نہیں ہو سکتا سو یہ ضروری نہیں کہ کل جو ذکر ہوا آخرت میں کرے گا وہ دنیا میں بھی بندوں کے واسطے مشروع ہے مانند جلانے کے ساتھ آگ کے مثلاً اور پلانا گرم پانی کے کی جس کے ساتھ انتڑیاں کٹ جائیں کہ یہ آخرت میں اللہ بندوں کے ساتھ کرے گا اور دنیا میں جائز نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ استدلال کرتا ہے واسطے ہم مثل ہونے قصاص کے ساتھ غیر اس حدیث کے اور البتہ استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾۔ (فتح)

بَابُ لَا يَقُوْلُ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُوْلُ اَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ.

یوں نہ کہے کہ جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا یعنی دونوں مشیت کو جمع نہ کرے کہ اس میں شرک کا شبہ ہے اور کیا یوں کہے کہ میں مدد مانگتا ہوں اللہ سے پھر تجھ سے؟۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ ساتھ حکم کے پہلی صورت میں اور توقف کیا ہے دوسری صورت میں اور اس کا سبب یہ ہے کہ اگرچہ واقع ہوا ہے وہ باب کی حدیث میں لیکن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے فرشتے کی کلام سے بطور امتحان کے واسطے مقول لہ کے سو راہ پاتا ہے اس کی طرف احتمال اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ پہلی صورت کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی نسائی نے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس

نے کہا کہ تم شرک کرتے ہو یعنی یوں کہتے ہو کہ جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا اور تم کہتے ہو قسم ہے کعبے کی سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ جب قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں ورب الکعبۃ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی اور یوں کہیں کہ جو اللہ نے چاہا پھر جو تو نے چاہا اور نیز روایت کی نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی قسم کھائے تو یوں نہ کہے ما شاء اللہ وشئت اور چاہیے کہ یوں کہے مشاء اللہ ثم شئت اس واسطے کہ ماشاء اللہ وشئت میں شریک کرنا ہے اللہ کی مشیت میں اور کہا مہلب نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول اس کا ماشاء اللہ ثم شئت جائز ہے واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس قول کے انا باللہ ثم بک اور یہ معنی حضرت ﷺ سے بھی آئے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا یہ ساتھ داخل ہونے ثم کے اس واسطے کہ اللہ کی مشیت سابق ہے اوپر مشیت خلق کے اور چونکہ حدیث مذکور اس کی شرط پر نہ تھی تو استنباط کیا حدیث صحیح سے جو اس کے موافق ہے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں کہ یوں کہے ماشاء اللہ ثم شئت اور مکروہ ہے یوں کہنا اعوذ باللہ وبک اور یوں نا جائز ہے ثم بک اور یہ موافق ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث کو۔

تنبیہ: مناسبت اس باب کی کتاب الایمان سے اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعض طریقوں میں حلف کا ذکر آیا ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور اس وجہ سے کہ کبھی خیال کیا جاتا ہے کہ جائز ہے قسم کھانا ساتھ اللہ کے پھر ساتھ غیر اس کے جیسا کہ واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں انا باللہ ثم بک سو اشارہ کیا اس طرف کہ نہی ثابت ہے تشریک سے اور وارد ہوئی ہے ساتھ صورت ترتیب کے اوپر زبان فرشتے کے اور یہ جائز اس چیز میں ہے کہ سوائے قسموں کے ہے اور بہر حال قسم ساتھ غیر اللہ کے سو ثابت ہو چکی ہے اس سے نہی صریح سو نہ ملحق ہوگی ساتھ اس کے وہ چیز جو اس کے غیر میں وارد ہوئی۔ (فتح)

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِيَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں تین آدمی تھے سو اللہ نے چاہا کہ ان کو آزمائے سو اللہ نے فرشتہ بھیجا تو وہ کوڑی کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں سفر میں میرے سب سبب کٹ گئے سو آج مجھ کو منزل پر پہنچنا ممکن نہیں بغیر اللہ کی مدد کے پھر بغیر تیری مدد کے پھر ذکر کی راوی نے ساری حدیث۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾

اور قسم کھائی انہوں نے اللہ کی سخت تر قسمیں اپنی

فائدہ: یعنی کوشش کی انہوں نے اپنی قسموں میں سو مبالغہ کیا انہوں نے اس میں جہاں تک ان سے ہو سکا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ اَخْطَاْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ لَا تُقْسِمْ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو قسم ہے اللہ کی یا حضرت! بیان کیجیے مجھ سے جو میں خواب کی تعبیر میں چوکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ دے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب التعبیر میں آئے گی اور غرض اس جگہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نہ قسم دی بجائے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتحلف سو اشارہ کیا طرف رد کی اس شخص پر جو قائل ہے کہ جو کہے اقسمت تو اس کی قسم پکی ہو جاتی ہے اور اس واسطے کہ اگر قسمت کے بدلے حلفت کہے تو اس کی قسم بالاتفاق پکی نہیں ہوتی مگر یہ کہ قسم کی نیت کرے یا مقصود اس کا خبر دینا ہو کہ اس سے پہلے قسم ہو چکی ہے اور نیز پس حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سچی کرنے قسم کے سو اگر قول اس کا اقسمت قسم ہوتی تو البتہ آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سچا کرتے جب کہ انہوں نے قسم دی اسی واسطے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے پیچھے لایا اور اسی واسطے وارد کی حدیث حارثہ رضی اللہ عنہ کی آخر باب میں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ اگر قسم ہوتی تو البتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لائق تر تھے کہ ان کی قسم سچی کی جاتی اس واسطے کہ وہ اس امت کے بہشتیوں کے سردار ہیں اور بہر حال حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے قصے میں سو ظاہر یہ ہے کہ اس نے حقیقۃً قسم کھائی تھی، واللہ اعلم۔ کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس شخص کے حق میں کہ کہے اقسمت باللہ او اقسمت مجرد سو کہا ایک قوم نے کہ وہ قسم ہے اگرچہ قسم کا قصد نہ ہو مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ساتھ اس کے قائل ہے نخعی اور ثوری اور اہل کوفہ اور کہا اکثر نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ نیت کی ہو اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اقسمت باللہ قسم ہے اور مجرد اقسمت قسم نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے نیت کی ہو اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مجرد بالکل قسم نہیں ہوتی اگرچہ نیت کرے اور اقسمت باللہ اگر نیت کرے تو قسم ہے اور کہا اسحاق نے کہ بالکل قسم نہیں ہوتی اور احمد سے دونوں طرح روایت ہے اور ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ اگر یوں کہے قسما باللہ تو بالیقین قسم ہوتی ہے کہا ابن منیر نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو نہیں ٹھہراتا ہے قسم کو ساتھ صیغہ اقسمت کے قسم اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ مقید کرے اس چیز کو جو مطلق ہے حدیثوں میں ساتھ اس چیز کے کہ قید کی گئی ہے ساتھ اس کے آیت میں والعلم عند اللہ۔ (فتح)

٦١٦٢۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

٦١٦٢۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ.

ہم کو حکم دیا ساتھ سچی کرنے قسم قسم کھانے والے کے۔

فائدہ: یعنی ساتھ کرنے اس چیز کے کہ ارادہ کیا ہے اس کو قسم کھانے والے نے تا کہ ہو جائے اس کے ساتھ سچا اور یہ بھی ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو کئی بار گزری۔

٦١٦٣۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أُسَامَةَ أَنَّ بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ أَنَّ ابْنِي قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ فَأَقْعَدَهُ فِي حَجْرِهِ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ جُئِثُ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

٦١٦٣۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیٹی نے حضرت ﷺ کو کہلا بھیجا اور حضرت ﷺ کے ساتھ اُسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ تھے کہ بیشک میرا بیٹا مرا جاتا ہے سو آپ ہمارے پاس تشریف لائیں سو حضرت ﷺ نے کہلا بھیجا سلام کرتے اور فرماتے تھے کہ بیشک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی اُمید رکھے پھر اس نے حضرت ﷺ کو قسم دے کر بلا بھیجا سو حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے سو جب حضرت ﷺ وہاں جا کر بیٹھے تو آپ کی طرف لڑکا اٹھایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنی گود میں لیا اور لڑکے کی جان بے قرار اور بے چین تھی سو حضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! یہ رونا کیسا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے رکھتا ہے اس کو اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رحم کرتا ہے

اللہ اپنے بندوں سے ان پر جو رحم کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزری اور تقعقع کے معنی ہیں مضطرب ہے اور حرکت کرتا ہے اور یہ جو کہا ہذا تو یہ استفہام ہے حکم سے انکار کے واسطے نہیں اور مراد قسم سے حقیقۃً قسم کھانا ہے۔ (فتح)

٦١٦٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

۶۱۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جس کے تین لڑکے مریں گے اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی مگر بقدر قسم سچی کرنے کے۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے تین لڑکے مر گئے اور اس نے صبر کیا تو اس کو آگ نہ لگے گی مگر بقدر وارد ہونے کے اور کہا ابن تین وغیرہ نے کہ یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کی ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ یعنی اللہ نے بطور قسم کے فرمایا ہے کہ بیشک سب کو دوزخ پر گزر ہو گا پس اتنا ضرور ہو گا کہ دوزخ کے پل صراط پر چلنا ہو گا باقی کچھ عذاب نہیں اور بعض نے کہا کہ قسم اس میں مقدر ہے اور بعض نے کہا کہ وہ معطوف ہے قسم پر جو ما قبل میں ہے۔ (فتح)

٦١٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ وَأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ.

۶۱۶۵۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ بتلاؤں تم کو بہشتی لوگ جو بیچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے اور دوزخی لوگ جو اُجڈ موٹا حرام خور گھمنڈ والا۔

فائدہ: یعنی بہشت غریب بے روز مسلمانوں کا مقام ہے اور دوزخ بدخلق شکم پرور غرور والوں کا مکان ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بہشت کا طالب ہو اور دوزخ سے ڈرتا ہو وہ غریبی اختیار کرے اور جو دوزخ سے نہ ڈرے وہ جو چاہے سو کرے اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے یعنی اگر اللہ کے بھروسے سے کسی چیز پر قسم کھا بیٹھے کہ فلانی بات ویسی ہو گی تو اللہ ویسی ہی کر دیتا ہے اور اس کے سبب سے اس کو ٹال دیتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں قسم سے اپنے محل مذکور میں ہو گا یہ مراد نہیں

کہ نہ داخل ہوگا بیچ ہر ایک کے دونوں گھر سے مگر جو ان دونوں قسم سے ہو سو گویا کہ کہا گیا ہر بے زور بہشت میں ہوگا اور ہر غرور والا دوزخ میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دونوں قسموں کے سوائے اور کوئی اس میں داخل نہ ہو۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

جب کہے کہ اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یا میں نے اللہ کے ساتھ گواہی دی

فائدہ: یعنی کیا یہ قسم ہے اور اس میں اختلاف ہے سو حنفیہ اور حنابلہ نے کہا کہ ہاں قسم ہے اور یہ قول نخعی اور ثوری کا ہے اور راجح نزدیک حنابلہ کے یہ ہے کہ وہ قسم ہے اگرچہ باللہ نہ کہے اور یہ قول ربیعہ اور اوزاعی کا ہے اور نزدیک شافعیہ کے نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ اس کے ساتھ باللہ کو جوڑے اور باوجود اس کے کہ راجح یہ ہے کہ وہ کنایت ہے پس حاجت ہے طرف قصد کی اور یہ نص ہے شافعی رحمہ اللہ کی مختصر میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے حکم کی یا گواہی دیتا ہوں اللہ کے ایک ہونے کی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کہا ابو عبید نے کہ شاہد قسم ہے حالف کی سو جو کہے اشہد وہ قسم نہیں اور جو کہے اشہد باللہ وہ قسم ہے۔ (فتح)

٦١٦٦۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَكَانَ أَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ أَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

٦١٦٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب لوگوں میں بہتر کون سے لوگ ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین پھر ان تینوں زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر جلدی کرے گی اور قسم گواہی پر جلدی کرے گی یعنی جھوٹ جہان میں پھیل جائے گا بے علمی اور بے دیانتی کے سبب ناحق بے فائدہ قسمیں کھائیں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے، کہا ابراہیم نے کہ ہمارے ساتھی ہم کو منع کرتے تھے اور حالانکہ ہم لڑکے تھے کہ ہم قسم کھائیں ساتھ گواہی اور عہد کے یعنی ہم میں سے کوئی کہے اشہد باللہ یا کہے علی عہد اللہ۔

فائدہ: ان کی گواہی ان کی قسم پر جلدی کرے گی یعنی بہت قسم کھائیں گے ہر چیز میں یہاں تک کہ ان کی عادت ہو

جائے گی سو بغیر طلب کے قسم کھائیں اور قسم کھائیں گے اس جگہ جہاں نہ ارادہ کیا جائے گا ان سے قسم کا اور بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ قسم کھائیں گے اپنی گواہی کی تصدیق پر اس کے ادا کرنے سے پہلے یا پیچھے اور یہ اگر صادر ہو شاہد سے قبل حکم کے تو ساقط ہو جاتی ہے گواہی اس کی اور بعض نے کہا کہ مراد جلدی کرنا ہے طرف گواہی اور قسم کے اور حرص کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ پہلے گواہی دے یا قسم کھائے واسطے بے پرواہی کے اور مراد اصحاب سے مشائخ اور اُستاد لوگ ہیں۔ (فتح)

بَابُ عَهْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ — باب ہے بیچ بیان عہد اللہ کے

فائدہ: یعنی قول قائل کا علی عهد الله لا فعلن كذا اور عہد کے معنی ہیں نگاہ رکھنا چیز کا اور اس کی رعایت کرنا اسی واسطے وثیقہ کو عہد کہتے ہیں اور میثاق کو بھی عہد کہا جاتا ہے جو اللہ نے اپنے بندوں سے لیا تھا اور نیز مراد رکھی جاتی ہے اس سے وہ چیز کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے کتاب اور سنت میں ساتھ تاکید کے اور نذر کو بھی عہد کہتے ہیں اور امان اور وفا اور وصیت وغیرہ کو بھی عہد کہتے ہیں کہا ابن منذر نے جو قسم کھائے ساتھ عہد کے پھر توڑ ڈالے تو لازم آتا ہے اس پر کفارہ برابر ہے کہ اس کی نیت کی ہو یا نہ نزدیک اوزاعی اور کوفیوں کے اور یہی قول ہے حسن اور شعبی اور طاؤس وغیرہم کا اور یہی قول ہے احمد کا اور کہا عطاء اور شافعی اور اسحاق اور ابو عبید نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ نیت کرے اور کہا ابن منذر نے کہ اللہ نے فرمایا ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾ سو جو کہے کہ علی عہد اللہ یعنی مجھ پر ہے عہد اللہ کا تو اس نے سچ کہا اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی کہ اس نے ہم سے عہد لیا ہے سو نہ ہوگی یہ قسم مگر یہ کہ نیت کرے اور پہلوں کی حجت یہ ہے کہ عرف اس کے ساتھ جاری ہوئی ہے سو محمول ہوگا قسم پر۔ (فتح)

٦١٦٧ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَوْ قَالَ أَخِيهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ فَمَرَّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوا لَهُ فَقَالَ

٦١٦٧ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جھوٹی قسم کھائے تا کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان یا فرمایا اپنے بھائی مسلمان کا مال چھین لے وہ اللہ سے ملے گا اور حالانکہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا پھر اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا کا لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں، کہا سلیمان نے اپنی حدیث میں سو گزرا اشعث سو اس نے کہا کہ کیا حدیث بیان کرتا ہے تم سے عبداللہ؟ انہوں نے اس سے کہا سو کہا اشعث نے کہ اتری یہ آیت میرے اور میرے ایک ساتھی کے حق

الْأَشْعَثُ نَزَلَتْ فِيَّ وَفِيْ صَاحِبٍ لِّيْ فِيْ بِئْرٍ كَانَتْ بَيْنَنَا. میں ایک کنویں میں جو ہمارے درمیان مشترک تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب کے بعد آئے گی۔

بَابُ الْحَلِفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَكَلِمَاتِهٖ

قسم کھانا ساتھ عزت اللہ کے اور صفتوں اس کی کے اور کلام اس کی کے

فائدہ: اس ترجمہ میں عطف عام کا ہے خاص پر اور خاص کا عام پر اس واسطے کہ صفات عام تر ہیں عزت اور کلام سے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس طرف کہ قسمیں منقسم ہیں طرف صریح اور کنایہ کی اور متردد درمیان دونوں کے اور وہ صفات ہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا وہ ملحق ہیں ساتھ صریح کہ قصد کی حاجت نہ ہو یا نہیں کہ قصد کی حاجت ہو اور راجح یہ ہے کہ صفات ذات ملحق ہیں ساتھ صریح کے سو نہیں نفع دیتا ہے ساتھ اس کے توریہ جب کہ متعلق ہو ساتھ اس کے حق آدمی کا اور صفات فعلیہ ملحق ہیں ساتھ کنایہ کے سو عزۃ اللہ صفت ذات ہے اور اسی طرح جلال اور عظمت اس کی کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ جو کہے قسم ہے حق اللہ کی اور عظمت اللہ کی اور جلال اللہ کی اور قدرت اللہ کی تو وہ قسم ہے برابر ہے کہ اس کی نیت کرے یا نہ کرے اور کہا اس کے غیر نے احتمال ہے کہ قدرت صفت ذات ہو پس ہو گی قسم صریح اور احتمال ہے کہ ارادہ مقدور کا ہو پس ہو گی کنایت۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی عزت کی

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے اوپر قسم کھانے کے ساتھ عزۃ اللہ کے یہ ہے کہ اگرچہ وہ ساتھ لفظ دعا کے ہے لیکن نہیں پناہ مانگی جاتی ہے مگر ساتھ اللہ کے یا ساتھ کسی صفت کے اس کی صفات ذاتی سے اور عزت بھی صفات ذات سے ہے نہ صفات فعل سے پس منعقد ہو گی ساتھ اس کے قسم۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهٖ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقی رہے گا ایک مرد بہشت اور دوزخ کے درمیان سو کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ آگ سے پھیر دے تیری عزت کی قسم میں تجھ سے اس کے سوائے اور کچھ نہیں مانگوں گا، اور کہا ابو سعید نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اس کے دس گنا اور۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے حدیث دراز سے جو حشر کے باب میں ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ تیری عزت کی قسم اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ذکر کیا اور برقرار رکھا پس ہوگی حجت بیچ اس کے کہ عزت اللہ کی قسم صحیح ہے۔

وَقَالَ أَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

اور کہا ایوب علیہ السلام نے اور تیری عزت کی قسم تیری برکت سے مجھ کو بے پرواہی نہیں

فائدہ: یہ حدیث طہارت میں گزری اور اس میں ہے کہ ایوب علیہ السلام نہاتے تھے سو اس پر سونے کی ٹڈیاں گریں اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام نہیں قسم کھاتے تھے مگر اللہ کی اور حضرت ﷺ نے ایوب علیہ السلام سے یہ ذکر کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ (فتح)

٦١٦٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ ﴿تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهُ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

٦١٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ کہتی رہے گی کچھ اور بھی زیادہ ہے یہاں تک کہ عزت والا پروردگار اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر آپس میں سمٹ جائے گی روایت کیا ہے اس کو شعبہ نے قتادہ سے۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عزت اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں سو اس باب میں اشارہ ہے اس قول کے رد کی طرف۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللّٰهِ

کہنا مرد کا قسم ہے عمر اللہ کی

فائدہ: یعنی کیا یہ قسم ہے اور یہ مبنی ہے اوپر تفسیر عمر کے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد عمر سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے لعمرک یعنی تیری حیاتی کی قسم

فائدہ: اور کہا مالکیہ اور حنفیہ نے کہ منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے قسم اس واسطے کہ اللہ کا بقا اس کی صفت ذاتی ہے اور مالک سے ہے کہ نہیں پسند ہے مجھ کو قسم کھانا ساتھ اس کے اور روایت کی اسحاق بن راہویہ نے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی قسم لعمری تھی اور کہا شافعی اور اسحاق نے کہ نہیں ہوتی ہے قسم مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ بولی جاتی ہے علم پر اور حق پر اور کبھی مراد علم سے معلوم ہوتا ہے اور حق ہے جو اللہ نے واجب کیا اور احمد سے دونوں طرح روایت آئی ہے اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس کے کہ جائز ہے واسطے اللہ کے کہ قسم کھائے اپنی مخلوق سے جس کی چاہے اور مخلوق کو یہ جائز نہیں واسطے ثابت ہونے نہی کے حلف بغیر اللہ کے اور البتہ شمار کیا ہے اماموں نے

اس کو حضرت ﷺ کے فضائل سے۔ (فتح)

۶۱۶۹۔ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ وَفِيهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ.

۶۱۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے ان کی پاک دامنی بیان کی اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا حدیث کا سو حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن اُبی سے بدلہ طلب کیا تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا سو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا قسم ہے عمر اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کریں گے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث افک کا اور اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نور میں گزری اور غرض اس سے یہ قول اُسید رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قسم ہے عمر اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾

نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دل نے کمائی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ مراد اس ترجمہ میں آیت سورۂ بقرہ کی ہے اس واسطے کہ مائدہ کی آیت اول کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور تمسک کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس میں ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مذکور ہے باب میں اس واسطے کہ وہ قرآن اترنے کے وقت موجود تھیں سو وہ زیادہ تر عالم ہیں ساتھ مراد کے غیر سے اور البتہ جزم کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اتری یہ آیت بیچ قول اس کے کے لا واللہ و بلی واللہ جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی طبری نے مرسل حسن سے کہ قسم تیر اندازوں کی لغو ہے نہ اس میں کفارہ ہے نہ عقوبت لیکن یہ حدیث ثابت نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اصحاب اور ایک جماعت سے ہے کہ لغو قسم یہ ہے

کہ قسم کھائے ایک چیز پر کہ اس کے گمان میں ہو پھر ظاہر ہو خلاف اس کا پس خاص ہے ساتھ ماضی کے اور بعض نے کہا کہ مستقبل میں بھی داخل ہوتی ہے اور یہی قول ہے ربیعہ اور مالک اور مکحول اور اوزاعی اور لیث کا اور احمد سے دو روایتیں ہیں اور نقل کیا ہے ابن منذر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب سے اور قسم اور عطاء اور شعبی اور طاؤس اور حسن سے مانند اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو قلابہ سے ہے کہ لا واللہ وبلی واللہ ایک لغت ہے عرب کی لغات سے نہیں مراد ہوتی ہے اس سے قسم اور یہ حیلہ کلام کا ہے اور نقل کیا ہے اسماعیل قاضی نے طاؤس سے کہ لغو قسم یہ ہے کہ قسم کھائے غصے کی حالت میں اور جملہ اس میں آٹھ قول ہیں منجملہ ان کے نخعی کا قول ہے کہ قسم کھائے ایک چیز پر کہ اس کو نہ کرے گا پھر بھول کر اس کو کر لے اور حسن سے مثل اس کی ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ مانند قول مرد کی ہے واللہ وہ اس طرح ہے اس کو گمان ہو کہ وہ سچا ہے اور در حقیقت اس طرح نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یہ ہے کہ حرام کرے اس چیز کو کہ اللہ نے اس کے واسطے حلال کی اور معارض اس کو ہے حدیث جو ثابت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کما تقدم کہ واجب ہے اس میں کفارہ قسم کا اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ اپنی جان پر بد دعا کرے اگر اس نے ایسا کیا پھر اس کو کیا اور یہ قسم معصیت کی ہے کہا ابن عربی نے کہ یہ قول باطل ہے، اس واسطے کہ جو قسم کھائے اوپر ترک گناہ کے منعقد ہوتی ہے قسم اس کی عبادت اور جو گناہ کے کرنے پر قسم کھائے اس کی قسم منعقد ہوتی ہے اور اس کو کہا جائے کہ نہ کر اور اپنی قسم کا کفارہ دے پھر اگر اس کو کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور اپنی قسم میں سچا ہوتا ہے کہا ابن عربی نے کہ جو قائل ہے کہ وہ غصے کی قسم ہے تو رد کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے حدیثوں میں جو مذکور ہیں باب وغیرہ میں۔ (فتح)

۶۱۷۰۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ أَیْمَانِکُمْ﴾ قَالَ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِیْ قَوْلِهٖ لَا وَاللّٰهِ بَلٰی وَاللّٰهِ.

۶۱۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں پکڑتا اللہ تم کو تمہاری بے فائدہ قسموں پر کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اتری یہ آیت بیچ قول مرد کے لا واللہ وبلی واللہ یعنی اور قسم کا قصد نہیں ہوتا۔

بَابُ إِذَا حَنِثَ نَاسِیًا فِی الْأَیْمَانِ

جب بھول کر قسم توڑے تو کیا اس پر کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا أَخْطَأْتُمْ بِهٖ﴾

اور اللہ نے فرمایا اور نہیں تم پر گناہ اس چیز میں کہ تم نے اس پر خطا کی

فائدہ: اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس شخص نے جو قائل ہے ساتھ عدم حنث اس شخص کے جو بلا قصد

محلوف علیہ کو بھول کر یا زبردستی سے کرے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کا فعل اس کی طرف شرعا منسوب نہیں ہوتا واسطے مرفوع ہونے حکم اس کے کے اس سے ساتھ اس آیت کے سو گویا کہ اس نے اس کو نہیں کیا یعنی تو کفارہ بھی اس پر واجب نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيْتُ﴾ اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ نہ پکڑ مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ میں بھول گیا

فائدہ: کہا مہلب نے کہ قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ ثابت کرنے عذر کے ساتھ جہل اور بھول کے تا کہ ساقط کرے کفارہ اور جو مناسب ہے اس کے مقصود کو باب کی حدیثوں سے اول ہے اور حدیث من اکل ناسیا اور حدیث اول تشہد بھول جانے کی اور قصہ موسیٰ علیہ السلام کا اس واسطے کہ خضر علیہ السلام نے معذور رکھا اس کو ساتھ بھول جانے کے اور حالانکہ وہ ایک بندہ ہے اللہ کے بندوں سے سو اللہ لائق تر ہے ساتھ در گزر کرنے کے اور بیچ موافق ہونے باقی حدیثوں کے ترجمہ سے نظر ہے میں کہتا ہوں اور نیز موافق ہے اس کو حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ مقدم کرنے بعض عبادت حج کے بعد پر اس واسطے کہ نہیں حکم کیا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ دوہرانے کے بلکہ معذور رکھا اس کے فاعل کو بسبب نہ جاننے حکم کے اور کہا اس کے غیر نے کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے باب کی حدیثوں کو اختلاف پر واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ یہ اصول ہے ادلہ دونوں فریق کے تا کہ استنباط کرے ہر ایک ان سے جو اس کے مذہب کے موافق ہے اور جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ قائل ہے ساتھ نہ واجب ہونے کفارے کے مطلق اور توجیہ دلالت کی باب کی سب حدیثوں سے ممکن ہے اور بہر حال جو بظاہر اس کے مخالف ہے سو جواب اس سے ممکن ہے سو منجملہ اس کے دیت ہے بیچ قتل خطا کے اور اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کو ساقط نہ کرتا تو اس کو اس کا مطالبہ کرنا جائز تھا اور جواب یہ ہے کہ وہ خطاب وضع سے ہے اور نہیں ہے کلام بیچ اس کے اور منجملہ اس کے بدلنا قربانی کا ہے جو وقت سے پہلے ذبح کی گئی تھی اور جواب یہ ہے کہ یہ اس چیز کی جنس سے ہے جو اس سے پہلے ہے اور منجملہ اس کے حدیث اس کی ہے جس نے اپنی نماز کو خراب کیا تھا اس واسطے کہ اگر اس کو جہالت کے سبب معذور نہ رکھتے تو برقرار رکھتے اس کو اوپر تمام کرنے نماز مختلف کے لیکن چونکہ امید تھی کہ وہ سمجھ جائے گا اس واسطے اس کو دوہرانے کا حکم کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ اس نے نادانی کے سبب یہ کام کیا ہے تو اس کو سکھلایا اور نہیں ہے اس میں تمسک اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ واجب ہونے کفارے کے نسیان کی صورت میں اور نیز پس نماز تو قائم ہوتی ہے ساتھ ارکان کے سو جو رکن کہ اس سے خلل وارد ہوا اس سے نماز بھی خلل وارد ہوگی جب کہ نہ تدارک کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو مناسب ہے یہ ہے کہ اگر کرے وہ چیز کہ باطل کرے نماز کو یا کلام کرے ساتھ اس کے کہ بیشک وہ نہیں باطل ہوتی ہے نزدیک جمہور کے جیسے کہ دلالت

کرتی ہے اس پر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے کہ جو بھول کر کھائے یا پیئے اور کہا ابن تین نے کہ جاری کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾ ہر چیز میں اور کہا اس کے غیر نے کہ یہ قصے مخصوص میں ہے اور جواب یہ ہے کہ بغرض تسلیم نہیں منع کرتا یہ استدلال کرنے کو ساتھ عموم اس کے سے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اوپر عمل کے ساتھ عموم اس کے بیچ ساقط ہونے گناہ کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں تین قول پر تیسرا قول فرق کرنا ہے درمیان طلاق اور عتاق کے سو واجب ہے اس میں کفارہ ساتھ جہل اور نسیان کے برخلاف اور قسموں کے کہ اس میں کفارہ واجب نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور ایک روایت احمد کی اور راجح نزدیک شافعیہ کے برابری کرنا ہے درمیان تمام کے بیچ نہ واجب ہونے کے اور حنابلہ سے عکس اس کا ہے اور یہ قول مالکیہ اور حنفیہ کا ہے اور احمد سے ہے کہ وہ واقع کرتا تھا حنث کو بیچ بھول طلاق کے اور جو اس کے سوائے ہے اس میں توقف کرتے۔ (فتح)

٦١٧١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفٰى عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِيْ عَمَّا وَسْوَسَتْ أَوْ حَدَّثَتْ بِهٖ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ أَوْ تَكَلَّمْ.

٦١٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ جو خطرے اور خیال دل میں آتے ہیں سو اللہ نے اس کے گناہ میری امت سے معاف کر دیئے ہیں جب تک اس پر عمل نہ کرے یا اس کو بولے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ نہیں ہے حدیث میں ذکر نسیان کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں ذکر اس چیز کا ہے جو آدمی کے دل میں خطرہ گزرے میں کہتا ہوں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی لاحق کرنا اس چیز کا ہے جو مرتب ہو نسیان پر ساتھ معاف ہونے کے اس واسطے کہ نسیان متعلقات عمل قلب کے سے ہے اور کہا کرمانی نے کہ قیاس کیا ہے خطا اور نسیان کو وسوسہ پر سو جس طرح نہیں اعتبار ہے وسوسہ کا وقت نہ قرار پکڑنے اس کے کے دل میں تو اسی طرح حال ہے بھول جانے والے اور چوک جانے والے کا کہ نہیں قرار دیتا ہے دونوں کے واسطے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک اللہ نے میری امت کی بھول چوک معاف کر دی اور جس پر وہ مجبور کیے جائیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو قائل ہے کہ جی کے خطرے پر مؤاخذہ نہیں اگرچہ اس پر قصد کرے اور جو اس کا قائل ہے کہ قصد پر مؤاخذہ ہے تو جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ ایک قسم ہے عمل سے یعنی دل کے عمل سے میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مراد ساتھ عمل کے عمل جوارح کا ہے اس واسطے کہ مفہوم لفظ مالا یعمل کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو چیز سینے میں ہے اس پر مؤاخذہ نہیں یعنی دل کا خیال خطرہ سب معاف ہے برابر ہے کہ دل میں جگہ پکڑے یا نہ وقد تقدم البحث فی ذلك فی آخر الرقاق اور حدیث میں

اشارہ ہے اس طرف کہ امت محمدی ﷺ کا بڑا رتبہ ہے بسبب تعظیم اور تکریم حضرت ﷺ کے واسطے قول حضرت ﷺ کے تجاوز لی اور اس میں اشارہ ہے طرف خاص ہونے امت محمدی کے ساتھ اس کے یعنی دل کے خیال خطرے پر مؤاخذہ نہ ہونا فقط اسی امت محمدی کا خاصہ ہے اور کسی امت کو یہ بات عطا نہیں ہوئی بلکہ تصریح کی بعض نے ساتھ اس کے کہ حکم بھولے سے کرنے والے کا جان بوجھ کر کرنے والے کی مانند تھا گناہ میں اور یہ اس بوجھ سے ہے جو پہلی امتوں پر تھا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ تو یہ بات اصحاب پر بھاری پڑی سو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ کہو جیسا اہل کتاب نے کہا کہ ہم نے سنا پھر نہ مانا بلکہ کہو کہ ہم نے سنا اور مانا تو اصحاب نے اسی طرح کہا تو یہ آیت اتری ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ﴾ آخر سورت تک اور اس میں ہے بیچ قول اللہ کے ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا﴾ اللہ نے فرمایا ہاں یعنی میں نے تمہاری یہ دعا قبول کی۔ (فتح)

٦١٧٢۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتُ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

٦١٧٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں گمان کرتا تھا ایسا ایسا پہلے ایسے ایسے سے یعنی میں نے حج کے بعض افعال میں تقدیم و تاخیر کی پھر اور مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں گمان کرتا تھا کہ فلانی فلانی عبادت پہلے ہے فلانی فلانی عبادت سے ان تین چیزوں کے واسطے یعنی سر منڈانے اور قربانی ذبح کرنے اور کنکریاں پھینکنے میں یعنی میں نے سر منڈایا قربانی ذبح کرنے سے پہلے اور قربانی ذبح کی کنکریاں مارنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کر لے اور ان سب کے واسطے اس دن کچھ مضائقہ نہیں سو نہ پوچھے گئے حضرت ﷺ اس دن کسی چیز سے مگر کہ یہی فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ مضائقہ نہیں۔

٦١٧٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

٦١٧٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے طواف زیارت کیا کنکریاں مارنے سے پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ

قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ.

مضائقہ نہیں دوسرے نے کہا کہ میں نے سر منڈایا قربانی ذبح کرنے سے پہلے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں تیسرے نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی کنکریاں مارنے سے پہلے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح حج میں گزری۔

٦١٧٤ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَأَعْلِمْنِيْ قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

٦١٧٤ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے مسجد میں آ کر نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کنارے میں بیٹھے تھے سو وہ نماز پڑھ کے آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ پلٹ جا پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اس نے پلٹ کر پھر نماز پڑھی پھر سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی اس نے تیسری بار کہا کہ مجھ کو بتلایئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نماز کے واسطے کھڑا ہوا کرے تو وضو کو کامل کیا کر پھر خانہ کعبہ کی طرف منہ کیا کر پھر اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کر جو کچھ کہ تجھ کو آسان ہو قرآن سے پھر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سجدے سے سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا بیٹھ جائے پھر سجدہ کیا کر اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر اسی طرح اپنی سب نماز میں کیا کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ میں گزری۔

٦١٧٥ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

٦١٧٥ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے دن مشرکوں کو شکست ہوئی جو ان کے منہ میں پہچانی گئی تو

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيْمَةً تُعْرَفُ فِيهِمْ فَصَرَخَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ فَقَالَ أَبِيْ أَبِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا انْحَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

شیطان چلایا کہ اے اللہ کے بندو! بچو اپنے پیچھے والوں سے یعنی تمہارے پیچھے سے کافر آتے ہیں تو اگلے لوگ پلٹے سو اگلے پچھلے مسلمان آپس میں لڑنے لگے یعنی اس گمان سے کہ وہ مشرک ہیں سو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو اچانک اپنے باپ کو دیکھا یعنی پچھلے لوگوں میں سو کہا کہ یہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو قسم ہے اللہ کی نہ باز آئے یہاں تک کہ اس کو قتل کیا تو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تم کو بخشے کہا عروہ نے قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بقیہ خیر کا یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری کہا کرمانی نے یعنی بقیہ غم اور افسوس کا اور یہ وہم ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ حاصل ہوئی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے واسطے خیر اس کی اس بات سے جو اس نے ان مسلمانوں کو کہی جنہوں نے اس کے باپ کو چوک کر قتل کیا تھا کہ اللہ تم کو بخشے اور ہمیشہ رہی یہ نیکی بیچ اس کے یہاں تک کہ فوت ہوا۔ (فتح)

۶۱۷۶۔ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

۶۱۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھول کر روزے کی حالت میں کھائے تو چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا پلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزری اور کہا ابن منیر نے کہ واجب کیا ہے مالک نے کفارہ حنث کا بھولے سے کام کرنے والے پر اور نہیں مخالفت کی اس نے اس کے ظاہر امر میں مگر ایک مسئلے میں اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کھائے ساتھ طلاق کے کہ البتہ کل روزہ رکھے گا پھر بھولے سے کھالے اس کے بعد کہ رات کو روزے کی نیت کی ہو تو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے کوئی چیز اوپر اس کے اور اختلاف منقول ہے اس سے سو بعض نے کہا کہ اس پر قضاء نہیں اور بعض نے کہا کہ نہ قسم توڑنا لازم آتا ہے اور نہ قضاء اور یہی راجح ہے بہر حال نہ واجب ہونا قضاء کا سو اس واسطے کہ اس نے جان بوجھ کر عبادت کو باطل نہیں کیا اور بہر حال نہ توڑنا قسم کا سو وہ بر تقدیر صحیح ہونے روزے کے ہے اس واسطے کہ وہی ہے جس پر قسم کھائی گئی اور البتہ صحیح رکھا ہے شارع نے روزہ اس کا اور جب روزہ صحیح ہوا تو نہ واقع ہوگا

اس پر توڑنا۔ (فتح)

٦١٧٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ فَمَضٰى فِي صَلَاتِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ فَكَبَّرَ وَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَسَلَّمَ.

٦١٧٧۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی سو پہلی دونوں رکعتوں میں اٹھ کھڑے ہوئے التحیات بیٹھنے سے پہلے سو اپنی نماز میں گزرے یعنی بدستور پڑھتے رہے سو جب آپ نے اپنی نماز تمام کی اور لوگوں نے آپ کے سلام کا انتظار کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا سو سجدہ کیا سلام کرنے سے پہلے پھر اپنا سر اٹھایا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور سلام کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں سجدہ سہو کا بیان ہے سلام کرنے سے پہلے واسطے ترک کرنے اول تشہد کے اور اس حدیث کی شرح سجدہ سہو میں گزری۔ (فتح)

٦١٧٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ مِنْهَا قَالَ مَنْصُوْرٌ لَا أَدْرِيْ إِبْرَاهِيْمُ وَهِمَ أَمْ عَلْقَمَةُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَّا يَدْرِيْ زَادَ فِيْ صَلَاتِهٖ أَمْ نَقَصَ فَيَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

٦١٧٨۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی سو اس میں کچھ بڑھایا یا گھٹایا کہا منصور نے میں نہیں جانتا کہ ابراہیم نے وہم کیا یا علقمہ نے کہا راوی نے سو کسی نے کہا یا حضرت! کیا نماز گھٹائی گئی یا آپ بھول گئے؟ فرمایا اور تمہارے اس پوچھنے کا کیا سبب ہے؟ اصحاب نے کہا کہ آپ نے ایسی ایسی نماز پڑھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو سجدے کروائے پھر فرمایا کہ یہ دونوں سجدے اس کے واسطے ہیں جو اپنی نماز میں کچھ بڑھائے یا گھٹائے تو چاہیے کہ قصد اور اٹکل کرے ٹھیک بات کی سو باقی نماز کو تمام کرے پھر دو سجدے کرے۔

٦١٧٩۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ

٦١٧٩۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بیچ تفسیر اس آیت کے کہ مجھ کو مت پکڑ

جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ قَالَ كَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا.

میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل کہا کہ پہلا اعتراض موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام پر بھولے سے تھا۔

فائدہ: یعنی تھے موسیٰ علیہ السلام وقت انکار کرنے کے خضر علیہ السلام پر کشتی کے پھاڑنے سے بھولنے والے واسطے اس چیز کے کہ شرط کی تھی اس پر خضر علیہ السلام نے بیچ قول اس کے کی ﴿فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ اور اگر کہا جائے کہ نسیان پر مؤاخذہ نہ کرنا باوجہ ہے پھر خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر کیوں مؤاخذہ کیا ہم کہتے ہیں کہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ عموم شرط اس کے کی جس کا موسیٰ علیہ السلام نے التزام کیا تھا سو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کے واسطے بھول کے ساتھ عذر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ خارج ہے ساتھ حکم شرع کے عموم شرط سے اور ساتھ اس تقریر کے باوجہ ہوگا وارد کرنا اس حدیث کا اس ترجمہ میں پھر اگر کہا جائے کہ دوسرا قصہ نہ تھا مگر عمدا سو کیا چیز باعث ہوئی اس کو اوپر خلاف کرنے شرط کے ہم کہتے ہیں اس واسطے کہ پہلی بار میں اس کو توقع تھی کہ کشتی والے ہلاک ہو جائیں گے سو جلدی کی موسیٰ علیہ السلام نے واسطے انکار کے سو ہوا جو ہوا اور عذر کیا موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ بھول کے اور مقدر کی تھی اللہ نے سلامتی ان کی اور دوسری بار میں لڑکے کا قتل کرنا محقق تھا سو نہ صبر کیا انکار پر سو انکار کیا اس سے جان بوجھ کر باوجود یاد ہونے شرط کے واسطے مقدم کرنے حکم شرع کے اسی واسطے نہ عذر کیا بھول کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ تجربہ کرے اپنے نفس کو تیسری بار میں اس واسطے کہ وہ حد مبین ہے غالبا واسطے اس چیز کے کہ پوشیدہ ہے امور سے پھر اگر کہا جائے کہ کیا تیسرا اعتراض عمدا تھا یا بھولے سے ہم کہتے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھولے سے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤاخذہ کیا موسیٰ علیہ السلام پر خضر علیہ السلام نے بسبب اس شرط کے کہ تھی شرط کی اس نے اپنے نفس پر جدا ہونے سے تیسری بار میں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن تین نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں کہا کہ وہ جان بوجھ کر تھا واسطے بعید جاننے اس بات کے کہ واقع ہو موسیٰ علیہ السلام سے انکار امر شرع کا اور وہ احسان کرنا ہے ساتھ اس کے جو برا کرے۔ (فتح)

٦١٨٠۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَأَمَرَ

۶۱۸۰۔ حضرت شعبی سے روایت ہے کہ براء رضی اللہ عنہ نے کہا اور ان کے پاس ایک مہمان تھا سو اس نے اپنے گھر والوں کو حکم کیا کہ قربانی ذبح کریں اس کے پھرنے سے پہلے تا کہ ان کا مہمان کھائے سو انہوں نے قربانی ذبح کی عید کی نماز سے پہلے

أَهْلَهُ أَنْ يَذْبَحُوا قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ لِيَأْكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيْدَ الذَّبْحَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَيَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ وَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهُ أَمْ لَا رَوَاهُ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر انہوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا پھر قربانی ذبح کرنے کا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے شیر خوار جو بہتر ہے دو بکری گوشت والی سے یا دو بکریوں کے گوشت سے اور ابن عون راوی کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں شعبی کی حدیث سے اور حدیث بیان کرتا تھا ابن سیرین سے یعنی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اس حدیث کی اور کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں اور کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا پہنچی ہے رخصت اس کے غیر کو یا نہیں روایت کیا ہے اس کو ایوب نے ابن سیرین سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: کھڑا ہوتا تھا اس مکان میں شعبی کی حدیث سے یعنی ترک کرتا تھا تکملے اس کے کو اور مثل اس حدیث کی ہے یعنی مثل حدیث شعبی کی براء رضی اللہ عنہ سے۔

٦١٨١ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ عِيْدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبَدِّلْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

٦١٨١ـ جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس موجود تھا حضرت ﷺ نے عید کے دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ جس نے قربانی ذبح کی ہو تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے ساتھ اللہ کے نام کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے اشارہ ہے اس طرف کہ بھول جانے والا اور جو حکم سے جاہل ہو دونوں برابر ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ — باب ہے بیچ بیان جھوٹی قسم کے

فائدہ: اور نام رکھا گیا ہے اس کا غموس اس واسطے کہ وہ ڈبوتی ہے قسم کھانے والے کو گناہ میں پھر آگ میں اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے اور نہیں حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنْ

یُؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ﴾ اور یہ قسم غیر منعقد ہے اس واسطے کہ منعقد وہ ہوتی ہے جس کا توڑنا ممکن ہو اور نہیں حاصل ہوتی ہے قسم غموس میں بر بالکل۔ (فتح)

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْا اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللهِ وَلَکُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ دَخَلًا مَکْرًا وَّخِیَانَةً

اور نہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو جو تم نے قسم کھائی اس پر کہ تم پورا کرو گے عہد اس شخص سے جس سے تم نے عہد کیا دغا اور فریب تا کہ ان کو تم پر اطمینان ہو اور تمہارے دل میں ان کے واسطے دغا ہو۔

فائدہ: اور مناسبت اس ذکر کی واسطے قسم غموس کے وارد ہونا وعید کا ہے جو جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔

٦١٨٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْکَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ.

٦١٨٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبیرے گناہ یہ ہیں اللہ کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے کہا کہ کیا ہے یمین غموس؟ فرمایا جو چھین لے مال مسلمان کا اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو اور قائل قلت کا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے اور جواب دینے والے حضرت ﷺ ہیں اور احتمال ہے کہ سائل عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نیچے کا راوی ہو اور مجیب خود عبداللہ رضی اللہ عنہ ہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سائل کا نام فراس ہے اور مسئول شعبی ہے اور البتہ بیان کیا ہے میں نے ضابطہ کبیرہ کا اور خلاف اس میں اور یہ کہ گناہوں میں بعض گناہ صغیرہ ہیں اور بعض کبیرہ اور بعض اکبر اور مراد کبیرے گناہوں سے باب کی حدیث میں اکبر الکبائر ہیں یعنی جو کبیرے گناہوں میں بہت بڑے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس پر کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں اس واسطے کہ اتفاق ہے اس پر کہ شرک اور عقوق اور قتل میں کفارہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفارہ اس کا توبہ کرنا ہے اس سے اور قابو دینا قصاص پر قتل عمد میں تو اسی طرح یمین غموس میں بھی کفارہ نہ ہوگا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے ضعیف ہے اس واسطے کہ جمع کرنا مختلف احکام کو جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿کُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ اِذَا اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ اور دینا واجب ہے اور کھانا واجب نہیں اور روایت کی ابن جوزی رحمہ اللہ نے تحقیق میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں کفارہ ہیں اور نقل کیا ہے محمد بن نصر اور ابن منذر نے اتفاق اصحاب کا اس پر کہ نہیں ہے کفارہ یمین غموس میں اور ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم شمار کرتے تھے اس گناہ کو جس میں کفارہ نہیں یمین غموس یہ کہ آدمی جھوٹی قسم کھائے اپنے بھائی مسلمان کے مال پر تا کہ اس کو چھین لے اور اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں اور کہا حکم اور عطاء اور اوزاعی اور شافعی وغیرہ نے کہ اس میں کفارہ واجب ہے اور ان لوگوں نے جواب دیا ہے کہ اس کو کفارے کی زیادہ تر حاجت ہے غیر سے اور ساتھ اس کے کہ نہیں زیادہ کرتا ہے اس کو کفارہ مگر بھلائی اور جو واجب ہے اس پر رجوع کرنا ہے طرف حق کے اور پھیر دینا ظلم کا سو اگر نہ کرے اور کفارہ دے تو کفارہ نہیں اٹھاتا اس سے حکم تعدی کا بلکہ نفع دیتا ہے اس کو فی الجملہ اور طعن کیا ہے ابن حزم نے بیچ صحت اثر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حجت پکڑی اس نے ساتھ واجب کرنے کفارے کے اس کے حق میں جو جان بوجھ کر رمضان کے روزے میں جماع کرے اور جو اپنے حج کو فاسد کرے اور اُمید ہے کہ یہ دونوں کا گناہ بڑا ہے اس شخص کے گناہ سے جو یمین غموس کے ساتھ قسم کھائے اور البتہ واجب کیا ہے مالکیہ نے کفارے کو اس پر جو قسم کھائے کہ نہ زنا کرے گا پھر زنا کرے اور شافعی رحمہ اللہ کی حجت قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس حدیث میں جو اول کتاب الایمان میں گزری کہ چاہیے کہ کرے جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے سو حکم کیا کفارے کا اس کو جو جان بوجھ کر قسم توڑے سو اس سے لیا جاتا ہے شروع ہونا کفارے کا اس کے واسطے جو قسم کھائے حانث ہو کر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ جو اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اللہ کے اس قول تک کہ ان کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے آیت سے کہ عہد اور چیز ہے اور یمین اور چیز ہے واسطے عطف قسم کے اوپر اس کے تو اس میں حجت ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عہد یمین ہے کہا ابن بطال نے کہ وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اللہ نے خاص کیا ہے عہد کو ساتھ مقدم کرنے کے باقی قسموں پر سو دلالت کی اس نے اوپر مؤکد ہونے قسم کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ عہد اللہ کا وہ ہے جو اس نے بندوں سے لیا اور بندوں نے اس کو دیا جیسا اللہ نے فرمایا ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ﴾ اس واسطے کہ مقدم کیا ہے اس کو اوپر ترک وفا کرنے اس کے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا۔

فائدہ: کہا ابن تین وغیرہ نے کہ اختلاف ہے اس کے معنی میں سو زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اللہ کی بہت قسمیں نہ کھایا کرو اگرچہ تم سچے ہو اور فائدہ اس کا ثابت کرنا ہیبت کا ہے دلوں میں اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے ہے کہ وہ یہ ہے کہ قسم کھائے کہ اپنے قرابتیوں سے سلوک نہ کرے گا مثلا اور اس سے کہا جائے کہ سلوک کر تو وہ کہے کہ میں قسم کھا چکا ہوں بنا بر اس کے ﴿اَنْ تَبَرُّوْا﴾ کے معنی یہ ہیں واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ سلوک کرو سو لائق ہے کہ جو بہتر کام ہو اس کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نہ ٹھہرا اللہ کو نشانہ اپنی قسم کا یعنی اس پر قسم نہ کھا کہ تو نیکی نہ کرے گا لیکن نیکی کر اور قسم کا کفارہ دے اور بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ قسم کھائے کسی نیکی کی تاکید کے واسطے کہ اس کو کرے گا پس منع کیا گیا اس سے بنا بر اس کے پس نہیں حاجت ہے تقدیر کی۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا﴾.

اور نہ لو بدلے عہد اللہ کے قیمت تھوڑی اور فرمایا کہ پورا کرو عہد اللہ کا جب کہ تم عہد کرو اور نہ توڑو قسموں کو بعد تاکید کے۔

فائدہ: اور یہ سب آیتیں دلالت کرتی ہیں اوپر تاکید وفا کرنے کے ساتھ عہد کے لیکن ہونا اس کا قسم سو اور چیز ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف اور کفیل کے معنی ہیں گواہ عہد میں۔

٦١٨٣ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ

٦١٨٣ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے قسم لازم میں جس پر وہ مجبور کیا جائے تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال مسلمان آدمی کا اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر اللہ نے قرآن میں اس کی تصدیق اتاری کہ بیشک جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں دے کر تھوڑا سا مال دنیا کا لیتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ نہیں آخر آیت تک پھر داخل ہوا اشعث سو کہا کہ کیا حدیث بیان کی ہے تم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو انہوں نے کہا کہ اس طرح اس طرح اس نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری میرا ایک کوان تھا

فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِيْنُهُ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

میرے چچیرے بھائی کی زمین میں سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ فرمایا کہ گواہ لا یا اس سے قسم لے میں نے کہا یا حضرت! وہ تو اب اس پر قسم کھا جائے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے قسم لازم میں اور وہ اس میں جھوٹا ہو کہ اس سے کسی مسلمان بھائی کا مال چھین لے تو اللہ سے ملے گا قیامت میں اور اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں سننا حاکم کا ہے دعویٰ کو اس چیز میں کہ نہ دیکھی ہو جب کہ وصف کی جائے اور اس کی حد بیان کی جائے اور مدعی اور مدعا علیہ اس کو پہچانتے ہوں لیکن نہیں واقع ہوئی ہے تصریح حدیث میں ساتھ وصف کے اور نہ تحدید اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم مدعی سے سوال کرے کہ کیا تیرے واسطے گواہ ہیں اور یہ کہ گواہ مدعی پر ہیں سب اموال میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے بیچ ترک کرنے عمل کے ساتھ ایک گواہ اور قسم مدعی کے اموال میں میں کہتا ہوں اور جواب اس سے بعد ثبوت دلیل عمل کے ساتھ شاہد اور قسم کے یہ ہے کہ وہ زیادتی صحیحہ ہے واجب ہے پھرنا اس کی طرف واسطے ثابت ہونے اس ساتھ منطوق کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستفاد ہوتی ہے نفی اس کی باب کی حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر توجیہ قسم کے سب دعووں میں اس شخص پر کہ اس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور اس میں بنا کرنا احکام کا ہے ظاہر پر اگرچہ محکوم لہ فی نفس الامر جھوٹا ہو اور اس میں دلیل ہے جمہور کے واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں مباح کرتا آدمی کے واسطے اس چیز کو جو اس کے واسطے حلال نہ ہو برخلاف ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اسی طرح مطلق کہا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے اجماع اس پر کہ حکم نہیں حلال کرتا حرام کو باطن میں اموال میں اور اختلاف ہے بیچ حلال ہونے نکاح اس عورت کے کہ عقد کیا جائے اس پر ساتھ ظاہر حکم حاکم کے اور حالانکہ وہ باطن میں اس کے برخلاف ہو سو کہا جمہور نے کہ شرم گاہوں کا حکم بھی مانند اموال کے ہے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اموال میں ہے شرم گاہوں میں نہیں یعنی شرم گاہوں میں حکم حاکم کا باطن میں حلال کرتا ہے اور حجت ان کی اس امر میں لعان ہے اور بعض حنفیہ نے بعض مسائل اموال میں بھی اس کو جاری کیا ہے واللہ اعلم۔ اور اس میں تشدید ہے اس شخص پر جو جھوٹی قسم کھائے تا کہ مسلمان کا حق چھین لے اور وہ سب کے نزدیک محمول ہے اس شخص پر جو مر جائے بغیر توبہ صحیحہ کے اور نزدیک اہل سنت کے محمول ہے اس پر جس کو اللہ عذاب کرنا

چاہے گا بقدر اس کے گناہوں کے کما تقدم تقریرہ مراراً اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کی طرف نظر نہ کرے گا تو مراد اس سے نہ احسان کرنا ہے اس کی طرف نزدیک اس کے جو نظر کو اس پر جائز رکھتا ہے اور مجاز ہے نزدیک اس کے جو اس کو جائز نہیں رکھتا اور مراد ساتھ ترک تزکیہ کے ترک کرنا ثنا کا ہے اوپر اس کے اور مراد ساتھ غضب کے پہنچانا شر اور بدی کا ہے اس کی طرف اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ قبضہ والا اولیٰ ہے ساتھ مدعی فیہ کے یعنی جس چیز کا دعویٰ کیا گیا اور اس میں تنبیہ ہے اوپر صورت حکم کے ان چیزوں میں اس واسطے کہ ابتدا کی ساتھ طالب کے سو فرمایا کہ نہیں تیرے واسطے مگر قسم مدعا علیہ کے اور نہ حکم کیا ساتھ اس کے واسطے مدعا علیہ کے جب کہ قسم کھائے بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا قسم کو کہ پھیرتی ہے دعویٰ مدعی کا نہ غیر اس کا اور اسی واسطے لائق ہے حاکم کو کہ جب مدعی علیہ قسم کھائے تو نہ حکم کیا جائے اس کے واسطے ساتھ ملک مدعی فیہ کے اور نہ ساتھ قبضے اس کے کے بلکہ برقرار رکھے اس کو اوپر حکم قسم اس کی کے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ قسم فاجر کی ساقط کرتی ہے اس سے دعویٰ کو اور فجور اس کا اس کے دین میں نہیں واجب کرتا ہے اس پر بندش کو اور تصرف کو معاملات میں اور نہ اس کے اقرار کے باطل کرنے کو اور اگر یہ نہ ہوتا تو قسم کے کوئی معنی نہ ہوتے اور یہ کہ اگر مدعی علیہ اقرار کر دے کہ اصل مدعی اس کے غیر کے واسطے ہے تو نہ تکلیف دیا جائے واسطے بیان وجہ پھرنے اس کے کی طرف اس کی جب تک کہ نہ معلوم ہو انکار اس کا اس کے واسطے یعنی تسلیم مطلوب لہ کے جو کہا اور اس حدیث میں ہے کہ جو گواہ لائے تو حکم کیا جائے اس کے واسطے ساتھ حق اس کے بغیر قسم کے اس واسطے کہ محل ہے کہ اس سے گواہ مانگیں بغیر اس کے کہ واجب ہو حکم اس کے واسطے ساتھ اس کے اور اگر ہوتی قسم تمام حکم سے تو البتہ اس سے فرماتے کہ تیرے گواہ اور قسم ہے اس کے صدق پر اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ گواہوں کے ساتھ اس سے قسم جو لی اس کے صدق پر تو نہیں لازم اس سے یہ کہ حکم اس کے واسطے نہیں موقوف ہے بعد گواہوں کے اس کی قسم کھانے پر ساتھ اس کے کہ نہیں خارج ہوئی وہ چیز اس کے ملک سے اور نہ اس نے اس کو ہبہ کیا ہے مثلا اور یہ کہ وہ مستحق ہے اس کے قبضے کا سو یہ اگرچہ نہیں مذکور ہے حدیث میں لیکن نہیں ہے اس میں وہ چیز جو اس کی نفی کرے بلکہ اس میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ بے پرواہ ہونے کے اس کے ذکر سے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا اور مدعی بہ کو مدعی کے حوالے کیا تھا سو اس کے بعد مدعا علیہ سے قسم طلب کرنے کی حاجت نہ رہی تھی اور غرض یہ ہے کہ مدعی نے ذکر کیا تھا کہ اس کے پاس گواہ نہیں ہیں سو نہ تھی قسم مگر صرف مدعا علیہ کی جانب میں اور کہا قاضی عیاض نے اور اس اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں اول مدعی کا دعویٰ سننا پھر مدعا علیہ کا بیان سننا کہ کیا اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے پھر طلب کرنا گواہوں کا مدعی سے اگر انکار کرے مدعا علیہ پر متوجہ کرنا قسم کا مدعا علیہ پر جب کہ مدعی گواہ نہ پائے اور یہ کہ جب مدعی دعویٰ کرے کہ مدعا بہ مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ مان لے تو نہیں حاجت ہے گواہ کے قائم کرنے کی وہ مدعا علیہ کے قبضے میں اور اس

میں وعظ کرنا حاکم کا ہے مدعا علیہ کو جب قسم کھانے کا ارادہ کرے واسطے اس خوف کے کہ جھوٹی قسم کھائے سو شاید وعظ سے حق کی طرف رجوع کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ کے واسطے کہ جو اسلام لائے اور اس کے ہاتھ میں غیر کا مال ہو کہ وہ رجوع کرتا ہے اپنے مالک کی طرف جب کہ ثابت کرے اس کو اور مالکیہ سے خاص ہونا اس کا ہے ساتھ اس کے جب کہ مال کافر کا ہو اور اگر مسلمان کا ہو اور اسلام لائے اس پر وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برقرار ہے اس کے ہاتھ میں اور حدیث حجت ہے اوپر ان کے کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ آیت مذکورہ اس حدیث میں اتری بیچ توڑنے عہد کے اور یہ کہ نہیں ہے کفارہ یمین غموس میں اس واسطے کہ عہد توڑنے میں کفارہ نہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے داخل ہے بیچ قول اس کے جو چھین لے حق کے مسلمان کا وہ شخص جو قسم کھائے اوپر غیر مال کے مانند کھال مردار اور گوبر وغیرہ کے اس چیز سے کہ نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی طرح باقی حقوق مانند حصے زوجہ کے ساتھ قسم کے اور بہر حال قید کرنا ساتھ مسلم کے سو نہیں دلالت کرتا ہے اوپر عدم تحریم حق ذمی کے بلکہ وہ بھی حرام ہے لیکن نہیں لازم ہے کہ ہو اس میں عقوبت عظیم اور یہ تاویل خوب ہے لیکن نہیں ہے حدیث مذکور میں دلالت اوپر تحریم حق ذمی کافر کے بلکہ وہ ثابت ہوا ہے اور دلیل سے اور حاصل یہ ہے کہ نہیں جدا ہے حکم مسلمان اور ذمی کا یمین غموس میں اور وعید کے اوپر اس کے اور بیچ لینے حق دونوں کے باطل سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مختلف ہوتا ہے قدر عقوبت کا بہ نسبت ان دونوں کے اور اس میں ہے کہ مسلمانوں کے حقوق سخت حرام ہیں اور نہیں فرق ہے کہ تھوڑا حق ہو یا بہت اور گویا کہ مراد اس کی نہ فرق کرنا ہے بیچ سخت ہونے تحریم کے اور تصریح کی ہے ابن عبدالسلام نے ساتھ فرق کے درمیان قلیل اور کثیر کے اور اسی طرح درمیان اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر بہت مفسدہ اور تھوڑا اور البتہ وارد ہوئی ہے وعید بیچ حالف کاذب کے غیر کے حق میں مطلق ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ تین شخص ہیں کہ اللہ ان سے کلام نہ کرے گا۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِيْنِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَفِي الْغَضَبِ	قسم اس چیز میں کہ نہ مالک ہو اور قسم کھانا گناہ میں اور قسم کھانا غصے کی حالت میں

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے باب میں تینوں حدیثوں کو لیا جاتا ہے ان سے حکم ترجمہ کا با ترتیب اور کبھی پکڑے جاتے ہیں تینوں احکام ہر ایک سے تینوں حدیثوں میں سے اگرچہ ایک قسم تاویل سے ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تینوں حکم میں حدیث عمرو بن شعیب کی مرفوع کہ نہیں ہے نذر اور نہ قسم اس چیز میں کہ آدمی اس کا مالک نہ ہو روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے لیکن یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں ہے اس واسطے اس کو ذکر نہیں کیا۔ (فتح)

٦١٨٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ	٦١٨٤ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ساتھیوں نے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سواری مانگنے کو

مُوْسٰی قَالَ أَرْسَلَنِیْ أَصْحَابِیْ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلٰی شَیْءٍ وَّوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا أَتَيْتُهٗ قَالَ انْطَلِقْ إِلٰی أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا واللہ! میں تم کو سواری نہ دوں گا میں نے حضرت ﷺ کو غصے کی حالت میں پایا پھر جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کی طرف چل سو کہہ کہ بیشک اللہ یا فرمایا بیشک رسول اللہ ﷺ تم کو سواری دیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہ دوں گا اور یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور یہ جو کہا اس چیز میں کہ مالک نہ ہو تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جیسا کہ کفارے میں آئے گا کہ فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں اور کہا ابن منیر نے کہ ابن بطال نے سمجھا کہ میل کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس ترجمہ کے واسطے جہت تعلیق طلاق کے نکاح کرنے سے پہلے یا آزاد کرنے غلام کے مالک ہونے سے پہلے اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصود نہیں بلکہ اس کا مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ان کو سواری نہ دیں پھر جب ان کو سواری دی تو انہوں نے آپ سے قسم میں مراجعت کی تو فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی سو حضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ آپ کی قسم پکی ہوئی اس چیز میں کہ مالک ہیں پھر اگر سوار کرتے ان کو اس چیز پر کہ اس کے مالک ہیں تو البتہ قسم توڑنے والے ہوتے اور لازم آتا کفارہ لیکن سواری دی ان کو جس کے خاص مالک نہ تھے اور وہ مال اللہ کا ہے سو اس کے ساتھ نہ لازم آئے گا توڑنا قسم کا اور بہرحال اس کے بعد یہ جو فرمایا کہ میں کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا، الخ تو یہ از سر نو کلام ہے اور ایک علیحدہ قاعدے کی بنیاد ہے گویا کہ فرمایا کہ اگر میں نے قسم کھائی ہوتی پھر قسم کے ترک کرنے کو بہتر جانتا تو میں قسم توڑ ڈالتا اور قسم کا کفارہ دیتا میں کہتا ہوں اور یہ محتمل ہے اور جو ابن بطال نے کہا وہ بھی بعید نہیں بلکہ وہ ظاہر تر ہے اس واسطے کہ جن اصحاب نے سواری مانگی تھی انہوں نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے قسم کھائی ہے اور آپ نے قسم کا خلاف کیا ہے اسی واسطے اس کے بعد جب حضرت ﷺ نے ان کو سواری دی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو قسم سے غافل پایا اور ان کو گمان ہوا کہ حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے سو حضرت ﷺ نے ان کو جواب دیا کہ میں قسم نہیں بھولا لیکن جو میں نے کیا ہے بہتر ہے اس چیز سے جس پر میں نے قسم کھائی اور یہ کہ جب میں کسی چیز پر قسم کھاؤں پھر اس کے خلاف کو بہتر جانوں تو کرتا ہوں جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں، وسیاتی بیان ذلك واضحا فی باب الكفارة قبل الحنث۔ (فتح)

٦١٨٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَآئِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فِيْ بَرَآءَتِيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى﴾ الْآيَةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا.

۶۱۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا ان کے حق میں بہتان باندھنے والوں نے جو کہا سو پاک کیا ان کو اللہ نے ان کے بہتان سے زہری نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ہر ایک نے ایک ٹکڑا حدیث کا سو اللہ نے دس آیتیں کہ بیشک جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان، الخ سب میری پاکی میں اتاریں کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور وہ مسطح رضی اللہ عنہ پر خرچ کیا کرتے تھے قرابت کے سبب سے قسم ہے اللہ کی میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا اس کے بعد کہ کہا اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نہ قسم کھائیں بزرگی اور کشائش والے تم میں سے کہ دیں کچھ چیز ناتے والوں کو اخیر آیت تک تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی بیشک میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جاری کیا مسطح رضی اللہ عنہ پر وہ نفقہ جو اس پر پہلے خرچ کیا کرتے تھے اور کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے افک کی حدیث کا جو پہلے گزری اور غرض اس سے یہ قول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے قسم ہے اللہ کی میں مسطح رضی اللہ عنہ پر کبھی کچھ چیز خرچ نہیں کروں گا اور وہ موافق ہے واسطے ترک کرنے قسم کے گناہ میں اس واسطے کہ انہوں نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کریں گے مسطح رضی اللہ عنہ پر اس سبب سے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بہتان باندھا سو یہ قسم تھی اوپر ترک کرنے طاعت کے سو وہ منع کیے گئے بدستور رہنے سے اس چیز پر کہ انہوں نے اس پر قسم کھائی تو گناہ کے

کرنے پر قسم کھانا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور ظاہر حال ان کے سے وقت قسم کھانے کے یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح رضی اللہ عنہ پر غضبناک ہوئے تھے بسبب اس بہتان کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر باندھا اور کہا کرمانی نے کہ نہیں مناسب ہے یہ حدیث ترجمہ کے پہلے دو جز کو اور نہیں لازم ہے کہ ہر حدیث باب کے ترجمہ کے ہر جز کے مطابق ہو۔ (فتح)

٦١٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

٦١٨٦۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا چند اشعری لوگوں میں سو میں نے آپ کو پایا غصے کی حالت میں سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر کہا قسم ہے اللہ کی اگر اللہ نے چاہا میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے غیر کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث کئی بار پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصے کی حالت میں اور یہ مطابق ہے واسطے بعض ترجمہ کے اور اس قصے میں بھی قسم کھانا ہے اوپر ترک کرنے نیک کام کے لیکن ان کے درمیان فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ قسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق پڑی اس کو کہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ چیز نہ تھی جس پر قسم کھائی برخلاف قسم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے قسم کھائی اور حالانکہ وہ قادر تھے اوپر کرنے اس چیز کے کہ قسم کھائی اوپر ترک کرنے اس کے کے کہا ابن بطال نے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ غصے کی حالت میں قسم کھانا لغو ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلّٰى أَوْ قَرَأَ أَوْ سَبَّحَ أَوْ كَبَّرَ أَوْ حَمِدَ أَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ.

جب کوئی کہے قسم ہے اللہ کی میں آج کلام نہیں کروں گا پھر نماز پڑھے اور قرآن پڑھے یا کہے سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ تو وہ موقوف ہے اس کی نیت پر۔

فائدہ: یعنی اگر قرأت اور ذکر کے ادخال کا ارادہ کیا ہو تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی جب کہ پڑھے یا ذکر کرے اور اگر ارادہ کرے کہ ان کو داخل نہ کرے تو نہیں حانث ہوگا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر مطلق کہا تو جمہور کے نزدیک حانث نہیں ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک حانث ہوگا اور فرق کیا ہے بعض شافعیہ نے کہ قرآن کے ساتھ حانث نہیں ہوتا اور ذکر کے ساتھ اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ کلام عرف میں منصرف ہے طرف کلام

آدمیوں کے اور وہ قرأت اور ذکر سے نماز کے اندر حانث نہیں ہوتا تو چاہیے کہ نماز کے باہر بھی اس کے ساتھ حانث نہ ہو اور حجت اس میں یہ مسلم کی حدیث ہے کہ بیشک نہیں جائز ہے ہماری اس نماز میں کوئی آدمیوں کی کلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تسبیح اور تکبیر اور قرأت قرآن کی ہے سو بیان فرمایا کہ قرأت اور ذکر کا اور حکم ہے اور آدمیوں کی کلام کا اور حکم ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو بخاری نے کہا کہ وہ موقوف ہے اس کی نیت پر یعنی عرفی پر اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی یہ کہ وہ اس کے ساتھ حانث نہیں ہوتا مگر یہ کہ نیت کرے داخل کرنے اس کے کی اپنی نیت میں سو لیا جاتا ہے اس سے حکم اطلاق کا۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ افضل کلام چار چیزیں ہیں، سبحان اللہ، الحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

فائدہ: یہ حدیث معلق ہے۔

قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هِرَقْلَ ﴿تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾.

اور کہا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ہرقل کی طرف لکھا اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے ہرقل کی حدیث دراز کا جو اول صحیح میں گزری اور غرض اس سے اور تمام اس چیز سے جو باب میں مذکور ہے یہ ہے کہ اللہ کا ذکر منجملہ کلام کے ہے اور اطلاق کلمہ کا او پر مثل سبحان اللہ وبحمدہ کے اطلاق بعض کا ہے کل پر۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كَلِمَةُ التَّقْوٰى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کلمہ تقویٰ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے

٦١٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَآءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ.

٦١٨٧۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کے مرنے کا وقت آیا تو حضرت ﷺ اس کے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ اے چچا! کہہ لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمے کو اللہ کے نزدیک اس کلمے کہنے کے سبب میں تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشاؤں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات النبی میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ کہہ لا الہ الا اللہ کہہ

لے اس کلمے کو۔ (فتح)

۶۱۸۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

۶۱۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے تول میں بھارے اللہ کے نزدیک پیارے ایک تو سبحان اللہ وبحمدہ دوسرا سبحان اللہ العظیم۔

۶۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَّاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَّاتَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

۶۱۸۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات فرمائی اور میں نے دوسری کہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک جانتا ہو وہ دوزخ میں جائے گا اور میں نے دوسری بات کہی کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ باوجہ ہے کہ کہتا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو نہ داخل ہوگا دوزخ میں لیکن جب کہ بہشت میں داخل ہونا تحقیق تھا موحد کے واسطے تو جزم کیا ساتھ اس کے اگرچہ اخیر میں ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلٰى أَهْلِهٖ شَهْرًا وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

جو قسم کھائے کہ اپنے گھر والوں کے پاس مہینہ بھر نہ جائے گا اور مہینہ انتیس دن کا ہو

فائدہ: یعنی پھر داخل ہو تو وہ حانث نہیں ہوتا اور یہ متصور ہے جب کہ واقع ہو قسم بیچ اول جزء مہینے کے اتفاقاً اور اگر مہینے کے درمیان واقع ہو اور کم ہو تو کیا متعین ہے کہ انتیس دن پر کفایت کرے اول قول جمہور کا ہے اور قائل ہے ایک گروہ ساتھ دوسرے قول کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عبدالحکم مالکیہ سے۔ (فتح)

۶۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ

۶۱۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلا کیا یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل

أَنَسٍ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَآئِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

نہ ہوں گے اور حضرت ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو انتیس روز بالا خانے میں رہے پھر اترے تو لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ نے مہینہ بھر کی قسم کھائی تھی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

بَابٌ إِنْ حَلَفَ أَنْ لَّا يَشْرَبَ نَبِيْذًا فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيْرًا لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هٰذِهٖ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهٗ

جو قسم کھائے کہ نہ پیئے نچوڑ کھجور کا پھر پیئے طلا یا سکر یا نچوڑ انگور کا تو نہیں حانث ہوتا بعض لوگوں کے قول میں اور نہیں ہیں یہ شرابیں نبیذ نزدیک اس کے۔

فائدہ: نبیذ یہ ہے کہ کھجور کو توڑ کر کے رات کو بھگو کر رکھے اور دن کو اس کا شیرہ پیئے کہا مہلب نے کہ جمہور کا یہ قول ہے کہ جو قسم کھائے کہ بعینہ نبیذ نہ پیئے گا تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے پینے سے حانث نہیں ہوتا اور جو قسم کھائے کہ نہ پیئے گا نبیذ کو واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے نشے سے ساتھ اس کے تو وہ حانث ہوتا ہے ساتھ پینے ہر چیز کے جس میں نشے کا خوف ہو اس واسطے کہ تمام شرابیں اس میں داخل ہیں خواہ پکائی گئی ہوں یا نچوڑی گئی ہوں اور سب کا نام نبیذ رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ معنی میں سب شرابیں اس کے مشابہ ہیں سو وہ مثل اس شخص کی ہے جو قسم کھائے کہ شراب نہ پیئے گا اور مطلق بولے یعنی کسی خاص قسم شراب کی قید نہ کرے کہ وہ حانث ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس پر نام شراب کا کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ بعض الناس کے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے پیرو ہیں اس واسطے کہ وہ قائل ہیں اس کے کہ طلا اور عصیر نہیں ہیں نبیذ اس واسطے کہ نبیذ درحقیقت وہ چیز ہے جو پانی میں بھگوئی جائے اور اس میں ڈالی جائے سو مراد بخاری رحمہ اللہ کی ان پر رد کرنا ہے اور توجیہ رد کی باب کی دونوں حدیثوں سے یہ ہے کہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی تقاضا کرتی ہے کہ جس چیز کے بھگونے کا زمانہ قریب ہو اس کا نام نبیذ رکھا جائے اگرچہ اس کا پینا حلال ہو اور اشربہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گزر چکی ہے کہ دستور تھا کہ حضرت ﷺ کے واسطے رات کو کھجور بھگوئی جاتی تو صبح کو پیتے اور صبح کو بھگوئی جاتی تو رات کو پیتے اور حدیث سودہ رضی اللہ عنہا کی اس کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب نبیذ بناتے تھے مری ہوئی بکری کی کھال میں اور نہ نبیذ بناتے ہیں مگر جس کا پینا حلال ہو اور باوجود اس کے اس کا نام نبیذ رکھتے تھے سو نقیع بیچ حکم نبیذ کے ہے جو حد نشے کو نہ پہنچے اور نچوڑ انگور کا جو حد نشے کو پہنچے بیچ معنی نبیذ کھجور کے ہے جو حد نشے کو پہنچے اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کا نام عرف میں نبیذ رکھا جائے اس کے ساتھ اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے مگر یہ کہ کسی خاص معین چیز کی نیت کی ہو پس خاص ہوگی ساتھ اس

کے اور طلا بولا جاتا ہے اوپر نچوڑ انگور کے جو پکایا گیا ہو اور یہ کبھی جم جاتا ہے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا دبس تو اس کا نام نبیذ بالکل نہیں رکھا جاتا اور کبھی بدستور پتلا رہتا ہے اور اس کا بہت نشہ لاتا ہے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا عرف میں نبیذ بلکہ نقل کیا ہے ابن تین نے اہل لغت سے کہ طلا جنس شراب سے ہے اور ابن فارس نے کہا کہ وہ شراب کے ناموں میں سے ہے اور اسی طرح سکر بولا جاتا ہے عصیر پر پہلے اس سے کہ شراب ہو اور بعض نے کہا کہ وہ سکر ہے اس سے اور اس کے غیر سے اور نقل کیا ہے جوہری نے کہ نبیذ اور عصیر وہ چیز ہے جو نچوڑی جائے انگوروں سے سو نام رکھا جاتا ہے اس کا ساتھ اس کے اگرچہ شراب ہو جائے۔ (فتح)

٦١٩١۔ حَدَّثَنِي عَلِيٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ الْعَرُوْسُ خَادِمَهُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْهُ قَالَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمْرًا فِي تَوْرٍ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَيْهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ.

٦١٩١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نے شادی کا کھانا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ولیمہ کے واسطے بلایا سو دلہن ان کی خادم تھی تو سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو تغار میں کھجوریں بھگوئیں اور صبح کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلائیں۔

٦١٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتَّى صَارَ شَنًّا.

٦١٩٢۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہماری ایک بکری مرگئی سو ہم نے اس کی کھال کو رنگا پھر ہمیشہ اس میں نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ مشک ہوگئی۔

فائدہ: شن پرانی مشک کو کہتے ہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سودہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ زہد نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ نکلنے کے تمام اس چیز سے کہ اس کا مالک ہو اس واسطے کہ مرنا بکری کا شامل ہے سابق ہونے مالک اس کے کو اور رکھنے اس کے کو اور اس میں جواز بڑھانے مال کا ہے اس واسطے کہ انہوں نے بکری کی کھال لی اور اس کو رنگا اور اس سے فائدہ اٹھایا اس کے بعد کہ پھینکی گئی تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے

کھانا اس چیز کا جو کھانے کو ہضم کرے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر نبیذ بنانا اور اس میں اضافت فعل کی ہے طرف مالک کی اگرچہ مباشر ہو اس کو غیر اس کا مانند خادم کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا يَكُونُ مِنَ الْأُدْمِ

جب قسم کھائے کہ سالن نہ کھائے پھر کھجور کو روٹی کے ساتھ کھائے یعنی تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں اور بیان اس چیز کا کہ حاصل ہوتا ہے اس سے سالن۔

٦١٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهٰذَا.

۶۱۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے گندم کی روٹی سالن والی سے تین دن پے در پے یہاں تک کہ اللہ سے ملے اور کہا ابن کثیر نے الخ یعنی عابس کی ملاقات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے جو اول طریق میں عن کے ساتھ روایت ہے۔

٦١٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ

۶۱۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے میں آپ میں بھوک پہچانتا ہوں سو کیا تیرے پاس کچھ چیز کھانے کی ہے؟ اس نے کہا ہاں سو اس نے جو کی روٹی کے ٹکڑے نکالے پھر اپنی اوڑھنی لی اور روٹی کو اس کے بعض سے لپیٹا پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا سو میں گیا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو سو وہ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں نے آ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ام سلیم! البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھانا نہیں جو ان کو کھلائیں تو

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہیں پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو چلے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے پھر سامنے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! جو تیرے پاس ہے تو وہ یہ روٹی لائی کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس روٹی کے سو توڑی گئی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی کپی نچوڑی سو اس کو سالن بنایا پھر کہا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ نے چاہا کہ کہیں یعنی اس میں دعا کی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر نکلے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دے اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر فرمایا کہ دس کو اجازت دے سو سب لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور سب لوگ ستر یا اسی مرد تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا فادمتہ یعنی ملایا اور مخلوط کیا اس کپی کو ساتھ اس روٹی ٹوٹی ہوئی کے کہا ابن منیر وغیرہ نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں کہا جاتا ہے کہ اس نے سالن کھایا مگر جب کہ کھائے ساتھ اس چیز کے کہ سالن بنائی جاتی ہے اور مناسبت اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ معلوم ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا

کی نفی مطلق سالن کی ہے ساتھ قرینے اس چیز کے کہ معروف ہے تنگ گزران ان کے سے سو کھجور وغیرہ بھی اس میں داخل ہوئی اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ذکر کیا ہو اس حدیث کو اس باب میں واسطے ادنیٰ ملابست کے اور وہ لفظ مادوم کا ہے اس واسطے کہ نہیں پائی بخاری رحمہ اللہ نے کوئی چیز اپنی شرط پر میں کہتا ہوں اور یہی مراد ہے بخاری رحمہ اللہ کی لیکن ضم کیا جائے ساتھ اس کے اس چیز کو کہ ذکر کی ابن منیر نے کہا ابن منیر نے بہرحال قصہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تو ظاہر اس کا مناسبت ہے اس واسطے کہ جو گھی کہ کپی کی تہ میں تھا وہ تھوڑا تھا روٹی کے ٹکڑوں کا سالن نہ ہو سکتا تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے توڑی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی غائت یہ ہے کہ روٹی میں اس کا کچھ ذائقہ ہو جائے سو مشابہ ہوا اس چیز کو جب کہ کھجور کو کھانے کے وقت ملائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ہر چیز نام رکھی جاتی ہے وقت اطلاق کے سالن اس واسطے کہ جو قسم کھائے وہ حانث ہوتا ہے جب کہ کھائے اس کو ساتھ روٹی کے اور یہ قول جمہور کا ہے برابر ہے سالن بنایا جائے ساتھ اس کے یا نہ اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹتی جب کہ سالن بنائے ساتھ دہی اور انڈے کے اور مخالفت کی دونوں کی محمد بن حسن نے سو کہا اس نے کہ جو چیز کہ کھائی جائے ساتھ روٹی کے جس پر یہ غالب ہو مانند بھنے ہوئے گوشت اور دہی کے وہ سالن ہے اور مالکیہ سے ہے کہ حانث ہوتا ہے ساتھ ہر چیز کے کہ قسم کھانے والے کے نزدیک سالن ہو اور ہر قوم کی ایک عادت ہے اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض نے نمک کو اور حجت جمہور کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بریدہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں سو فجر کا کھانا منگوایا سو لائے گئے ساتھ روٹی اور سالن کے گھر کے سالن سے، الحدیث کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی اس حدیث نے اس پر کہ جو چیز کہ گھر میں ہو اس چیز سے کہ جاری ہو عادت ساتھ سالن بنانے اس کے کی کہ اس کا نام سالن رکھا جاتا ہے برابر ہے کہ پتلی ہو یا گاڑھی اور بیچ خصوص قسم کے جو مذکور ہے اس ترجمہ میں حدیث یوسف کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا لیا اور اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے اخرجہ ابوداؤ والترمذی اور کہا بن قصار نے نہیں اختلاف ہے اہل زبان میں کہ جو کوئی بھنے ہوئے گوشت سے روٹی کھائے وہ اس کا سالن ہے اور اس نے سالن کے ساتھ روٹی کھائی سو اگر وہ کہے کہ میں نے بے سالن کے روٹی کھائی تو وہ جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ میں نے سالن سے روٹی کھائی تو وہ سچا ہے اور بہرحال قول کوفیوں کا کہ سالن نام ہے واسطے جمع کرنے کے درمیان دو چیزوں کے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد یہ ہے کہ روٹی اس میں ہلاک ہو جائے اس طور سے کہ روٹی اس کی تابع ہو جائے ساتھ اس طور کے کہ ایک کی جزیں دوسرے کی جزوں میں داخل ہو جائیں اور یہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ سالن بنائی جاتی ہے ساتھ اس کے سو جواب دیا ہے اس نے جو ان کا مخالف ہے ساتھ اس کے کہ کلام اول مسلم ہے لیکن نہیں ہے کوئی دلیل اوپر دعوے تداخل کے کھانے سے پہلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد جمع کرنا ہے پھر ہلاک ہونا ساتھ کھانے کے سو متداخل ہوں گے دونوں اس وقت۔ (فتح)

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ

قسموں میں نیت کرنا

٦١٩٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

٦١٩٥۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار نیت سے ہے اور ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول بدء الوحی میں گزری اور مناسبت اس کی ترجمہ سے یہ ہے کہ قسم منجملہ اعمال کے ہے سو استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر تخصیص الفاظ کے ساتھ نیت کے زمان میں اور مکان میں اگرچہ نہ ہو لفظ میں وہ چیز جو اس کو تقاضا کرے جیسے مثلا کوئی قسم کھائے کہ زید کے گھر میں داخل نہ ہو اور ارادہ کرے مہینے یا سال کا مثلا یا قسم کھائے کہ نہ کلام کرے زید سے مثلا اور مراد یہ ہو کہ اس کی جگہ میں نہ اور جگہ میں تو نہیں حانث ہوتا ہے جب کہ داخل ہو بعد مہینے کے یا سال کے پہلی صورت میں اور نہ جب کہ کلام کرے اس سے اور گھر میں دوسری صورت میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اور اس کے تابعداروں نے اس کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور نیت کرے عدد کی تو عدد مذکور معتبر ہے اگرچہ اس کو زبان سے نہ بولے اور اسی طرح جو شخص کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو تو بائن ہے تو اس کی نیت معتبر ہے اگر تین کی نیت کی ہو تو بائن ہو جاتی ہے اور اگر اس سے کم کی نیت کی ہو تو رجع واقع ہوتی ہے اور خلاف کیا ہے حنفیہ نے دونوں صورتوں میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ قسم کا اعتبار قسم کھانے والے کی نیت پر ہے لیکن آدمیوں کے حقوق کے سوائے اور چیزوں میں کہ اس کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور نہیں نفع دیتا ہے اس میں توریہ جب کہ اس کے ساتھ غیر کا حق چھین لے اور یہ اس وقت ہے جب کہ دونوں محاکمہ کریں لیکن غیر محاکمہ میں سو کہا اکثر نے کہ اعتبار حالف کی نیت کا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ اور ایک گروہ نے کہ اعتبار محلوف لہ کی نیت کا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ جو دعویٰ کرے حق کا کسی

مرد پر اور اس کو حاکم قسم دے تو پکی ہوتی ہے قسم اس کی اس چیز پر جو حاکم نے نیت کی ہو اور نہیں جائز ہے اس کے واسطے توریہ اتفاقاً اور اگر قسم کھائے بغیر قسم طلب کرنے حاکم کے تو جائز ہے اس کو توریہ لیکن اگر اس کے ساتھ حق باطل کرے تو گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کی قسم نہیں ٹوٹتی اور یہ حکم کل اس وقت ہے جب کہ اللہ کی قسم کھائے اور اگر قسم کھائے ساتھ طلاق کے یا عتاق کے تو نفع دیتا ہے اس کو توریہ اگرچہ قسم دے اس کو حاکم اس واسطے کہ حاکم کو جائز نہیں کہ اس کو اس کی قسم دے اسی طرح مطلق کہا ہے اس نے اور لائق ہے یہ کہ نہ نفع دے اس کو توریہ اس چیز میں جب کہ حاکم اس کے ساتھ قسم دینے کو جائز رکھتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَهْدٰى مَالَهٗ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

جب تحفہ بھیجے اپنے مال کو بطور نذر کے اور توبہ کے

فائدہ: کہا کرمانی نے قول اس کا اهدی یعنی تصدق کرے اپنے مال کو یا ٹھہرائے اس کو تحفہ مسلمانوں کا اور یہ اول باب ہے نذر کا اور نذر لغت میں التزام خیر یا شر کا ہے اور شرع میں التزام مکلف کا ہے ایک چیز کو کہ نہ ہو اس پر واجب حال میں یا معلق اور وہ دو قسم پر ہے ایک نذر تبرر دوسری قسم نذر لجاج اور نذر تبرر کی پھر دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے کہ قربت طلب کی جائے ساتھ اس کے ابتدا جیسے کہے کہ واسطے اللہ کے ہے مجھ پر کہ میں ایسا روزہ رکھوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے یہ کہ کہے واسطے اللہ کے ہے مجھ پر یہ کہ میں ایسا روزہ رکھوں گا واسطے شکر کرنے کے اس چیز پر کہ انعام کی مجھ پر میرے بیمار کی شفا سے مثلاً اور البتہ نقل کیا ہے بعض نے اتفاق اوپر صحیح اور مستحب ہونے اس کے اور ایک وجہ میں ہے کہ نہیں پکی ہوتی ہے دوسری قسم وہ ہے کہ قربت طلب کی جائے ساتھ اس کے معلق ساتھ ایک چیز کے کہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے جب کہ حاصل ہو اس کے واسطے جیسے کہے کہ اگر میرا غائب آیا تو مجھ پر روزہ ایسا مثلاً اور معلق لازم ہے اتفاقاً اور اسی طرح منجز بھی راجح قول پر اور نذر لجاج بھی دو قسم پر ہے ایک وہ ہے کہ معلق کرے اس کو اوپر کرنے حرام چیز کے یا ترک کرنے واجب کے سو نہیں پکی ہوتی یہ نذر راجح قول میں مگر یہ کہ فرض کفایہ ہو یا اس کے فعل میں مشقت ہو سو لازم ہے اس پر اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ نذر کہ معلق کرے اس کو اوپر فعل مکروہ کے دوسری قسم وہ نذر ہے کہ معلق کرے اس کو اوپر فعل خلاف اولیٰ کے یا مباح کے یا ترک کرنے مستحب کے اور اس میں علماء کے تین قول ہیں وفا کرنا یا کفارہ قسم کا یا دونوں کے درمیان اختیار اور اختلاف ہے ترجیح میں نزدیک شافعیہ کے اور اسی طرح نزدیک حنابلہ کے اور جزم کیا ہے حنفیہ نے ساتھ کفارے قسم کے تمام میں اور مالکیہ کے نزدیک یہ قسم بالکل منعقد نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦١٩٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦١٩٦۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے

أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ فَقَالَ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِهٖ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنِّيْ أَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.

ہوئے کہا اس نے سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور ان تین شخصوں پر جو پیچھے ڈالے گئے سو کہا بیچ آخر حدیث اپنی کے کہ میری توبہ سے ہے یہ کہ میں اپنے تمام مال سے نکلوں اور ننگا ہو جاؤں یعنی جیسے آدمی ننگا ہو جاتا ہے جب کہ اپنے کپڑے اتارے اس حال میں کہ صدقہ ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔

فائدہ: اگر کوئی نذر مانے کہ اپنے تمام مال کو خیرات کرے تو اس کے حق میں علماء کو اختلاف ہے دس قول پر سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ لازم ہے اس کو تہائی اپنے مال سے واسطے اس حدیث کے اور اس میں نزاع ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں تصریح کی ساتھ لفظ نذر کے اور نہ ساتھ معنی اس کے بلکہ احتمال ہے کہ اس نے نذر کو بالفعل کہنے کے وقت ادا کیا ہو اور احتمال ہے کہ اس کا ارادہ کیا ہو سو اجازت مانگی ہو اور اپنے مال سے الگ ہونا جو اس نے ذکر کیا ہے نہیں ہے ظاہر بیچ صادر ہونے نذر کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ پکا کرے اپنی توبہ کو ساتھ خیرات کرنے تمام مال اپنے کے واسطے شکر ادا کرنے اللہ کے اس چیز پر جو اللہ نے اس پر انعام کی اور کہا خاکہانی نے کہ تھا اولیٰ واسطے کعب رضی اللہ عنہ کے یہ کہ مشورہ لے اور نہ تنہا ہوا اپنی رائے سے لیکن گویا کہ قائم ہوا نزدیک اس کے حال واسطے خوش ہونے اس کے اپنی توبہ سے ظاہر ہوا اس کے واسطے کہ اپنے سب مال کو خیرات کرنا مستحق ہے اوپر اس کے بیچ ادا کرنے شکر کے سو وارد کیا مشورہ لینے کو ساتھ صیغہ جزم کے اور شاید مراد اس کی یہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ تنہا ہوا اپنی رائے سے اس میں کہ اس نے جزم کیا ساتھ اس کے کہ اس کی توبہ سے ہے یہ کہ نکلے اپنے تمام مال سے لیکن اس نے اس کو فوراً اسی وقت جاری کیا اور کہا ابن منیر نے نہیں یقین کیا کعب رضی اللہ عنہ نے ساتھ نکلنے کے کہ میں اپنے مال سے نکلا بلکہ مشورہ لیا کہ کیا ایسا کرے یا نہ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ اس نے استفہام کیا ہو اور استفہام کے حرف کو حذف کر دیا ہو اور اسی واسطے راجح نزدیک بہت علماء کے وجوب وفا کا ہے اس کے واسطے جو التزام کرے کہ صدقہ کرے اپنے تمام مال کو مگر جب کہ ہو بطور قربت کے اور بعض نے کہا اگر مالدار ہو تو لازم ہے اس پر اور اگر محتاج ہو تو اس پر کفارہ قسم کا ہے اور یہ قول لیث کا ہے اور موافق ہوا ہے اس کو ابن وہب اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ اگر متوسط حال تو بقدر زکوۃ اپنے مال کے نکالے اور اخیر قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے بغیر تفصیل

کے اور یہ قول ربیعہ کا ہے اور شعبی سے منقول ہے کہ اس پر بالکل کوئی چیز لازم نہیں ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لازم ہے مالدار پر دسواں حصہ اور متوسط پر ساتواں حصہ اور مملق پر پانچواں حصہ اور بعض نے کہا کہ لازم ہے کل مگر نذر لجاج میں کہ اس میں کفارہ قسم کا ہے اور سحنون سے منقول ہے کہ لازم ہے اس پر کہ نکالے مال جو اس کو ضرر کرے اور ثوری اور اوزاعی اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا بغیر تفصیل کے اور نخعی سے روایت ہے کہ لازم ہے اس پر کل بغیر تفصیل کے اور جب یہ مقرر ہوا تو مناسبت حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ جو ہدیہ کرے یا خیرات کرے اپنے تمام مال کو جب کہ توبہ کرے گناہ سے یا جب کہ نذر مانے تو کیا جاری ہوتا ہے یہ جب کہ اس کو کہنے کے وقت دے یا معلق کرے اور قصہ کعب رضی اللہ عنہ کا موافق ہے واسطے پہلی صورت کے اور وہ تنجیز یعنی کہنے کے وقت فوراً دے دینا لیکن نہیں صادر ہوئی اس سے تنجیز جیسا کہ مقرر ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے مشورہ لیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صلاح دی ساتھ رکھ لینے کچھ مال کے سو ہو گا اولیٰ اس شخص کے واسطے کہ صدقہ کرے اپنے تمام مال کو وقت کہنے کے فوراً یا معلق کرے اس کو یہ کہ اپنا کچھ مال رکھ لے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ اگر اس کو کہنے کے وقت فوراً دے دیتا تو نافذ نہ ہوتا اور پہلے گزر چکا ہے کتاب الزکوٰۃ میں اشارہ اس طرف کہ اپنے تمام مال کو خیرات کرنا مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو جوان پر قوی ہو اپنے جی میں جانتا ہو کہ اس پر صبر کر سکے گا تو نہیں منع ہے اور اسی پر محمول ہے فعل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور مقدم کرنا انصار کا مہاجرین کو اپنے نفس پر اگرچہ ان کو فاقہ ہو اور جو اس پر قوی نہ ہو اور صبر نہ کر سکے تو اس کو تمام مال کا خیرات کرنا منع ہے اور اسی پر محمول ہے یہ حدیث کہ نہیں ہے صدقہ مگر مالداری سے اور ایک لفظ میں یوں ہے کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو مالداری سے ہو یعنی اگر صدقہ کرے تو اپنا سب مال خیرات نہ کر ڈالے بلکہ کچھ اپنے پاس بھی رکھ لے کہا ابن دقیق العید نے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ واسطے صدقہ کے اثر ہے بیچ مٹانے گناہوں کے اور اسی واسطے مشروع ہے کفارہ مالی اور لیا جاتا ہے کعب رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میری توبہ سے ہے یہ الخ کہ صدقہ کے واسطے اثر ہے بیچ قبول ہونے توبہ کے کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ حاصل ہونے اس کے سے مٹنا گناہوں کا اور حجت اس میں تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے واسطے کعب رضی اللہ عنہ کے اوپر قول مذکور کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا حَرَّمَ طَعَامَهُ — جب حرام کرے طعام کو

فائدہ: اور یہ مثل نذر لجاج کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کہے مثلاً کہ فلانا کھانا یا فلانا شربت پانی مجھ پر حرام ہے یا یوں کہے کہ میں نے نذر مانی کہ فلانا کھانا نہ کھاؤں گا یا فلانی چیز نہ پیوں گا اور راجح قول علماء کا یہ ہے کہ یہ نذر پکی نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کے ساتھ قسم کو جوڑے سو لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ — اور اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو اس

مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

چیز کو جو اللہ نے تیرے واسطے حلال کی اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہنے کو اور اللہ نے فرمایا کہ نہ حرام کرو ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے واسطے حلال کیں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے اختلاف بیچ کتاب الطلاق کے اور کیا یہ آیت ماریہ کے حرام کرنے میں اتری یا شہد کے حرام کرنے میں اتری اور دوسرے قول کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رالیٹیہ نے اس واسطے کہ بیان کیا ہے اس کو باب میں اور لیا جاتا ہے حکم کھانے کا حکم پینے کے سے کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس شخص کے حق میں جو اپنے اوپر کھانے یا پینے کو حرام کرے جو حلال ہو سو کہا ایک گروہ نے کہ نہیں حرام ہوتا ہے اس پر اور لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا اور یہ قول اہل عراق کا ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ نہیں لازم ہے اس پر کفارہ مگر یہ کہ قسم کھائے اس قول کی ترجیح کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رالیٹیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے واسطے قول اس کے کہ البتہ میں نے قسم کھائی اور یہ قول مسروق اور شافعی اور مالک کا ہے لیکن مستثنیٰ کیا ہے مالک نے عورت کو سو کہا کہ اس پر طلاق پڑ جاتی ہے کہا اسماعیل قاضی نے کہ فرق درمیان عورت اور لونڈی کے یہ ہے کہ اگر یوں کہے کہ میری عورت مجھ پر حرام ہے تو وہ فراق ہے جس کا اس نے التزام کیا سو اس کو طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر اپنی لونڈی سے کہا بغیر اس کے کہ قسم کھائے تو اس نے لازم کیا ہے اپنے نفس پر جو اس پر لازم نہ تھا پس نہیں حرام ہوتی ہے اس پر لونڈی اس کی کہا شافعی رالیٹیہ نے کہ نہیں واقع ہوتی ہے اس پر کچھ چیز جب کہ نہ قسم کھائے لیکن اگر طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جاتی ہے یا آزاد کرنے کی پس آزاد ہو جاتی ہے اور ایک قول اس کا یہ ہے کہ لازم ہے کفارہ قسم کا اور یہ آیت جو نقل کی کہ نہ حرام کرو ستھری چیزیں تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ثوری نے اپنی جامع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ان کے پاس کھانا لایا گیا تو ایک مرد الگ ہوا سو اس نے کہا کہ میں نے اس کو حرام کیا ہے سو میں اس کو نہ کھاؤں گا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب ہو اور کہا اور اپنی قسم کا کفارہ دے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿لَا تَعْتَدُوْا﴾ تک۔ (فتح)

٦١٩٧ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ

٦١٩٧ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا (اپنی بیوی) کے پاس ٹھہرتے تھے اور اس کے پاس شہد پیتے تھے سو میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں عہد و پیمان کیا ہم میں سے جس کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں تو چاہیے کہ کہے کہ بیشک میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں آپ نے مغافیر کھایا؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے

أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا﴾ لِقَوْلِهٖ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا وَ قَالَ لِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكِ أَحَدًا.

ایک کے پاس اندر تشریف لے گئے تو اس نے یہ بات آپ سے کہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا اور پھر کبھی نہیں پیوں گا تو یہ آیت اتری اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ نے تیرے واسطے حلال کی اللہ کے اس قول تک کہ اگر تم دونوں توبہ کرو طرف اللہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے یعنی اللہ کے قول ان تتوبا میں مراد عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مراد اللہ کے قول ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا﴾ سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے نہیں بلکہ میں نے شہد پیا ہے اور کہا ابراہیم نے ہشام سے اور میں پھر کبھی نہیں پیوں گا اور البتہ میں نے قسم کھائی سو کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور دوسری جگہ بخاری میں تمام منقول ہے اختصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے یہاں ان کلموں پر جو متعلق ہیں ساتھ قسم کی آیتوں سے اور اس میں نام رکھنا ہے بعض مبہم آدمیوں وغیرہ کا۔ (فتح)

بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ

نذر کو پورا کرنا یعنی حکم اس کا یا فضیلت اس کی

وَقَوْلِهٖ ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾

اور اللہ نے فرمایا پورا کرتے ہیں نذر کو

فائدہ: اس سے لیا جاتا ہے کہ نذر کو پورا کرنا قربت ہے واسطے ثنا کرنے کے اس کے فاعل پر لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ نذر طاعت کے اور روایت کی طبری نے مجاہد کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب نذر مانتے ہیں اللہ کی اطاعت میں کہا قرطبی نے کہ نذر ان عقود میں سے ہے جن کے پورا کرنے کا حکم ہے اور ثنا کی گئی ہے اس کے فاعل پر اور اعلیٰ قسم اس کی وہ ہے جو کسی چیز کے ساتھ معلق نہ ہو جیسے کوئی بیماری سے اچھا ہو سو وہ کہے کہ میں نے اللہ کی نذر مانی کہ اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی خیرات کروں گا واسطے شکر اللہ کے اور متصل ہے ساتھ اس کے جو معلق ہو ساتھ فعل طاعت کے جیسے کہے کہ اگر اللہ نے میرے بیمار کو شفا دی تو اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی نماز پڑھوں گا اور جو اس کے سوائے ہے اس کے اقسام سے مانند نذر لجاج کی جیسے کوئی اپنے غلام کو بھاری جانے تو اس کے آزاد کرنے کی نذر مانے تاکہ اس کی صحبت سے خلاص ہو سو نہیں قصد کرتا ہے اس سے قربت کا یا بوجھ ڈالے اپنے نفس پر سو نذر مانے بہت نماز کی یا بہت روزوں کی جو اس پر دشوار ہو اور اس کے کرنے سے ضرر پائے سو یہ مکروہ ہے اور کبھی اس کی بعض

قسم حرام کو بھی پہنچتی ہے۔ (فتح)

٦١٩٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَوَلَمْ يُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَّلَا يُؤَخِّرُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

٦١٩٨۔ حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ اس نے سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتے تھے کہ کیا تم نہیں منع کیے گئے نذر ماننے سے؟ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک نذر نہ کسی چیز آگے کرتی ہے اور نہ پیچھے کرتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر کے سبب سے تو البتہ بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے یعنی اس اعتقاد سے کہ نذر سے تقدیر ٹل جاتی ہے نذر ماننا بے فائدہ ہے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث میں نہی کا ذکر نہیں یعنی جو اس نے مرفوع حدیث بیان کی ہے اس میں نہی کے ساتھ تصریح نہیں کی لیکن مسلم کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا نذر ماننے سے اور ایک روایت میں ہے کہ نذر کسی چیز کو نہیں ٹالتی اور یہ عام تر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تعلیل نہی کے نذر ماننے سے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس نذر میں سو بعض نے اس کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور بعض نے اس کی تاویل کی ہے کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ مکرر آئی ہے نہی نذر سے حدیث میں اور وہ تاکید ہے واسطے امر اس کے کی اور تحذیر ہے سستی کرنے سے ساتھ اس کے بعد واجب کرنے اس کے کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوتے کہ مراد زجر کرنا ہے اس سے تاکہ نہ کی جائے تو البتہ ہوتا اس میں باطل کرنا اس کے حکم کا اور اس کا وفا کرنا لازم نہ ہوتا اس واسطے کہ وہ نہی سے گناہ اور نافرمانی ہو جاتا پس نہ لازم ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی حدیث کے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا کہ نذر ماننا نہ اس کو دنیا میں فائدہ دیتا ہے اور نہ ان سے ضرر کو پھیرتا ہے اور نہ تقدیر کو متغیر کرتا ہے فرمایا کہ نہ نذر کرو اس پر کہ تم پاؤ نذر کے ساتھ وہ چیز جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں نہیں لکھی یا ٹالو ساتھ اس کے اپنے اوپر سے وہ چیز جو اللہ نے تم پر مقدر کی سو جب تم نذر مانو تو اس کو پورا کرو اس واسطے کہ جو نذر کہ تم نے مانی وہ تمہارے واسطے لازم ہے اور کہا ابو عبید نے کہ وجہ نہی کی نذر سے اور تشدید بیچ اس کے نہیں ہے وہ کہ گناہ ہو اور اگر گناہ ہوتا تو نہ حکم کرتا اللہ اس کے پورا کرنے کا اور نہ تعریف کیا جاتا فاعل اس کا لیکن وجہ اس کی میرے نزدیک تعظیم شان نذر کی ہے اور تغلیظ امر اس کے کی تاکہ نہ سستی کی جائے ساتھ اس کے اور نہ ترک کیا جائے وفا کرنا ساتھ اس کے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے رغبت دلانے سے اوپر وفا کرنے کے ساتھ اس کے کتاب اور سنت میں اور یہ میرے نزدیک بعید ہے ظاہر حدیث سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد حدیث سے یہ کہ نذر ماننے والا لاتا ہے ساتھ قربت کے اس کو بھاری جانتا ہے اس واسطے کہ وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے اور جو چیز

کہ لازم ہو اس کو آدمی خوش دلی سے نہیں کرتا جیسا کہ مطلق الاختیار کرتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو سبب اس کا کہ نہ ڈرنے جب کہ نہیں نذر کی قربت کی مگر اس شرط سے کہ اس کی مراد حاصل ہو تو ہو گیا یہ مانند معاوضہ کی جو قدح کرتا ہے متقرب کی نیت میں اور اشارہ کرتا ہے اس تاویل کی طرف قول حضرت ﷺ کا دوسری حدیث میں کہ نذر نہیں لاتی ہے خیر کو اور قول اس کا کہ نذر نہیں قریب کرتی آدمی سے وہ چیز جو اللہ نے اس کے واسطے مقدر نہیں کی اور یہ مانند نص کی ہے اس تعلیل پر اور احتمال اول عام ہے انواع نذر کو دوسرا خاص کرتا ہے نوع مجازات کو اور زیادہ کیا ہے قاضی نے اور کہا جاتا ہے کہ اخبار ساتھ اس کے واقع ہوئی ہے بطور اعلام کے کہ وہ نہیں غالب ہے تقدیر پر اور نہیں آتی ہے خیر اس کے سبب سے اور نہیں اعتقاد خلاف اس کے سے ہے اس خوف سے کہ واقع ہو یہ بعض جاہلوں کے گمان میں کہا اس نے اور محصل مذہب مالک کا یہ ہے کہ وہ مباح ہے مگر جب کہ ہو موبد واسطے مکرر ہونے اس کے اوقات میں سو کبھی بھاری ہوتا ہے اس پر فعل اس کا سو کرتا ہے اس کو ساتھ تکلف کے بغیر خوش دلی کے اور بغیر خالص نیت کے پس اس وقت مکروہ ہوتی ہے اور یہ ایک معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ نذر نہیں لاتی ہے خیر کو یعنی اس کا انجام محمود نہیں اور کبھی دشوار ہوتا ہے وفا کرنا ساتھ اس کے اور کبھی اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتی ہے وہ سبب اس خیر کا کہ مقدر نہیں اور اس احتمال اخیر کو اختیار کیا ہے ابن دقیق العید نے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ وہ نہیں لاتی ہے خیر کو یہ ہیں کہ نہیں دفع کرتی ہے تقدیر کو کچھ جیسا کہ دوسری روایتوں نے اس کو بیان کیا ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ باب علم کا غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ منع کیا جائے ایک فعل سے یہاں تک کہ اگر کیا جائے تو واجب ہو جائے اور البتہ ذکر کیا ہے اکثر شافعیہ نے نص شافعی رحمہ اللہ سے کہ نذر مکروہ ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور اسی طرح منقول ہے مالکیہ سے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن دقیق العید نے اور اشارہ کیا ہے ابن عربی نے طرف خلاف کے ان سے اور جزم شافعیہ سے ساتھ کراہت کے اور حجت ان کی یہ ہے کہ نہیں ہے وہ طاعت محض اس واسطے کہ نہیں مقصود ہے اس سے خالص قربت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود اس کا یہ ہے کہ اپنے نفس کو نفع دے یا اس سے ضرر کو ٹالے ساتھ اس چیز کے کہ التزام کیا ہے اس نے اس کا اور جزم کیا ہے حنابلہ نے ساتھ کراہت کے اور ایک روایت میں ان کے نزدیک کراہت تحریم ہے اور توقف کیا ہے بعض نے اس کی صحت میں اور کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ باب باندھا باب کراہت نذر کا اور وارد کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے اور عمل اس پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے حضرت ﷺ کے اصحاب وغیرھم سے انہوں نے نذر کو مکروہ رکھا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس میں اشکال ہے قواعد پر اس واسطے کہ قاعدہ چاہتا ہے کہ وسیلہ طاعت کا طاعت ہو جیسا کہ وسیلہ گناہ کا گناہ ہے اور نذر وسیلہ ہے طرف التزام قربت کے سو لازم ہے کہ قربت ہو مگر یہ کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کراہت کے پھر اشارہ کیا کہ فرق ہے درمیان نذر مجازات

کے سو محمول ہے نہی اوپر اس کے اور درمیان نذر ابتدا کے سو وہ قربت محض ہے اور کہا ابن ابی الدم نے شرح وسیط میں کہ قیاس مستحب ہونا اس کا ہے اور مختار یہ ہے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور نزاع کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خلاف اولیٰ درج ہے بیچ عموم نہی کے اور مکروہ وہ ہے کہ خاص کر اس سے منع کیا گیا ہو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی نذر سے خاص کر کے سو ہو گی مکروہ اور جزم کیا ہے قرطبی نے مفہم میں ساتھ حمل کرنے نہی کے اوپر نذر مجازات کے یعنی جس نذر میں عوض مقصود ہو سو کہا اس نے کہ اس نہی کا محل وہ ہے کہ کہے مثلاً کہ اگر اللہ نے میرے بیمار کو شفا دی تو لازم ہے کہ میں صدقہ دوں گا اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ جب موقوف رکھا اس نے فعل قربت مذکورہ کو اوپر حصول غرض مذکور کے تو ظاہر ہوا کہ اس کی نیت محض تقرب الی اللہ کی نہیں واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوئی اس سے بلکہ اس میں معاوضہ کے راہ چلا ہے اور اس کو واضح کرتا ہے یہ کہ اگر اس کے بیمار کو شفا نہ ہوتی تو نہ خیرات کرتا وہ چیز جو معلق کی اس کی شفا پر اور یہ حالت بخیل کی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں نکالتا اپنے مال سے کچھ چیز مگر ساتھ عوض دنیاوی کے جو زیادہ ہو غالباً اس چیز پر جو اس نے نکالی اور نہیں معنی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے جو بخیل نہ نکالنے والا تھا اور کبھی منضم ہوتا ہے طرف اس کی اعتقاد جاہل کا جو گمان کرتا ہے کہ نذر واجب کرتی ہے حصول اس غرض کو یا اللہ کرتا ہے اس غرض کو بسبب اس نذر کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے حدیث میں کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کچھ چیز نہیں ٹالتی اور پہلی حالت کفر کے قریب ہے اور دوسری حالت خطا صریح ہے میں کہتا ہوں بلکہ یہ بھی کفر کے قریب ہے پھر نقل کیا ہے قرطبی نے علماء سے حمل کرنا نہی کا جو وارد ہے حدیث میں اوپر کراہت کے اور کہا جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ تحریم پر ہے اس شخص کے حق میں جس پر اس اعتقاد فاسد کا خوف ہو سو اسی کی طرف اقدام کرنا حرام ہوگا اور کراہت اس کے حق میں ہے جس کا یہ اعتقاد نہ ہو اور یہ تفصیل خوب ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جو راوی حدیث کا ہے بیچ نہی کے نذر سے اس واسطے کہ وہ نذر مجازات میں ہے اور البتہ روایت کی طبری نے قتادہ سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿یُوفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ کہا کہ تھے نذر مانتے بیچ طاعت اللہ کی کے نماز اور روزے اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ سے اور اس چیز سے کہ اللہ نے ان پر فرض کی تو اللہ نے ان کا نام ابرار رکھا اور یہ صریح ہے اس میں کہ ثنا واقع ہوئی بیچ غیر نذر مجازات کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں طرف جمع کی درمیان آیت اور حدیث کے ساتھ اس کے اور کبھی مشعر ہے تعبیر ساتھ بخیل کے کہ منع وہ نذر ہے جس میں مال ہو سو ہوگی خاص تر نذر مجازات سے لیکن کبھی موصوف ہوتا ہے ساتھ بخل کے جو سست ہو طاعت سے پھر نقل کیا ہے قرطبی نے اتفاق اس پر کہ واجب ہے وفا کرنا ساتھ نذر مجازات کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور نہیں فرق کیا درمیان معلق اور غیر معلق کے اور اتفاق مسلم ہے لیکن حدیث کا وجوب پر دلالت کرنا مسلم نہیں۔ (فتح)

۶۱۹۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ.

۶۱۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نذر سے منع کیا اور فرمایا کہ نذر نہیں پھیرتی کسی چیز کو لیکن اس کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے۔

فائدہ: استخراج کا بیان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا جو اس کے بعد ہے۔

۶۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قُدِّرَ لَهُ وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ فَيَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ فَيُؤْتِيْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِيْ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ.

۶۲۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لاتی نذر آدمی کو کچھ چیز جو میں نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو لیکن شان یہ ہے کہ ڈالتی ہے اس کو نذر طرف قدر کی جو اس کے واسطے مقدر کی گئی سو نکالتا ہے اللہ بسبب اس کے بخیل سے سو دیتا ہے مجھ کو اس پر وہ چیز کہ نہ تھا کہ دیتا مجھ کو اس پر پہلے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے لیکن کبھی نذر تقدیر کے موافق پڑ جاتی ہے تو اس کے سبب سے بخیل کا مال نکالا جاتا ہے جو نہ تھا بخیل کہ اس کے نکالنے کا ارادہ کرے اور یہی ہے مراد حضرت ﷺ کے اس قول سے لیکن ڈالتی ہے اس کو نذر طرف قدر کے، الخ اور یہ روایت مطابق ہے واسطے باب القاء العبد النذر الی القدر جو پہلے مذکور ہوا اور اگر کوئی کہے کہ تقدیر ہی ہے جو آدمی کو نذر کی طرف ڈالتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ تقدیر نذر کی غیر تقدیر القا کے ہے سو پہلی بے قرار کرتی ہے اس کو طرف نذر کی اور نذر بے قرار کرتی ہے اس کو طرف دینے کے اور یہ جو فرمایا کہ جو میں نے اس کے واسطے مقدر نہ کی ہو تو یہ حدیث قدسی ہے لیکن ساقط ہوئی ہے اس سے تصریح ساتھ نسبت کرنے اس کے کی طرف اللہ کی اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نکالا جاتا ہے ساتھ اس سبب کے بخیل سے جو نہ تھا بخیل کہ ارادہ کرے اس کے نکالنے کا اور یہ واضح تر روایت ہے کہا بیضاوی نے اور عادت لوگوں کی معلق کرنا نذر کا ہے اوپر حاصل کرنے منفعت کے یا دفع کرنے ضرر کے سو منع کیا گیا اس سے کہ وہ بخیلوں کا فعل ہے اس واسطے کہ سخی جب ارادہ کرتا ہے قربت الی اللہ کا تو اس کی طرف جلدی کرتا ہے اور بخیل کا نفس نہیں مانتا کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نکالے مگر بیچ مقابلے عوض کے کہ اول اس کو پورا لے سو التزام کرتا ہے اس کا بیچ مقابلے اس چیز کے کہ حاصل ہو اس کے واسطے اور یہ نہیں ٹالتا ہے تقدیر سے کسی چیز کو سو نہیں ہانکتا ہے اس کی طرف خیر کو جو اس کی تقدیر میں نہ لکھی گئی ہو اور نہیں ٹالتا

ہے اس سے بدی کو جو اس پر مقدر کی گئی ہو لیکن نذر کبھی تقدیر کے موافق پڑ جاتی ہے سو نکالتی ہے بخیل سے وہ چیز کہ اگر نذر نہ ہوتی تو اس کو نہ نکالتا کہا ابن عربی نے کہ اس میں حجت ہے واسطے وجوب وفا کے ساتھ اس چیز کے کہ لازم کرے اس کو اوپر اپنے نذر ماننے والا اس واسطے کہ حدیث نص ہے بیچ اس کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ نکالا جاتا ہے اس کے سبب سے اس واسطے کہ اگر نہ لازم آتا اس کو نکالنا اس کا تو نہ تمام ہوتی مراد وصف کرنے اس کے سے ساتھ بخل کے صادر ہونے نذر کے سے اس سے اس واسطے کہ اگر اس کو وفا میں اختیار ہوتا تو البتہ بدستور رہتا واسطے بخل اس کے اوپر عدم اخراج کے اور اس حدیث میں رد ہے قدریہ پر اور کہا ابن عربی نے کہ نذر دعا کے مشابہ ہے کہ وہ تقدیر کو نہیں پھیرتی لیکن وہ بھی تقدیر سے ہے اور باوجود اس کے پس منع کیا گیا ہے نذر سے اور بلایا طرف دعا کے اور سبب اس میں یہ ہے کہ دعا عبادت دنیاوی ہے اور ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے توجہ طرف اللہ کی اور تضرع اس کے واسطے اور عاجزی کرنا اور یہ برخلاف نذر کے ہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا عبادت کا ہے حاصل ہونے تک اور ترک کرنا عمل کا ضرورت کے وقت تک اور اس حدیث میں ہے کہ مکلف جو نیک کام ابتدا کرے یعنی بغیر نذر ماننے کے وہ افضل ہے اس چیز سے کہ لازم کرے اس کو ساتھ نذر کے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر اخلاص کرنے کے بیچ عمل خیر کے اور ذم بخل کے اور یہ کہ جو مامور چیزوں کے تابع ہو اور منع چیزوں سے بچے وہ بخیل نہیں گنا جاتا۔

تنبیہ: کہا ابن منیر نے کہ مناسبت احادیث باب کی واسطے ترجمہ وفا بالنذر کے قول حضرت ﷺ کا ہے اس کے سبب بخیل سے نکالا جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالتا ہے بخیل جو متعین ہو اوپر اس کے اس واسطے کہ اگر نکالے جو احسان کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تو البتہ ہوتی سخی اور کہا کرمانی نے کہ لیا جاتا ہے ترجمہ لفظ یستخرج سے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو بخاری رحمہ اللہ نے طرف تخصیص نذر منہی عنہ کے ساتھ نذر معاوضہ کے اور لجاج کے ساتھ دلیل آیت کے اس واسطے کہ جس ثنا کو آیت شامل ہے وہ محمول ہے اوپر نذر قربت کے جیسا کہ گزرا ہے باب کی ابتدا میں پس تطبیق دی جائے گی درمیان آیت اور حدیث کے ساتھ خاص کرنے ہر ایک کے دونوں میں سے ساتھ ایک صورت کے نذر کے صورتوں سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَّا يَفِيْ بِالنَّذْرِ

باب ہے بیچ بیان گناہ اس شخص کے جو نذر کو پورا نہ کرے

۶۲۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَمْرَةَ حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۲۰۱۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے

وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِيْ ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا بَعْدَ قَرْنِهِ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

ہوئے ہیں اور ان سے لگتے ہیں یعنی تبع تابعین کہا عمران رضی اللہ عنہ نے میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کو بہتر کہا یا تین کو پھر ان تین زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور خیانت کریں گے اور امانت نہ رکھے جائیں گے اور گواہی دیں گے بغیر گواہی مانگے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹاپا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل صحابہ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نذر مانیں گے اور یہ جو کہا کہ امانت رکھے جائیں گے یعنی وہ خیانت ظاہر ہوگی اس طور سے کہ اس کے بعد ان کو کوئی امین نہیں جانے گا اور کہا ابن بطال نے کہ امانت میں خیانت کرنے والے اور نذر نہ پوری کرنے والے کو برابر کیا اور خیانت مذموم ہے تو نذر کا نہ پورا کرنا بھی مذموم ہوگا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اور کہا باجی نے کہ بیان کی وہ چیز جس کے ساتھ ان کو وصف کیا بجائے عیب کے اور جو چیز جائز ہو اس پر عیب نہیں ہوتا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ جائز نہیں۔ (فتح)

بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ

نذر ماننا طاعت اور عبادت میں یعنی حکم اس کا

فائدہ: اور احتمال ہے کہ ہو باب ساتھ تنوین کے اور مراد ساتھ قول اس کے النذر فی الطاعة حصر کرنا مبتدا کا ہو خبر میں سو نہ ہوگی نذر گناہ کی نذر شرعی۔ (فتح)

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ جو خرچ کرو تم خرچ سے یا نذر مانو نذر سے تو اللہ اس کو جانتا ہے

فائدہ: اور بیچ ذکر کرنے اس آیت کے اشارہ ہے اس طرف کہ جس نذر کے فاعل پر ثنا واقع ہوئی ہے وہ نذر اللہ کی فرمانبرداری کی ہے۔

٦٢٠٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

٦٢٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نذر مانی ہو اللہ کی فرماں برداری کی تو چاہیے کہ اس کی فرمانبرداری کرے اور جس نے نذر مانی ہو اللہ کی نافرمانی کی تو اس کی نافرمانی نہ کرے یعنی اس نذر کو ادا نہ کرے۔

فائدہ: یعنی اگر نذر موافق شرع کے ہو جیسے صدقہ، نماز، روزہ، حج تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر خلاف شرع

کے نذر اور منت ماننے جیسے ماں باپ سے نہ بولنا قبروں پر جھنڈے نشان چڑھانا چراغاں کرنا، پیر کی چوٹی سر پر رکھنا محرم میں لڑکوں کو فقیر بنانا تعزیے کے سامنے رات بھر ایک پاؤں سے کھڑے رہنا ڈھول بجا کر رات جگا کرنا اسی طرح اور خرافات کرنا سراسر خلاف شرع ہیں اول تو ان کاموں کی منت نہ مانے اور اگر مانے تو ہرگز ادا نہ کرے اور طاعت عام تر ہے کہ ہو واجب میں یا مستحب میں اور متصور ہے نذر فعل واجب میں ساتھ اس طور کے کہ اس کو موقت کرے جیسے نذر مانے کہ نماز کو اول وقت پڑھے پس واجب ہے اس پر بقدر طاقت کے اور بہر حال مستحب تمام عبادات مالیہ اور بدنیہ سے سو نذر ماننے سے سب واجب ہو جاتی ہیں اور حدیث صریح ہے بیچ امر کے ساتھ وفا کرنے نذر کے جب کہ ہو اللہ کی بندگی میں اور صریح ہے بیچ نہی کے نہ پوری کرنے نذر کے سے جب کہ ہو گناہ میں اور کیا واجب ہے اس میں کفارہ قسم کا یا نہیں اور نذر مباح کا حکم آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لَّا يُكَلِّمَ إِنسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

جب کوئی نذر مانے اور قسم کھائے یہ کہ نہ کلام کرے آدمی سے جاہلیت میں پھر مسلمان ہو جائے

فائدہ: یعنی کیا واجب ہے اس پر پورا کرنا اس کا یا نہیں اور مراد ساتھ جاہلیت کے جاہلیت مذکور ہے اور وہ حال اس کا ہے پہلے اسلام سے اور اصل جاہلیت وہ زمانہ ہے جو حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور باب باندھا ہے اس مسئلے کے واسطے طحاوی نے جو نذر مانے اور وہ مشرک ہو پھر اسلام لائے پس واضح کیا اس نے مراد کو۔

٦٢٠٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

٦٢٠٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں نے کفر میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات خانہ کعبہ میں اعتکاف کروں گا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قیاس کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قسم کو نذر پر اور ترک کیا کلام کو اعتکاف پر سو جو نذر مانے یا قسم کھائے اسلام لانے سے پہلے کسی چیز پر تو واجب ہے پورا کرنا اس کا اگر ہو مسلمان سو جب وہ مسلمان ہو تو واجب ہے اس پر بنا بر ظاہر قصے عمر رضی اللہ عنہ کے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور ابو ثور کا اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ وجہ ہے بعض کے واسطے اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اصحاب اس کے اس پر ہیں کہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور اسی طرح کہا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ واجب ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طبری نے اور مغیرہ بن عبدالرحمن نے مالکیہ سے اور بخاری رحمہ اللہ اور داؤد اور اس کے اتباع نے میں نے کہا کہ اگر پائی جائے

بخاری رحمہ اللہ سے تصریح ساتھ وجوب کے تو قبول کی جائے گی ورنہ مجرد ترجمہ اس کا نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ قائل ہے ساتھ وجوب اس کے کی اس واسطے کہ محتمل ہے کہ وہ ندب کا قائل ہو کہا قابسی نے کہ نہیں حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بطور واجب کرنے کے بلکہ بطور مشورہ کے اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کو تعلیم کریں کہ نذر کو پورا کرنے کی بڑی تاکید ہے تو سخت کیا اس کے حکم کو ساتھ اس طور کے کہ حکم کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ وفا کرنے اس کے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس کے کہ پورا کرنا اس نذر کا واجب ہے جس کے ساتھ اللہ کی قربت حاصل کی جائے اور نہیں صحیح ہے کافر سے تقرب ساتھ عبادت کے اور جواب دیا ہے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے ساتھ اس احتمال کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے سمجھا ہو کہ ان کو آسان ہے کرنا اس چیز کا جس کی نذر مانی تھی سو حکم کیا اس کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ فعل عمر رضی اللہ عنہ کا اس وقت طاعت ہے اللہ تعالیٰ کی سو ہوگا یہ خلاف اس چیز کا کہ واجب کی ہے اپنے نفس پر اس واسطے کہ اسلام ڈھا دیتا ہے جاہلیت کے امر کو کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا اس کے مخالف ہے سو اگر دلالت کرے کوئی دلیل قوی تر اس سے کہ نہیں صحیح ہے وہ کافر سے تو قوی ہے یہ تاویل ورنہ نہیں اور اس حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کب یہ سوال کیا تھا اور کب اعتکاف کیا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنا اور اعتکاف کرنا جنگ حنین کے بعد تھا اور اس حدیث میں لازم ہونا نذر کا ہے واسطے قربت کے ہر ایک سے یہاں تک کہ اسلام سے پہلے بھی اور جواب دیا ہے ابن عربی نے ساتھ اس کے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نذر مانی جاہلیت میں پھر اسلام لائے تو ارادہ کیا کہ اس کا کفارہ دے ساتھ مثل اس کے کی اسلام میں سو جب اس کی نیت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معلوم کروایا کہ وہ اس کو لازم ہے کہا اور ہر عبادت کہ تنہا ہو ساتھ اس کے بندہ غیر سے منعقد ہوتی ہے ساتھ مجرد نیت کے اگرچہ زبان سے کچھ نہ بولے اسی طرح کہا ہے ابن عربی نے اور نہیں موافقت کی اس کی کسی نے اوپر اس کے بلکہ نقل کیا ہے بعض مالکیہ نے اتفاق اس پر کہ عبادت نہیں لازم ہوتی ہے مگر ساتھ نیت کے جو سمیت قول کے ہو یعنی زبان سے بولے یا اس کو شروع کرے اور بر تقدیر تنزل کے پس ظاہر کلام عمر رضی اللہ عنہ کا مجرد اخبار ہے ساتھ اس چیز کے کہ جو واقع ہوئی ہے منع طلب کرنے خبر کے حکم اس کے سے کہ کیا لازم ہے یا نہیں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اس چیز پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے نیت کرنے کا اسلام میں اور کہا باجی نے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ساتھ پورا کرنے اس کے بطور استحباب کے اگرچہ وہ نذر اس پر لازم نہ تھی اس واسطے کہ اس نے التزام کیا اس کا اور اس حالت میں کہ نہیں منعقد ہوتی ہے بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کافر لوگ مخاطب ہیں ساتھ فروع کے اگرچہ نہیں صحیح ہے ان سے مگر بعد اسلام لانے ان کے کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ پورا کرنے اس چیز کے کہ حالت شرک میں اس کا التزام کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

جو مر جائے اور اس پر نذر ہو تو کیا اس کی طرف سے ادا کی جائے یا نہ؟

فائدہ: اور جو ذکر کیا ہے باب میں وہ تقاضا کرتا ہے اول کو لیکن کیا وہ بطور ندب کے ہے یا وجوب کے اس میں خلاف ہے۔

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلَاةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ صَلِّيْ عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

اور حکم کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو جس کی ماں نے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی طرف سے نماز پڑھ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند اس کی۔

فائدہ: اس کی ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ پیادہ چل کر مسجد قبا میں نماز پڑھے سو مر گئی اس کے ادا کرنے سے پہلے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی بیٹی کو فتوی دیا کہ اس کی طرف سے وہاں پیادہ پا چل کر نماز پڑھے اور موطا مالک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا خلاف بھی آیا ہے موطا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ نماز پڑھے کوئی کسی طرف سے اور ممکن ہے حمل کرنا اثبات کا اس کے حق میں جو مر گیا ہو اور نفی زندہ کے حق میں اور کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا ہو ساتھ قول اپنے کے کہ اس کی طرف سے نماز پڑھ عمل کرنا ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل مکتوب ہیں واسطے والد کے بغیر اس کے کہ کم ہو کچھ اس کے ثواب سے اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا اور حاصل کلام اس کی کا تخصیص جواز کا ہے ساتھ ولد کے اور طرف اس کی میل کی ہے ابن وہب اور ابو مصعب نے اصحاب مالک سے اور اس میں تعقب ہے ابن بطال پر جس جگہ کہ اس نے نقل کیا ہے اجماع کہ نہ نماز پڑھے کوئی کسی کی طرف سے نہ فرض اور نہ سنت نہ زندہ کی طرف سے نہ مردے کی طرف سے اور منقول ہے مہلب سے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو سب بدنی عبادتوں میں جائز ہوتا اور خود شارع احق تر تھا ساتھ اس کے کہ اس کو اپنے ماں باپ کی طرف سے کرتا اور نہ منع کیے جاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی مغفرت مانگنے سے اور البتہ باطل ہوتے معنی قول اللہ کے ﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا﴾ اور یہ سب کچھ جو اس نے کہا نہیں پوشیدہ ہے وجہ تعقب اس کے کی خاص کر جو ذکر کیا ہے اس نے بیچ حق شارع کے اور بہر حال آیت سے اس کا عموم مخصوص ہے اتفاقا۔ (فتح)

٦٢٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ

۶۲۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصاری نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوی طلب کیا ایک نذر میں جو اس کی ماں پر تھی سو مر گئی اس کے ادا کرنے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فتوی دیا کہ نذر کو ماں کی طرف

اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهٗ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَّقْضِيَهٗ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ.

سے ادا کرے سو ہوا یہ فتویٰ سنت اس کے بعد۔

فائدہ: یعنی ہو گیا ادا کرنا وارث کا اس چیز کو کہ مورث پر ہو طریقہ شرعیہ عام تر اس سے کہ ہو بطور وجوب کے یا ندب کے اور اس میں تعقب ہے اس چیز پر جو منقول ہے مالک سے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں پہنچا اس کو کسی سے اہل مدینہ سے حضرت ﷺ کے زمانے سے کہ اس نے کسی کی طرف سے حج کیا ہو یا اس کا حکم کیا ہو یا اس کی اجازت دی ہو تو جو مالک کا مقلد ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ البتہ یہ اس کے غیر کو پہنچ چکا ہے اور یہ زہری ہے جو معدود ہے فقہا اہل مدینہ میں اور تھا شیخ اس کا اس حدیث میں اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس زیادتی اخیر کے ابن حزم رحمہ اللہ نے واسطے ظاہریہ کے اس امر میں کہ لازم ہے وارث پر قضا کرنا نذر کا اپنے مورث کی طرف تمام حالات میں اور اختلاف ہے بیچ تعین نذر کے سو بعض نے کہا کہ روزہ تھا اور بعض نے کہا کہ آزاد کرنا اور بعض نے کہا کہ صدقہ تھا اور کہا عیاض نے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس کی نذر مال میں تھی یا مبہم تھی میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر حدیث باب کا یہ ہے کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے نزدیک معین تھی، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لازم ہے ادا کرنا حقوق واجب کا مردے کی طرف سے اور البتہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جو مر جائے اور اس پر نذر مانی ہو تو واجب ہے ادا کرنا اس کا رأس المال اس کے سے اگرچہ اس نے نہ وصیت کی ہو مگر یہ کہ واقع ہو نذر مرض الموت میں سو جاری ہو گی تہائی مال سے اور شرط کی ہے مالکیہ اور حنفیہ نے کہ وصیت کرے ساتھ اس کے مطلق اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ اس قصے ام سعد رضی اللہ عنہا کے اور قول زہری کے کہ وہ اس کے بعد سنت ہو گئی لیکن ممکن ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ترکہ سے ادا کیا ہو یا احسان کیا ہو ساتھ اس کے اور اس میں فتویٰ طلب کرنا ہے اعلم سے اور اس میں فضیلت نیکی کرنے کی ہے ساتھ ماں باپ کے بعد وفات کے اور بری کرنا ان کو اس چیز سے کہ ان کے ذمہ ہو۔ (فتح)

۶۲۰۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ إِنَّ أُخْتِيْ قَدْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ

۶۲۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ مر گئی حج کرنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اللہ کا حق ادا کر سو وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری۔

بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

نذر ماننا اس چیز میں جس کا مالک نہ ہو اور حکم نذر کا گناہ میں

۶۲۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ.

۶۲۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نذر مانی ہو اللہ کی اطاعت کی تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے نذر مانی ہو اللہ کے گناہ کی تو چاہیے کہ اس کو ادا نہ کرے۔

۶۲۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ وَرَاٰهُ يَمْشِيْ بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ.

۶۲۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ اس کی تکلیف دینے سے اپنے نفس کو بے پرواہ ہے اور اس کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گھسٹتا چلا جاتا ہے کہا فزاری نے الخ مراد ساتھ اس تعلیق کے تصریح حمید کی ہے ساتھ تحدیث کے۔

۶۲۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ.

۶۲۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا خانے کعبے کو طواف کرتے باگ سے یا غیر اس کے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کاٹ ڈالا۔

۶۲۰۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ

۶۲۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کا طواف کرتے ایک آدمی پر گزرے جو دوسرے آدمی کو کھینچتا تھا نکیل سے جو اس کے ناک میں تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا پھر اس کو حکم کیا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کھینچے۔

بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُوْدُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْدَهُ بِيَدِهِ.

٦٢١٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَبُوْ إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٢١٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد کھڑا دیکھا تو اس کا حال پوچھا تھا تو لوگوں نے کہا کہ ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے اور نہ بیٹھے اور نہ سائے میں آئے اور نہ کسی سے کلام کرے اور روزہ رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ بولے اور اپنے اوپر سایہ کرے اور بیٹھے اور اپنا روزہ تمام کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ہیں دخل ہے ان حدیثوں کو بیچ نذر اس چیز کے کہ ملک نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوتی ہیں یہ حدیثیں بیچ نذر گناہ کے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ صواب ساتھ بخاری کے ہے اس واسطے کہ اس نے لیا ہے عدم لزوم نذر کو اس چیز میں کہ ملک نہ ہو نہ لازم ہونے اس کے سے گناہ میں اس واسطے کہ نذر اس کی غیر کے ملک میں تصرف ہے بیچ ملک غیر کے بغیر اس کی اجازت کے اور وہ گناہ ہے اور جب ثابت ہوئی نفی نذر کے گناہ میں تو ملحق ہوگی ساتھ اس کے نذر اس چیز میں جس کا مالک نہ ہو کہ وہ مستلزم ہے گناہ کو واسطے ہونے اس کے تصرف بیچ ملک غیر کے اور کہا کرمانی نے کہ دلالت ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ نہیں مالک ہے شخص اپنے نفس کی تعذیب کا اور نہیں مالک ہے التزام مشقت کا جو اس کو لازم نہ ہو جس جگہ اس میں قربت نہ ہو پھر اشکال کیا ہے اس نے اس میں ساتھ اس کے کہ تفسیر کیا ہے جمہور نے اس چیز کو کہ نہ مالک ہو ساتھ مثل نذر کے ساتھ آزاد کرنے غلام فلانے کے اور جو توجیہ ابن منیر نے کی ہے وہ قریب تر ہے لیکن لازم ہے اس پر تخصیص اس چیز کی کہ نہ ملک ہو ساتھ اس چیز کے کہ نذر مانے شے معین کی مانند آزاد کرنے غلام فلانے کے کی جب کہ اس کا مالک ہو باوجود اس کے کہ لفظ عام ہے پس داخل ہوگا اس میں جب کہ نذر مانے آزاد کرنے غلام غیر معین کی اس واسطے کہ وہ صحیح ہے اور جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ دلیل تخصیص کی اتفاق ہے اوپر منعقد ہونے نذر کے مبہم میں اور اختلاف تو معین

میں واقع ہوا ہے اور پہلے گزر چکی ہے تنبیہ بیچ باب من حلف بملة سوی الاسلام کے اس چیز پر کہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے جس میں تصریح ہے ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہے ترجمہ کے اور وہ ثابت بن ضحاک کی حدیث میں ہے اس لفظ سے ولیس علی ابن آدم نذر فیما لا یملك یعنی نہیں ہے نذر آدمی پر اس چیز میں جس کا وہ مالک نہ ہو اور مسلم میں ہے کہ نہیں ہے نذر اللہ کے گناہ میں اور نہ اس چیز میں جس کا آدمی مالک نہ ہو اور اختلاف ہے اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو اس سے نذر بیچ اس کے کہ کیا واجب ہے اس میں کفارہ سو کہا جمہور نے کہ نہیں واجب ہے اس میں کفارہ اور احمد اور ثوری اور اسحاق اور بعض شافعیہ اور حنفیہ سے منقول ہے کہ اس میں کفارہ ہے اور نقل کیا ہے ترمذی نے اتفاق اصحاب کا بیچ اس کے مانند دو قول کے اور اتفاق ہے اوپر حرام ہونے نذر کے گناہ میں اور اختلاف ان کا تو صرف وجوب کفارے میں ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے جو اس کو واجب کہتا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ نہیں ہے نذر گناہ میں اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ معلول ہے اور اس باب میں نیز عموم عقبہ کا ہے کہ کفارہ قسم کا ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اوپر نذر لجاج کے اور غضب کے اور بعض نے حمل کیا ہے اس کو اوپر نذر مطلق کے لیکن روایت کی ترمذی نے عقبہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ قسم کا کفارہ ہے اور جو ایسی نذر مانے جس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے اور حمل کیا ہے اس کو اکثر فقہا اہل حدیث نے اس کے عموم پر لیکن انہوں نے کہا کہ نذر کرنے والا مختار ہے درمیان پورا کرنے اس چیز کے جس کا اس نے التزام کیا اور کفارے قسم کے اور گزر چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اول باب میں اور وہ اس حدیث کے معنی میں ہے کہ نہیں ہے نذر گناہ میں اور حجت پکڑی ہے بعض حنابلہ نے ساتھ اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کفارہ ایک جماعت اصحاب سے اور نہیں محفوظ ہے کسی صحابی سے خلاف اس کا اور حجت پکڑی گئی اس کے واسطے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا ہے گناہ سے اور حکم کیا ہے کفارہ کا پس متعین ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث لا نذر فی معصیة واسطے صحیح ہونے نذر کے مباح میں اس واسطے کہ اس میں نفی نذر کی ہے گناہ میں سو باقی رہا جو اس کے سوائے ہے ثابت اور حجت پکڑی ہے اس نے جو قائل ہے کہ وہ مشروع ہے مباح میں ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ابو داؤد وغیرہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میں نے نذر مانی تھی کہ حضرت ﷺ کے سر پر دف بجاؤں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو سلامت پھیر لائے تو میں آپ کے سر پر دف بجاؤں کہا بیہقی نے شاید حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی ہو گی اس واسطے کہ اس میں ظاہر کرنا خوشی کا ہے ساتھ سلامتی کے اور نہیں لازم آتا اس سے منعقد ہونا نذر کا ساتھ اس کے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو باب کی تیسری حدیث ہے دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں منعقد ہوتی ہے نذر مباح میں اس

واسطے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ناذر کو ساتھ اس کے کہ بیٹھے اور کلام کرے اور سائے میں آئے اور روزہ تمام کرے سو حکم کیا اس کو ساتھ فعل طاعت کے اور ساقط کیا اس سے مباح کو اور صریح تر اس سے یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نذر وہ چیز ہے کہ طلب کی جائے ساتھ اس کے رضامندی اللہ کی اور جواب قصہ اس عورت کے سے جس نے نذر مانی تھی دف بجانے کی وہ کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قسم مباح سے وہ چیز ہے جو قصد سے مندوب ہو جاتی ہے مانند سحری کھانے کے واسطے قوت حاصل کرنے کے اوپر روزوں دن کے سو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر کرنا خوشی کا ساتھ پلٹنے حضرت ﷺ کے سلامت معنی مقصود ہیں حاصل ہوتا ہے اس سے ثواب اور اختلاف ہے بیچ جواز دف کے بیچ غیر نکاح اور ختنے کے سو ترجیح دی ہے رافعی نے اس کے مباح ہونے کو اور حدیث حجت ہے بیچ اسباب کے اور اس حدیث کے اخیر میں ہے کہ پس داخل ہوئے عمر رضی اللہ عنہ تو اس عورت نے دف بجانا چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! البتہ شیطان تجھ سے ڈرتا ہے سو اگر یہ قربت ہوتی تو یوں نہ فرماتے اور جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اطلاع پائی اس پر کہ شیطان حاضر ہوا ہے واسطے محبت اس کی کے ساتھ سننے اس کے کے اس واسطے کہ اس کو اُمید ہے کہ اس سے فتنے پر قابو پائے سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو بھاگا اس واسطے کہ اس کو معلوم تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی بات پر بہت جلدی انکار کرتے ہیں یا شیطان بالکل حاضر نہیں ہوا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کی حضرت ﷺ نے مثال واسطے اس صورت کے کہ صادر ہوئی عورت مذکورہ سے اور وہ تو صرف اس چیز میں مشروع ہوئی جس کی اصل کھیل ہے سو جب داخل ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو ڈری وہ عورت اس کی مبادرت سے بوجہ نہ معلوم کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے خصوص نذر کو یا قسم کو جو اس سے صادر ہوئے سو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اس کے حال کو شیطان کے حال سے جو ڈرتا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے سے اور قریب ہے اس سے قصہ ان دو لڑکیوں کا جو حضرت ﷺ کے پاس عید کے دن گاتی تھیں یہ ہے وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بہرحال حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو باب کی دوسری حدیث ہے پس ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور پوری حدیث حج میں گزری اور اس کے اول میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا اپنے دو بیٹوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے چلتا ہے تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا حال ہے اس کا لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ پیادہ پا چل کر خانے کعبے کا حج کرے پھر ذکر کی ساری حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ سوار ہو جائے اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کی کہ میری بہن نے نذر مانی ہے کہ خانے کعبے تک پیادہ پا چلے، الحدیث اور اس میں ہے کہ چاہیے کہ پیادہ بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے یعنی اگر قادر ہو تو پیادہ پا چلے اور اگر عاجز ہو تو سوار ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ عقبہ رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ پیادہ پا حج کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے پرواہ ہے سو چاہیے کہ سوار ہو جائے

ایک اونٹ قربانی دے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی ہے کہ کانے کعبے تک پیدل چلے اور پیدل چلنا اس پر بھاری ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ سوار ہو جائے جب کہ پیادہ پا نہیں چل سکتی سو بیشک اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کہ تیری بہن پر بوجھ ڈالے اور اس حدیث میں صحیح ہو نذر کا ہے ساتھ جانے کے خانے کعبے میں یعنی بغیر نیت حج اور عمرے کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ جب نہ نیت کرے حج کی اور نہ عمرے کی تو نہیں پکی ہوتی ہے نذر پھر اگر نذر مانی ہو سوار ہو کر جانے کی تو لازم ہے اس پر سوار ہو کر جانا اور اگر پیادہ چلے تو لازم ہے اس پر قربانی اور اگر نذر کرے پیدل چلنے کی تو لازم آتا ہے اس کو پیدل چلنا جس جگہ سے احرام باندھے یہاں تک کہ تمام ہو حج یا عمرہ اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دونوں ساتھیوں کا ہے اور اگر عذر سے سوار ہو تو اس کو کفایت کرتا ہے اور لازم ہے اس پر قربانی شافعی کے ایک قول میں اور اس میں اختلاف ہے کہ اونٹ دے یا بکری اور اگر بلا عذر سوار ہو تو لازم ہے اس پر قربانی اور مالکیہ سے عاجز ہے کہ رجوع کرے آئندہ سال کو سو پیدل چلے جتنا سوار ہو مگر یہ کہ مطلق عاجز ہو پس لازم ہے اس پر ہدی اور نہیں عقبہ کی حدیث میں وہ چیز جو تقاضا کرے رجوع کو سو وہ حجت ہے واسطے شافعی کے اور اس کے تابعداروں کے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس پر مطلق کوئی چیز لازم نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو باب کی اخیر حدیث ہے یہ ہے کہ چپ رہنا مباح کلام سے نہیں ہے اللہ کی طاعت سے اور البتہ روایت کی ابوداؤد نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور نہ چپ رہنا دن کو رات تک اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ چپ رہنا جاہلیت کے فعل سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے آدمی ایذا پائے اگرچہ انجام میں ہو جس کے مشروع ہونے میں کتاب اور سنت میں کوئی چیز وارد نہ ہوئی ہو جیسے ننگے پاؤں چلنا اور دھوپ میں بیٹھنا تو نہیں ہے وہ اللہ کی طاعت سے پس نہیں منعقد ہوتی ہے ساتھ اس کے نذر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ابو اسرائیل کو ساتھ پورا کرنے روزے کے سوائے غیر اس کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ نہیں دشوار ہے وہ اوپر اس کے اور اس کو حکم کیا کہ بیٹھے اور کلام کرے اور اپنے اوپر سایہ کرے کہا قرطبی نے کہ ابو اسرائیل کا یہ قصہ واضح تر دلیل ہے واسطے جمہور کے بیچ نہ واجب ہونے کفارہ کے اس شخص پر جو گناہ کی نذر مانے یا جس میں طاعت نہ ہو اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ میں نے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ نے اس کو کفارے کا حکم کیا ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ
جو نذر مانے کہ روزہ رکھے چند روز معین پھر وہ موافق پڑے بقرہ عید یا فطر کے دن سے

فائدہ: یعنی تو کیا جائز ہے اس کو روزہ یا بدل یا کفارہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ نہیں جائز ہے اس کو کہ روزہ رکھے عید فطر کے دن اور نہ بقرہ عید کے دن نہ نفل روزہ اور نہ نذر سے برابر ہے کہ معین کرے دونوں کو یا ایک کو ساتھ نذر

کے یا دونوں اکٹھے واقع ہوں یا ایک اتفاقا پھر اگر نذر مانے تو نہیں منعقد ہوتی نذر اس کی نزدیک جمہور کے اور نزدیک حنابلہ کے دو روایتیں ہیں بیچ واجب ہونے قضا کے اور خلاف کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اگر اقدام کرے اور روزہ رکھے تو واقع ہوتا ہے یہ اس کی نذر سے اور کریمہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ ہر چار شنبہ کے دن روزہ رکھا کروں اور چار شنبہ قربانی کا دن ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرہ عید کے دن روزہ رکھنے سے۔

٦٢١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ أَبِي حُرَّةَ الْأَسْلَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا صَامَ فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ وَلَا يَرٰى صِيَامَهُمَا.

٦٢١١۔ حضرت حکیم بن ابی حرہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے ایک مرد کے حکم سے جس نے نذر مانی تھی کہ نہ آئے گا اس پر کوئی دن مگر کہ وہ روزہ رکھے گا سو وہ بقرہ عید یا عید فطر کے دن کے موافق پڑا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تمہارے واسطے رسول میں نیک چال چلنی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ عید فطر کے دن روزہ رکھتے تھے اور نہ بقرہ عید کے دن اور نہ عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں کا روزہ جائز دیکھتے تھے۔

٦٢١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ نَذَرْتُ أَنْ أَصُوْمَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنُهِيْنَا أَنْ نَصُوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ.

٦٢١٢۔ حضرت زیاد بن جبیر سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو ایک مرد نے ان سے سوال کیا کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں روزہ رکھوں ہر سہ شنبے یا چار شنبے کے دن جب تک زندہ رہوں گا سو میں نے اس دن کو بقرہ عید کے دن سے موافق پایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور ہم منع کیے گئے بقرہ عید کے دن روزہ رکھنے سے تو اس مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح کہا اس پر کچھ زیادہ نہ کیا۔

بَابٌ هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزُّرُوْعُ وَالْأَمْتِعَةُ

کیا داخل ہوتی ہیں قسموں اور نذروں میں زمین اور بکریاں اور کھیتی اور اسباب

فائدہ: کہا ابن عبدالبر وغیرہ نے کہ مال دوس کی بولی میں غیر عین کے ہے مانند اقسام اسباب اور کپڑوں کے اور

ایک جماعت کے نزدیک مال صرف عین ہے مانند چاندی اور سونے کے اور معروف کلام عرب سے یہ ہے کہ جو چیز کہ مال اور ملک بنائی جائے وہ مال ہے سو اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں طرف راجح ہونے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو حدیثوں سے مانند قول عمر رضی اللہ عنہ کے کی کہ میں نے ایسی زمین پائی کہ میں نے اس سے زیادہ تر عمدہ مال کبھی نہیں پایا اور مانند قول ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کی کہ میرے نزدیک میرے سب مال سے زیادہ تر پیارا وہ باغ ہے جس کا نام بیرحاء ہے اور مانند قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں غنیمت پائی ہم نے سونا اور نہ چاندی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا کہ نہ دو بیوقوفوں کو اپنے مال اس واسطے کہ وہ شامل ہے ہر چیز کو جس کا آدمی مالک ہو اور نیز حدیث میں ہے کہ جو آئے تیرے پاس رزق سے اور تو جھانکنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور اس سے مالدار بن اور وہ شامل ہے ہر چیز کو جو مال بنائی جائے اور تینوں حدیثیں روایت کی گئیں ہیں صحیحین میں اور حکایت کی گئی ہے ثعلب سے کہ مال وہ چیز ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تھوڑا ہو یا بہت اور جو اس سے کم ہو وہ مال نہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن انباری نے اور اس کے غیر نے کہا کہ مال اصل میں عین ہے پھر اطلاق کیا گیا ہر چیز پر جو ملک ہو سکے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے حق میں جو قسم کھائے یا نذر مانے کہ وہ اپنے مال کو صدقہ کرے گا کئی مذہب پر اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں واقع ہوتی ہے نذر اس کی مگر اس چیز سے جس میں زکوٰۃ ہو اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شامل ہے تمام اس چیز کو کہ واقع ہو اس پر اسم مال کا اور کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیثیں شہادت دیتی ہیں واسطے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا کرمانی نے کہ معنی قول بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے هل يدخل یعنی کیا صحیح ہے قسم اور نذر اعیان پر جیسے کہے کہ یہ زمین میں نے اللہ کی نذر کی میں کہتا ہوں اور جو ابن بطال سے سمجھا ہے اور وہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اگر کوئی نذر مانے یا قسم کھائے کہ اپنا تمام مال صدقہ کرے تو یہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ مالک ہو اس کا سوائے اس کے اور نقل کیا ہے محمد بن نصر مروزی نے بیچ کتاب اختلاف کے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے اصحاب سے اس کے حق میں جو نذر مانے کہ اپنا کل مال صدقہ کرے کہا انہوں نے کہ صدقہ کرے اس چیز کو کہ واجب ہوتی ہے اس میں زکوٰۃ چاندی اور سونے اور مواشی سے نہ اس چیز سے کہ مالک ہو اس کا اس چیز سے کہ اس میں زکوٰۃ نہیں مانند زمینوں اور گھروں اور متاع گھر کی اور غلام اور گدھے کی اور جو اس کی مانند ہو پس نہیں واجب ہے ان میں کوئی چیز بنا بر اس کے پس مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت جمہور کی ہے اور یہ کہ مال بولا جاتا ہے ہر چیز پر کہ مال بنائی جائے اور نص کی احمد نے اس پر کہ جو کہے کہ میرا مال مساکین میں خرچ ہو تو یہ محمول ہے اس چیز پر جو اس نے نیت کی یا جو غالب ہو اس کی عرف پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک زمین پائی کہ میں نے اس سے

أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا وَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ لِحَائِطٍ لَهٗ مُسْتَقْبِلَةِ الْمَسْجِدِ.

زیادہ تر عمدہ مال کبھی نہیں پایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو وقف کر اس کے اصل کو اور خیرات کر اس کے حاصل کو اور کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ میرے نزدیک میرے سب مال سے زیادہ تر پیارا وہ باغ ہے جس کا نام بیرحاء ہے یہ اس نے اپنے باغ کے واسطے کہا جو مسجد کے سامنے تھے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کروں۔

۶۲۱۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَأَهْدٰى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهٗ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى إِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ

۶۲۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ خیبر کے دن حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو نہ غنیمت پائی ہم نے سونا اور نہ چاندی مگر اموال اور کپڑے اور اسباب سو قوم بنی ضبیب کے ایک مرد نے جس کا نام رفاعہ تھا حضرت ﷺ کو ایک غلام تحفہ بھیجا جس کو مدعم کہا جاتا تھا پھر متوجہ ہوئے حضرت ﷺ طرف وادی القریٰ کے کہ ایک بستی کا نام ہے یہاں تک کہ جب وادی القریٰ میں پہنچے تو جس حالت میں کہ مدعم حضرت ﷺ کے کجاوے کو اتارتا تھا کہ اچانک ایک تیر آیا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا سو اس کو قتل کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو بہشت مبارک ہو یعنی وہ شہید ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یوں نہیں اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے بیشک وہ کملی جو اس نے جنگ خیبر کے دن غنیمت کے مال سے تقسیم ہونے سے پہلے لے لی تھی البتہ اس کے بدن پر بھڑک رہی ہے آگ سے یعنی شہادت کہاں وہ تو غنیمت کی چوری سے دوزخ میں جل رہا ہے پھر جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک مرد چمڑے کا ایک یا دو تسمے حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ آگ کا یا دو تسمے آگ کے یعنی اگر نہ دیتا تو یہ تسمہ آگ ہو کر تجھ کو جلاتا۔

ذٰلِكَ النَّاسُ جَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

فائدہ: وادی القریٰ یہودیوں کی ایک بستی کا نام تھا خیبر کے پاس، بعض نے کہا کہ بیچ اتارنے اس کے اوپر بولی دوس کے نظر ہے اس واسطے کہ اس نے مستثنٰی کیا ہے اموال کو چاندی اور سونے سے سو دلالت کی اس اس پر کہ وہ اس میں سے ہیں مگر یہ کہ استثناء منقطع ہو سو ہوگا الا ساتھ معنی لکن کے اور ظاہری ہے کہ استثناء اس غنیمت سے ہے جو مفہوم ہوتی ہے قول اس کے سے سونہ غنیمت پائی ہم نے سو اس نے نفی کی اس کی کہ انہوں نے غنیمت میں عین پائی ہو اور ثابت کیا کہ انہوں نے غنیمت میں مال پایا سو دلالت کی اس نے کہ مال نزدیک اس کے غیر عین کے ہے اور یہی مطلوب ہے۔ (فتح)

بَابُ كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ — باب ہے بیچ کفارے قسموں کے

فائدہ: نام رکھا گیا اس کا کفارہ اس واسطے کہ کفارہ وہ چیز ہے جو دیتا ہے قسم توڑنے والا اور استعمال کیا گیا ہے بیچ کفارے قتل اور ظہار کے اور وہ ماخوذ ہے تکفیر سے اور وہ چھپانا فعل کا اور ڈھانکنا اس کا ہے سو ہو جاتا ہے بجائے اس چیز کے کہ نہیں عمل کی اور اصل کفر کے معنی ہیں چھپانا کہا جاتا ہے کفرت الشمس النجوم یعنی چھپایا سورج نے تاروں کو اور نام رکھا جاتا ہے بدلی کا کافر کہ وہ آفتاب کو چھپا لیتی ہے اور رات کو بھی کافر کہا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ سب چیزوں کو آنکھ سے چھپا لیتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ﴾ — اور اللہ نے فرمایا کہ قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے یعنی آخر آیت تک

فائدہ: اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ متعین ہے عدد مذکور کو اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اگر اس کا کھانا ایک محتاج کو دے دے تو کفایت کرتا ہے اور یہ مروی ہے حسن سے اور برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ دس کو کھانا کھلائے لیکن دس دن پے در پے اور یہ مروی ہے اوزاعی سے اور حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ثوری سے لیکن اس نے کہا کہ اگر دس کو نہ پائے۔ (فتح)

وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾. — اور جو حکم کیا حضرت ﷺ نے جس وقت یہ آیت اتری سو فدیہ دینا ہے روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے جو باب میں ہے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَآءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ أَوْ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عطاء اور عکرمہ سے کہ جو قرآن میں وارد ہوا ہے تو اس کے عامل کو اختیار ہے اور البتہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب رضی اللہ عنہ کو فدیہ میں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو چیز قرآن میں اَو ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ تو اس میں اس کو اختیار ہے یعنی جو کفارہ ان میں سے چاہے اختیار کرے اور جو ہو ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ﴾ تو وہ حکم باترتیب ہے یعنی جو پہلے ہو اس کو پہلے کرے اور جو پیچھے ہو اس کو پیچھے کرے کہا ابن بطال نے کہ اس پر اتفاق ہے سب علماء کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف انکا بیچ قدر اطعام کے ہے سو کہا جمہور نے کہ ہر آدمی کو بقدر ایک مد شرعی کے کھانا دے اور فرق کیا ہے مالک نے بیچ جنس طعام کے درمیان اہل مدینہ کے سو اعتبار کیا اس نے اس کو ان کے حق میں اس واسطے کہ وہ درمیانہ گزران ان کی ہے برخلاف باقی شہروں کے سو معتبر بیچ حق ہر ایک کے ان میں سے وہ چیز ہے جو اوسط گزران اس کی ہے اور مخالفت کی ہے اس کی ابن قاسم نے اور موافقت کی ہے اس نے جمہور کی اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ واجب کھلانا ہر آدمی کو نصف صاع کا ہے اور حجت اول کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بیچ کفارے اس شخص کے جس نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تھی ساتھ کھلانے ہر ایک مد کے ہر ایک محتاج کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس جگہ بسبب تخییر کے اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ کفارے قسم کے جیسے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کفارے اذی کے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ بخاری رحمہ اللہ اس مسئلے میں کوفیوں کے موافق ہو سو وارد کی حدیث کعب رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ واقع ہوئی تنصیص بیچ حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے اوپر نصف صاع کے اور نہیں ثابت ہوئی بیچ قدر طعام کفارے کے پس حمل کیا جائے گا مطلق مقید پر میں کہتا ہوں کہ تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کفارہ رمضان میں جماع کرنے والے کا کفارہ ظہار کی مانند ہے اور کفارے ظہار میں وارد ہوئی ہے نص ساتھ ترتیب کے برخلاف کفارے اذے کے اس واسطے کہ وارد ہوئی ہے اس میں ساتھ تخییر کے اور نیز سو بیشک وہ دونوں متفق ہیں بیچ قدر روزے کے برخلاف ظہار کے سو ہو گا حمل کرنا کفارے قسم کا اوپر اس کے واسطے موافق ہونے اس کے اس کو اولیٰ حمل کرنے اس کے سے اوپر کفارے اس کے جس نے رمضان میں صحبت کی تھی باوجود مخالفت اس کی کے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابن منیر نے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے رد کا اس پر جو جائز رکھتا ہے بیچ کفارے قسم کے یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کی جائے خصلت تینوں سے جن میں اختیار دیا گیا ہے مانند اس شخص کی جو پانچ آدمیوں کو کھانا کھلائے اور کپڑے پہنائے یا ان کے سوائے اور پانچ کو کپڑے پہنائے یا آدھا بردہ

آزاد کرے اور پانچ کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے اور البتہ یہ نقل کیا گیا ہے بعض حنفیہ اور مالکیہ سے اور بعض نے ملحق کیا ہے اس کو ساتھ کفارے ظہار کے۔ (فتح)

٦٢١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَتَيْتُهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْنُ فَدَنَوْتُ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَيُّوْبَ قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ.

۶۲۱۴۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہو سو میں قریب ہوا سو فرمایا کہ کیا تکلیف دیتے ہیں تجھ کو تیرے سر کے کیڑے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا سر منڈا ڈال اور اس کے بدلے روزے رکھ یا خیرات کر یا قربانی ذبح کر اور خبر دی مجھ کو ابن عون نے ایوب سے کہا کہ تین دن کے روزے اور قربانی بکری اور چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ وَمَتٰى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ.

البتہ مشروع کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے جانتا حکمت والا اور کیا واجب ہوتا ہے کفارہ مالدار اور محتاج پر؟۔

فائدہ: اور مراد کھولنا قسموں کا ہے ساتھ کفارے کے۔

٦٢١٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ فِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَسْتَطِيْعُ تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ

۶۲۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک بردہ آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا سو کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا سو کیا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا

تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ.

سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا بیٹھ جا سو وہ بیٹھا سو حضرت ﷺ کے پاس ایک عرق لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں اور عرق بڑی ٹوکری کو کہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور خیرات کر اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر خیرات کروں؟ تو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے حضرت ﷺ نے فرمایا اپنے عیال کو کھلاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزری اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا کہ جو کفارہ نہ پائے اور نہ روزے رکھ سکے تو کیا کفارہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے یا اس کے ذمہ میں باقی رہتا ہے کہا ابن منیر نے مقصود بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ تنبیہ کرے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفارہ واجب ہوتا ہے ساتھ قسم توڑنے کے جیسے کہ کفارہ رمضان میں صحبت کرنے والے کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اقتحام گناہ کے اور اشارہ کیا ہے اس طرف کہ نہیں ساقط ہوتا ہے محتاج سے واجب ہونا کفارے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی محتاجگی کو جانا اور باوجود اس کے اس کو دیا جس سے وہ کفارہ ادا کرے جیسے کہ محتاج کو دیا جائے جس سے وہ اپنا قرض ادا کرے اور شاید جب کہ اس نے تنبیہ کی اوپر احتجاج کوفیوں کے ساتھ فدیہ کے تو تنبیہ کی اس جگہ ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے ان کے مخالفوں نے لاحق کرنے اس کے سے ساتھ کفارے مواقع کے اور یہ کہ وہ ہر محتاج کے واسطے ایک ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

جو مدد کرے تنگ دست کی کفارے میں

٦٢١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ

٦٢١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا اور اس کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو بردہ پاتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس

تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ أَعَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

نے کہا نہیں، راوی نے کہا سو ایک انصاری مرد ایک بڑی ٹوکری لایا جس میں کھجوریں تھیں حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے جا اور خیرات کر اس نے کہا کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر یا حضرت! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے نہیں جو ہم سے زیادہ تر محتاج ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ میں سو جس طرح کہ جائز ہے مدد کرنا تنگ دست کو بیچ کفارے کے رمضان میں صحبت کرنے سے اور اسی طرح جائز ہے مدد کرنا معسر کو ساتھ کفارے کے اس کی قسم سے جب کہ اس میں حانث ہو۔ (فتح)

بَابٌ يُعْطِيْ فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ قَرِيْبًا كَانَ أَوْ بَعِيْدًا

قسم کے کفارے میں دس محتاجوں کو کھانا دے خواہ محتاج قریب رشتے کا ہو یا دور کا

فائدہ: بہرحال عدد سو ساتھ نص قرآن کے ہے بیچ کفارے کے اور بہرحال برابری کرنا درمیان قریب اور بعید کے سو کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور اور نہیں ہے اس میں مگر یہ قول حضرت ﷺ کا کہ اپنے گھر والوں کو کھلا لیکن جب جائز ہے دینا قرابتی کو تو بعید کو بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور قیاس کیا ہے اس نے کفارہ قسم کو اوپر کفارے جماع کے روزے میں بیچ اجازت صرف کرنے کے طرف قرابتیوں کے میں کہتا ہوں اور یہ بنا بر رائے اس شخص کی ہے جو حمل کرتا ہے قول حضرت ﷺ کے کو **اطعمه اهلك** اس پر کہ وہ کفارے میں ہے اور بہرحال جو حمل کرتا ہے اس کو اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کو کھجوریں اس واسطے دیں تھیں تا کہ ان کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور بدستور رہے کفارہ اس کے ذمہ میں یہاں تک کہ حاصل ہو اس کو کشائش پس نہیں ہے باوجہ الحاق اور اسی طرح اس شخص کے قول پر جو کہتا ہے کہ ساقط ہوتا ہے معسر سے مطلق اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے دینا قرابتی کو مگر جس کا خرچ لازم ہو اور فروع مسئلے سے ہے شرط ہونا ایمان کا یعنی مسلمان محتاج کو دے اور یہ قول جمہور کا ہے اور جائز رکھا ہے اہل رائے نے دینا اہل ذمہ کافروں کو اور موافقت کی ہے ان کی ابو ثور نے اور کہا ثوری نے کہ کفایت کرتا ہے اگر مسلمانوں کو نہ پائے اور نخعی اور شعبی سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور حکم سے ہے مانند جمہور کے۔ (فتح)

٦٢١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ

٦٢١٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا

هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

فرمایا اور کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے ایک بردہ کہ آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو دو مہینے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں پاتا سو حضرت ﷺ ایک ٹوکری لائے گئے جس میں کھجوریں تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے اس کو خیرات کر اس نے کہا کہ اپنے سے زیادہ تر محتاج پر مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر کوئی ہم سے زیادہ تر محتاج نہیں پھر فرمایا لے اس کو اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهٖ وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ.

باب ہے بیچ صاع مدینے کے اور مد حضرت ﷺ کے زمانہ کے اور جو وارث ہوئے ہیں آپس میں اہل مدینہ قرن بقرن یعنی ہر زمانے میں بدستور متعارف چلا آیا ہے اس کے اب تک۔

فائدہ: صاع عرب کے پیمانے کا نام ہے جو انگریزی تول کے حساب سے تخمینًا بقدر تین سیر کے ہوتا ہے اور مد اس کی چوتھائی کا نام ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں بطرف وجوب اخراج کے واجبات میں ساتھ صاع اہل مدینہ کے اس واسطے کہ شرع اول اول اسی پر واقع ہوئی ہے اور تاکید کیا گیا ہے ساتھ دعا کرنے حضرت ﷺ کے ان کے واسطے ساتھ برکت کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ جو وارث ہوئے ہیں اہل مدینہ، الخ تو یہ اشارہ ہے اس کی مقدار کی طرف مد اور صاع کی مدینے میں نہیں متغیر ہوئی ہے واسطے متواتر ہونے اس کے نزدیک ان کے اس کے زمانے تک اور ساتھ اسی کے حجت پکڑی تھی مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پر اور غالب ہوئے بیچ قصے کے جو مشہور ہے درمیان دونوں کے تو رجوع کیا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کوفیوں کے قول سے بیچ قدر صاع کے طرف قول اہل مدینہ کے۔ (فتح)

٦٢١٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

٦٢١٨۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صاع حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مد اور تہائی مد کی تھا تمہارے آج کے دن کے مد سے یعنی آج کی مد کے حساب

كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَّثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ فَزِيْدَ فِيْهِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

سے پانچ مد اور تہائی مد کا تھا سو زیادہ کیا گیا بیچ اس کے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مد ان کی جب کہ سائب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی بقدر چار رطل کے تھی پھر جب زیادہ کیا گیا اس میں ثلث اس کا اور وہ ایک رطل تھا اور تہائی رطل کی تو قائم ہوئی اس سے پانچ رطل اور تہائی اور وہ صاع ہے بدلیل اس کے کہ مد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رطل ہے اور تہائی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع چار مد کا ہے پھر کہا کہ میں نہیں جانتا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں کس قدر اس میں بڑھایا گیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مد ان کا بقدر تین مد کے تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے اور جو اس نے کہا اس سے لازم آتا ہے کہ ہو صاع ان کا سولہ رطل کا لیکن شاید نہیں معلوم ہوئی اس کو مقدار مد اور صاع کے اور جس نے فرق کیا ہے درمیان پانی وغیرہ ماپی گئی چیزوں کے سو خاص کیا ہے اس نے پانی کے صاع کو ساتھ آٹھ رطل کے اور مد کو دو رطل سے سو قصر کیا ہے اس نے خلاف کو اور پر غیر پانی کے ماپی گئی چیزوں سے۔ (فتح)

۶۲۱۹۔ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْجَارُوْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْ زَكَاةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْأَوَّلِ وَفِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا فِيْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِيْ مَالِكٌ لَوْ جَآءَ كُمْ أَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِيْ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَرٰى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُوْدُ إِلٰى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۶۲۱۹۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیتے صدقہ رمضان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے جو پہلی مد ہے اور قسم کے کفارے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے کہا ابو قتیبہ نے کہ مالک رحمہ اللہ نے ہم سے کہا کہ ہمارا مد تمہارے مد سے بڑا ہے اور نہیں دیکھتے ہم فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد میں اور کہا مجھ سے مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر تمہارے پاس کوئی حاکم آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے چھوٹا مد بنائے تو تم کس چیز سے صدقہ دو گے؟ ہم نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مد سے دیں گے کہا پس کیا تو نہیں دیکھتا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کی طرف رجوع کرتا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ پہلی مد تو یہ صفت ہے حضرت ﷺ کی مد کی اور یہ صفت لازم ہے اس کے واسطے اور مراد نافع کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ نہیں دیتے تھے صدقہ اس مد سے کہ نکالا تھا اس کو ہشام نے کہا ابن بطال نے کہ وہ بڑا ہے حضرت ﷺ کے مد سے دو تہائی رطل کی اور یہ جو کہا کہ مد ہمارا بڑا ہے تمہارے مد سے یعنی برکت میں یعنی مد مدینہ کا اگرچہ مقدار میں ہشام کے مد سے کم ہے لیکن مد مدینہ کا خاص کیا گیا ہے ساتھ برکت کے جو حاصل ہے حضرت ﷺ کی دعا سے سو وہ اعظم ہے ہشام کے مد سے پھر تفسیر کی مالک نے مراد اپنی اپنے قول سے اور نہیں جانتے ہم فضیلت مگر حضرت ﷺ کے مد میں اور یہ جو کہا کہ اگر کوئی حاکم تمہارے پاس آئے، الخ تو مراد مالک کی ساتھ اس کے الزام دینا ہے اپنے مخالف کو اس واسطے کہ نہیں فرق ہے درمیان زیادتی اور نقصان کے بیچ مطلق مخالفت کے پھر اگر حجت پکڑی جس نے مد ہشامی کے ساتھ تمسک کیا ہے بیچ نکالنے زکوٰۃ فطر وغیرہ کے جو مشروع ہے نکالنا اس کا ساتھ مد کے مانند کھلانے مسکینوں کے کی قسم کے کفارے میں ساتھ اس کے کہ لینا ساتھ زائد کے اولیٰ ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے کہ کفایت کرتا ہے اتباع کرنا اس چیز کا کہ ٹھہرایا ہے اس کو شارع ﷺ نے برکت سو اگر جائز ہوتی مخالفت ساتھ زیادتی کے تو البتہ جائز ہوتی مخالفت ساتھ کم کرنے کے اور جب مخالف کم کرنے کو جائز نہیں رکھتا تو اس سے کہا گیا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام سوائے اس کچھ نہیں کہ رجوع کرتا ہے طرف مد حضرت ﷺ کے اس واسطے کہ جب معارض ہوتیں تینوں مدیں اول اور حادث اور وہ شامی ہے جو اول سے زیادہ ہے اور تیسرا مفروض الوقوع اگرچہ نہیں واقع ہوا اور وہ کم ہے اول سے تو ہوگا رجوع کرنا طرف اول کی اولیٰ اس واسطے کہ وہی ہے جس کا مشروع ہونا ثابت ہوا ہے کہا ابن بطال نے اور حجت اس میں نقل اہل مدینہ کی ہے قرن بقرن اور البتہ رجوع کیا ابو یوسف رحمہ اللہ نے بیچ مقدر کرنے مد اور صاع کے طرف مالک کی اور لیا اس کے قول کو۔ (فتح)

٦٢٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ.

۶۲۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے پیمانے میں اور ان کے صاع میں اور ان کے مد میں۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ ہو یہ دعا خاص ساتھ اس مد کے جو اس وقت موجود تھے تا کہ نہ داخل ہو اس میں وہ مد جو نکلی بعد اس کے اور احتمال ہے کہ عام ہو مدینے کے ہر پیمانے کو قیامت تک اور ظاہر احتمال دوسرا ہے اور کلام مالک کا جو پہلے مذکور ہوا مائل ہے طرف اول کے اور یہ معتمد ہے اور البتہ متغیر ہو گئے ہیں پیمانے مدینے میں بعد

زمانے مالک رحمہ اللہ کے اور اس زمانے تک اور البتہ پایا گیا ہے مصداق دعوت کا ساتھ اس طور کے کہ برکت دی گئی ان کے صاع اور مد میں اس وجہ سے کہ اعتبار کیا ہے ان دونوں نے مقدار کو اکثر فقہاء شہروں کے نے آج تک اکثر کفاروں میں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے مہلب نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكٰى

اللہ نے فرمایا یا آزاد کرنا بردے کا اور کون سا بردہ افضل ہے؟

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس طرف کہ بردہ قسم کے کفارے میں مطلق ہے برخلاف کفارہ قتل کے کہ وہ مقید ہے ساتھ ایمان کے کہا ابن بطال نے حمل کیا ہے جمہور نے اور ان میں سے ہیں اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق مطلق کو مقید پر اور مخالفت کی کوفیوں نے سو کہا انہوں نے کہ جائز ہے آزاد کرنا کافر کا اور موافقت کی ان کی ابوثور اور ابن منذر نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ کفارہ قتل کا مغلظہ ہے یعنی سخت ہے برخلاف کفارے قسم کے اور اسی واسطے شرط ہے پے در پے ہونا بیچ روزے قتل کے سوائے قسم کے اور یہ جو کہا کہ کون سا بردہ افضل ہے؟ تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو اول عتق میں گزری ابوذر رضی اللہ عنہ سے اور اس میں ہے اور میں نے کہا اور کون سا بردہ افضل ہے؟ واسطے آزاد کرنے کے فرمایا جو بیش قیمت ہو اور مالکوں کے نزدیک بہت عمدہ ہو اور اس کی پوری شرح وہاں گزری اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف موافقت کوفیوں کے اس واسطے کہ افعل التفضیل چاہتا ہے اشتراک کو اصل حکم میں کہا ابن منیر نے کہ نہیں قطع کیا بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو بیچ اس کے لیکن ذکر کیا ہے فضیلت کو بیچ آزاد کرنے ایماندار بردے کے تا کہ تنبیہ کرے اوپر مجال نظر کے سو جائز ہے واسطے قائل کے کہ کہے کہ جب واجب ہوا آزاد کرنا بردے کا بیچ کفارے قسم کے تو ہوگا لینا ساتھ افضل کے احوط ورنہ جو کفارے میں کافر بردے کو آزاد کرے وہ شک میں ہوگا ذمہ کے بری ہونے سے اور یہ قوی ہے استشہاد سے ساتھ حمل کرنے مطلق کے مقید پر واسطے ظاہر ہونے فرق کے درمیان ان کے۔ (فتح)

٦٢٢١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا

٦٢٢١ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لونڈی غلام مسلمان کی گردن آزاد کرے گا تو حق تعالیٰ ہر ہر جوڑ غلام کے بدلے ہر ہر جوڑ آزاد کرنے والے کا دوزخ سے آزاد کرے گا یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کے۔

مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ.

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

آزاد کرنا غلام مدبر کا اور ام ولد کا اور مکاتب کا کفارے میں اور آزاد کرنا ولد الزنا کا

وَقَالَ طَاوُسٌ يُجْزِئُ الْمُدَبَّرُ وَأُمُّ الْوَلَدِ

اور کہا طاؤس نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا ام ولد کا اور مدبر کا

فائدہ: یعنی کفایت کرتا ہے آزاد کرنا غلام مدبر کا کفارے میں اور ام ولد کا ظہار میں اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے سو موافقت کی ہے طاؤس کی حسن نے مدبر میں اور نخعی نے ام الولد میں اور مخالفت کی ہے اس کی زہری اور شعبی نے اور کہا مالک اور اوزاعی نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے کفارے میں مدبر اور نہ ام ولد اور نہ جس کا آزاد کرنا معلق ہو اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ جائز ہے آزاد کرنا مدبر کا اور کہا ابو ثور نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا مکاتب کا جب تک کہ باقی ہو اس پر کوئی چیز اس کی کتابت سے اور حجت پکڑی گئی ہے مالک کے واسطے ساتھ اس کے کہ ثابت ہوا ہے ان کے واسطے عقد آزادی کا نہیں ہے کوئی راہ طرف دور کرنے اس کے اور واجب کفارے میں آزاد کرنا بردے کا اور جواب دیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ اگر مدبر میں کوئی شاخ آزادی کی ہوتی تو اس کا بیچنا جائز نہ ہوتا اور بہر حال آزاد کرنا ولد زنا کا سو کہا ابن منیر نے کہ ولد زنا کے آزاد کرنے کو اسباب کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں مگر یہ کہ جو اس کے آزاد کرنے میں مخالف ہے مخالف ہوا ہو بیچ آزاد کرنے ان لوگوں کے جن کا مذکور پہلے ہوا ہو سو استدلال کیا گیا ہو ساتھ اس کے کہ نہیں قائل ہے کوئی ساتھ فرق کے اور ظاہر ہوتا ہے کہ جب اس نے جائز رکھا ہے مدبر کے آزاد کرنے کو اور استدلال کیا اس کے واسطے اور نہ لایا ام ولد میں مگر قول طاؤس کا اور نہ ولد زنا میں کوئی چیز تو اشارہ کیا اس طرف کہ پہلے گزر چکا رغبت دلانا اوپر آزاد کرنے بردے مسلمان کے پس داخل ہو گا جو ذکر کیا اس کے بعد عموم میں بلکہ خصوص میں اس واسطے کہ ولد زنا باوجود ایمان کے افضل ہے کافر سے میں کہتا ہوں آیا ہے منع اس سے اس حدیث میں جو روایت کی بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع ہے آزاد کرنا ولد زنا کا اور اسی طرح آیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہاں مؤطا میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتویٰ دیا انہوں نے ساتھ آزاد کرنے ولد زنا کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آزاد کیا انہوں نے ولد زنا کو کہا جمہور نے کہ کفایت کرتا ہے آزاد کرنا اس کا اور مکروہ رکھا ہے اس کو علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے اور منع کیا ہے اس سے شعبی اور نخعی اور اوزاعی نے روایت کیا ہے ان سب کو ابن ابی شیبہ نے اور حجت جمہور کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ اور البتہ صحیح ہو چکا ہے ملک حالف کا اس کے واسطے پس صحیح ہو گا آزاد کرنا اس کو۔ (فتح)

۶۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ

۶۲۲۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری

بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اور اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے اس کو نیلام کیا سو فرمایا کہ کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم سے خریدا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ وہ غلام قبطی تھا پہلے سال میں مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عتق کے باب میں گزری اور وہاں گزری ہے حجت اس کی جو قائل ہے ساتھ صحیح ہونے اس کی بیع کے اور مقتضا اس کا یہ ہے کہ کفارے میں بھی اس کا آزاد کرنا صحیح ہوا اس واسطے کہ صحیح ہونا اس کی بیع کا فرع ہے بقا ملک کی پس اس کے بیع صحیح ہوگا آزاد کرنا اس کا وقت کہنے کے اور بہر حال ام ولد سو حکم اس کا حکم غلام کا ہے اکثر حکام میں مانند جنایت اور حدود اور فائدہ لینے مالک کے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ ام ولد کا بیچنا جائز ہے لیکن قرار پایا ہے امر نے اوپر نہ صحیح ہونے بیع اس کی کے اور اجماع ہے سب کا اوپر جواز تخبیر عتق اس کی کے یعنی آزاد کرنا اس کا جائز ہے وقت کہنے کے پس کفایت کرتی ہے کفارے میں اور بہر حال آزاد کرنا مکاتب کا کفارے میں سو جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے اور ثوری رحمہ اللہ نے اور مالک رحمہ اللہ سے یہ بھی ہے کہ ہرگز جائز نہیں اور کہا اہل رائے نے کہ اگر کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو تو نہیں جائز ہے اس واسطے کہ وہ ہوگا ایسا کہ اس نے کچھ حصہ غلام کا آزاد کیا اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور لیث اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ اگر تہائی یا زیادہ ادا کیا ہو تو نہیں کافی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس طرف کہ جب مدبر کا بیچنا جائز ہے تو جو اس کے ساتھ مذکور ہے وہ بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ يَكُوْنُ وَلَاؤُهُ

جب آزاد کرے کفارے میں ایک غلام کو جو اس کے اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہو یا آزاد کرے کفارے میں تو اس کی آزادی کا حق کس کے واسطے ہوگا؟۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں یہ صرف اتنا باب ہے اذا اعتق فی الکفارۃ لمن یکون ولاءہ اور بعض روایتوں میں دونوں باب جدا جدا ہیں لیکن اول باب میں کوئی حدیث نہیں سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا تھا کہ آئندہ باب کی حدیث دوسرے طریق سے اس میں درج کرے لیکن اس کے واسطے اتفاق نہ پڑا یا دونوں بابوں میں تردد کیا اور بعض روایتوں میں دونوں ترجمے اکٹھے ہیں اور حدیث باب کی دونوں کے واسطے صلاحیت رکھتی ہے لیکن تاویل سے۔ (فتح)

۶۲۲۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۶۲۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

چاہا کہ بریرہ لونڈی کو خریدیں تو اس کے مالکوں نے ان پر ولا کی شرط کی یعنی ہم اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہمارے واسطے ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو خرید لے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جو آزاد کرے اور اس کا آزاد کرنا صحیح ہو تو اس کی وراثت کا حق اسی کے واسطے ہوگا سو داخل ہوگا اس میں جب کہ آزاد کرے غلام مشترک کو اس واسطے کہ وہ مالدار ہو تو اس کا آزاد کرنا صحیح ہوتا ہے اور اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہوتا ہے اور نہیں فرق ہے کہ آزاد کرے اس کو مفت یا کفارے میں اور یہ قول جمہور کا ہے اور ان میں سے ہیں دونوں ساتھی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے اس کو آزاد کرنا غلام مشترک کا کفارے سے اس واسطے کہ اس نے غلام کا بعض حصہ آزاد کیا ہوگا نہ تمام اس واسطے کہ شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ آزاد کرے یا اپنے حصے کی قیمت لے یا غلام سے شریک کے حصے میں سعی کرائی جائے۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْأَيْمَانِ — قسموں میں انشاء اللہ کہنا

فائدہ: اصطلاح میں استثناء کے معنی ہیں نکالنا بعض اس چیز کا کہ شامل ہو اس کو لفظ اور کبھی اس کے معنی یہ آتے ہیں معلق کرنا مشیت پر اور یہی مراد ہے اس ترجمہ میں سو اگر کہے **لافعلن كذا انشاء الله تعالٰى** یعنی قسم ہے البتہ میں اس طرح کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس نے استثناء کیا اور اسی طرح جب کہا **لا افعل كذا انشاء الله تعالٰى** یعنی میں اس طرح نہیں کروں گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور مثل اس کی حکم میں یہ ہے **الا ان يشآء الله** اور اگر مشیت کے بدلے ارادے اور اختیار کا لفظ بولے تو جائز ہے پھر اگر نہ کرے جب ثابت کرے یا کرے جب کہ نفی کرے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹتی اور اتفاق ہے علماء کا جیسا کہ حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے اس پر کہ شرط حکم کی ساتھ انشاء اللہ کے یہ ہے کہ بولے مستثنٰی بہ کو زبان سے اور نہیں کفایت کرتا ہے قصد بغیر بولنے کے زبان سے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس کے وقت میں سو اکثر اس پر ہیں کہ شرط ہے کہ انشاء اللہ قسم کے متصل ہو کہا مالک رحمہ اللہ نے جب سکوت کرے یا اپنی کلام کو قطع کرے تو نہیں ہے استثناء اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ شرط ہے ملانا انشاء اللہ کا ساتھ کلام اول کے اور وصل اس کا یہ ہے کہ ہو کلام نسق یعنی بالاتصال پھر اگر اس کے درمیان سکوت ہو تو کلام قطع ہو جاتا ہے مگر یہ کہ ہو سکتہ تذکر کا یا دم لینے کا یا انقطاع صوت کا اور اسی طرح قطع کرتا ہے اس کو شروع کرنا اور کلام نہیں اور اگر اس کے درمیان استغفر اللہ کہے یا لا الہ الا اللہ کہے تو بھی کلام قطع نہیں ہوتا اور طاؤس اور حسن سے ہے کہ جب

تک مجلس میں ہو اس کو استثناء کرنا جائز ہے اور اسی طرح ہے احمد اور اسحاق سے مگر یہ کہ واقع ہو سکوت اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ جب استثناء کرے پہلے اس سے کہ اٹھے یا کلام کرے اور عطاء سے ہے بقدر دودھ دوہنے اونٹنی کے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے چار مہینے تک اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے بعد دو سال کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اگرچہ بعد کچھ مدت کے ہو اور ایک روایت اس سے سال کی ہے اور ایک روایت اس سے ہے کہ ہمیشہ اور اس قول کے ظاہر کو نہیں لیا جاتا اس واسطے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ کبھی کوئی اپنی قسم میں حانث نہ ہو اور نہ متصور ہو کفارہ جو واجب کیا ہے اللہ نے حالف پر لیکن تاویل حدیث کی ساقط ہونا گناہ کا ہے حالف سے واسطے ترک کرنے اس کے انشاء اللہ کو اس واسطے کہ اللہ نے اس کا حکم کیا ہے اس آیت میں ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو پھر کہے اور نہیں مراد اس کی کہ جب یہ کہے اس کے بعد کہ اس کا کلام تمام ہو تو جو اس نے قسم سے عقد کیا ہو وہ کھل جاتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی استثناء سے فقط لفظ انشاء اللہ کا ہے اور مراد انشاء اللہ سے تبرک ہے اور دلیل اوپر اشتراط اتصال انشاء اللہ کے ساتھ کلام کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے باب کی حدیث میں سو چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اس واسطے کہ اگر قطع کلام کے بعد انشاء اللہ کہنا فائدہ دیتا تو البتہ فرماتے تو چاہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہے اس واسطے کہ وہ سہل تر ہے کفارے سے اور البتہ لازم آتا ہے اس سے باطل ہونا اقراروں کا اور طلاق اور آزاد کرنے کا سو انشاء اللہ کہتا جو اقرار کرتا یا طلاق دیتا یا آزاد کرتا بعد زمانے کے اور دور ہوتا حکم اس کا پس اولیٰ تاویل اس چیز کی ہے جو منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے اور جب مقرر ہوا یہ تو اختلاف کیا ہے سلف نے کہ کیا شرط ہے قصد استثناء کا اول کلام سے یا نہیں اور منقول ہے ابو بکر فارسی سے کہ اس نے نقل کیا اجماع کو اوپر شرط ہونے واقع ہونے اس کے کے پہلے کلام کے فارغ ہونے سے اس واسطے کہ انشاء اللہ کہنا بعد انفصال کے پیدا ہوتا ہے بعد واقع ہونے طلاق کے مثلا اور یہ واضح ہے اور نقل اس کی معارض ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر اس کے متصل قصد واقع ہو تو بھی کفایت کرتا ہے لیکن اگر بعد تمام ہونے کے ہو تو نہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو کہے میں ایسا کروں گا انشاء اللہ جب اس کے ساتھ فقط تبرک کا قصد ہو اور کرے تو حانث ہو جاتا ہے اور اگر استثناء کا قصد ہو تو حانث نہیں ہوتا اور اتفاق ہے اوپر داخل ہونے استثناء کے بیچ ہر اس چیز کے کہ قسم کھائی جاتی ہے ساتھ اس کے مگر اوزاعی طلاق میں اور عتق میں اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی اپنی عورت سے کہے کہ تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تو اس پر طلاق نہیں پڑتی۔ (فتح)

٦٢٢٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

۶۲۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چند اشعری لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سواری مانگنے

بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ مَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَآءَ اللّٰهُ فَأُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَقَالَ إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ أَوْ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفَّرْتُ.

کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واللہ! میں تم کو سواری نہ دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں پھر ہم ٹھہرے جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے تین اونٹوں کا حکم دیا پھر جب ہم چلے تو ہمارے بعض نے بعض سے کہا کہ اللہ ہم کو برکت نہیں دے گا ہم حضرت ﷺ کے پاس سواری مانگنے کو آئے سو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر ہم کو سواری دی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم نے یہ حال آپ ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ ہی نے تم کو سواری دی ہے قسم ہے اللہ کی بیشک میں اگر اللہ نے چاہا نہیں قسم کھاتا کسی بات پر پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور کرتا ہوں جو بہتر ہو حدیث بیان کی ہم سے ابونعمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے اور کہا مگر کہ اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور لاتا ہوں جو بہتر ہو یا یوں کہا کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔

فائدہ: اور ساقط ہوا ہے کلمہ واللہ کا ابن منیر کی روایت سے سو اعتراض کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قسم اور نہیں جس طرح گمان کیا ہے اس نے بلکہ وہ ثابت ہے اصول میں اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس کے وارد کرنے سے تو صرف بیان کرنا صیغہ استثناء کا ہے ساتھ مشیت کے۔

٦٢٢٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلٌّ تَلِدُ غُلَامًا

٦٢٢٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ البتہ میں رات کو نوے عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ہر عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھی یعنی

يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي الْمَلَكَ قُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَنَسِيَ فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَأْتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ بِوَلَدٍ إِلَّا وَاحِدَةٌ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ قَالَ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَثْنٰى وَحَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لے یعنی اگر اللہ چاہے گا سو سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہنا بھول گئے سو اس نے سب عورتوں سے صحبت کی سو ان میں سے کوئی عورت نہ جنی مگر ایک عورت آدھا لڑکا جنی سو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی قسم پوری ہوتی اور اپنی حاجت کا پانے والا ہوتا اور کہا ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انشاء اللہ کہتا۔

فائدہ: اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی تھی کہ لاطوفن میں لام جواب قسم کا ہے گویا کہ کہا مثلا واللہ لا طوفن اور راہ دکھلاتا ہے اس کی طرف ذکر حنث کا بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لم یحنث اس واسطے کہ ثابت ہونا اس کا اور نفی اس کی دلالت کرتی ہے اوپر سابق ہونے قسم کے اور حق یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی وارد کرنے قصے سلیمان علیہ السلام کے سے اس باب میں یہ ہے کہ بیان کرے کہ استثناء قسم میں واقع ہوتا ہے ساتھ لفظ انشاء اللہ کے پس ذکر کی حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جو تصریح کرنے والی ہے ساتھ ذکر استثناء کے مع قسم کے پھر ذکر کیا قصہ سلیمان علیہ السلام کا واسطے وارد ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میں ایک بار ساتھ لفظ انشاء اللہ کے اور ایک بار ساتھ استثناء کے سو اطلاق کیا لفظ انشاء اللہ پر کہ وہ استثناء ہے سو نہیں کوئی اعتراض اوپر اس کے کہ نہیں ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں قسم اور کہا ابن منیر نے کہ اور گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ جب اس سے استثناء کیا اخبار سے تو کس طرح نہ استثناء کیا جائے گا اخبار سے جو مؤکد ہے ساتھ قسم کے اور وہ زیادہ تر محتاج ہے تفویض میں طرف مشیت کی اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عدم حنث کے واقع ہونا اس چیز کا ہے جو ارادہ کیا اس نے اور کہا قرطبی نے قول اس کا فلم یقل یعنی زبان سے انشاء اللہ نہ کہا اور نہیں مراد ہے کہ سلیمان علیہ السلام غافل ہوا تفویض الی اللہ سے اور تحقیق یہ ہے کہ اعتقاد تفویض کا اس کے دل میں بدستور تھا لیکن مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وہ بھول گیا یعنی قصد کرنا استثناء کا جو حکم قصد کو اٹھا دیتا ہے سو اس میں تعقب ہے اس پر کہ جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے واسطے اشتراط نطق کے استثناء میں اور یہ جو کہا کہ نہ حانث ہوتا تو بعض نے کہا کہ وہ خاص ہے ساتھ سلیمان علیہ السلام کے اور اگر وہ اس واقعہ میں انشاء اللہ کہتے تو ان کا مقصود حاصل ہوتا اور یہ مراد نہیں کہ جو اس کو کہے اس کی مراد حاصل ہوتی ہے اور کہا ابن تین نے کہ نہیں استثناء بیچ قصے سلیمان علیہ السلام کے جو قسم کے حکم کو اٹھائے اور اس کی گرہ کو کھولے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے

معنی ہیں اقرار کرنا واسطے اللہ کے ساتھ مشیت کے اور ماننا اس کے حکم کو سو وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اور سلیمان علیہ السلام نے فقط عورتوں پر گھومنے میں قسم کھائی تھی نہ اس پر کہ جو اس کے بعد مذکور ہے حمل اور وضع وغیرہ سے اس واسطے کہ وہ اسی پر قادر تھے نہ اس پر جو اس کے بعد مذکور ہے کہ وہ مجرد تمنا حصول اس چیز کی ہے جو اس کے واسطے خیر کو حاصل کرے۔ (فتح)

بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهٗ

کفارہ دینا قسم توڑنے سے پہلے اور پیچھے

٦٢٢٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسٰى وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ وَمَعْرُوْفٌ قَالَ فَقُدِّمَ طَعَامٌ قَالَ وَقُدِّمَ فِيْ طَعَامِهٖ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهٗ مَوْلًى قَالَ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ مُوْسٰى ادْنُ فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا أَطْعَمَهٗ أَبَدًا فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهٗ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَيُّوْبُ أَحْسِبُهٗ قَالَ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَقِيْلَ أَيْنَ هٰؤُلَاءِ

٦٢٢٦ـ حضرت زہدم جرمی سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہمارے اور اس گروہ جرم کے درمیان دوستی اور احسان تھا (حق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ ہمارے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان دوستی تھی اس واسطے کہ زہدم خود قوم جرم سے تھا لیکن چونکہ وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے تابعداروں سے تھا اس واسطے اس نے اپنے آپ کو قوم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ٹھہرایا) سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا کھانا آگے لایا گیا یعنی ان کے آگے رکھا گیا اور اس کے کھانے میں مرغ کا گوشت لایا گیا اور قوم میں ایک مرد تھا قبیلہ بنی تیم اللہ سے سرخ رنگ گویا وہ غلام آزاد تھا سو وہ کھانے سے نزدیک نہ ہوا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ قریب ہو اس واسطے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس سے کھاتے تھے اس نے کہا کہ بیشک میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس سے کراہت کی سو میں نے قسم کھائی کہ اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا کہا قریب ہو میں تجھ کو اس سے خبر دیتا ہوں یعنی قسم کے کھولنے کی راہ بتلاتا ہوں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اشعریوں کی ایک جماعت میں آپ سے سواری مانگنے کو اور حالانکہ آپ صدقہ کے اونٹ تقسیم کرتے تھے کہا ایوب نے میں اس کو گمان کرتا ہوں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی

الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَتَيْنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى قَالَ فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا ارْجِعُوْا بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِيْنَهٗ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا أَوْ فَعَرَفْنَا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ قَالَ انْطَلِقُوْا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا تَابَعَهٗ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيِّ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا.

نہیں سو ہم چلے پھر حضرت ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہیں یہ اشعری لوگ؟ کہاں ہیں یہ اشعری لوگ؟ سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حکم کیا حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے پانچ اونٹوں کا جو سفید کوہان تھے کہا پھر ہم جلدی چلے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم حضرت ﷺ سے سواری مانگنے کو آئے تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ نے ہم کو بلا کر سواری دی حضرت ﷺ اپنی قسم کو بھول گئے قسم ہے اللہ کی اگر ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل پایا تو ہم کبھی مراد کو نہیں پہنچیں گے حضرت ﷺ کے پاس چلو سو البتہ ہم آپ کو آپ کی قسم یاد دلا دیں تو ہم پھرے سو ہم نے کہا یا حضرت! ہم آپ کے پاس آئے سواری مانگنے کو تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر آپ نے ہم کو سواری دی سو ہم نے گمان کیا یا پہچانا کہ بیشک آپ اپنی قسم کو بھول گئے، حضرت ﷺ نے فرمایا میں بھولا نہیں چلو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ ہی نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی بیشک میں ان شاء اللہ نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں متابعت کی ہے اس کی حماد نے ایوب سے ابو قلابہ سے اور قاسم بن عاصم کلیبی سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو غافل کیا یعنی لیا ہم نے حضرت ﷺ سے جو حضرت ﷺ نے ہم کو دیا بیچ حال غافل ہونے آپ کے اپنی قسم سے بغیر اس کے کہ ہم حضرت ﷺ کو قسم یاد دلائیں اسی واسطے ڈرے کہا ابن

منذر نے کہ مذہب ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور لیث اور تمام فقہاء شہروں کا بجز اہل رائے کے یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے کفارہ توڑنے سے پہلے مگر یہ کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مستثنیٰ کیا ہے روزے کو سو کہا اس نے کہ نہیں کفایت کرتا ہے مگر بعد قسم توڑنے کے اور کہا اہل رائے نے کہ نہیں کفایت کرتا کفارہ قسم توڑنے سے پہلے اور موافقت کی ہے حنفیہ کی اشہب مالکی نے اور داؤد ظاہری نے اور مخالفت کی ہے اس کی ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا عیاض نے کہ اتفاق ہے اس پر کہ نہیں واجب ہے کفارہ توڑنے قسم کے سے اور یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنی اس میں بعد حنث کے اور مستحب رکھا ہے مالک اور شافعی اور اوزاعی اور ثوری نے تاخیر کرنے اس کے کو بعد قسم توڑنے کے اور منع کیا ہے بعض مالکیہ نے مقدم کرنے کفارے حنث کے کو اس واسطے کہ اس میں مدد کرنا ہے گناہ پر اور رد کیا ہے اس کو جمہور نے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس کے کہ اختلاف الفاظ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا نہیں دلالت کرتا اوپر تعین ایک دو امر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا گیا ہے حالف ساتھ دو امروں کے سو جب دونوں کو ادا کرے تو اس نے کیا جو اس کو حکم ہوا تھا اور جب کہ نہ دلالت کی حدیث نے منع پر تو نہ باقی رہا مگر طریق نظر کا سو حجت پکڑی گئی ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس کے کہ جب عقد قسم کو استثناء کھول ڈالتا ہے حالانکہ وہ کلام ہے تو کفارہ اس کو بطریق اولیٰ کھول ڈالے گا باوجود اس کے کہ وہ فعل ہے مالی یا بدنی اور نیز ترجیح دی گئی ہے ان کے قول کو ساتھ کثرت کے اور کہا ابوالحسن بن قصار نے اور تابعد ہوئی ہے اس کی ایک جماعت کہ قائل ہیں ساتھ جواز تقدیم کفارے کے حنث سے پہلے چودہ صحابی اور تابع ہوئے ہیں ان کی تمام فقہاء شہروں کے مگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس کے کہ وہ قائل ہے اس شخص کے حق میں جو مادہ ہرن کو حرم سے حل کی طرف نکالے پھر وہ بچے جنے پھر وہ اور اس کی اولاد اس کے ہاتھ میں مر جائے کہ اس پر ہے بدلا اس کا اور اس کی اولاد کا لیکن اس نے اگر اس کے نکالنے کے وقت اس کا بدلا ادا کیا تھا تو اس کی اولاد کا بدلا اس پر نہیں آتا باوجود اس کے کہ جو بدلہ اس کا اس نے ادا کیا تھا وہ اس کے بچے جننے سے پہلے تھا پس محتاج ہے طرف فرق کے بلکہ جواز بیچ کفارے قسم کے اولیٰ ہے اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جائز رکھا ہے حنفیہ نے جلدی دینا زکوٰۃ کا سال گزرنے سے پہلے اور مقدم کرنا زکوٰۃ کھیتی کا اور جائز رکھا ہے انہوں نے مقدم کرنا کفارے قتل کو مقتول کے مرنے سے پہلے اور کہا عیاض نے کہ خلاف بیچ جواز تقدیم کفارے کے مبنی ہے اس پر کہ کفارہ رخصت ہے قسم کے کھولنے کے واسطے یا واسطے اتارنے گناہ اس کے کی ساتھ حنث کے سو جمہور کے نزدیک وہ رخصت ہے مشروع کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے کھولنے گرہ قسم کے پس اسی واسطے جائز ہے کفارہ پہلے اور پیچھے کہا مازری نے کہ کفارے کی تین حالتیں ہیں ایک حالت قسم کھانے سے پہلے سو نہیں کفایت کرتا ہے بالاتفاق دوسری حالت بعد حلف کے اور توڑنے قسم کے سے سو کفایت کرتا ہے بالاتفاق تیسری حالت بعد حلف کے اور قبل حنث کے ہے سو اس میں خلاف ہے اور اختلاف کیا گیا ہے حدیث کے لفظوں میں سو ایک بار کفارے کو مقدم کیا ہے اور دوسری بار اس کو

مؤخر کیا ہے لیکن ساتھ حرف واؤ کے جو ترتیب کو واجب نہیں کرتی کہا ابن تین نے کہ اگر مقدم کرنا کفارے کا کفایت نہ کرتا تو البتہ اس کو بیان فرماتے کہ چاہیے کہ وہ کام کرے پھر کفارہ دے اس واسطے کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں پس دلالت کی اس نے جواز پر اور یہ جو کہا کہ ان کے آگے کھانا رکھا گیا تو مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز ستھری چیزوں کا دستر خوان پر اور جائز ہے واسطے بڑے آدمی کے یہ کہ خدمت کے واسطے نوکر رکھے جو اس کا کھانا لائے اور اس کے آگے رکھے اور مراد اس حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے حدیث کے اخیر میں کہ نہیں قسم کھاتا میں کسی چیز پر پھر اس کے غیر کو بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کھول ڈالتا ہوں تو تحللتها کے معنی یہ ہیں کہ کرتا ہوں جو نقل کرے منع کو جس کو وہ تقاضا کرتا ہے طرف اجازت کے سو ہو جائے حلال اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ ساتھ کفارے کے اور بہر حال گمان کیا ہے بعض نے کہ قسم کھلتی ہے ساتھ ایک دو امروں کے یا انشاء اللہ کہنے کے یا کفارے کے تو وہ بہ نسبت مطلق قسم کے ہے لیکن انشاء اللہ کہنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معتبر ہے بیچ درمیان قسم کے اس کے کامل ہونے سے پہلے اور کفارہ حاصل ہوتا ہے اس کے بعد اور واقع ہوئی دوسری روایت میں وہ چیز جو تصریح کرتی ہے ساتھ اس کے کہ مراد تحللتها سے یہ ہے کہ قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ لاتا ہوں جو تقاضا کرے حنث کو یعنی اس کے توڑنے کو اس واسطے کہ کھولنا تقاضا کرتا ہے کہ پہلے کوئی گرہ ہو اور گرہ وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر قسم موافق ہونے اس کے مقتضی سے سو ہوگا عمل تحلل لانا برخلاف اس کے مقتضی کے لیکن لازم آتا ہے اس پر کہ ہو اس میں تکرار واسطے موجود ہونے اس قول کے کہ لاتا ہوں جو بہتر ہو اس واسطے کہ جب بہتر کام کو کیا جائے تو حاصل ہے اس سے مخالفت قسم کی اور کھلنا اس سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نکلا میں اس کی حرمت سے اس چیز کی طرف کہ حلال ہے اس سے اور ہوتا ہے یہ کفارے سے اور کبھی استثناء سے ہوتا ہے۔ (فتح)

۶۲۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا

۶۲۲۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مت مانگ حکومت اور سرداری کو سو بیشک اگر حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملی تو تیری غیب سے اس پر مدد ہوگی اور اگر تجھ کو حکومت مانگنے سے ملی یعنی اس میں اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر تو اس کے غیر کو اس سے بہتر جانے تو آ اس کو جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ
یَّمِیْنِكَ تَابَعَهُ أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ
عَوْنٍ وَّتَابَعَهُ یُوْنُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِیَّةَ
وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ وَحُمَیْدٌ وَقَتَادَةُ
وَمَنْصُوْرٌ وَهِشَامٌ وَالرَّبِیْعُ.

فائدہ: اس کے غیر کو یعنی محلوف علیہ کے غیر کو بہتر جانے کہا عیاض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ظاہر ہو اس کو کہ فعل یا ترک بہتر ہے اس کے واسطے دنیا اور آخرت میں اور موافق تر ہے اس کی مراد اور خواہش کو جب تک کہ گناہ نہ ہو میں کہتا ہوں واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں سو دیکھے اس کے غیر کو زیادہ تر پرہیزگاری اللہ کی تو چاہیے کہ لائے تقویٰ کو اور یہ مشعر ہے ساتھ قصد کرنے اس کے کی اس ں میں طاعت ہو کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ بیچ حکم کفارے کے باوجود عمداً توڑنے قسم کے دلالت ہے اوپر مشروع ہونے کفارے کے بیچ قسم غموس کے اس واسطے کہ وہ قسم حانث ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے حالف پر فعل ایک امر کا جو دونوں سے اولیٰ ہو قسم پر ثابت رہنا یا اس کو توڑ کر کفارہ دینا اور جو کہتا ہے کہ امر اس میں ندب کے واسطے ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول اس گنوار کے جس نے کہا تھا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس پر نہ کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے اور نہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ حنث کے اور کفارے کے باوجود اس کے کہ قسم کھانا اس کا اوپر ترک زیادتی کے مرجوع ہے بہ نسبت اس کے فعل کے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْفَرَآئِضِ

کتاب ہے فرائض کے بیان میں
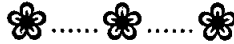
فائدہ: فرائض جمع ہے فریضہ کی فعیل سے ساتھ معنی مفروض کے ماخوذ ہے فرض سے اور اس کے معنی ہیں قطع کرنا کہا جاتا ہے فرضت لفلان کذا قطع کی میں نے اس کے واسطے کچھ چیز مال سے اور مراد یہاں وراثت ہے اور خاص کی گئیں مواریث باسم فرائض اللہ کے اس قول سے ﴿نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ یعنی حصہ مقرر کیا گیا یا معلوم یا مقطوع ان کے غیر سے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِىْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِىْ بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ

اللہ نے فرمایا کہ اللہ وصیت کرتا ہے تم کو تمہاری اولاد میں، دو آیتوں تک۔

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَّصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ﴾'

فائدہ: حکمت بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ لفظ مضارع کے سوائے ماضی کے اشارہ ہے اس طرف کہ یہ آیت ناسخ ہے واسطے وصیت کے جو لکھی گئی ہے اوپر ان کے کما سیاتی فی باب میراث الزوج اور مضاف کیا فعل کو طرف اسم مظہر کی واسطے عظیم ہونے شان حکم کے اور فی اولادکم کہا واسطے اشارہ کے طرف امر بالعدل کے درمیان ان کے۔ (فتح)

٦٢٢٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَعَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوْءَهُ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمَوَارِيْثِ.

٦٢٢٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے اور وہ دونوں پیادہ پا چلتے تھے سو میرے پاس آئے اور حالانکہ مجھ پر بیہوشی کی گئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح کروں؟ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

فائدہ: یعنی ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ﴾ اور روایت میں ہے کہ کلالہ کی آیت اتری اور ترجیح دی ہے ابن عربی نے مواریث کی آیت کو اور ظاہر یہ ہے کہ کہا کہ جب کہ دونوں آیتوں میں کلالہ کا ذکر تھا تو اس قصے میں اتری لیکن چونکہ تھا پہلی آیت میں کلالہ خاص ساتھ اخیافی بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں تو لوگوں نے ان کے سوائے اور بھائیوں کا حکم پوچھا تو اخیر آیت اتری پس صحیح ہے کہ دونوں آیتیں جابر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اتریں لیکن

متعلق ساتھ اس کے پہلی آیت سے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ کلالہ کے اور بہر حال سبب نزول اول اس کا تو وہ بھی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے سعد رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں کے حق میں کہ ان کے چچا نے ان کو ان کے باپ کی میراث سے منع کیا تھا سو یہ آیت اتری ﴿یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا سے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے۔ (فتح)

بَابُ تَعْلِيْمِ الْفَرَآئِضِ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ يَعْنِي الَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ.

وراثت کے علم کا تعلیم کرنا اور سکھلانا اور کہا عقبہ نے کہ علم سیکھو پہلے ظانین سے یعنی جو کلام کرتے ہیں گمان اور اٹکل سے۔

فائدہ: اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ اس زمانے کے لوگ نصوص کے پاس کھڑے ہوتے تھے ان سے آگے نہیں بڑھتے تھے اگرچہ بعض سے منقول ہے کہ انہوں نے رائے سے فتویٰ دیا سو وہ بہ نسبت اس کے قلیل ہیں اور اس میں انذار ہے ساتھ واقع ہونے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی کثرت اہل رائے سے اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ علم کی مندرس ہونے سے پہلے کہا ابن منیر نے کہ خاص کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عقبہ کے قول کو ساتھ وراثت کے اس واسطے کہ وہ داخل تر ہے اس میں بہ نسبت غیر اس کے کہ غالب فرائض میں تعبد ہے اس کی بحث گمان اور اٹکل سے ضبط نہیں ہوتی برخلاف اور علموں کے کہ ان میں رائے کو مجال ہے اور غالبًا اس میں ضبط ہونا ممکن ہے اور لی جاتی ہے اس تقریر سے مناسبت حدیث مرفوع کی واسطے ترجمہ کے اور بعض نے کہا کہ وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہی عمل کرنے سے ساتھ گمان کے شامل ہے رغبت دلانے کو اوپر عمل کرنے کے ساتھ علم کے اور یہ فرع ہے اس کے سیکھنے کی اور علم فرائض کا سیکھا جاتا ہے غالبًا بطریق علم کے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ کہا جائے کہ جب کہ تھا حدیث میں کہ اے اللہ کے بندو! بھائی ہو جاؤ تو لیا جاتا ہے اس سے سیکھنا فرائض کا تاکہ معلوم ہو بھائی وارث اس کے غیر سے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ رغبت دلانے کے اوپر سیکھنے علم وراثت کے حدیث جو بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ سیکھو علم میراث کا اور لوگوں کو سکھلاؤ اس واسطے کہ بیشک میں آدمی ہوں قبض کیا گیا اور عنقریب علم بھی قبض کیا جائے گا یہاں تک کہ جھگڑیں گے دو آدمی سو نہ پائیں گے جو دونوں کے درمیان فیصلہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نصف علم ہے اور وہ پہلے پہل میری امت سے کھینچا جائے گا اور لفظ نصف کا اس حدیث میں ساتھ معنی ایک قسم کے ہے دو قسموں سے اگرچہ نہ برابر ہوں اور کہا ابن عیینہ نے کہ ہر آدمی اس کے ساتھ مبتلا ہو گا اور بعض نے کہا کہ اس واسطے کہ آدمیوں کی دو حالتیں ہیں ایک حالت حیات کی اور ایک موت کی اور علم فرائض کا متعلق ہے ساتھ احکام موت کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ نہیں سیکھا جاتا ہے مگر نصوص سے۔ (فتح)

٦٢٢٩ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

۶۲۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور نہ طلب کرو خبر لوگوں کی اور نہ جاسوسی کرو اور آپس میں بغض اور عداوت نہ رکھو اور ایک دوسرے کی جڑ نہ کاٹو آپس میں پشت دے کر نہ بیٹھو اور بھائی بن جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح کتاب ادب میں گزری اور اس میں بیان مراد کا ہے ساتھ ظن کے اور وہ یہ ہے کہ نہ مستند ہو کسی اصل کی طرف اور داخل ہے اس میں بدگمان رکھنا ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے

فائدہ: صدقہ ساتھ رفع کے ہے یعنی جو متروک ہے ہم سے وہ صدقہ ہے اور دعویٰ کیا ہے شیعہ نے کہ وہ ساتھ نصب کے ہے بنا براس کے کہ ما نافیہ ہے اور رد کیا گیا ہے اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ روایت ثابت ہے ساتھ رفع کے اور تنزل پر نصب بھی جائز ہے اوپر تقدیر حذف کے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو ہم نے چھوڑا مبذول ہے از روئے صدقہ کے۔ (فتح)

٦٢٣٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِيْنَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ

۶۲۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے میراث اپنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ دونوں اس وقت طلب کرتے تھے اپنی زمین جو فدک میں تھی اور حصے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو خیبر سے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل یعنی بیویاں اور اولاد اس مال سے بقدر کھانے کے پائیں گے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ کی نہ چھوڑوں گا میں وہ کام کہ میں نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا مگر کہ اس کو کروں گا، کہا راوی نے سو

فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ.

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ترک کی سو نہ کلام کیا ان سے یہاں تک کہ مرگئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزری اور یہ جو کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اس مال سے کھائیں گے تو ظاہر اس کا حصر ہے کہ وہ نہ کھائیں گے مگر اس مال سے اور یہ مراد نہیں بلکہ مراد بالعکس ہے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ من واسطے بعض کے ہے اور تقدیر یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل جو کچھ مال میں سے کھائے گی یعنی بقدر اپنی حاجت کے اور باقی واسطے مصالح مسلمانوں کے ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔

٦٢٣١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ مِنْ حَدِيْثِهٖ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَأَتَاهُ حَاجِبُهٗ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٢٣١۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تا کہ داخل ہوں عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر تو اس کا دربان یرفا نامی آیا سو اس نے کہا کہ کیا تجھ کو رغبت ہے عثمان اور عبدالرحمن اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم میں کہ دروازے پر کھڑے اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو اجازت دے پھر اس نے کہا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کہا عباس رضی اللہ عنہ نے اے امیر المومنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں قسم دیتا ہوں تم کو اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے؟ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے اپنی ذات شریف تھی یعنی میرے مال کا کوئی وارث نہیں ہوگا تو جماعت حاضرین نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ فَقَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ إِلٰى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ وَلِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ کیا تم دونوں جانتے ہو کہ بیشک حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا ہاں اور بیشک میں تم سے بیان کرتا ہوں حال اس بات کا بیشک اللہ تعالیٰ نے خاص کیا تھا رسول اللہ ﷺ کو اس مال فی میں ساتھ اس چیز کے جو آپ کے سوائے اور کسی کو نہیں دی سو اللہ نے فرمایا جو عطا کیا اللہ نے اپنے پیغمبر پر قدیر تک سو یہ زمین خالص حضرت ﷺ کے واسطے تھی قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا اس کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہ تنہا ہوئے ساتھ اس کے اوپر تمہارے کہ صرف آپ ہی سب کچھ رکھا ہو تم کو کچھ نہ دیا ہو البتہ حضرت ﷺ نے وہ خاص تم کو دیا اور اس کو تم میں پھیلایا یعنی تم کو سب تقسیم کر دیا یہاں تک کہ باقی رہا اس میں سے یہ مال سو تھے حضرت ﷺ خرچ کرتے اپنے گھر والوں پر اس مال سے خرچ سال بھر کا یعنی اپنے گھر والوں کے واسطے اس میں سے سال بھر کا خرچ لے لیتے پھر باقی کو لے کر بیت المال میں داخل کرتے اور مصالح مسلمین میں خرچ کرتے تھے سو عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی زندگی میں میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ حاضرین نے کہا ہاں! پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا ہاں! پھر اللہ نے اپنے نبی کی روح قبض کی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں ولی اور خلیفہ حضرت ﷺ کا سو اس نے اس کو قبض کیا سو عمل کیا اس نے ساتھ اس چیز کے کہ عمل کیا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے یعنی عمل اس میں حضرت ﷺ نے کیا تھا وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح بھی قبض کی تو میں نے

فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيْهَا مَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ وَأَتَانِيْ هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهَا.

کہا کہ میں ہوں ولی اور نائب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے قبض کیا اس کو دو سال عمل کیا میں نے اس میں جو عمل کیا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور بات تمہاری ایک تھی اور امر تمہارا اکٹھا تھا تو میرے پاس آیا اپنا حصہ مانگنے کو اپنے بھتیجے کی وراثت سے اور یہ میرے پاس آیا اپنی عورت کا حصہ مانگنے کو اس کے باپ کی وراثت سے تو میں نے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں اس شرط سے کیا تم مجھ سے اس کے سوائے اور فیصلہ چاہتے ہو سو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوائے اور کچھ حکم نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو سو اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اس کو میرے حوالے کرو میں تم کو اس سے کفایت کروں گا۔

۶۲۳۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمَئُوْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ.

۶۲۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث سونے کے دینار کے برابر بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد اپنی بیویوں کے خرچ کے اور کارندے تحصیل دار کی محنت کے تو وہ صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔

فائدہ: یعنی نہ چھوڑوں گا پیچھے اپنے کوئی چیز کہ عادت جاری ہوئی ہے ساتھ قسمت اس کی کے مانند سونے چاندی کے اور جو اس کے سوائے اور کچھ چھوڑیں گے وہ بھی بطور وراثت کے تقسیم نہ ہوگا بلکہ تقسیم ہوں گے منافع ان کے ان لوگوں کے واسطے جو مذکور ہوئے اور یہ جو فرمایا میرے وارث لیعنی اگر بالقوۃ ہوتا میں ان لوگوں میں سے جو وارث کیے جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ نہ تقسیم ہوگا مال ترکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وراثت کی جہت سے سو ورثتی کا لفظ بولا تا کہ ہو حکم معلل ساتھ اس چیز کے کہ اس سے اشتقاق ہے اور وہ ارث ہے پس نفی تقسیم کرنا ان کا ہے ساتھ وارث ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مراد عامل سے اجیر ہے یا خادم یا ناظر اور اگر کوئی سوال کرے کہ تخصیص عورتوں کی ساتھ نفقہ کے

اور مؤنث کی ساتھ عامل کے کیوں کی تو جواب دیا ہے اس سے سبکی کبیر نے کہ مؤنث لغت میں قیام ہے ساتھ کفایت کے اور انفاق کے معنی ہیں خرچ کرنا قوت کا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ نفقہ کم ہو مؤنث سے اور بعید تخصیص مذکور میں اشارہ کرتا ہے اس طرف کہ جب حضرت ﷺ کی بیویوں نے اللہ اور رسول اور آخرت کو اختیار کیا تو ان کو قوت سے کچھ چارہ نہیں سو اقتصار کیا اس چیز پر جو دلالت کرے اوپر اس کے اور عامل جب کہ مزدور کی صورت میں تھا اور محتاج ہے اس چیز کا جو اس کو کفایت کرے تو اقتصار کیا اس پر جو اس پر دلالت کرے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ میرا پیشہ اپنے عیال کو کفایت کرتا تھا سو مشغول ہوا میں اس سے ساتھ کام مسلمانوں کے تو لوگوں نے اس کے واسطے بقدر کفایت کے وظیفہ ٹھہرایا اور یہ جو فرمایا بعد خرچ میری عورتوں کے تو داخل ہے نفقہ کے لفظ میں لباس ان کا اور تمام لوازم ان کے اور جب جوڑا جائے قول حضرت ﷺ کے کو کہ جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے ساتھ اس قول کے کہ حضرت ﷺ کی آل پر صدقہ حرام ہے تو متحقق ہوتا ہے قول حضرت ﷺ کا لا نورث اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یرید نفسہ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نون بیچ قول حضرت ﷺ کے نورث خاص متکلم کے واسطے ہے اور جو مشہور ہے کتب اصول وغیرہ میں نحن معاشر الانبیاء لا نورث تو اس سے ایک جماعت آئمہ نے انکار کیا ہے اور وہ اسی طرح ہے بہ نسبت خصوص لفظ نحن کے لیکن روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ اس لفظ کے انا معاشر الانبیاء لا نورث اور روایت کی ہے یہ حدیث دارقطنی نے اس لفظ سے کہ پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا کہا ابن بطال وغیرہ نے اور وجہ اس کی، واللہ اعلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو اپنا پیغام پہنچانے کے واسطے بھیجا ہے اور ان کو حکم کیا ہے کہ اس پر مزدوری نہ لیں جیسا کہ فرمایا ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾ اور اسی طرح نوح علیہ السلام وغیرہ نے بھی کہا سو حکمت یہی تھی کہ ان کا کوئی وارث نہ ہوتا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ انہوں نے اپنے وارثوں کے واسطے مال جمع کیا اور یہ جو قرآن میں ہے ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ تو حمل کیا ہے اس کو اہل علم بالتاویل نے اوپر علم اور حکمت کے اور اسی طرح قول زکریا علیہ السلام کا ﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ﴾ کہ مراد اس سے پیغمبری ہے اور بر تقدیر تسلیم کے پس نہیں ہے کوئی معارض قرآن سے واسطے قول حضرت ﷺ کے لا نورث ما ترکنا صدقۃ سو ہوگا یہ خاصہ حضرت ﷺ کا جس کے ساتھ اکرام کیے گئے بلکہ قول عمر کا یرید نفسہ تائید کرتا ہے اس کی کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور بہرحال عموم قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ﴾ تو جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ وہ عام ہے ان لوگوں کے حق میں جو کچھ چیز اپنی ملکیت چھوڑیں اور جب ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے مرنے سے پہلے وقف کر دیا ہے تو نہ پیچھے چھوڑا آپ نے کچھ جس کا کوئی وارث ہو تو آپ کا کوئی وارث نہ ہوگا اور بر تقدیر اس کے کہ حضرت ﷺ نے اپنی ملکیت سے کچھ چیز اپنے پیچھے چھوڑی ہو تو داخل ہونا آپ کا خطاب میں قابل تخصیص کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہچانی گئی ہے کثرت خصائص حضرت ﷺ

کی سے اور البتہ مشہور ہوا ہے آپ سے کہ آپ کے مال کا کوئی وارث نہیں سو ظاہر ہوئی تخصیص حضرت ﷺ کی ساتھ اس کے سوائے اور لوگوں کے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں کہ حضرت ﷺ کے مال کا کوئی وارث نہ ہو اکھاڑنا مادے کا ہے بیچ تمنا کرنے وارث کے مورث کی موت کو بسبب مال کے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنی امت کے واسطے بجائے باپ کے ہیں تو حضرت ﷺ کی میراث تمام لوگوں کے واسطے ہوگی اور یہ معنی ہیں عام صدقہ کے اور کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جو کہے کہ میرا گھر صدقہ ہے اس کا کوئی وارث نہیں ہوگا تو وہ وقف ہو جاتا ہے اور نہیں حاجت ہے صریح وقف کرنے کی یا حبس کرنے کی اور یہ استنباط خوب ہے لیکن کیا ہوگا یہ صریح یا کنایہ کہ نیت کی اس میں حاجت ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلالت ہے اوپر صحت وقف منقول چیزوں کے اور یہ کہ وقف نہیں خاص ہے ساتھ غیر منقول چیزوں کے واسطے عموم قول حضرت ﷺ کے ماترکت بعد نفقة نسائي ۔ (فتح)

٦٢٢٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

۶۲۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی بیویوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں اپنی میراث مانگنے کو یعنی حضرت ﷺ کے ترکہ سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو مذکور ہے باب میں۔

٦٢٢٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ

۶۲۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے زیادہ سو جو کوئی مسلمانوں میں سے مرے اور اس پر قرض ہو اور نہ چھوڑے مال اس قدر جس سے قرض ادا ہو تو اس کا ادا کرنا ہم پر لازم ہے اور جو مال چھوڑے تو

دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَآءً فَعَلَيْنَا قَضَآؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ. اس کے وارثوں کا حق ہے۔

فائدہ: یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور کفالہ میں پہلے گزر چکی ہے ساتھ ذکر سبب اس کے اول میں کہ حضرت ﷺ کا ابتدا اسلام میں معمول تھا کہ جب کوئی جنازہ آتا تو پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرض ادا ہونے کے واسطے کچھ مال چھوڑا ہے سو اگر کوئی کہتا کہ اس نے قرض ادا ہونے کے واسطے کچھ مال چھوڑا ہے تو حضرت ﷺ اس کے جنازے کی نماز پڑھتے ورنہ خود نماز نہ پڑھتے اور مسلمانوں سے فرماتے کہ اس کا جنازہ پڑھو پھر جب اللہ نے آپ پر ملک فتح کیے اور بیت المال میں مال جمع ہوا تو حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور ایک روایت میں ہے کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے دنیا اور آخرت میں اور ایک روایت میں مطلق آیا ہے کہ جو مسلمان مر جائے اور قرض چھوڑے تو اس کا ادا کرنا ہم پر لازم ہے تو یہ روایت مقید اور مخصوص ہے ساتھ حدیث باب کے یعنی حضرت ﷺ صرف اس شخص کا قرض ادا کرتے تھے جو قرض ادا کرنے کے واسطے کچھ مال نہ چھوڑتا نہ ہر شخص کا ایک روایت میں ہے فان ترك دينا او ضياعا فلياتنى فانا مولاه یعنی اگر قرض یا عیال چھوڑے تو چاہیے کہ آئے میرے پاس جو اس کا قائم مقام ہو اس کے قرض ادا کرنے کی کوشش میں یا قرض خواہ اور ضمیر مولاہ میں مردے کے واسطے ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان حکمت کا بیچ ترک کرنے نماز کے قرض دار پر اور یہ کہ جب کوئی اس کے قرض ادا کرنے کا ذمہ دار ہوتا تھا تو حضرت ﷺ اس کا جنازہ پڑھتے تھے اور کیا یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یا حضرت ﷺ کے بعد سب حاکموں کو یہ حکم ہے اور راجح ہمیشہ رہنا اس حکم کا ہے لیکن واجب ہونا ادا قرض کا صرف مال مصالح سے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ نے کہ یہ حضرت ﷺ بطور احسان کے کرتے تھے بنا بر اس کے پس نہیں واجب ہوگا حاکموں پر بعد حضرت ﷺ کے اور اول پر کہا ابن بطال نے کہ اگر امام اس کا قرض بیت المال سے ادا نہ کرے تو نہ روکا جائے گا داخل ہونے سے بہشت میں اس واسطے کہ وہ مستحق ہے اس قدر کا جو اس پر قرض ہے بیت المال میں جب تک کہ نہ ہو قرض اس کا اکثر اس قدر سے کہ اس کے واسطے بیت المال میں ہے مثلا میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ داخل ہوگا یہ باہم قصاص لینے میں یعنی پل صراط کے بعد قنطرہ پر اس کا بدلہ دیا جائے گا اور یہ جو کہا کہ اس کے وارثوں کا حق ہے تو ایک روایت میں ہے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں گے اور مراد عصبوں سے وارث ہیں نہ وہ لوگ جو وارث ہوتے ہیں عصبہ ہونے کے سبب سے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عصبوں کے اس جگہ وہ قرابتی ہیں جو مردے کو باپ میں ملیں اگرچہ اوپر کے درجے میں اور کہا کرمانی نے کہ مراد عصبے ہیں بعد اصحاب الفروض کے اور لیا جاتا ہے حکم اصحاب الفروض کا اصحاب کے ذکر سے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ

باب ہے بیچ بیان میراث بیٹے کے اپنے باپ سے اور

اپنی ماں سے۔

فائدہ: لفظ ولد کا عام تر ہے مرد اور عورت سے اور بولا جاتا ہے صلبی بیٹے کو اور پوتے کو اگرچہ نیچے کے درجے کے ہوں کہا ابن عبدالبر نے کہ اصل قول مالک اور شافعی اور اہل حجاز کا ہے اور جو ان کے موافق ہیں قول زید بن ثابت کا ہے اور اصل قول اہل عراق کا اس میں قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے اور دونوں کے درمیان کچھ مخالفت نہیں مگر نہایت تھوڑے مسئلوں میں۔ (فتح)

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوْ امْرَأَةٌ بِنْتًا فَلَهَا النِّصْفُ وَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ وَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُؤْتَى فَرِيضَتَهُ فَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

اور کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جب کوئی مرد یا عورت بیٹی چھوڑے تو اس کے واسطے آدھا ترکہ ہے اور اگر دو یا زیدہ ہوں تو ان کے واسطے دو تہائی ہے ترکہ سے اور اگر ان کے ساتھ مرد ہو تو اول اول شروع کیا جائے ساتھ اس کے جو ترکہ میں ان کا شریک ہو سو دیا جائے اس کو حصہ اس کا اور جو باقی رہے تو مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا اور اگر ان کے ساتھ مرد ہو یعنی اگر بیٹیوں کے ساتھ بھائی ہو ان کے باپ سے اور ان کے ساتھ کوئی اور بھی ہو جس کے واسطے حصہ مقرر ہے جیسے مثلاً باپ میت کا اور اسی واسطے کہا شرکھم اور نہ کہا شرکھن سو دیا جائے مثلاً باپ کو حصہ اس کا جو معین ہے اور تقسیم کیا جائے باقی کو بیٹے اور بیٹیوں میں اس طور سے کہ مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ اور یہی تاویل ہے باب کی حدیث کی اور وہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے الحقوا الفرائض باھلھا۔ (فتح)

۶۲۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

۶۲۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض یعنی معین حصوں کو حصے والوں سے پھر جو مال باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: مراد فرائض سے اس جگہ مقرر حصے ہیں جو قرآن میں مفصل مذکور ہیں اور وہ نصف ہے اور ربع اور ثمن اور ثلثان اور نصف ان کا اور ان کے نصف کا نصف اور مراد اہل سے وہ لوگ ہیں جو مستحق ہیں ان حصوں کے ساتھ نص قرآن کے جیسا آدھا حصہ لڑکی کا اور چوتھائی خاوند کا اور آٹھواں حصہ عورت کا سو فرمایا کہ میت کے مال سے اول فرائض والوں کو دیا جائے پھر جو مال باقی رہے تو عصبہ مرد پائے گا جو رشتہ میں میت سے قریب تر ہو اور نہیں مراد ہے

اس جگہ احق اور کہا خطابی نے معنی یہ ہیں کہ قریب تر مرد عصبوں سے اور کہا ابن بطال نے کہ مرد اولیٰ رجل سے یہ ہے کہ بعد اہل فروض کے عصبوں میں جو مرد ہوں اور اگر ان میں کوئی رشتہ میت کی طرف قریب تر ہو تو وہ مستحق ہے اور جو بعید تر ہو وہ اس کی موجودگی میں مستحق نہیں اور گر رشتہ میں مساوی ہوں تو سب شریک ہیں باقی میں اور نہیں مقصود ہے حدیث میں ساتھ باپوں اور ماؤں کے مثلا اس واسطے کہ ان میں ایسا کوئی نہیں جو دوسرے سے قریب تر ہو جب کہ درجے میں برابر ہوں اور کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ اس کے پھوپھی ہے ساتھ چچا کے اور بھائی کی بیٹی ساتھ بھائی کے بیٹے کے اور چچیری بہن ساتھ چچیرے بھائی کے اور خارج ہے بھائی اور بہن دو ماں باپ سے یا ایک باپ سے اور وہ وارث ہیں ساتھ نص قرآن کے ﴿وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً﴾ اور مستثنیٰ ہے اس سے جو محروم ہے مانند اس بھائی کے جو باپ کی طرف سے ہو ساتھ بیٹی میت کے اور بہن عینی کے اور اسی طرح خارج ہے اس سے بھائی اور بہن عینی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ اور البتہ نقل کیا ہے اجماع کو اس پر کہ مراد اس سے وہ بہنیں ہیں جو ماں کی طرف سے ہوں اور ذکر کرنا ذکر کا بعد رجل کے اس حدیث میں واسطے تاکید کے ہے اور بعض نے کہا اس خوف سے کہ تا کہ نہ گمان کیا جائے رجل سے شخص اور وہ عام تر ہے مرد اور عورت سے اور کہا ابن عربی نے کہ ذکر کے ذکر کرنے میں یہ وجہ ہے کہ احاطہ ساتھ میراث کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے واسطے مرد کے بجز عورت کے اور بعض نے کہا کہ احتراز ہے خنثی سے اور بعض نے کہا کہ واسطے نفی تو ہم اشتراک عورت کے ساتھ اس کے تا کہ نہ حمل کیا جائے تغلیب پر اور بعض نے اس کی اور کئی وجہ سے بھی توجیہ کی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اجماع ہے اس پر کہ جو مال کہ فروض کے بعد عصبہ کے واسطے رہتا ہے مقدم کیا جائے اس میں قریب تر پھر جو اس کے بعد قریب تر ہو پس نہیں وارث ہوتا عصبہ بعید ساتھ عصبے قریب کے اور عصبہ وہ مرد ہے جو قریب ہو بنفسہ ساتھ قرابت کے اس کے اور میت کے درمیان کوئی عورت نہ ہو سو جب اکیلا ہو تو سب مال کا وارث ہوتا ہے اور اگر ہو ساتھ اصحاب فرض کے جو نہ مستغرق ہوں سب ترکہ کو تو لیتا ہے جو باقی رہے اور اگر متفرقوں کے ساتھ ہو تو اس کے واسطے کچھ چیز نہیں کہا قرطبی نے اور بہرحال فقہاء نے جو بہن کا نام بیٹی کے ساتھ عصبہ رکھا ہے تو یہ بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ جب وہ اس مسئلے میں لیتی ہے جو باقی رہے بیٹی سے تو مشابہ ہوئی عصبے کے اور یا حدیث باب کی مخصوص ہے ساتھ اس حدیث کے اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة کہا طحاوی نے استدلال کیا ہے ایک قوم یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اس کے تابعداروں نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس پر کہ جو چھوڑے بیٹی اور بھائی اور بہن عینی تو آدھا بیٹی کو ملے گا اور باقی بھائی کو اور نہیں ہے کوئی چیز اس کی بہن کے واسطے بلکہ اگر بہن کے ساتھ کوئی اور عصبہ ہو تو بھی اس کے واسطے کچھ چیز نہیں اور استدلال کیا ہے ان پر ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو چھوڑے بیٹی اور پوتا اور پوتی برابر درجے کے تو بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے وہ پوتی اور پوتے کے

درمیان تقسیم کیا جائے اور نہیں خاص کیا انہوں نے بیٹے کو ساتھ باقی کے واسطے ہونے اس کے مرد بلکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس کی بہن کو بھی وارث کیا ہے اور وہ عورت ہے تو معلوم ہوا اس سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اپنے عموم پر نہیں بلکہ وہ ایک خاص چیز میں ہے اور وہ اس صورت میں ہے جب کہ چھوڑے بیٹی اور چچا اور پھوپھی اس واسطے کہ اس صورت میں بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے گا وہ چچا کے واسطے ہے بجز پھوپھی کے بالا جماع سو قیاس چاہتا ہے کہ بھائی اور بہن کو بیٹے اور بیٹی کے ساتھ ملحق کیا جائے نہ ساتھ چچا اور پھوپھی کے اس واسطے کہ اگر میت نہ چھوڑے مگر بھائی اور بہن عینی تو مال دونوں کے درمیان ہے پس یہی حکم ہے پوتے اور پوتی کا برخلاف چچا اور پھوپھی کے اس واسطے کہ سب مال چچا کے واسطے ہے نہ پھوپھی کے بالاتفاق اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ پوتا سمیٹتا ہے سب مال کو جب کہ اس کے نیچے درجے میں کوئی بیٹا نہ ہو اور اس پر کہ دادا وارث ہوتا ہے تمام مال کا جب کہ اس کے علاوہ باپ نہ ہو اور اس پر کہ بھائی ماں کی طرف سے جب کہ ہو چچا کا بیٹا وارث ہوتا ہے ساتھ فرض کے۔ (فتح)

بَابُ مِیْرَاثِ الْبَنَاتِ

بیٹیوں کے میراث کا بیان یعنی بیٹی کو میت کے ترکہ سے کتنا حصہ پہنچتا ہے؟

فائدہ: اصل اس میں یہ آیت ہے ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ یعنی وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں کہ مرد کو دوہرا حصہ ہے بہ نسبت عورت کے اور شان نزول اس کا یہ ہے کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں بیٹیوں کو وارث نہیں کرتے تھے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ سبب مذکور کے جس نے جواب دیا ہے سوال مشہور سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ﴾ جس جگہ کہا گیا کہ ذکر کیا اللہ نے آیت میں حکم دو بیٹیوں کا بیچ حال جمع ہونے دونوں کے ساتھ بیٹے کے سوائے تنہا ہونے کے یعنی جس حالت میں بیٹا ان کے ساتھ نہ ہو اس کا حکم بیان نہیں کیا اور ذکر کیا حکم ایک بیٹی کا دونوں حال میں اور اسی طرح حکم ان کا جو زیادہ ہو دو بیٹیوں سے اور البتہ متفرد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما ساتھ اس کے کہ حکم دو بیٹیوں کا ایک بیٹی کا حکم ہے اور انکار کیا ہے اس سے جمہور نے اور اختلاف ہے ان کے ماخذ میں سو بعض نے کہا کہ دو بیٹیوں کا حکم تین بیٹیوں کا حکم ہے اور زیادہ کا اور دلیل اس کی بیان سنت کا ہے اس واسطے کہ آیت میں جب کہ احتمال تھا تو بیان کیا سنت نے کہ حکم دو کا حکم زیادہ کا ہے یعنی جو حکم دو سے زیادہ بیٹیوں کا ہے وہی دو کا ہے اور یہ واضح ہے بیچ سبب نزول کے اس واسطے کہ جب چچا نے دونوں بیٹیوں کو وراثت سے منع کیا تو ان کی ماں نے شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ حکم کرے گا اللہ بیچ اس کے پھر آیت میراث کی اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو کہلا بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے سو نہ وارد ہوگا اس پر کہ لازم آتا ہے اس سے منسوخ ہونا قرآن کا سنت سے اس واسطے کہ وہ بیان ہے

نسخ نہیں اور بعض نے کہا کہ واسطے قیاس کرنے کے دو بہنوں پر یعنی جب دو بہنوں کا حصہ دو تہائی ہے تو دو بیٹیوں کا حصہ بھی دو تہائی ہو گا اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ بہ نسبت بہنوں کے میت کی طرف قریب تر ہیں سو نہ کم کیا جائے گا درجہ ان کا دو بہنوں سے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ لیا جاتا ہے یہ اس آیت سے ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ اس واسطے کہ یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ جب مرد اور عورت ہو تو مرد کے واسطے دو تہائی ہے اور عورت کے واسطے ایک تہائی ہے سو جب وہ مستحق ہے تہائی کے ساتھ مرد کے تو اپنے جیسی عورت کے ساتھ بطریق اولیٰ مستحق تہائی کے ہو گی اور اس کے سوائے اور بھی کئی وجہ سے علماء نے توجیہ کی ہے۔ (فتح)

۶۲۳۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا فَأَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِيْ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَبِيْرٌ إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِي امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آأُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِيْ فَقَالَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيْدُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَّدَرَجَةً وَلَعَلَّ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ

۶۲۳۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں بیمار ہوا جس سے میں قریب الموت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو آئے تو میں نے کہا یا حضرت! میں بہت مالدار ہوں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں حکم ہو تو دو تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پھر اس نے کہا آدھا خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تہائی خیرات کے واسطے بہت ہے اگر تو اپنی اولاد کو مالدار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور بیشک تو اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ نہ کرے گا مگر کہ اس کا ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا ثواب بھی ملے گا پھر میں نے کہا یا حضرت! کیا میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا اپنی ہجرت سے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بیماری کے سبب میرے پیچھے نہ چھوڑا جائے گا سو کوئی کام اللہ کی رضا مندی کا کرتا رہے گا مگر کہ اس کے سبب سے تیرا رتبہ اور درجہ بلند ہو گا اور شاید تو میرے پیچھے چھوڑا جائے گا یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہو گی اور

سُفْيَانُ وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ.

کافروں کو ضرر لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے واسطے افسوس کرتے تھے کہ باوجود ہجرت کے پھر مکے میں آ کر مر گیا کہا سفیان نے اور سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ایک مرد ہے قوم بنی عامر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزری اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ میری ایک بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہیں اور مراد سعد رضی اللہ عنہ کی نفی سے نفی اولاد کی ہے ورنہ اس کے عصبے بھی تھے جو اس کے وارث ہوتے تھے۔

٦٢٣٧۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَّأَمِيْرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَّجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطَى الْابْنَةَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ.

٦٢٣٧۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس یمن میں آئے معلم بن کے یا سردار ہو کے سو ہم نے ان سے پوچھا حکم اس مرد کا جو مر گیا اور اپنی ایک بیٹی اور بہن چھوڑی تو معاذ رضی اللہ عنہ نے آدھا مال بیٹی کو دلوایا اور آدھا بہن کو۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنِ الْاِبْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ

وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْاِبْنِ مَعَ الْاِبْنِ.

پوتے کی میراث کا بیان جب کہ میت کا بیٹا نہ ہو یعنی اس کو کتنا حصہ ملتا ہے یعنی برابر ہے کہ اس کا باپ ہو یا چچا اور کہا زید رضی اللہ عنہ نے کہ پوتا بجائے بیٹے کے ہے یعنی صلبی بیٹے کے جب کہ ان کے اور میت کے درمیان بیٹا نہ ہو جو پوتے ہوں وہ بیٹوں کی طرح ہیں اور جو پوتیاں ہوں وہ بیٹیوں کی طرح ہیں وارث ہوتے ہیں پوتے جیسے وارث ہوتے ہیں بیٹے اور مانع ہوتے ہیں پوتے میراث سے جیسے مانع ہوتے ہیں بیٹے اور نہیں وارث ہوتا پوتا ساتھ بیٹے میت کے۔

فائدہ: اور مانع ہوتے ہیں میراث سے یعنی وارث ہوتے ہیں تمام مال کے جب کہ متفرد ہوں اور مانع ہوتے میراث سے ان لوگوں کو جو ان سے طبقے میں کم ہوں اُن لوگوں میں سے کہ ان کے اور میت کے درمیان مثلا دو یا زیادہ ہوں۔ (فتح)

٦٢٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا

٦٢٣٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے اور جو باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اکثر فقہاء نے اس شخص کے حق میں جو چھوڑے خاوند اور باپ اور بیٹی اور پوتا اور پوتی کہ اول فروض والوں کو دیا جائے سو خاوند کے واسطے چوتھائی ہے اور باپ کے واسطے چھٹا حصہ ہے اور بیٹی کے واسطے نصف ہے اور جو باقی رہے سو پوتوں میں تقسیم کیا جائے اس طور سے کہ مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ اور اگر پوتی پوتے سے نیچے درجے کی ہو تو باقی پوتے کو ملے گا نہ پوتی کو اور بعض نے کہا کہ باقی مطلق پوتے کو ملے گا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ جو باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اور تمسک کیا ہے جمہور نے اور زید رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس آیت کے ﴿فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ اور اجماع ہے اس پر کہ پوتے بجائے بیٹوں کے ہیں وقت نہ ہونے بیٹوں کے جب کہ ہوں برابر تعدد میں بنا بر اس کے پس یہ صورت مخصوص ہے عموم قول حضرت ﷺ کے سے فلاولی رجل ذکر۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنَةِ الْاِبْنِ مَعَ بِنْتٍ

باب ہے بیچ بیان میراث پوتی کے ساتھ بیٹی کے

٦٢٣٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ قَيْسٍ سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنْ بِنْتٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ وَأْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ أَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوْسٰى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ مَا

٦٢٣٩۔ حضرت ہزیل سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حکم اس شخص کے سے کہ مر جائے اور ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹی کے واسطے آدھا ہے اور بہن کے واسطے بھی آدھا ہے اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا سو وہ میری پیروی کرے گا پھر پوچھے گئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور خبر دیئے گئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول سے تو کہا کہ البتہ میں گمراہ ہوا اس وقت اور نہیں میں راہ پانے والوں سے میں حکم کرتا ہوں اس مسئلے میں جو حضرت ﷺ نے حکم کیا بیٹی کے واسطے آدھا مال ہے اور پوتی کے واسطے چھٹا حصہ واسطے پورا کرنے دو تہائیوں کے اور جو باقی رہے سو بہن کے واسطے ہے پھر ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے ان کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی خبر دی تو

دَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيكُمْ. ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ پوچھا کرو مجھ سے جب تک یہ عالم تم میں ہے۔

فائدہ: یہ جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میری پیروی کرے گا تو یہ بطور گمان کے کہا اس واسطے کہ ان نے اس مسئلے میں اجتہاد کیا اور سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کی موافقت کی تو اس نے گمان کیا کہ شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان کی موافقت کرے گا اور یہ جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا تو احتمال ہے کہ اس کے اس قول کا سبب طلب ثبوت ہو اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں گمراہ ہوا اس وقت تو یہ کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کے جواب میں کہ وہ میری پیروی کرے گا اور اشارہ کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس نے اس کی متابعت کی تو صریح سنت کے برخلاف کرے گا اور اگر جان بوجھ کر خلاف سنت کرے گا تو گمراہ ہوگا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ عالم اجتہاد کرے جب کہ گمان کرے کہ مسئلے میں نص نہیں اور نہ متولی ہو جواب کا یہاں تک کہ اس سے بحث کرے اور یہ کہ تنازع کے وقت حجت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پس واجب ہے رجوع کرنا اس کی طرف اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر انصاف سے اور اعتراف سے ساتھ حق کے اور رجوع کرنے کی طرف اس کی اور گواہی بعض کے واسطے بعض کے ساتھ علم اور فضل کے اور کثرت اطلاع ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اوپر سنت کے اور ثبوت طلب کرنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ میں کہ دلالت کی سائل کو اس شخص پر کہ گمان کیا کہ وہ اس سے اعلم ہے اور نہیں خلاف ہے درمیان فقہاء کے اس چیز میں کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب میں اشعار ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں خلاف کیا اس میں مگر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ نے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور شاید سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی رجوع کیا ہوگا کہا ابن عربی نے کہ لیا جاتا ہے قول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سے کہ جائز ہے عمل کرنا ساتھ قیاس کے قبل معرفت خبر کے اور رجوع کرنا طرف خبر کی بعد معرفت اس کی کے اور توڑنا حکم کا جب کہ مخالف ہو نص کے میں کہتا ہوں اور لیا جاتا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فعل سے کہ وہ جائز دیکھتے تھے عمل کرنے کو ساتھ قیاس کے پہلے بحث کرنے کے نص سے اور وہ لائق ہے ساتھ اس کے جو عمل کرتا ہے ساتھ عام کے پہلے بحث کرنے کے مخصص سے۔ (فتح)

بَابُ مِيرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ. میراث دادا کی ساتھ باپ کے اور بھائیوں کے۔

فائدہ: مراد ساتھ جد کے اس جگہ وہ ہے جو باپ کی طرف سے ہو اور مراد اخوۃ سے بھائی ہیں عینی اور علاتی اور البتہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ دادا نہیں وارث ہوتا ساتھ باپ کے۔

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ الْجَدُّ أَبٌ. اور کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ دادا باپ ہے۔

فائدہ: یعنی وہ باپ ہے حقیقۃً لیکن اس کے مراتب میں تفاوت ہے باعتبار قرب اور بعد کے اور بعض نے کہا کہ وہ بجائے باپ کے ہے حرمت میں اور وجوہ نیکی میں لیکن معروف مذکورین سے اول ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ تھے ٹھہراتے دادا کو باپ وارث ہوتا ہے وہ جس کا باپ وارث ہوتا ہے اور حاجب ہوتا ہے جس کا وہ حاجب ہوتا ہے اور جب حمل کیا جائے اس کو جو نقل کیا ہے شعبی نے عموم پر تو لازم آتا ہے خلاف اس صورت کا جس پر اجماع ہے اور وہ ماں ہے باپ کی جب کہ اوپر کے درجے کی ہو ساقط ہو جاتی ہے ساتھ باپ کے اور نہیں ساقط ہوتی ہے ساتھ جد کے اور اختلاف ہے دو صورتوں میں ایک یہ کہ بھائی عینی اور علاتی ساقط ہوتے ہیں ساتھ باپ کے اور نہیں ساقط ہوتے دادا سے نزدیک ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اور جو اس کے تابع ہیں اور ماں ساتھ باپ کے اور ایک زوجین کے لیتی ہے تہائی باقی کی اور دادا کے ساتھ تمام مال کی تہائی لیتی ہے مگر ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ باپ کے مانند ہے۔ (فتح)

وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَا بَنِي آدَمَ﴾ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾.

اور پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اے اولاد آدم کی! اور میں تابع ہوا اپنے باپوں کے دین کے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے۔

فائدہ: بہر حال حجت پکڑنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یا بنی آدم سو روایت کیا ہے اس کو محمد بن نصر نے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا کہتا ہے تو جد میں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیرا سب سے بڑا باپ کون ہے؟ تو وہ چپ رہا گویا کہ وہ جواب میں عاجز ہوا تو میں نے کہا کہ آدم تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تو نہیں سنتا اللہ کے اس قول کو یا بنی آدم۔

وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ

اور نہیں ذکر کیا گیا کہ کسی نے مخالفت کی ہو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان کے زمانے میں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہت تھے۔

فائدہ: اور شاید مراد اس کی ساتھ اس کے تقویت قول مذکور کی ہے اس واسطے کہ اجماع سکوتی حجت ہے اور وہ حاصل ہے اور قول مذکور یہ ہے کہ دادا وارث ہوتا ہے جس کا باپ وارث ہوتا ہے وقت نہ ہونے باپ کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي دُوْنَ إِخْوَتِي وَلَا أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِي.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وارث ہوتا ہے میرا پوتا میرے سوائے میرے بھائیوں کے اور میں اپنے پوتے کا وارث نہیں ہوتا۔

فائدہ: وجہ قیاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ پوتا جب کہ مانند بیٹے کے وقت نہ ہونے بیٹے کے ہوگا دادا وقت نہ

ہونے باپ کے مانند باپ کی۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيلُ مُخْتَلِفَةٌ.

اور ذکر کی جاتی ہے علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے مختلف باتیں۔

فائدہ: اور البتہ لیا ہے اس کے قول کو جمہور علماء نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث افرضکم زید کے یعنی زید کو تم سب سے زیادہ تر علم میراث کا آتا ہے اور روایت کی دارمی نے شعبی سے کہ اول اول جو دادا اسلام میں وارث ہوا عمر رضی اللہ عنہ ہے تو اس نے اس کا مال لیا تو علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تیرے واسطے نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک دو بھائیوں کی طرح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقاسمہ کرتے تھے جد سے ساتھ ایک بھائی اور دو بھائیوں کے اور جب زیادہ ہوتے تو دادا کو تہائی دیتے تھے اور اس کو اولاد کے ساتھ چھٹا حصہ دیتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ پوچھتے تھے حکم چھ بھائیوں کا اور دادا کا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ ان سب کو بجائے ایک کے ٹھہرا اور میرا خط مٹا ڈال اور ایک روایت میں ہے کہ دادا کو ساتواں حصہ دے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ دادا کو چھٹا حصہ دے اور روایت کی دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کے حق میں کہ مر گئی اور چھوڑا خاوند اپنا اور ماں اور بھائی علاتی اور اپنا دادا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خاوند کو تین حصہ نصف کے دلوائے اور ماں کو تہائی باقی مال کی اور وہ چھٹا حصہ ہے رأس المال سے اور ایک حصہ بھائی کو اور ایک حصہ دادا کو اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ شریک کرتے تھے جد کو ساتھ بھائیوں کے تہائی تک پھر جب تہائی کو پہنچتا تو تہائی اس کو دیتے اور باقی بھائیوں کو اور کہا طحاوی نے کہ مذہب ایک اور شافعی اور ابو یوسف کا قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے دادا کے حق میں اگر اس کے ساتھ عینی بھائی ہوں تو مقاسمہ کرتے ساتھ ان کے جب تک کہ مقاسمہ اس کے واسطے تہائی سے بہتر ہوتا اور اگر تہائی اس کے واسطے بہتر ہوتی تو وہ اس کو دیتے اور نہیں وارث ہوتے علاتی بھائی ساتھ دادا کے کسی چیز کو اور نہ اولاد بھائیوں کے اگرچہ عینی ہوں اور جب ہو ساتھ جد اور بھائیوں کے ایک اصحاب فروض سے تو اول اس کو دیتے پھر دادا کو دیتے بہتر تین کا مقاسمہ سے اور تہائی باقی سے اور سدس سے۔ (فتح)

٦٢٤٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

۶۲۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے اور جو باقی رہے وہ قریب تر رشتہ دار کا حق ہے۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ تعلق اس کی ساتھ مسئلے کے یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو باقی رہے بعض فرض کے وہ صرف کیا جائے طرف اس شخص کی جومیت کی طرف قریب تر ہو اور گویا کہ جد اقرب ہے سو مقدم ہوگا۔

٦٢٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهُ وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ أَوْ قَالَ خَيْرٌ فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبًا أَوْ قَالَ قَضَاهُ أَبًا.

۶۲۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہر حال وہ شخص یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اس امت سے جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو جانی دوست بناتا لیکن اسلام کی دوستی افضل ہے یا فرمایا بہتر ہے سو اس نے اتارا ہے جد کو بجائے باپ کے یا کہا حکم کیا ہے اس کو باپ۔

بَابُ مِيْرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

باب ہے میراث خاوند کی ساتھ اولاد وغیرہ وارثوں کے

فائدہ:پس نہیں ساقط ہوگا خاوند کے مال میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتارتا ہے اس کو نصف سے طرف چوتھائی کے۔(فتح)

٦٢٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

۶۲۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اول اسلام میں مال میت کا اولاد کے واسطے تھا یعنی اولاد وارث ہوتی تھی اور وصیت ماں باپ کے واسطے تھی سو منسوخ کیا اللہ نے جو اس سے چاہا سو ٹھہرایا مرد کے واسطے دوہرا حصہ بہ نسبت عورت کے اور ماں باپ سے ہر ایک کے واسطے چھٹا حصہ ٹھہرایا اور خاوند کے واسطے نصف حصہ اور چوتھائی حصہ ٹھہرایا۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح وصایا میں گزری کہا ابن منیر نے کہ شہادت لینا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے باوجود واضح ہونے دلیل کے آیت سے اشارہ ہے اس سے طرف تقریر سبب نزول آیت کے کہ اور یہ کہ وہ اپنے ظاہر پر نہ منسوخ ہے نہ مؤول ہے اور فائدہ دیا ہے سہیلی نے کہ آیت ناسخ میں یعنی ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ﴾ میں اشارہ ہے اس کے ہمیشہ رہنے کی طرف اسی واسطے تعبیر کیا ہے اس کو ساتھ فعل مضارع کے جو دلالت کرتا ہے دوام پر بخلاف

اور آیتوں کے اس واسطے کہ منسوخ آیت میں کتب ہے اور بعض اہل علم سے ہے کہ باپ نے مجوب کیا بھائیوں کو اور ان کا حصہ لیا اس واسطے کہ وہ متولی ہے ان کے نکاح کا اور خرچ کرنے کا اوپر ان کے سوائے ماں کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ — میراث عورت کی ساتھ اولاد وغیرہ وارثوں کے

فائدہ: پس نہیں ساقط ہوتی ہے وراثت کسی کی دونوں میں سے کسی حال میں بلکہ اتارتی ہے اولاد خاوند کو نصف سے چوتھائی تک اور اتارتی ہے عورت کو چوتھائی سے آٹھویں حصے تک۔ (فتح)

٦٢٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِيْ لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

٦٢٤٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے بیچ کچے بچے کے ایک عورت قوم بنی لحیان کی جو اس کے پیٹ سے مردہ گر پڑا تھا ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس عورت پر حضرت ﷺ نے بردے کا حکم کیا تھا تو حکم کیا حضرت ﷺ نے کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور دیت اس کے عصبوں پر۔

فائدہ: یعنی ایک عورت نے دوسری کو مارا اور اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا پھر مارنے والی عورت مر گئی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ایک بردے کے اور یہ کہ دیت مارنے والی کے عصبوں پر ہے اور یہ کہ مارنے والی عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور اس کی شرح دیت کے باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر ظاہر ہے اس واسطے کہ مارنے والی عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہوئی نہ اس کے عصبوں کے واسطے جنہوں نے اس کی دیت دی پس وارث ہوا اس کا خاوند ساتھ اولاد اپنی کے اور اسی طرح اگر خاوند مردہ ہوتا تو وارث ہوتی اس کی عورت ساتھ اولاد کے اور اسی طرح اگر وہاں عصبہ ہوتا بغیر ولد کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً — میراث بہنوں کے ساتھ بیٹیوں کے عصبہ ہونے سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ نہیں عصبہ ہوتی ہیں ساتھ بیٹیوں کے سو وارث ہوتی ہیں اس چیز کی جو بیٹیوں سے بچے سو جو نہ پیچھے چھوڑے مگر بیٹی اور بہن تو بیٹے کے واسطے آدھا ہے اور باقی آدھا مال بہن کے واسطے ساتھ عصبہ ہونے کے بنا بر اس کے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اگر دو بیٹیاں اور ایک بہن چھوڑے تو دونوں کے واسطے دو تہائی مال کی ہے اور باقی بہن کے واسطے ہے اور اگر چھوڑے ایک بیٹی اور ایک بہن اور ایک پوتی تو آدھا

ترکہ بیٹی کے واسطے ہے اور پوتی کے واسطے تکملہ دو تہائی کا اور باقی بہن کے واسطے ہے بنا بر اس کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ بیٹیاں دو تہائی سے زیادہ کی مالک نہیں ہوتیں اور نہیں مخالف ہوا کسی چیز میں اس سے کوئی مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس واسطے کہ وہ کہتا تھا کہ آدھا مال بیٹی کے واسطے ہے اور باقی عصبہ کے واسطے اور بہن کے واسطے کچھ چیز نہیں اور اسی طرح اگر دو بیٹیاں ہوں یا ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو تو ان کے واسطے دو تہائی ہے اور باقی عصبہ کے واسطے ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو باقی کو پھر بیٹیوں پر رد کیا جائے اور نہیں موافقت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس پر کسی نے مگر اہل ظاہر نے۔ (فتح)

٦٢٤٤ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَضَى فِينَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّصْفُ لِلْابْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْأُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ قَضٰى فِينَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۲۴۴۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ہم میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ آدھا بیٹی کے واسطے اور آدھا بہن کے واسطے پھر سلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہم میں اور نہیں ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: اور قائل اس کا شعبہ ہے اور اصل اس کا یہ ہے کہ روایت کیا ہے اعمش نے اول اس حدیث کو ساتھ اثبات قول اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سو ہوگا یہ قول اس کا مرفوع اور یہی ہے راجح اس مسئلے میں اور ایک بار بغیر اس کے تو ہوگا موقوف۔

٦٢٤٥ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَأَقْضِيَنَّ فِيهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.

۶۲۴۵۔ حضرت ہزیل سے روایت ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں حکم کروں گا اس مسئلے میں ساتھ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی کے واسطے آدھا مال ہے اور پوتی کے واسطے چھٹا حصہ ہے اور جو باقی رہے وہ بہن کے واسطے ہے۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ قضا کے بہ نسبت اس کے فتویٰ ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت نہ قاضی تھے نہ امیر تھے۔ (فتح)

بَابُ مِيرَاثِ الْأَخَوَاتِ وَالْإِخْوَةِ

میراث بھائیوں اور بہنوں کی

٦٢٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ نَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهٖ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّمَا لِيْ أَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَآئِضِ.

۶۲۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس اندر تشریف لائے اور میں بیمار تھا تو حضرت ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو میں ہوش میں آیا تو میں نے کہا یا حضرت! بیشک میری بہنیں ہیں سو فرائض کی آیت اتری۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بیشک میری بہنیں ہیں اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی اولاد نہ تھی اور استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بھائیوں کو بطریق اولیٰ اور مقدم کیا ہے بہنوں کو ذکر میں واسطے تصریح کے ساتھ اس کے حدیث میں کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ عینی بھائی یا باپ کی طرف سے نہیں وارث ہوتے ساتھ بیٹے کے اگرچہ نیچے کے درجے کے ہوں اور نہ ساتھ باپ کے اور اختلاف ہے ان میں ساتھ جد کے اور جو اس کے سوائے ہیں سو ایک بہن کے واسطے آدھا ہے اور اگر دو یا زیادہ ہوں تو ان کے واسطے دو تہائی ہے اور بھائی کے واسطے تمام مال ہے اور جو زیادہ ہو تو برابر قسمت ہے اللہ نے فرمایا اور اگر بھائی مرد عورتیں ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ ہے اور عورت کو ایک حصہ اور نہیں واقع ہوا ہے ان سب میں اختلاف مگر خاوند میں اور ماں میں اور دو بہنوں اخیافی میں اور عینی بھائی میں سو کہا جمہور نے کہ شریک کیا جائے بھائیوں کو اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ نہ شریک کرتے تھے بھائیوں کو اگرچہ عینی ہوں ساتھ اخیافی بھائیوں کے اس واسطے کہ وہ عصبہ ہیں اور البتہ مستغرق کیا ہے فرائض نے مال کو اور یہی قول ہے ایک جماعت کوفیوں کا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوْا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوْا وَاللهُ

فتویٰ طلب کرتے ہیں تجھ سے تو کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو کلالہ کے حق میں اخیر آیت تک۔

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾.

٦٢٤٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۶۲۴۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اخیر آیت جو اتری خاتمہ سورہ نساء کا ہے فتویٰ مانگتے ہیں تجھ سے تو کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو کلالہ کے حق میں۔

فائدہ: اور مراد ساتھ حدیث کے وہ چیز ہے کہ وارد ہوئی ہے اس میں تخصیص سے اوپر میراث بھائیوں کے اور روایت کیا ابوداؤد نے مراسیل میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہ ایک مرد آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کیا ہے کلالہ؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چھوڑے باپ اور نہ اولاد اس کے وارث کلالہ ہیں اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے کلالہ کی تفسیر میں جمہور کا یہ قول ہے کہ کلالہ وہ ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ والد اور اختلاف ہے بیٹی اور بہن میں کیا وارث ہوتی ہے بہن ساتھ بیٹی کے یا نہیں اور اسی طرح جد میں کہ کیا وہ بجائے باپ کے ہے یا کہ نہ وارث ہوں ساتھ اس کے بھائی اور عجیب ہے یہ بات کہ جو کلالہ سورۂ نساء کی پہلی آیت میں ہے اس میں بھائی بیٹی کے ساتھ وارث نہیں ہوتے باوجود اس کے کہ نہیں واقع ہوئی ہے اس میں تقیید ساتھ قول اللہ کے ﴿لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ﴾ قید کی گئی ہے ساتھ اس کے دوسری آیت میں باوجود اس کے کہ وارث ہوئی ہے اس میں بہن ساتھ بیٹی کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے پہلی آیت میں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ اس واسطے کہ مقتضاء اس کا احاطہ کرنا ہے ساتھ تمام مال کے سو بے پرواہی کی لفظ یورث نے قید سے اور مثل اس کی ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾ یعنی جو احاطہ کرنے والا ہو اس کے تمام مال کو اور بہرحال دوسری آیت سو مراد ساتھ ولد کے اس میں مرد ہے اور نہیں تعبیر کی اس میں ساتھ لفظ یورث کے اور اسی واسطے وارث ہوئی بہن ساتھ بیٹی کے اور کہا ابن منیر نے کہ استدلال ساتھ آیت کلالہ کے اس پر کہ بہنیں عصبہ میں نہایت باریک بنی ہے اور وہ یہ ہے کہ عرف فرائض کی آیتوں میں جاری ہے اس پر کہ شرط مذکور اس میں وہ مقدار فرض کے واسطے ہے نہ اصل میراث کے واسطے تو سمجھا جاتا ہے کہ جب شرط نہ پائی جائے تو متغیر ہو قدر میراث کا اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ کا اور ہر ایک کو ماں باپ سے چھٹا حصہ مردے کے ترکہ سے اگر اس کی اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کے واسطے تہائی ہے سو متغیر ہوئی مقدار اور نہیں متغیر ہوئی اصل میراث اور اسی طرح خاوند اور بیوی میں سو اس کا قیاس یہ ہے کہ جاری ہو بہن میں سو اس کے واسطے آدھا حصہ ہے اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اگر اس کی اولاد ہو تو متغیر ہو جاتا ہے قدر اور نہیں متغیر ہوتی ہے اصل میراث اور نہیں ہے اس جگہ کہ متغیر ہو اس کی طرف مگر تعصیب اور نہیں

لازم آتا ہے اس سے کہ وارث ہو بہن ساتھ بیٹے کے اس واسطے کہ وہ خارج ہے بالا جماع اور جو اس کے سوائے ہے وہ اصل پر باقی رہے گا۔ (فتح)

بَابُ ابْنَیْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِلْأُمِّ وَالْآخَرُ زَوْجٌ

چچا کے دو بیٹے ایک ماں کی طرف سے بھائی اور دوسرا خاوند

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ عورت اس مرد سے بچہ جنے پھر اس نے دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ بھی اس سے ایک بچہ جنے پھر اس نے دوسری عورت کو طلاق دی پھر اس مرد کے بھائی نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس عورت نے اس سے ایک بیٹی جنی تو وہ دوسرے بیٹے کی بہن ہے ماں کی طرف اور اس کی چچیری بہن بھی پھر نکاح کیا اس بیٹی سے اس کے پہلے بیٹے نے اور وہ اس کے چچا کا بیٹا ہے پھر مر گئی اپنے دونوں چچا کے بیٹے چھوڑ کر۔ (فتح)

وَقَالَ عَلِیٌّ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأَخِ مِنَ الْأُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِیَ بَیْنَهُمَا نِصْفَانِ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے خاوند کے واسطے آدھا مال ہے اس کی وراثت سے اور بھائی کے واسطے جو ماں کی طرف سے ہے چھٹا حصہ ہے اور باقی دونوں کے درمیان آدھا آدھا۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ خاوند کو آدھا حصہ دیا جائے اس واسطے کہ وہ خاوند ہے اور دوسرے کو چھٹا حصہ دیا جائے اس واسطے کہ وہ بھائی ہے ماں کی طرف سے اور باقی رہی تہائی سو وہ دونوں کے درمیان بطورِ عصوبت کے تقسیم ہو گی پس صحیح ہوں گے ان کے واسطے دو ثلث ساتھ فرض اور تعصیب کے اور دوسرے کے واسطے تہائی ساتھ فرض اور تعصیب کے کہا ابن بطال نے اور موافقت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جمہور نے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ تمام مال یعنی جو باقی رہے بعد حصے خاوند کے اس کے واسطے ہے جو جامع ہو دو قرابتیوں کے سو اس کے واسطے چھٹا حصہ ہے ساتھ فرض کے اور تہائی باقی بسبب عصبہ ہونے کے اور یہ قول حسن اور اہل ظاہر کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اجماع کے دو بھائیوں میں کہ ایک عینی ہو اور دوسرا باپ کی طرف سے کہ عینی بھائی تمام مال لیتا ہے اس واسطے کہ قریب تر ہے ماں سے اور حجت جمہور کی وہ چیز ہے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب میں وارد کی ساتھ اس لفظ کے کہ جو مر جائے اور مال چھوڑے تو اس کا مال موالی عصبہ کے واسطے ہے اور مراد ساتھ موالی عصبہ کے چچا کے بیٹے ہیں سو ان کے درمیان برابری کی اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی اور اسی طرح کہا ہے اہل تفسیر نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآئِیْ﴾ یعنی چچا کے بیٹے پھر اگر حجت پکڑیں ساتھ دوسری حدیث کے جو نیز باب میں مذکور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو

فرائض والے چھوڑیں تو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اور جواب یہ ہے کہ وہ دونوں عصبہ ہونے کی جہت سے برابر ہیں اور تقدیر یہ ہے کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے یعنی اصحاب فروض کو ان کا حق دو پھر اگر کوئی چیز باقی رہے تو وہ قریب رشتہ دار کے واسطے ہے سو جب خاوند نے اپنا حصہ لیا اور جو ماں کی طرف سے بھائی تھا اس نے بھی اپنا حصہ لیا تو ہو گیا باقی موروث ساتھ عصبہ ہونے کے اور وہ دونوں اس میں برابر ہیں اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے تین بھائیوں میں جو ماں کی طرف سے ہوں اور ایک ان میں چچا کا بیٹا ہو کہ تینوں کے واسطے ایک تہائی ہے اور باقی چچا کے بیٹے کے واسطے ساتھ تعصیب کے اور کہا مازری نے کہ مراتب عصوبت کے بیٹا ہونا ہے پھر باپ ہونا پھر دادا ہونا سو بیٹا اولیٰ ہے باپ سے اور اس کا فرض اس کے ساتھ چھٹا حصہ ہے اور وہ قریب تر ہے بھائیوں سے اور ان کے بیٹوں سے اس واسطے کہ وہ منسوب ہوتے ہیں ساتھ شریک ہونے کے باپ ہونے اور دادا ہونے میں اور باپ قریب تر ہے بھائیوں سے اور جد سے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے منسوب ہوتے ہیں اور ساقط ہوتے ہیں اس کے موجود ہونے سے اور جد اولیٰ ہے بھائیوں کی اولاد سے اس واسطے کہ وہ مانند باپ کے ہے ساتھ ان کے اور چچا سے بھی اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ اسی کے سبب سے منسوب ہوتے ہیں اور بھائی اور بھتیجے اولیٰ ہیں چچا سے اور ان کے بیٹوں سے اس واسطے کہ بھائیوں کا عصبہ ہونا باپ کے سبب سے ہے اور چچا کا دادا کے سبب سے اور یہ ترتیب ہے ان کی اور وہ مختلف ہیں قریب تر ہونے میں سو جو قریب تر ہو اولیٰ ہے مانند بھائیوں کے اپنے بیٹوں کے ساتھ اور چچا کے ساتھ بیٹے اس کے سو اگر طبقہ اور قرب میں برابر ہوں اور ایک کو زیادتی ہو مانند عینی بھائی کے ساتھ علاتی بھائی کے تو وہ مقدم کیا جائے اور یہی حال ہے ان کے بیٹیوں میں اور چچا میں اور اس کے بیٹوں میں پھر اگر ہو زیادہ ترجیح ساتھ معنی غیر اس چیز کے کہ دونوں اس میں ہیں جیسے دو چچا کے بیٹے ان میں سے ایک اخیافی بھائی ہو سو بعض نے کہا کہ بدستور رہے گی ترجیح سو لے گا چچا کا بیٹا جو اخیافی بھائی ہے تمام باقی مال کو بعد فرض خاوند کے اور یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور طبری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ بلکہ لے گا اخیافی بھائی اپنا حصہ اور باقی کو دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے۔ (فتح)

٦٢٤٨۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهٗ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ وَمَنْ

٦٢٤٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قریب تر ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مر جائے اور مال چھوڑے تو اس کا مال اس کے چچیرے بھائیوں کے واسطے ہے اور جو چھوڑے بوجھ یعنی عیال یا لڑکے تو میں ہوں کارساز اس کا سو چاہیے کہ میں اس کے واسطے بلایا جاؤں یعنی مجھ کو اس کے واسطے بلاؤ کہ میں

تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا وَلِيُّهُ فَلِأُدْعٰى لَهُ الْكَلُّ الْعِيَالُ.

کھڑا ہوں اس کے عیال اور لڑکوں پر۔

۶۲۴۹۔ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَآئِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَآئِضُ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

۶۲۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے پھر جو فرائض والے چھوڑیں تو قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری۔

بَابُ ذَوِي الْأَرْحَامِ

باب ہے بیچ بیان ذوی الارحام کے

فائدہ: یعنی بیچ بیان حکم ان کے اور کیا وہ وارث ہوتے ہیں یا نہیں اور وہ دس قسم ہیں خال اور خالہ اور ماں کی طرف سے جد اور نواسے اور بھانجے اور بھائی کے بیٹے اور چچا اور پھوپھی کے بیٹے اور چچا ماں کی طرف سے اور بیٹا بھائی کا جو ماں کی طرف سے ہو اور جو قریب تر ہو ساتھ کسی کے ان میں سے سو جو ان کو وارث کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اولٰی ان میں بیٹی کی اولاد ہے پھر بہن کی اولاد اور بھائی کی بیٹیاں پھر عم اور پھوپھی اور خال اور خالہ اور جب دو برابر ہوں تو مقدم کی جائے جو صاحب فرض کی طرف قریب تر ہو۔ (فتح)

۶۲۵۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ إِدْرِيْسُ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْأَنْصَارِيُّ الْمُهَاجِرِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِيْ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ نَسَخَتْهَا ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾.

۶۲۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور ہر ایک کے واسطے ٹھہرائے ہم نے وارث اور جن سے تم نے مضبوط قسمیں باندھیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا اس برادری کے واسطے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کروائی تھی اور اس کا رشتہ دار اس کا وارث نہیں ہوتا تھا پھر جب یہ آیت اتری کہ ہم نے ہر ایک کے وارث ٹھہرائے کہا کہ منسوخ کیا اس کو اس آیت نے اور جن سے مضبوط قسمیں باندھیں۔

فائدہ: اور صواب یہ ہے کہ ناسخ آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ ہے اور منسوخ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ ضمیر نسختھا میں عائد ہے طرف مواخات کی نہ طرف آیت کی اور ضمیر نسختھا میں وہ فاعل مستتر ہے پھرتا ہے طرف قول اس کے کی ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ اور قول اللہ کا ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ بدل ہے ضمیر سے اور اصل کلام یوں ہے کہ جب اتری آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ تو منسوخ کیا اس نے ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کو اور کہا کرمانی نے کہ فاعل نسختھا کا آیت جعلنا ہے اور ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ منصوب ہے ساتھ مقدر کرنے اعنی کے اور مراد ساتھ وارد کرنے حدیث کے اس جگہ یہ ہے کہ آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نے منسوخ کیا ہے حکم میراث کو کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کہا ابن بطال نے کہ کہا اکثر مفسرین نے کہ ناسخ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کے واسطے سورۂ انفال کی آیت ہے ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو عبید نے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے فقہاء نے بیچ وارث کرنے ذوی الارحام کے اور ذوالارحام وہ ہے جس کے واسطے کوئی حصہ ہو اور نہ عصبہ ہو سو مذہب اہل حجاز اور شام کا یہ ہے کہ ان کے واسطے میراث نہیں اور مذہب احمد اور اسحاق کا یہ ہے کہ ان کے واسطے میراث ہے اور حجت ان کی یہ آیت ہے ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ اور حجت پکڑی ہے دوسرے لوگوں نے ساتھ اس کے کہ مراد آیت سے وہ شخص ہے جس کے واسطے قرآن میں کوئی حصہ مقرر نہیں اس واسطے کہ آیت انفال کی مجمل ہے اور آیت مواریث کی مفسر ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ جو مال چھوڑے تو وہ اس کے عصبہ کے واسطے ہے اور یہ کہ اجماع ہے ان کا اس پر کہ اس کے ظاہر پر عمل نہیں سو ٹھہرایا ہے انہوں نے اس چیز کو جو معتوق چھوڑے ورثہ اس کے عصبے کے واسطے سوائے اس کے موالی کے پھر اگر عصبے نہ ہوں تو اس کے موالی کے واسطے سوائے ذی رحم اس کے اور اختلاف ہے بیچ وارث کرنے ان کے سو کہا ابو عبید نے کہ رائے اہل عراق کے رد کرنا اس چیز کا ہے جو باقی رہے فروض والوں سے جب کہ نہ ہو عصبہ اوپر ذوالفروض کے ورنہ ان پر اور عصبوں پر اور اگر نہ ہوں تو ذوی الارحام کو دیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ٹھہرایا پھوپھی کو مانند باپ کے اور خالہ کو مانند ماں کے سو تقسیم کیا مال کو درمیان ان کے تین حصے کر کے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نہیں رد کرتے تھے بیٹی پر بجز ماں کے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے الخال وارث من لا وارث لہ اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے جب کہ عصبہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے بادشاہ ہو۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ — میراث لعان کرنے والی عورت کی

فائدہ: اور مراد بیان کرنا اس چیز کا ہے جس کی وارث ہوتی ہے وہ عورت اپنے لڑکے سے جس پر اس نے لعان کیا۔

۶۲۵۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهٗ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفٰی مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

۶۲۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرد نے اپنی عورت سے لعان کیا اور الگ ہوا اس عورت کے بیٹے سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق اور جدائی کی اور ملایا بیٹے کو ساتھ عورت کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزری اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ملایا لڑکے کو ساتھ عورت کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ معنی لاحق کرنے اس کے اپنی ماں سے باوجود اتفاق ان کے اس پر کہ نہیں ہے میراث درمیان اس کے اور درمیان اس کے جس نے اس کی نفی کی سو آیا ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ دونوں نے کہا ابن ملاعنہ کے حق میں کہ اس کے عصبے اس کی ماں کے عصبے ہیں وہ ان کا وارث ہوتا ہے اور وہ اس کے وارث ہوتے ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور یہی قول ہے نخعی اور شعبی کا اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہراتے تھے اس کی ماں کو عصبہ اس کا تنہا سو کل مال اس کو دیا جائے اور اگر اس کی ماں اس سے پہلے مر جائے تو اس کا مال اس کی ماں کے عصبوں کے واسطے ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت کا ان میں سے ہیں حسن اور ابن سیرین اور مکحول اور ثوری اور احمد اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وارث ہوتی ہے ابن ملاعنہ کی ماں اس کی اور بھائی اس کے جو اس کی ماں کے پیٹ سے ہوں اور اگر کوئی چیز باقی رہے تو وہ بیت المال کے واسطے ہے اور یہ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء اور اکثر فقہاء امصار کا ہے کہا مالک نے اور اسی پر پایا ہم نے اہل علم کو اور شعبی سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے کسی کو حجاز کی طرف بھیجا پوچھتے تھے کہ لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کی میراث کس کے واسطے ہے؟ تو انہوں نے ان کو خبر دی کہ اس کی میراث اس کی ماں کے واسطے ہے اور اس کی ماں کے عصبوں کے واسطے اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کی میراث اس کی ماں کو دی اور اس کو اس کا عصبہ ٹھہرایا کہا ابن عبدالبر نے کہ پہلی روایت مشہور تر ہے نزدیک اہل فرائض کے کہا ابن بطال نے کہ یہ خلاف پیدا ہوا ہے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ ملایا لڑکے کو ساتھ عورت کے اس واسطے کہ جب اس کو ماں کے ساتھ ملایا تو اس کے باپ کی نسب کو کاٹ ڈالا سو وہ ہو گیا کہ گویا اس کا کوئی باپ نہیں اور تمسک کیا ہے اور لوگوں نے ساتھ اس کے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قائم کیا عورت کو مقام اس کے باپ کے سو انہوں نے اس کی ماں کے عصبوں کو اس کے باپ کے عصبوں کے قائم مقام ٹھہرایا ہے میں کہتا ہوں کہ آئی ہے مرفوع حدیث میں ہو چیز جو قوی کرتی ہے پہلے قول کو سو روایت کی ابو داؤد نے مکحول سے مرسل کہ ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث ملاعنہ کے لڑکے کی اس کی ماں کے

واسطے اور اگر اس کی ماں اس سے پہلے مر جائے تو اس کے وارثوں کے واسطے ہے اور حجت جمہور کی وہ حدیث ہے جو لعان میں گزری کہ زہری کی روایت میں سہل رضی اللہ عنہ سے ہے سو ہو گئی سنت میراث میں کہ وارث ہو وہ لڑکا اپنی ماں کا اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اس کے واسطے مقرر ہوا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قریب تر رشتہ دار مرد کا حق ہے اس واسطے کہ جو اہل فروض سے باقی رہے اس کو میت کے عصبوں کے واسطے ٹھہرایا ہے بجز اس کی ماں کے عصبوں کے اور جب ملاعنہ کے لڑکے کا کوئی عصبہ نہیں ہے باپ کی طرف سے تو اس کے عصبہ مسلمان لوگ ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

٦٢٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللهَ.

لڑکا بستر والے کا ہے آزاد ہو عورت یا لونڈی

۶۲۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سو اس کو اپنے قبضے میں کر لینا سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد نے لیا کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو اس کے بارے میں وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بچھونے پر پیدا ہوا تو وہ دونوں اکٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اس طور سے کہ گویا ایک دوسرے کو ہانکتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اسے عبد بن زمعہ! لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا یعنی اپنی بیوی سے فرمایا کہ اس سے پردہ کر واسطے اس چیز کے کہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی سو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: نکاح میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے گزر چکا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک صورت میں ماں کے استلحاق کا اعتبار کرتے تھے یعنی اس کی ماں اس کو جس کے ساتھ ملحق کرتی وہ اسی کے ساتھ ملحق ہو جاتا تھا اور ایک

صورت میں قیافہ شناس کے لاحق کرنے کا اعتبار کرتے تھے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ نکاح جالیت کے زمانے میں چار وجہ پر تھا، الحدیث اس میں ہے ایک جماعت دس سے کم آدمی جمع ہوتے پھر کسی عورت کے پاس جاتے اور سب اس سے زنا کرتے پھر جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو ان سب کو بلا بھیجتی وہ سب اس کے پاس جمع ہوتے تو وہ کہتی کہ میں نے بچہ جنا سو وہ تیرا بیٹا ہے اے فلانے! تو وہ لڑکا اس کے ساتھ ملایا جاتا اور اس کا بیٹا قرار دیا جاتا اور وہ مرد اس سے ہٹ نہ سکتا اور ایک نکاح حرام کار عورتوں کا تھا ان کا دستور تھا کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتیں سو جو چاہتا ان کے پاس اندر جاتا پھر جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے واسطے قیافہ شناسوں کو جمع کرتے پھر لاحق کرتے لڑکے کو ساتھ اس کے جس کے ساتھ قیافہ شناس اس کو ملحق کرتا اور لائق ساتھ قصے زمعہ کے لونڈی کے اخیر قسم ہے اور شاید جمع کرنا قیافہ شناسوں کا اس لڑکے کے واسطے دشوار ہوا تھا کسی وجہ سے یا وہ لونڈی حرام کار عورتوں کی صفت سے نہ تھی بلکہ عتبہ نے اس سے چھپے زنا کیا اور حالانکہ وہ اس وقت دونوں کافر تھے سو وہ حاملہ ہوئی اور اس نے بچہ جنا جو اس کے مشابہ تھا تو اس کے گمان پر غالب ہوا کہ وہ اس کے نطفے سے ہے سو اچانک موت آئی اس کے ملحق کرنے سے پہلے سو اپنے بھائی کو اس نے وصیت کی کہ اس کو اپنے ساتھ ملا لے تو عمل کیا سعد نے اس کے بعد واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برائت اصلی کے اور جاہلیت کے وقت کا یہ بھی طریقہ تھا کہ اگر لونڈی کا مالک چاہتا تو اپنی لونڈی کے لڑکے کو اپنے ساتھ ملاتا اور اگر اس سے نفی کرتا تو وہ اس کے ساتھ ملحق نہ ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ الحاق کرنا نہیں خاص ہے ساتھ باپ کے بلکہ بھائی کے واسطے بھی جائز ہے کہ ملحق کرے اور اپنے ساتھ ملائے جس کو چاہے اور یہ قول شافعیہ اور ایک جماعت کا ہے بشرطیکہ بھائی حاضر ہو یا باقی وارث بھی اس کے موافق ہوں اور ممکن ہو ہونا اس کا مذکور سے اور یہ کہ موافق ہو اس پر اگر ہو عاقل بالغ اور یہ کہ اس کا باپ معروف نہ ہو اور خاص کیا ہے مالک اور ایک گروہ نے استلحاق کو ساتھ باپ کے اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ الحاق نہیں حصر کیا گیا ہے بیچ ملانے عبد کے بلکہ جائز ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر کسی وجہ سے اطلاع ہوئی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے وصی کے یہ کہ ملائے وصیت کرنے والے کے لڑکے کو جب کہ اس نے اس کو اس کے ملانے کی وصیت کی ہو اور ہوگا مانند وکیل کے اس کی طرف سے اور اس پر کہ لونڈی ہو جاتی ہے فراش ساتھ وطی کے پھر جب اقرار کرے مالک اپنی لونڈی کے ساتھ وطی کا یا ثابت ہو جائے یہ جس طریق سے کہ ہو پھر بچہ جنے مدت امکان میں بعد وطی کے تو وہ ملحق ہو جاتا ہے ساتھ اس کے بغیر لاحق کرنے کے جیسا کہ بیوی میں ہے لیکن بیوی ہو جاتی فرش مجرد عقد سے سو نہیں شرط ہے استلحاق میں مگر امکان اس واسطے کہ مراد اس سے صحبت کرنا ہوتا ہے سو اس کے نکاح کو بجائے وطی کے ٹھہرایا گیا برخلاف لونڈی کے کہ مراد اس سے اور منافع ہوتے ہیں سو شرط کی گئی ہے اس کے حق میں وطی اور اسی واسطے جائز ہے جمع کرنا درمیان دو بہنوں کے ساتھ ملک کے سوائے وطی کے اور یہ قول

جمہور کا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ نہیں ہوتی ہے لونڈی فرش مگر جب کہ مالک سے بچہ جنے اور اس کے ساتھ ملحق کیا
جائے پھر جو لڑکا اس کے بعد جنے گی اس کے ساتھ لاحق ہو گا مگر یہ کہ اس کی نفی کرے اور حنابلہ سے ہے کہ جو
اعتراف کرے ساتھ وطی کے پھر بچہ جنے بیچ مدت امکان کے تو ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے اور اگر اس نے اس کے
نطفے سے اول بچہ جنا اور اس نے اس کو اپنے ساتھ ملایا تو نہیں ملحق ہو گا ساتھ اس کے مابعد اس کے مگر نئے اقرار سے
راجح قول پر نزدیک ان کے اور ترجیح اول مذہب کی ظاہر ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس لونڈی سے زمعہ کا
کوئی اور لڑکا بھی تھا اور کل متفق ہیں اس پر کہ نہیں ہوتی ہے وہ فرش مگر وطی سے اور وطی کرنا زمعہ کا اس لونڈی مذکور
سے مشہور امر تھا کہا ابن دقیق العید نے کہ معنی الولد للفراش کے یہ ہیں کہ تابع ہے واسطے فراش کے یا محکوم بہ ہے
واسطے فراش کے اور منقول ہے شافعی سے کہ اس کے دو معنی ہیں یہ کہ وہ اس کے واسطے ہے جب تک کہ اس کی نفی نہ
کرے پھر جب اس کی نفی کرے ساتھ لعان کے تو اس سے اس کی نفی ہو جاتی ہے دوسری یہ کہ جب جھگڑا کرے فرش
والا اور زانی تو لڑکا فرش والے کا ہے اور دوسری معنی موافق ہیں اس قصے کے کہا ابن عبدالبر نے کہ ثابت ہوتی ہے
لونڈی فراش نزدیک اہل حجاز کے اگر اس کا مالک اقرار کرے کہ وہ اس کے ساتھ صحبت کیا کرتا تھا اور نزدیک اہل
عراق کے اگر اقرار کرے اس کا خاوند ساتھ ولد کے کہا مازری نے کہ متعلق ہے ساتھ اس حدیث کے ملا لینا بھائی کا
اپنے بھائی کو اور وہ صحیح ہے نزدیک شافعی کے جب کہ اس کے سوائے اور کوئی اس کا وارث نہ ہو اور البتہ تعلق پکڑا ہے
اس کے ساتھیوں نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوا ہے کہ زمعہ نے اس کو بیٹا کہا تھا اور نہیں
اعتراف کیا اس نے کہ اس نے اس کی ماں سے صحبت کی ہو سو ہو گا اعتبار اس قصے سے اوپر ملانے عبد بن زمعہ کے
اور ہمارے نزدیک نہیں صحیح ہے استلحاق بھائی کا اپنے بھائی کو اور نہیں ہے حجت حدیث میں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ
حضرت ﷺ کے نزدیک ثابت ہوا ہو کہ زمعہ اپنی لونڈی سے صحبت کرتا تھا سو لاحق کیا لڑکے کو ساتھ اس کے اس
واسطے کہ جس کی وطی ثابت ہو نہیں محتاج ہے وہ اس طرف کہ وطی کا اعتراف کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ
مشکل ہے عراق والوں کے مذہب پر اس واسطے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس لونڈی سے زمعہ کا اور کوئی بیٹا نہ تھا
اور مجرد وطی کا ان کے نزدیک اعتبار نہیں پس لازم ہے ان پر تسلیم کرنا شافعی کے قول کا اور مراد حجر سے اس میں محروم
ہونا ہے یعنی محروم ہونا اس لڑکے سے جس کا اس نے دعویٰ کیا اور عادت جاری ہے کہ جو محروم ہو اس کو کہتے ہیں کہ
اس کے واسطے پتھر ہے اور اس کے منہ میں مٹی ہے اور نہیں مراد ہے اس سے سنگسار کرنا اس واسطے کہ وہ خاص ہے
ساتھ شادی شدہ کے اور نیز لازم نہیں آتا اس کے سنگسار کرنے سے منفی ہونا لڑکے کا اور حدیث تو صرف نفی ولد کے
واسطے بیان کی گئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ دیکھا اور اس روایت کو جب مالک رحمۃ اللہ علیہ کی
روایت کے ساتھ ضم کیا جائے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حکم کو مانا اور مبالغہ کیا پردہ کرنے میں اس

سے یہاں تک کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس کو نہ دیکھا چہ جائیکہ وہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتا اس واسطے کہ نہیں ہے امر مذکور میں دلالت اوپر منع کرنے سودہ رضی اللہ عنہا کے اس کے دیکھنے سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے اس پر کہ نہیں لاحق کیا اس کو ساتھ زمعہ کے اگر لاحق ہوتا تو سودہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا بھائی ہو جاتا اور بھائی سے پردہ کرنے کا حکم نہیں ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ یہ حکم احتیاط کے واسطے ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے ساتھ اس کا شبہ ظاہر دیکھا پس احتیاط اور توقی شبہات کے واسطے اس سے منع کیا اور اشارہ کیا ہے خطابی نے اس طرف کہ اس میں زیادتی ہے امہات المؤمنین کے واسطے جو ان کے سوائے اور لوگوں کے واسطے نہیں اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے تشدید امر حجاب کے امہات المؤمنین کے حق میں اور پہلے گزر چکا ہے حجاب کی تفسیر میں قول اس شخص کو جو قائل ہے کہ حرام ہے ان پر بعد حجاب کے ظاہر کرنا اپنی ذاتوں اور جسموں کا اگرچہ پردہ پوش مستور ہوں مگر ضرورت سے برخلاف غیران کے اور عورتوں سے کہ ان کے حق میں شرط نہیں بلکہ جائز ہے واسطے خاوند کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو جمع ہونے سے ساتھ محرم اس کے کے سو شاید مراد پردہ کرنے سے یہ ہو کہ اس کے ساتھ خلوت میں جمع نہ ہو کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اس کا بھائی اس کو دیکھے بلکہ واجب اس پر سلوک کرنا ہے اپنے رشتہ داروں سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا چیز کو باطن میں جیسا کہ گواہی سے حکم کرے پھر ظاہر ہو کہ وہ جھوٹی گواہی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ وہ عبد کا بھائی ہے اور حکم کیا سودہ کو ساتھ پردہ کرنے کے بسبب مشابہ ہونے اس کے عتبہ سے سو اگر حکم حلال کرتا چیز کو باطن میں تو نہ حکم کرتے سودہ کو ساتھ حجاب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ زنا کے واسطے حکم وطی حلال کا ہے بیچ حرمت مصاہرہ کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور وجہ دلالت کی حکم کرنا سودہ رضی اللہ عنہا کو ہے ساتھ پردہ کرنے کے بعد حکم کرنے کے کہ وہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے بسبب مشابہ ہونے کے ساتھ زانی کے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے مشہور قول میں اور شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی اثر واسطے زنا کے بلکہ جائز ہے زانی کو یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں سے جس سے اس نے زنا کیا ہو اور اس کی بیٹی سے بھی اور زیادہ کیا شافعی رحمہ اللہ نے اور موافق ہوا ہے اس کو ابن ماجشون اور اس بیٹی سے کہ جنے اس کو وہ عورت جس سے اس نے زنا کیا تھا اگرچہ وہ عورت پہچانے کہ وہ اسی کے نطفے سے ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور یہ استدلال باطل ہے اس واسطے کہ برتقدیر اس کے کہ وہ زنا سے ہو سو وہ اجنبی ہے سودہ رضی اللہ عنہا سے نہیں حلال ہے اس کو کہ اس کے سامنے ہو برابر ہے کہ زانی کے ساتھ ملحق ہو یا نہ ہو اور یہ رد کرتا ہے واسطے فرع کے ساتھ رد اصل کے ورنہ جو انہوں نے بنا کی وہ صحیح ہے اور جواب دیا ہے اس سے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ حکم پردے کا احتیاط کے واسطے تھا اور امر اس میں ندب کے واسطے ہے اور بہر حال بنا بر تخصیص امہات المؤمنین کے ساتھ اس کے پس بنا بر تقدیر ندب کے پس شافعی رحمہ اللہ قائل ہے ساتھ اس کے اس عورت کے حق میں جو

زنا سے پیدا اور تخصیص پر تو کوئی اشکال نہیں اور جو وجوب کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ قائل ہو ساتھ اس کے بیچ نکاح کرنے اس لڑکی کے زنا سے پیدا ہوئی پس جائز رکھے اس کو نزدیک گم ہونے شبہ کے اور منع کرے وقت وجود اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے ملک کا فربت پرست کے لونڈی کافرہ پر اور یہ کہ حکم اس کا اس کے بعد کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے حکم غلام کا ہے اس واسطے کہ عبد اور سعد نے اس کو لونڈی کہا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اسی طرح اشارہ کیا ہے اس طرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العتق میں اس حدیث کے بعد لیکن وہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ غرض بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وارد کرنے اس کے سے یہ ہے کہ بعض حنفیہ نے جب الزام دیا کہ ام الولد متنازعہ فیہ آزاد عورت تھی تو اس کو اس نے رد کیا اور کہا کہ بلکہ آزاد کی گئی تھی۔ (فتح)

٦٢٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ.

۶۲۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے یعنی جس کے نیچے اس کی ماں ہے اسی کا وہ لڑکا ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے۔

فائدہ: ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو ایک مرد نے کہا کہ فلانا میرا بیٹا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے دعوت اسلام میں جاتا رہا حکم جاہلیت کا اور لڑکا بچھونے والے کا ہے اور زانی کو پتھر۔ (فتح)

بَابُ الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ وَقَالَ عُمَرُ اللَّقِيْطُ حُرٌّ

غلام آزاد کے مال کا وہی وارث ہے جس نے آزاد کیا اور گر پڑے لڑکے کی میراث کا بیان اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ گر پڑا لڑکا آزاد ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے میراث لقیط کے واسطے سو اشارہ کیا ہے طرف ترجیح قول جمہور کے کہ لقیط حر ہے یعنی آزاد ہے اور اس کا مال اس کے مرنے کے بعد بیت المال کے واسطے ہے اور اس چیز کی طرف کہ آئی ہے نخعی سے کہ اس کے مال کا وارث وہی ہے جس نے اس کو گرا پڑا پایا اور حجت پکڑی ہے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے جو انہوں نے ابو جمیلہ سے کہا اس کے حق میں جس کو اس نے اٹھایا تھا کہ جا سو وہ آزاد ہے اور ہم پر ہے خرچ اس کا اور تیرے واسطے ہے ولاء اس کا یعنی تو ہے متولی اس کی تربیت کا اور قائم ہونے کا ساتھ امر اس کے سو وہ ولایت اسلام کی ہے نہ ولایت عتق کی اور حجت اس کی واسطے صریح حدیث مرفوع ہے انما الولاء لمن اعتق سو یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ جو آزاد نہ کرے وہ اس کے مال کا وارث نہیں اس واسطے کہ آزاد کرنا چاہتا ہے کہ پہلے اس کا مالک ہو اور جو دار الاسلام میں گرا پڑا پایا جائے اٹھانے والا اس کا مالک نہیں ہوتا اس واسطے کہ اصل آدمیوں میں آزادی ہے اور جب اس کا حال معلوم نہیں تو اس کا مال بیت المال میں رکھا جائے اور پوشیدہ رہا یہ سب اسماعیلی پر سو کہا اس نے کہ حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مطابق ہے واسطے ترجمہ انما الولاء لمن اعتق کے اور نہیں ہے دونوں کی حدیث میں ذکر میراث لقیط کا اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں ذکر میراث لقیط کا نہیں سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور حدیث وارد کرنے کا اس کو اتفاق نہیں پڑا میں کہتا ہوں کہ یہ تو فقط باعتبار ظاہر کے ہے اور بہر حال باعتبار تدقیق نظر کے اور مناسبت وارد کرنے اس کے مواریث کے بابوں میں سو بیان اس کا وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا، واللہ اعلم اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ لقیط یعنی جو گرا پڑا لڑکا پایا جائے وہ آزاد ہے مگر ایک روایت نخعی سے اور دوسری روایت اس کی موافق جماعت کے ہے اور حنفیہ کے قول کے موافق بھی اس سے ایک روایت ہے اور البتہ آیا ہے شریح سے مانند اول کی اور ساتھ اسی کے قائل ہے اسحاق بن راہویہ۔ (فتح)

٦٢٥٤۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لَهَا شَاةٌ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا.

۶۲۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدا یعنی اس کے خریدنے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تو خرید لے یعنی پھر اس کو آزاد کرے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے اور کہا حکم نے کہ اس کا خاوند آزاد تھا کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول حکم کا مرسل ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تک مسند نہیں جو حدیث کی راوی ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے اس کو غلام دیکھا۔

فائدہ: اور زیادہ کیا ہے آئندہ باب میں کہ اسود کا قول منقطع ہے یعنی نہیں موصول کیا اس کو ساتھ ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ اس کے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا صحیح تر ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اس کو دیکھا اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس قصے میں حاضر تھے اور اس کو مشاہدہ کیا سو راجح ہوگا قول اس کا اس شخص کے قول پر جو وہاں موجود نہ تھا اس واسطے کہ اسود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینے میں داخل نہیں ہوا اور حکم بہت زمانہ اس کے بعد پیدا ہوا۔ (فتح)

٦٢٥٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا

۶۲۵۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے احمد کی ایک روایت کے واسطے کہ جو آزاد کرے غیر کی طرف سے تو آزادی کا حق آزاد کرنے والے کے واسطے ہے اور اجر اس کے واسطے جس کی طرف سے آزاد کیا گیا، وسیاتی البحث فیه ان شاء الله تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ السَّائِبَةِ — سائبہ کی میراث کے بیان میں

فائدہ: مراد سائبہ سے ترجمہ میں وہ غلام ہے کہ اس کا مالک اس سے کہے کہ نہیں ولا کسی کے واسطے اوپر تیرے یا تو سائبہ ہے مراد ساتھ اس کے آزاد کرنا اس کا ہو اور یہ کہ نہیں ولا کسی کے واسطے اوپر اس کے اور کبھی اس کو کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا سائبہ یا تو آزاد ہے سائبہ سو پہلے دونوں صیغوں میں اس کے آزاد کرنے کی نیت ضروری ہے اور دوسرے دونوں میں آزاد ہو جاتا ہے اور اختلاف ہے شرط میں سو جمہور تو اس کے مکروہ ہونے پر ہیں اور شاذ ہے جو اس کی اباحت کا قائل ہے اور اختلاف ہے اس کی ولا میں کما سیاتی انشاء اللّٰہ۔ (فتح)

٦٢٥٦۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُوْنَ وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ.

٦٢٥٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل اسلام سائبہ نہیں کرتے تھے یعنی غلام کو نہیں کہتے تھے کہ تو سائبہ ہے اور جاہلیت کے لوگ سائبہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا حدیث کا ہے کہ روایت کیا اس کو اسماعیلی نے کہ ایک مرد عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے آزاد کیا اپنے غلام کو سائبہ کر کے سو وہ مر گیا اور اس نے کوئی وارث نہیں چھوڑا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور زیادہ کیا ہے اس میں کہ تو ہے وارث اس کے مال کا اور اگر ڈرے کہ گناہ میں پڑے تو ہم اس کو بیت المال میں داخل کریں گے اور یہی قول ہے حسن بصری رحمہ اللہ کا اور ابن سیرین رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کی ابن منذر نے کہ سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری عورت نے سائبہ آزاد کیا تھا پھر جب سالم رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو اس کی میراث اس انصاری عورت کو پہنچی یا اس عورت کے بیٹے کو اور روایت کی ابن منذر نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما لائے گئے مال اپنے غلام آزاد کا جو مر گیا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے اس کو سائبہ آزاد کیا تھا سو حکم کیا کہ اس کے مال سے غلام خرید کر آزاد کیے جائیں اور احتمال ہے کہ ہو یہ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بطور وجوب کے یا بطور ندب کے اور لیا ہے اس کے ظاہر کو عطاء نے کہ اگر غلام سائبہ کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کے آزاد کرنے والے کو بلایا جائے پھر اگر وہ قبول کرے تو فبہا ورنہ اس سے غلام خرید کر آزاد کیے جائیں اور اس میں قول بھی ہے کہ اس کا ولاء اور مال مسلمانوں کے واسطے ہے وہی اس کے وارث ہوں گے اور وہی اس کی طرف سے دیت دیں گے یہ قول عمر بن

عبدالعزیز رحمہ اللہ اور زہری کا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور شعبی اور نخعی اور کوفیوں کا یہ قول ہے کہ نہیں ہے کچھ مضائقہ ساتھ بیع کرنے ولا سائبہ کے اور اس کے ہبہ کرنے کے کہا ابن منذر نے کہ پیروی کرنا ظاہر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی الولاء لمن اعتق اولیٰ ہے میں کہتا ہوں اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اور اس میں ہے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے اور اس میں ہے قول اسود کا کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔ (فتح)

٦٢٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَائَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِأُعْتِقَهَا وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلَائَهَا فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ أَوْ قَالَ أَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ أُعْطِيْتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْأَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَوْلُ الْأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا أَصَحُّ.

٦٢٥٧۔ حضرت اسود سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدنا چاہا تا کہ اس کو آزاد کریں تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا تھا تا کہ اس کو آزاد کروں اور اس کے مالک بیع میں اس کے حق وراثت کی شرط کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے یا یوں فرمایا جو قیمت دے کہا راوی نے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا کہا اور اس کو اپنی ذات میں اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے سو اس نے اپنی جان کو اختیار کیا اور اس نے کہا کہ اگر مجھ کو اتنا اتنا مال ملے تو بھی اس کے ساتھ نہ رہوں کہا اسود نے اور اس کا خاوند آزاد تھا کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول اسود کا منقطع ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ میں نے اس کو غلام دیکھا صحیح تر ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَّوَالِيْهِ

گناہ اس کا جو اپنے مالکوں سے بیزار ہو وہ اور لوگوں کو اپنا مالک ٹھہرائے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی احمد اور طبرانی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ کے ایسے ہیں کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا، الحدیث اور اس میں ہے اور ایک وہ مرد ہے کہ اس پر ایک قوم نے احسان

کیا سو اس نے ان کی نعمت کا کفر کیا اور ان سے بیزاری ظاہر کی۔ (فتح)

۶۲۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ غَيْرَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ فَأَخْرَجَهَا فَإِذَا فِيْهَا أَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الْإِبِلِ قَالَ وَفِيْهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

۶۲۵۸۔ حضرت ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں مگر اللہ کی کتاب بجز اس کاغذ کے سو علی رضی اللہ عنہ نے اس کو نکالا سو اچانک دیکھا گیا کہ اس میں کچھ احکام تھے زخموں کے اور اونٹوں کی عمروں کے یعنی زکوٰۃ میں کتنے کتنے سال کے اونٹ دیئے جائیں کہا راوی نے اور اس میں تھا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کہ ایک پہاڑ کو عیر کہتے ہیں اور ایک کو ثور سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بے اجازت اپنے اگلے مددگاروں اور سرداروں کے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو اور مسلمان کی امان ایک ہی ہے ادنیٰ مسلمان بھی ان میں کوشش کرے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو۔

فائدہ: اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے پے درپے قیامت تک اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ جو اپنے مالکوں کے سوائے اور لوگوں سے دوستی کرے تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے اور جو چیزیں کہ اس صحیفے میں مذکور تھیں ان میں سے چار چیزیں باب کی حدیث میں مذکور ہیں ایک زخم اور اونٹوں کے دانت ہیں اور اس کی شرح دیات میں آئے گی انشاء اللہ اور کیا مراد اسنان ابل سے وہ ہیں جو متعلق ہیں ساتھ خراج کے یا متعلق ساتھ زکوٰۃ کے یا عام تر اس سے دوسری مدینہ حرام ہے تیسری جو کسی قوم سے دوستی کرے اور

یہی ہے مقصود اس جگہ میں اور یہ جو اس میں کہا بغیر اجازت اپنے مالکوں کے تو نہیں ہے یہ واسطے قید کرنے حکم کے ساتھ عدم اجازت کے اور قصر کرنے اس کے اوپر اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوا ہے اس پر کہ وہی ہے غالب اور احتمال ہے کہ ہو قول مَنْ تَوَلّٰی شامل معنی کو جو عام تر ہیں موالات سے اور یہ کہ اس سے مطلق مدد ہے اور اعانت اور ارث اور ہو قول اس کا بغیر اذن موالیہ متعلق ساتھ مفہوم اس کے ساتھ ماسوائے میراث کے اور دلیل خارج کرنے اس کے کی انما الولاء لمن اعتق ہے، والعلم عند اللہ اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس کا لحاظ کیا ہے سو اس کے بعد حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی لایا جو منع کرتی ہے بیع ولا کی سے اور ہبہ اس کے سے اس واسطے کہ لیا جاتا ہے اس سے عدم اعتبار اجازت کا بیچ اس کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب منع کیا گیا مالک بیع ولا کی سے باوجود اس کے کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے عوض سے اور اس کے ہبہ کرنے سے باوجود اس کے کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے ثواب اس کا تو منع کرنا اس کا بغیر عوض اور امانت کے اولیٰ ہے اور وہ مندرج ہے ہبہ میں اور اس حدیث میں ہے کہ منسوب ہونا غلام کا طرف غیر مالک کی جو اس سے اوپر ہو حرام ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے کفر نعمت سے اور ضائع کرنے میراث کے سے ساتھ ولا اور دیت وغیرہ کے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے غلام کے کہ اپنے نفس کو اپنے مالک سے خریدے اس شرط پر کہ دوستی کرے جس سے چاہے اور حجت پکڑی مالک رحمہ اللہ نے ساتھ اس حدیث کے اور کہا کہ ہبہ منع کیا گیا ہے اور تنہا ہوا ہے عطا ساتھ اس کے کہ کہا اس نے کہ اجازت مانگنا غلام کا اپنے مالک سے یہ کہ دوستی کرے جس سے چاہے جائز ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہا ابن بطال نے اور جماعت فقہاء کی برخلاف قول عطا کے ہے اور محمول ہے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی غالب پر مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ اور اجماع ہے اس پر کہ قتل کرنا اولاد کا حرام ہے برابر ہے کہ تنگی کا خوف ہو یا نہ ہو اور وہ منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ولا کی سے اور ہبہ کرنے اس کے سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے غلام آزاد کے یہ کہ لکھے فلان بن فلان اور اپنا نام لے اور اپنے مالک کا جس نے اس کو آزاد کیا بلکہ یوں کہے فلاں مولیٰ فلاں لیکن اس کو جائز ہے کہ اپنی نسب بیان کرے مانند قرشی وغیرہ کی اور یہ کہ جو اس کو جان بوجھ کر کرے اس کی گواہی ساقط ہو جاتی ہے واسطے اس چیز کے کہ مرتب ہے اس پر وعید سے اور واجب ہے اس پر توبہ اور استغفار اور یہ کہ جائز ہے لعنت کرنا فاسقوں کو بطور عموم کے اگرچہ مسلمان ہوں جو توڑ ذمہ مسلمانوں کا ہے وقد تقدم شرحہ فی کتاب الجزیۃ۔ (فتح)

۶۲۵۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۲۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق آزادی کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

فائدہ: ایک روایت میں الولاء لحمة كلحمة النسب اور بزار نے روایت کی کہ ولاء نہیں منتقل ہوتا اور نہ متحول ہوتا ہے اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ولاء کا مالک وہی ہے جو آزاد کرے نہیں جائز ہے اس کا بیچنا اور نہ ہبہ کرنا اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اتفاق ہے جماعت کا اوپر عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے مگر جو میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اپنے غلام آزاد کا ولاء ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بخش دیا اور آیا ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے جواز بیع ولا کا اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اور شاید ان کو حدیث نہیں پہنچی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے انکار کیا بیع کرنے ولاء کے سے اور ہبہ کرنے اس کے سے اور کہا ابن عربی نے کہ معنی حدیث الولاء لحمة كلحمة النسب کے یہ ہیں کہ اللہ نے نکالا ہے اس کو ساتھ حرمت کے طرف نسب کے حکما جیسا کہ باپ نے نکالا ہے اس کو ساتھ نطفے کے طرف وجود کے حسا اس واسطے کہ غلام مثل معدوم کے تھا احکام کے حق میں نہ قاضی ہو سکتا تھا نہ ولی نہ گواہ سو اس کے مالک نے اس کو آزاد کرنے کے ساتھ ان احکام کے وجود کی طرف نکالا ان کے عدم سے سو جب مشابہ ہوا نسب کے حکم کو تو متعلق کیا گیا ہے ساتھ آزاد کرنے والے کے اور اسی واسطے آیا ہے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہے جو آزاد کرے اور لاحق کیا گیا ساتھ رتبے نسب کے سو منع کیا گیا اس کے بیع اور ہبہ کرنے سے کہا قرطبی نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ حدیث باب کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امر وجودی ہے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے انفکاک مانند نسب کی سو جس طرح کہ نہیں منتقل ہوتی ہے ابوت اور جدودت یعنی باپ ہونا اور دادا ہونا اسی طرح نہیں نقل ہوتا ہے ولاء مگر یہ کہ نہیں صحیح ہے ولاء میں کھینچنا اس چیز کا کہ مرتب ہوتی ہے اس پر میراث سے اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو اپنی ذات کو اپنے مالک سے خریدے مانند مکاتب کی سو جمہور اس پر ہیں کہ اس کا ولاء اس کے مالک کے واسطے ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے ولاء اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهُ وِلَايَةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَفَعَهُ قَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ.

جب کوئی اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو، اور حسن اس کے واسطے کوئی ولایت نہ دیکھتے تھے یعنی جس کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا اس کو مسلمان ہونے والے پر کچھ ولایت نہیں اور نہ کوئی حق وراثت ہے، اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آزادی کے حق کا وہی مالک ہوتا ہے جو آزاد کرے، اور ذکر کیا جاتا ہے تمیم داری سے مرفوع یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ قریب تر ہے اس سے بہ نسبت اور لوگوں کے

اس کی زندگی میں اور بعد مرنے کے اور اختلاف کیا ہے
اہل حدیث نے اس حدیث کی صحت میں۔

فائدہ: طبرانی اور ابوداؤد نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے سنت اس مرد کے حق میں جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قریب تر ہے اس سے بہ نسبت اور لوگوں کے اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث واسطے دلیل قول الولاء لمن اعتق کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث ثابت نہیں اور صحیح کہا ہے اس کو ابو ذرعہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے اور جزم کیا ہے اس نے تاریخ میں کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث واسطے معارض ہونے اس کے حدیث ان الولاء کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر اس کی سند صحیح ہو تو بھی اس حدیث کے مقابل نہیں وہ سکتی اور بر تقدیر تنزل کے پس تردد کیا ہے اس نے تطبیق میں کہ کیا عموم حدیث الولاء کا اس کے ساتھ مخصوص ہے تا کہ مستثنیٰ ہو اس سے کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے یا مراد اولیت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اولی الناس نصرت اور اعانت ہے اور جو اس کے مشابہ ہے نہ میراث اور باقی اس کی حدیث الولاء اپنے عموم پر جمہور کا قول دوسرا ہے یعنی مراد اولویت سے نصرت اور اعانت ہے اور راجح ہونا اس قول کا ظاہر ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن قصار نے کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے ساتھ قول حسن کے بیچ اس کے یعنی وہ اس کا وارث نہیں ہوتا اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حماد وغیرہ نے کہ وہ بدستور ہے اگر اس کی طرف سے دیت دی جائے اور اگر اس کی طرف سے دیت نہ دے تو اس کو جائز ہے کہ غیر کی طرف پھرے اور مستحق ہوتا ہے دوسرا اور اسی طرح لگاتار اور نخعی سے ایک قول ہے کہ اس کے واسطے جائز نہیں کہ اس سے پھرے اور ایک قول اس کا یہ ہے کہ اگر بدستور رہے یہاں تک کہ مرجائے تو اس سے پھرے اور یہی قول ہے اسحاق اور عمر بن عبدالعزیز کا۔ (فتح)

٦٢٦٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

٦٢٦٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کریں یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کو تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شرط تجھ کو منع نہ کرے خریدنے سے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کی وراثت کا مالک وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے اس واسطے کہ لام اس میں اختصاص کے واسطے ہے یعنی ولا مختص ہے ساتھ

اس کے جو آزاد کرے۔ (فتح)

٦٢٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِيْ كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

۶۲۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدا تو اس کے مالکوں نے اس کے ولاء کی شرط کی تو میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے اس واسطے کہ حق وراثت کا وہی وارث ہوتا ہے جو چاندی دے یعنی اس کی قیمت ادا کرے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے اس کو آزاد کیا کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند میں اختیار دیا اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ کو اتنا اتنا مال دے تو اس کے پاس رات نہ کاٹوں سو اس نے اپنی ذات کو اختیار کیا کہا اسود راوی نے اور اس کا خاوند آزاد تھا۔

بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَآءُ مِنَ الْوَلَاءِ

جو وارث ہوتی ہیں عورتیں ولاء سے

٦٢٦٢۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُوْنَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۶۲۶۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کے مالک ولاء کی شرط کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے اور آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کا وہی مالک ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

٦٢٦٣۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ.

۶۲۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کے حق کا وہی وارث ہوتا ہے جو قیمت دے اور نعمت کا والی ہو یعنی آزاد کرے۔

فائدہ: اور مطابق ہونا اس کا واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الولاء لمن اعتق یہ ہے کہ آزادی کا صحیح ہونا چاہتا ہے

وہ پہلے اس کے ملک میں ہو اور ملک چاہتا ہے ثابت ہونے عوض کے کو کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ حق وراثت آزادی کا ہر آزاد کرنے والے کے واسطے ہے مرد ہو یا عورت اور اس پر اجماع ہے اور بہر حال کھینچنا ولاء کا سو کہا ابہری نے کہ نہیں ہے درمیان فقہاء کے خلاف اس میں کہ نہیں ہے عورتوں کے واسطے ولاء سے مگر جو انہوں نے خود آزاد کیا یا اس کی اولاد سے جن کو انہوں نے آزاد کیا مگر جو مسروق سے آیا ہے کہ اس نے کہا کہ نہیں خاص ہیں مرد ساتھ ولاء اس شخص کے جس کو ان کے باپ نے آزاد کیا ہو بلکہ مرد اور عورتیں اس میں برابر ہیں مانند میراث کی اور نقل کیا ہے ابن منذر نے مثل اس کی طاؤس سے اور تعقب کیا گیا ہے وہ حصر جو ذکر کیا ہے ابہری نے ساتھ اس کے کہ وارد ہوتی ہے اولاد عورتوں کی اولاد اس شخص کی ہے جس کو انہوں نے آزاد کیا اور سالم عبارت یوں ہے کہ کہا جائے مگر جس کو انہوں نے آزاد کیا یا کھینچے اس کو طرف اس کی وہ شخص جس کو انہوں نے آزاد کیا ساتھ ولادت کے یا آزاد کرنے کے واسطے احتراز کرنے کے اس سے جو ان کا ولد زنا ہو یا عورت لعان والی ہو یا اس کا خاوند غلام ہو اس واسطے کہ ان سب عورتوں کی اولاد کی آزادی کا حق واسطے اس کے ہے جس نے ان کی ماں کو آزاد کیا اور حجت جمہور کی اتفاق اصحاب کا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارث ہوتی ہیں عورتیں اس شخص کے ولاء سے جن کو انہوں نے آزاد کیا اس واسطے کہ وہ مباشرت سے ہے نہ کھینچنے ارث کے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے الولاء لمن اعطی الورق اس پر جس نے کہا اس کے حق میں کہ آزاد کرے غیر کی طرف سے ساتھ وصیت معتق عنہ کے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے واسطے ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ عموم قول حضرت ﷺ کے الولاء لمن اعتق اور جگہ دلالت کی اس سے قول حضرت ﷺ کا ہے الولاء لمن اعطی الورق سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لمن اعتق یہ ہے کہ اس کے واسطے جس کے ملک میں وہ غلام آزاد کرنے کے وقت تھا نہ اس کے واسطے جو فقط آزاد کرنے کا مباشر ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ

ہر قوم کا آزاد کیا ہوا اسی قوم میں داخل ہے اور انہیں کی طرف منسوب ہوگا اور وہی اس کے وارث ہوں گے اور ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے یعنی اس واسطے کہ وہ ان میں سے بعض کی طرف منسوب ہے اور وہ اس کی ماں ہے۔

٦٢٦٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۲۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر قوم کا آزاد غلام اسی قوم میں داخل ہے یا جیسے فرمایا۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ أَوْ كَمَا قَالَ.

٦٢٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.

۶۲۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بھانجا قوم کا ان میں داخل ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں جیسے عصبے اور حمل کیا ہے اس کو اس نے جو اس کا قائل نہیں اس چیز پر جو پہلے گزری اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف جواب کے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے اس واسطے کہ اگر صحیح ہو استدلال ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن اخت القوم منهم اوپر ارادے میراث کے تو البتہ صحیح ہو استدلال ساتھ اس کے اس پر کہ آزاد غلام وارث ہو اس کا جس نے اس کو آزاد کیا واسطے وارد ہونے مثل اس کے اس کے حق میں تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من انفسهم و منهم باہم مدد کرنے اور بدلہ لینے اور نیکی کرنے اور شفقت کرنے میں ہے اور مانند اس کی نہ میراث میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ بیچ ذکر کرنے اس کے باطل کرنا ہے اس چیز کا جس پر جاہلیت میں تھے کہ بیٹیوں کی اولاد کی طرف کچھ التفات نہ کرتے تھے چہ جائیکہ بہنوں کی اولاد کی طرف سو مراد ساتھ اس کلام کے رغبت دلانا ہے الفت پر درمیان قرابت والوں کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَسِيْرِ

قیدی کی میراث کا بیان

فائدہ: اور مراد ہے کہ اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی قیدی کافروں کے ہاتھ میں ہو تو تقسیم میراث کے وقت اس کا حصہ نکالنا واجب ہے برابر ہے کہ اس کی خبر معلوم ہو یا مجہول۔

قَالَ وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْأَسِيْرَ فِيْ أَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُوْلُ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ

یعنی تھے شریح قاضی وارث کرتے قیدی کو دشمن کے ہاتھوں میں اور کہتے کہ اس کو زیادہ تر حاجت ہے اس کی طرف۔

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَجِزْ وَصِيَّةَ الْأَسِيْرِ وَعَتَاقَهُ وَمَا صَنَعَ فِيْ مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِيْنِهِ فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيْهِ مَا يَشَاءُ.

یعنی اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہ جائز رکھ قیدی کی وصیت کو اور اس کے آزاد کرنے کو اور جو اپنے مال میں کرے جب تک کہ اپنے دین سے نہ پھرے اس واسطے کہ وہ اسی کا مال ہے کرتا ہے اس میں جو چاہتا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ جب واجب ہو قیدی کے واسطے میراث تو اس کے واسطے موقوف رکھی جائے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں وارث ہوتا ہے قیدی کافروں کے ہاتھ میں اور قول جماعت کا اولیٰ ہے اس واسطے کہ جب وہ مسلمان ہو تو داخل ہوگا تحت عموم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور اس کی شرح عنقریب گزری اور نیز وہ مسلمان ہے جاری ہوں گے اس پر احکام مسلمانوں کے سو نہ خارج ہوگا اس سے مگر ساتھ حجت کے اور نہیں ثابت ہوتا ہے مرتد ہونا اس کا یہاں تک کہ ثابت ہو یہ کہ واقع ہوا ہے یہ اس سے خوشی سے سو نہ حکم کیا جائے گا ساتھ خروج مال اس کے اس سے یہاں تک کہ ثابت ہو کہ وہ خوشی سے مرتد ہوا نہ زبردستی سے اور نہ نکاح کیا جائے اس کی بیوی سے اور نہ تقسیم کیا جائے اس کا مال جب تک کہ ثابت ہو زندگی اس کی اور معلوم ہو مکان اس کا اور جب موقوف ہو خبر اس کی تو وہ مفقود ہے۔ (فتح)

٦٢٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا.

٦٢٦٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو عیال چھوڑے تو ہمارا ذمہ ہے۔

بَابٌ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُّقْسَمَ الْمِيْرَاثُ فَلَا مِيْرَاثَ لَهُ

نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا اور جب اسلام لائے میراث تقسیم ہونے سے پہلے تو اس کے واسطے میراث نہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب اسلام لائے میراث تقسیم ہونے سے پہلے تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کہ عموم اس کا شامل ہے اس صورت کو بھی اور جس نے مقید کیا ہے عدم وارث ہونے کو ساتھ تقسیم ہونے کے تو وہ محتاج ہے دلیل کی طرف اور حجت جماعت کی یہ ہے کہ میراث کا حق حاصل ہوتا ہے ساتھ موت کے سو جب انتقال ہوا ملک میت سے ساتھ مرنے اس کے کے تو نہ انتظار کیا جائے اس کے تقسیم ہونے کا اس واسطے کہ وہ مستحق ہوا ہے اس چیز کا جو اس سے منتقل ہوئی ہے اگرچہ نہ تقسیم کی جائے کہا ابن منیر نے کہ صورت مسئلے کی یہ ہے کہ جب مسلمان مر جائے اور اس کے دو لڑکے ہوں ایک مسلمان اور ایک کافر سو مسلمان ہو جائے کافر مال تقسیم ہونے سے پہلے تو جمہور نے لیا ہے اس چیز کو جس پر دلالت کرتا ہے عموم حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کا یعنی جو مذکور ہے باب میں مگر جو معاذ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وارث ہوتا ہے مسلمان کافر کا بغیر عکس کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ اسلام بڑھتا ہے اور نہیں کم ہوتا اور یہی قول ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ وارث ہوتا ہے مسلمان کافر

کا بغیر عکس کے جیسا کہ ہمارا نکاح ان میں جائز ہے اور ان کا نکاح ہم میں جائز نہیں اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اور وہ تصریح ہے مراد میں اور نہیں ہے قیاس باوجود نص کے اور نہیں ہے حدیث نص مراد میں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ فاضل ہے سب دینوں پر اور نہیں تعلق ہے اس کو ساتھ میراث کے اور البتہ معارض ہے اس کو قیاس اور وہ یہ ہے کہ وارث ہونا آپس میں متعلق ہے ساتھ ولایت کے اور نہیں ولایت ہے درمیان مسلمان اور کافر کے لقولہ تعالیٰ ﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَآءَ﴾ ۔ (فتح)

۶۲۶۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ.

۶۲۶۷۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ نہیں وارث ہوتے باہم دو مذہب والے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ ایک مذہب کا کافر دوسرے مذہب کے کافر کا وارث نہیں ہوتا اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ مراد دونوں مذہبوں سے اسلام اور کفر ہے اور یہ اولیٰ ہے حمل کرنے اس کے سے اور پر ظاہر عموم اس کے سے یہاں تک کہ منع ہو وارث ہونا یہودی کا مثلاً نصرانی سے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ کافر وارث ہوتا ہے کافر کا اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اکثر کا اور مقابل اس کے مالک اور احمد سے ہے اور اس سے فرق بھی ہے درمیان ذمی اور حربی کے اور اسی طرح نزدیک شافعیہ کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ نہیں وارث ہوتا حربی ذمی کا اور اگر دونوں حربی ہوں تو شرط ہے کہ ایک گھر سے ہوں اور شافعیہ کے نزدیک فرق نہیں اور نزدیک ان کے ایک وجہ ہے مانند حنفیہ کے اور ثوری اور ربیعہ کا یہ قول ہے کہ کفر تین مذہب ہیں یہودی اور نصرانی اور غیر ان کے سو ان میں سے ایک مذہب کا کافر دوسرے مذہب کے کافر کا وارث نہیں ہوتا اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ ہر ایک فرقہ کفار میں سے ایک مذہب ہے پس نہیں وارث ہوتا وثنی مجوسی کا اور نہ یہودی نصرانی کا اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور اختلاف ہے مرتد میں سو کہا شافعی اور احمد نے کہ جب وہ مر جائے تو ہو جاتا ہے مال اس کا فی مسلمانوں کے واسطے اور کہا مالک نے کہ ہوتا ہے فی مگر یہ کہ قصد کرے اپنے مرتد ہونے سے کہ محروم کرے اپنے مسلمان وارثوں کو سو ہوگا ان کے واسطے اور اسی طرح کہا ہے اس نے زندیق میں اور ابو یوسف اور محمد سے روایت ہے کہ اس کے مسلمان وارثوں کے واسطے ہے اور ابو حنیفہ سے ہے کہ جو مرتد ہونے سے پہلے کمایا ہو وہ اس کے مسلمان وارثوں کے واسطے ہے اور جو بعد مرتد ہونے کے کمایا ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لا یرث، الخ اوپر جواز تخصیص عموم

کتاب کے ساتھ خبر واحد کے۔ (فتح)

بَابُ مِيْرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ وَإِثْمِ مَنِ انْتَفٰى مِنْ وَلَدِهٖ.

میراث غلام نصرانی کی اور مکاتب نصرانی کی اور گناہ ان کا جو انکار کرے اپنے لڑکے سے یعنی کہے کہ میرا نہیں

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں کوئی حدیث اور مذہب علماء کا یہ ہے کہ نصرانی غلام اگر مر جائے تو اس کا مال اس کے مالک کے واسطے ہے ساتھ غلام ہونے کے اس واسطے کہ ملک غلام کی صحیح نہیں ہے اور نہ مستقر ہے سو وہ مال اس کے مالک کا ہے مستحق ہوتا ہے وہ اس کا نہ بطریق میراث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستحق ہوتا ہے بطریق میراث کے اس مال کا کہ مورث کی ملک مستقر ہو اور ابن سیرین سے ہے کہ اس کا مال بیت المال کے واسطے ہے اور مالک کے واسطے اس سے کچھ چیز نہیں واسطے مختلف ہونے ان کے دین کے اور بہر حال مکاتب سو اگر مر گیا بدل کتابت کے ادا کرنے سے پہلے اور بقدر باقی کتابت ادا کرنے کے مال چھوڑ جائے تو اس کی کتابت میں لیا جائے اور جو باقی رہے وہ بیت المال کے واسطے ہے اور کہا ابن منیر نے احتمال ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہو یہ کہ درج کرے اس ترجمہ کو تحت اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اس واسطے کہ نظر اس میں محتمل ہے جیسے کہا جائے کہ لیتا ہے مال کو اس واسطے کہ غلام اس کے ملک ہے اور اس کو جائز ہے کہ زندگی میں اس سے لے سو کس طرح نہ لے گا اس سے بعد مرنے کے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہ لے اس کو واسطے عموم حدیث کے کہ نہیں وارث ہوتا مسلمان کافر کا اور اول قول باوجہ ہے اور اگر نصرانی غلام کو مسلمان آزاد کرے تو اس میں آٹھ قول ہیں سو کہا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اور شافعی رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ نے کہ وہ مانند غلام آزاد مسلمان کی ہے جب کہ اس کے واسطے وارث ہوں ورنہ اس کا مال اس کے مالک کے واسطے ہے اور بعض نے کہا کہ وارث ہوتا ہے اس کا لڑکا خاصۃً اور عکس میں جب کافر مسلمان غلام کو آزاد کرے تو جمہور کے نزدیک نہیں وارث ہوتا ہے اس کا ساتھ ولاء کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ ادَّعٰى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

جو دعویٰ کرے بھائی کا یا بھائی کے بیٹے کا

٦٢٦٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلٰى شَبَهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ

٦٢٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے میں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے بھائی عتبہ کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے میں اس کو اس کے مشابہ دیکھتا ہوں اور کہا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہ یا حضرت! یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اس کی لونڈی سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت کی طرف نظر

زَمْعَةَ هٰذَا أَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَبَهِهٖ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ.

کی سو اس کی مشابہت عتبہ سے ظاہر دیکھی سو فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے اے عبد! لڑکا فرش والے کا ہے اور زانی کو پتھر اور اے سودہ! تو اس سے پردہ کیا کر کہا سو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو کبھی نہ دیکھا۔

فائدہ: شرح میں یہ حدیث اس باب کے تحت میں داخل ہے باب اثم من انتفی من ولدہ اور البتہ پوشیدہ رہی ہے توجیہ اس ترجمہ کی اس حدیث کے واسطے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ عتبہ مسلمان مرا تھا اور یہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی تھی اس پر کہ وصیت کرے اپنے بھائی کو ساتھ لینے لڑکے زمعہ کی لونڈی کے یہ خوف تھا کہ ہو سکوت اس کا اس سے مع اس اعتقاد کے کہ وہ اس کا بیٹا ہے بجائے نفی کے اور اس نے سنا ہوا تھا وعدہ عذاب کا اس شخص کے حق میں جو اپنے لڑکے سے انکار کرے سو اپنے بھائی کو اس نے وصیت کی کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور حکم کیا اس کو ساتھ لاحق کرنے کے اور برتقدیر اس کے کہ عتبہ کافر مرا تھا سو احتمال ہے کہ ہو یہ باعث واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے اوپر لاحق کرنے اپنے بھائی کے بیٹے کے اور اپنے بھائی کے بیٹے کی نفی کرنا ملحق ہے ساتھ نفی بیٹے اپنے کے اس واسطے کہ کبھی وہ وارث ہوتا ہے اپنے چچا کا جیسا کہ وارث ہوتا ہے اپنے باپ کا اور البتہ وارد ہوا ہے وعدہ عذاب کا اس کے حق میں جو اپنے بیٹے سے انکار کرے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ جو اپنے بیٹے سے انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں تو البتہ اللہ اس کو رسوا کرے گا دنیا میں اور آخرت میں اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے اور متن کے مطابق یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اس واسطے کہ متن میں یہ حدیث ترجمہ من ادعا اخا کے تحت میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ

جو جان بوجھ کر اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ لگائے اور اپنے باپ کے سوائے کسی دوسری کو باپ بتلائے۔

فائدہ: شاید مراد بیان گناہ اس کے کا ہے یا مطلق چھوڑا واسطے واقع ہونے وعید کے بیچ اس کے ساتھ کفر کے اور ساتھ حرام کرنے بہشت کے سو حوالے کیا اس کے اس شخص کی نظر کی طرف جو کوشش کرتا ہے اس کی تاویل میں۔ (فتح)

٦٢٦٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ

۶۲۶۹۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے رشتہ لگائے

عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی إِلٰی غَیْرِ أَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ أَنَّهٗ غَیْرُ أَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ فَذَكَرْتُهٗ لِأَبِیْ بَكْرَةَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے اور وہ جانتا بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو بہشت اس پر حرام ہے پھر میں نے اس حدیث کو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں نے بھی میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا۔

فائدہ: ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔

٦٢٧٠۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَآئِكُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ أَبِیْهِ فَهُوَ كُفْرٌ.

٦٢٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روگردانی کرو اپنے باپوں سے یعنی اپنے باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ نہ بتلاؤ اور جو اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے تو وہ کافر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعض کم ذات لوگ آپنے آپ کو سید یا مغل وغیرہ بتلاتے ہیں وہ بہت برا کرتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ ان دونوں حدیثوں کے یہ معنی نہیں کہ جو مشہور ہو ساتھ نسبت کے طرف غیر باپ اپنے کی مانند متبنی ہونے کے وہ داخل ہے وعید میں مانند مقداد بن اسود کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا باپ بتلائے جیسے مثلا نائی ہو اور کہے کہ میں سید ہوں اور نہیں مراد ہے ساتھ کفر کے حقیقی کفر جس کا صاحب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث ماضی میں کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے اور ہر قوم کا غلام آزاد اسی قوم میں داخل ہے نہیں ہے اپنے عموم پر اس واسطے کہ اگر اپنے عموم پر ہوتا تو جائز ہوتا کہ مثلا اپنے ماموں کی طرف منسوب کیا جائے اور ہوتی وہ حدیث معارض باب کی حدیث کو جس میں تصریح ہے ساتھ وعید کے اس کے حق میں جو یہ کام کرے سو معلوم ہوا کہ وہ حدیث خاص ہے اور مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ ان میں سے ہے شفقت اور بھلائی اور امداد کرنے میں اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

جب دعویٰ کرے عورت بیٹے کا اور کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے

٦٢٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٦٢٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.

بھیڑیا آیا سو ایک عورت کے بیٹے کو لے گیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لے گیا اور دوسری عورت نے کہا کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لے گیا تو دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا فیصل کروانے کو آئیں سو انہوں نے وہ لڑکا بڑی عورت کو دلوایا سو وہ دونوں نکل کر سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو چھری دو تا کی میں اس لڑکے کو آدھا آدھا کاٹ کر ان دونوں عورتوں کو دوں تو چھوٹی عورت نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے یہ نہ کر وہ لڑکا اس بڑی عورت کا ہے یعنی اب میں نے دعویٰ چھوڑا دوسری کو دیجیے تو سلیمان علیہ السلام نے وہ لڑکا چھوٹی عورت لکو دلوایا۔
کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی سکین کو نہیں سنا مگر اس دن اور نہ کہتے تھے ہم چھری کو مگر مدیہ۔

فائدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کو لڑکا اس واسطے دلوایا کہ اس کو درد آیا اس لڑکے کا کاٹنا گوارہ نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اسی کا تھا اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزری کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ ماں نہیں ملحق کر سکتی خاوند سے جس سے وہ انکار کرے پھر اگر گواہ قائم ہوں تو قبول کی جائے جہاں اس کی عصمت میں ہو اور اگر خاوند والی نہ ہو اور کہے اس کے واسطے جس کا کوئی باپ معلوم نہ ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے اور کوئی اس میں تنازع نہ کرے تو اس کے قول پر عمل کیا جائے اور وہ اس کا وارث ہوگا اور وہ اس کی وارث ہوگی اور وارث ہوں گے اس کے بھائی ماں کی طرف سے اور نزاع کی ہے اس سے ابن تین نے حکایت کی اس نے ابن قاسم سے کہ نہ قبول کیا جائے قول اس عورت کا جب کہ دعویٰ کرے گر پڑے لڑکے کا اور البتہ استنباط کیا ہے اس سے نسائی نے کہ جائز ہے حاکم کے واسطے یہ کہ توڑ ڈالے اس حکم کو جو اس کے غیر نے کیا ہو خواہ وہ غیر اس کے برابر ہو یا اس سے افضل ہو۔ (فتح)

بَابُ الْقَآئِفِ
باب ہے قیافہ شناس کے بیان میں

فائدہ: قائف وہ ہے جو پہچانے شبہ کو اور جدا کرے نشان کو۔

۶۲۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

۶۲۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے اس حال میں کہ خوش تھے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

آپ کے چہرے کے خط چمکتے تھے سو فرمایا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز نے اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کی سو کہا کہ بیشک یہ پیر بعض بعض سے ہیں۔

٦٢٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَاٰى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوْسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ.

٦٢٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر داخل ہوئے اس حال میں خوش تھے سو فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز مدلجی آیا سو اس نے اُسامہ اور زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور ان دونوں پر چادر تھی دونوں نے اپنے سروں کو ڈھانکا ہوا تھا اور ان کے پاؤں ننگے تھے اس نے کہا کہ یہ پیر بعض بعض سے ہیں۔

فائدہ: کہا ابو داؤد نے کہ نقل کیا ہے احمد بن صالح نے اہل نسب سے کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں اُسامہ رضی اللہ عنہ کے نسب میں طعنہ دیتے تھے اس واسطے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نہایت سیاہ رنگ تھے اور ان کے باپ زید رضی اللہ عنہ سفید رنگ تھے سو جب کہا قیافہ شناس نے جو کہا باوجود مختلف ہونے رنگ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش ہوئے اس واسطے کہ ان کے واسطے روکنے والا تھا طعن کرنے سے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس واسطے کہ وہ قیافہ شناس کے بڑے معتقد تھے اور اس حدیث میں جائز ہونا گواہی کا ہے اوپر منقبت یعنی خوشی کسی شخص کے اور کفایت کرنا ساتھ معرفت اس کی کے بغیر دیکھنے منہ اس کے اور جواز لیٹنا مرد کا اپنے بیٹے کے ساتھ ایک کپڑے میں اور قبول کرنا گواہی اس شخص کی کا جو بغیر مانگے گواہی دے وقت عدم تہمت کے اور خوش ہونا حاکم کا ساتھ ظاہر ہونے حق کے واسطے ایک کے مدعی اور مدعا علیہ سے۔

تنبیہ: وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی کتاب الفرائض میں رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں معتبر ہے قول قیافہ شناس کا اس واسطے کہ جس نے اس کے قول کا اعتبار کیا اور اس کے ساتھ عمل کیا تو لازم آتا ہے اس سے حاصل ہونا توارث کا درمیان ملحق اور ملحق بہ کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحُدُوْدِ — کتاب ہے حدود کے بیان میں

فائدہ: حدود جمع حد کی ہے اور مراد اس سے اس جگہ حد زنا کی اور شراب اور سرقہ کی ہے اور حصر کیا ہے بعض علماء نے اس چیز کو کہ کہا گیا ہے اس کے ساتھ حد واجب ہے سترہ چیزوں میں سو متفق علیہ سے مرتد ہونا ہے اور محاربہ کرنا جب تک کہ تو نہ توبہ کرے قدرت سے پہلے اور زنا اور قذف ساتھ اس کے اور پینا شراب کا برابر ہے کہ نشہ لائے یا نہ اور چوری اور مختلف فیہ سے انکار کرنا ہے عاریت سے اور پینا اس چیز کا جس کا بہت نشہ لائے غیر شراب سے اور قذف ساتھ غیر زنا کے اور تعریض ساتھ قذف کے اور دبر میں زنا کرنا اگرچہ اس کے ساتھ ہو جس سے اس کو نکاح کرنا حلال ہے اور زنا کرنا چوپائے سے اور مشت زنی کرنا اور قابو دینا عورت کا اپنے اوپر بندر وغیرہ چوپایوں کو اور جادو کرنا اور سستی سے نماز چھوڑنا اور رمضان کا روزہ نہ رکھنا اور یہ سب کچھ خارج ہے اس چیز سے کہ مشروع ہے اس میں لڑنا جیسے کوئی قوم زکوٰۃ دینا چھوڑ دیں اور اس کے واسطے لڑائی قائم کریں اور اصل حد کے معنی ہیں جو آڑ ہو دو چیزوں کے درمیان دونوں کو باہم ملنے سے منع کرے اور نام رکھا گیا زانی کی عقوبت اور مانند اس کی کا حد اس واسطے کہ وہ مانع ہوتی ہے اس کو پھر کرنے سے یا اس واسطے کہ وہ مقلد ہے شارع کی طرف سے اور کبھی حدود سے مراد خود گناہ ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْحُدُوْدِ — جو ڈرایا جاتا ہے حدود سے

فائدہ: بعض نسخوں میں یہ معطوف ہے کتاب الحدود پر۔

بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُنْزَعُ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ فِي الزِّنَا

زنا کرنا اور شراب پینا یعنی ڈرانا ان کے کرنے سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کھینچا جاتا ہے اس سے نور ایمان کا زنا میں۔

فائدہ: روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو حرام کاری کرے اللہ اس کے دل سے ایمان کا نور کھینچ لیتا ہے پھر اگر چاہے تو اس کو پھر دیتا ہے۔

٦٢٧٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ

۶۲۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ

بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا النُّهْبَةَ.

زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں پیتا کوئی شراب جب کہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں چوری کرتا کوئی جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور نہیں اچک لیتا کوئی چیز جس میں لوگ اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو اور ابن شہاب رحمہ اللہ سے سعید سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مثل اس کی سوائے نہبہ کے نہبہ کا اس میں ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: مقید کیا نفی ایمان کو ساتھ حالت ارتکاب کرنے اس کے بدی کو اور مقتضا اس کا یہ ہے کہ نہیں بدستور رہتا ہے وہ بعد فارغ ہونے اس کے یہی ہے ظاہر اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اس کا دور ہونا اس حالت میں عدم ایمان کا اس وقت ہے جب کہ اقلاع کلی ہو اور بالکل اس گناہ سے الگ ہو جائے اور بہر حال اگر فارغ ہو اور حالانکہ وہ اس گناہ پر اصرار کرنے والا ہو تو وہ مانند مرتکب کی ہے سو باوجہ ہوگا یہ کہ نفی ایمان کی اس سے بدستور رہتی ہے اور مراد نہبہ سے وہ مال ہے جو کھلم کھلا قہر سے لیا جائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد نہ پردہ کرنے سے یعنی لوگوں کے سامنے اچک لے برخلاف سرقہ کے کہ وہ کبھی پوشیدہ ہوتا ہے اور اچک لینا اشد تر ہے چوری سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے زیادہ جرأت اور بے پرواہی سے اور یونس کی روایت میں ہے ذات شرف یعنی قدر قیمت والی چیز کو اچک لے کہ لوگ اس کو جھانکیں نہ نظر کرنے والے طرف اس کی اسی واسطے وصف کیا ہے اس کو ساتھ اس کے کہ لوگ اپنی آنکھیں اس طرف اٹھائیں اور ذکر کیا ہے طبری نے اختلاف کو بیچ تاویل اس کی کے اور قوی تر باعث اوپر پھیرنے اس کے ظاہر سے واجب کرنا حد کا ہے زنا میں مختلف طور سے بیچ حق آزاد شادی شدہ کے اور آزاد کنوارے کے اور بیچ حق غلام کے سو اگر مراد نفی ایمان سے ثابت ہونا کفر کا ہوتا تو سب عقوبت میں برابر ہوتے اس واسطے کہ مکلفین اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ ایمان اور کفر کے برابر ہے سو جب ان لوگوں کی سزا مختلف ہے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان چیزوں کا کرنے والا کافر نہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ محققین کے نزدیک صحیح معنی اس کے یہ ہیں کہ مراد نفی کمال ایمان کی ہے یعنی وہ اس حالت میں کامل ایمان دار نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تاویل کی ہم نے اس حدیث کی واسطے حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کی جو لا الہ الا اللہ کہے وہ بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو

اور واسطے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کے جو مشہور ہے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس پر کہ نہ چوری کریں نہ زنا کریں، الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے کہ جو ان میں سے کوئی چیز کرے پھر اس کے بدلے دنیا میں سزا پائے تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ پائے تو اللہ کی مشیت میں ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب کرے سو اس حدیث نے مع اس آیت کے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ مع اجماع اہل سنت کے اس پر کہ کبیرے گناہ کرنے والے کو کافر نہ کہا جائے مگر ساتھ شرک کے مضطر کیا ہے ہم کو طرف تاویل اس حدیث کی اور بعض علماء نے کہا کہ مراد وہ شخص ہے جو اس کو حلال جان کر کرے باوجود اس کے کہ اس کو حرام جانتا ہو اور کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اس سے نام مدح کا کھینچا جاتا ہے پس نہ کہا جائے اس کو مومن بلکہ کہا جائے زانی اور چور اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ اس سے نور ایمان کا کھینچا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ کھینچی جاتی ہے اس سے بصیرت اس کی اللہ کی اطاعت میں اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث مشکل ہے اس کی تاویل نہ کی جائے اس کو ظاہر پر چھوڑا جائے اور بعض نے کہا کہ وہ خبر ہے ساتھ معنی نہی کے یعنی سزاوار ہے ایماندار کو کہ یہ کام کرے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ منافق ہوتا ہے نفاق گناہ کا نہ نفاق کفر کا یہ اوزاعی سے محکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مشابہ ہوتا ہے کافر کو اس کے عمل میں اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے غافل ہونا ہے اس واسطے کہ گناہ غافل کرتا ہے اس کو ایمان سے اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے نفی امان کی ہے اللہ کے عذاب سے اور ایک یہ قول ہے کہ مراد نفی ایمان سے زجر اور تنفیر ہے اور نہیں مراد ہے ظاہر اس کا اشارہ کیا ہے اس کی طرف طیبی نے اور ایک قول یہ ہے کہ مراد نفی ایمان سے یہ ہے کہ سلب کیا جاتا ہے اس سے ایمان بیچ حالت کرنے اس کے کبیرے کو اور جب گناہ سے الگ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف پھر آتا ہے اور یہ ظاہر اس کا کہ مسند کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ایک روایت میں عکرمہ سے اتنا زیادہ ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کس طرح کھینچا جاتا ہے اس سے ایمان؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر ان کو نکالا ایک دوسرے سے پھر جب توبہ کرے تو اس کی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا اور حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے معنی میں تیرہ قول ہیں سوائے قول خارجیوں کے اور کہا مازری نے کہ یہ تاویلیں دفع کرتی ہیں قول خوارج کے کو اور جو ان کے موافق ہیں رافضیوں سے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا کافر مخلد فی النار ہے جب کہ بغیر توبہ کے مر جائے اور اسی طرح قول معتزلہ کا کہ وہ فاسق مخلد فی النار ہے اس واسطے کہ ان تمام گروہ مذکورین نے تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے اور جو اس کے مشابہ ہے اور جب کہ اس میں احتمال ہے ان تاویلوں کا جو ہم نے کیں تو دفع ہوئی حجت ان کی اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جو زنا کرے داخل ہوتا ہے اس وعید میں برابر ہے کہ شادی شدہ ہو یا کنوارا اور برابر ہے کہ مزنیہ اجنبی عورت ہو یا محرم اور نہیں شک ہے کہ وہ محرم کے حق میں فاحش تر ہے

اور بیوی والے سے اعظم ہے اور نہیں داخل ہے اس میں وہ چیز جس پر زنا کا نام بولا جاتا ہے لمس محرم اور تقبیل اور نظر سے اس واسطے کہ عرف شرعی میں اگرچہ ان گناہوں کا نام زنا ہے لیکن نہیں داخل ہیں اس میں اس واسطے کہ وہ صغیرے گناہوں میں سے ہیں کما مر تقریرہ اور اس حدیث میں ہے کہ جو چوری کی تھوڑی ہو یا بہت اور اسی طرح جو اچک لے داخل ہے وہ وعید میں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بعض علماء نے شرط کی ہے بیچ ہونے غصب کے کبیرہ گناہ یہ کہ ہو غصب کی گئی چیز نصاب یعنی جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور اسی طرح چوری میں اگرچہ نصاب سے کم سرقہ بھی حرام ہے اور اس حدیث میں تعظیم شان لینے حق غیر کے کا ہے ناحق یعنی کسی کا مال ناحق لینا بڑا بھاری گناہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس پر قسم کھائی اور نہیں قسم کھاتے حضرت ﷺ مگر اوپر ارادے تعظیم مقسم علیہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جو شراب پیئے داخل ہوتا ہے وعید مذکور میں برابر ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت اس واسطے کہ شراب پینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ جو مترتب ہوتا ہے اوپر شراب پینے کے گناہ سے خلل عقل سے فاحش تر ہے پینے اس چیز کے سے کہ نہیں متغیر ہوتی ہے اس سے عقل اور بنا بر اس قول کے کہ ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ کسی چیز کے اس سے اس واسطے کہ نقص کمال کے واسطے کئی مراتب ہیں بعض قوی تر ہیں بعض سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ لوٹنا کل حرام ہے یہاں تک کہ جس میں مالک اجازت دے مانند پھینکنے روپیوں پیسوں کے شادی بیاہ میں لیکن تصریح کی ہے نخعی اور حسن اور قتادہ نے کہ شرط حرام ہونے کی یہ ہے کہ بغیر اجازت مالک کے ہو اور تصریح کی ہے مالکیہ اور شافعیہ اور جمہور نے ساتھ کراہت اس کی کے اور مکروہ رکھا ہے اس کو اصحاب میں سے ابو مسعود بدری نے اور تابعین میں سے نخعی اور عکرمہ نے کہا ابن منذر نے اور نہیں مکروہ جانا انہوں نے اس کو جہت مذکورہ سے بلکہ اس واسطے کہ ایسی صورت میں لینا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے جس میں زیادہ زور ہو یا شرم کم ہو اور حجت پکڑی ہے حنفیہ نے اور جو ان کے موافق ہیں ساتھ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے مرفوع کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا ہے میں نے تم کو لشکر کی لوٹ سے اور بہر حال جو شادیوں میں لوٹ ہوتی ہے وہ منع نہیں اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے کہا ابن منذر نے کہ یہ حجت قوی ہے بیچ جواز لینے اس چیز کے جو نثار کی جاتی ہے شادیوں میں اور مانند اس کی میں اس واسطے کہ مباح کرنے والے کو ان کے حال کا اختلاف معلوم ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ لوٹنے میں ان کا حال مختلف ہے کوئی زور والا ہے کوئی کمزور جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کیا اور اس کی اجازت دی بیچ لینے گوشت اس اونٹ کے جس کو ذبح کیا تھا اور جو معنی اس میں ہیں وہ نثار میں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ — بیچ مارنے شراب خور کے

فائدہ: یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ متعین ہیں کوڑے اور شراب کے حرام ہونے کا بیان مفصل طور سے اول

اشربہ میں گزر چکا ہے۔

٦٢٧٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ.

٦٢٧٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مارا شراب میں چھڑیوں اور جوتوں سے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

فائدہ: اور روایت کی بیہقی نے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا سو اس کو دو چھڑیوں سے بقدر چالیس چھڑیوں کے ماریں پھر اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ لیا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زیادہ تر ہلکی حد اسی کوڑے ہیں تو حکم کیا ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے۔

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِي الْبَيْتِ

جس نے حکم کیا حد مارنے کا گھر میں یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ نہ ماری جائے حد پوشیدہ

فائدہ: اور البتہ وارد ہوا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے بیچ قصے اس کے بیٹے ابوشحمہ کے جب کہ اس نے مصر میں شراب پی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس کو گھر میں حد ماری کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا اور حاضر کیا اس کو مدینے میں اور اس کو لوگوں کے سامنے کھلم کھلی حد ماری روایت کیا ہے اس کو ابن سعد نے اور جمہور اہل علم اس پر ہیں کہ گھر میں حد مارنا کافی ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اوپر مبالغہ کرنے کے بیچ تادیب اپنے بیٹے کے نہ یہ کہ قائم کرنا حد کا نہیں صحیح ہے مگر کھلم کھلا۔ (فتح)

٦٢٧٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوْ بِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوْهُ قَالَ فَضَرَبُوْهُ فَكُنْتُ أَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ.

٦٢٧٦۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا گیا نعیمان یا ابن نعیمان اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے جو گھر میں تھے کہ اس کو ماریں سو انہوں نے اس کو مارا اور میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جوتے مارے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قائم کرنے حد کے مست پر اور اس کے نشے کی حالت میں اور یہی قول ہے بعض ظاہریہ کا اور جمہور اس کے برخلاف ہیں اور تاویل کی ہے انہوں نے حدیث کی ساتھ اس کے کہ مراد ذکر کرنا سبب ضرب کا ہے اور یہ کہ یہ وصف بدستور ہے بیچ حال مارنے اس کے اور تائید کی ہے انہوں نے اس کی معنی سے اور وہ یہ ہے کہ مقصود مارنے سے حد میں درد پہنچانا ہے تا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے باز رہنا اور حدیث میں حرام ہونا شراب کا ہے اور واجب ہونا حد کا اس کے پینے والے پر برابر ہے کہ تھوڑی شراب پی ہو یا بہت اور برابر ہے کہ نشہ لائے یا نہ۔

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ — چھڑیوں اور جوتوں سے مارنا یعنی شراب خور کو

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہے شرط کوڑے مارنا اور اختلاف ہے اس میں تین قول پر صحیح تر یہ قول ہے کہ جائز ہے مارنا کوڑوں کا اور صرف جوتوں اور چھڑیوں اور کپڑوں سے بھی مارنا جائز ہے بغیر کوڑوں کے دوسرا قول یہ ہے کہ متعین ہے کوڑے مارنا، تیسرا یہ قول ہے کہ متعین ہے ضرب اور حجت راجح کی یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا گیا اور نہیں ثابت ہوا منسوخ ہونا اس کا اور کوڑے مارنا اصحاب کے زمانے میں جاری ہوا سو دلالت کی اس نے اس کے جواز پر اور حجت دوسرے کی یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے ام میں کہا کہ اگر قائم کی جائے اس پر حد ساتھ کوڑوں کے اور مر جائے تو واجب ہے دیت سو برابر کیا اس کو اور اس کو جب کہ زیادہ ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ اصل ضرب بغیر کوڑوں کے ہے اور تصریح کی ہے کہ نہیں جائز ہے حد مارنا ساتھ کوڑوں کے اور تصریح کی ہے قاضی حسین نے ساتھ معین کرنے کوڑوں کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اس پر اجماع ہے اصحاب کا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں کہ اجماع ہے اوپر کفایت کرنے کے ساتھ چھڑیوں اور جوتوں اور کپڑوں کے اور صحیح تر جواز اس کا ہے ساتھ کوڑوں کے اور تنہا ہوا ہے وہ جس نے کہا کہ کوڑے شرط ہیں اور یہ قول غلط ہے مخالف ہے صحیح حدیثوں کے اور میانہ روی اختیار کی ہے بعض متاخرین نے سو معین کیا ہے اس نے کوڑوں کو واسطے سرکشوں کے اور جوتے اور کپڑے ضعیف لوگوں کے واسطے اور جو ان کے سوائے ہے جو ان کے لائق ہو اور یہ باوجہ ہے۔ (فتح)

٦٢٧٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ

٦٢٧٧۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان یا ابن نعیمان حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا اور حالانکہ وہ نشے میں تھا سو حضرت ﷺ پر دشوار گزرا اور حکم کیا ان لوگوں کو جو گھر میں تھے کہ اس کو ماریں سو انہوں نے چھڑیوں اور جوتوں سے مارا اور میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو مارا۔

سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَّضْرِبُوْهُ فَضَرَبُوْهُ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَكُنْتُ فِيْمَنْ ضَرَبَهٗ.

فائدہ: اور یہ حدیث مطابق ہے اور ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

٦٢٧٨۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ.

۶۲۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حد ماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب میں چھڑیوں اور جوتوں سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس چھڑیاں ماریں۔

٦٢٧٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوْهُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ.

۶۲۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مارو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے مارنے والا تھا اور بعض اپنے جوتے سے مارنے والا تھا اور بعض اپنے کپڑوں سے مارنے والا تھا پھر جب پھرے تو بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تجھ کو رسوا کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح مت کہو اس پر شیطان کی مدد نہ کرو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی پر شیطان کی مدد نہ کرو اور وجہ شیطان کی مدد کرنے کی یہ ہے کہ شیطان جو اس کو گناہ اچھا کر کے دکھلاتا ہے تو مراد شیطان کی اس سے یہ ہے کہ آدمی کو رسوائی حاصل ہو سو جب انہوں نے اس پر رسوائی کی بد دعا کی تو گویا کہ انہوں نے شیطان کا مقصود حاصل کیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ منع ہے بد دعا کرنا گنہگار پر ساتھ دور کرنے کے اللہ کی رحمت سے مانند لعنت کی۔ (فتح)

٦٢٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدِ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ

۶۲۸۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نہیں ہوں کہ قائم کروں حد کو کسی پر سو مر جائے سو میں غمگین ہوں مگر شراب خور اس واسطے کہ اگر وہ مر جائے تو میں اس کی دیت دوں یعنی اس کو جو اس کے قبض کرنے کا مستحق ہے اور یہ دینا اس واسطے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى أَحَدٍ فَيَمُوْتَ فَأَجِدَ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ.

ہے کہ حضرت ﷺ نے اس میں کوئی عدد معین مسنون نہیں کیا۔

فائدہ: فیموت مسبب ہے اقیم سے اور قول اس کا اجد مسبب ہے سبب اور مسبب دونوں سے اور قول اس کا الا صاحب الخمر یعنی لیکن میں غمگین ہوتا ہوں حد شراب خور کی سے جب کہ مر جائے اور ایک روایت میں ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جس پر ہم حد کو قائم کریں اور وہ مر جائے تو اس کے واسطے دیت نہیں مگر جس کو ہم شراب کی حد ماریں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو حد میں مارنے سے مر جائے اس کا بدلا نہیں یعنی اس کے قاتل پر مگر شراب کی حد میں سو علی رضی اللہ عنہ سے ہے جو پہلے گزرا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر کوڑے کے غیر چیز سے مارے تو اس پر بدلا نہیں اور کوڑے میں بدلہ ہے بعض نے کہا دیت اور بعض نے کہا قدر تفاوت اس چیز کا ہے کہ کوڑے کی مار اور غیر میں ہے اور دیت اس میں عاقلہ پر ہے۔ (فتح)

٦٢٨١۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمْرَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ إِلَيْهِ بِأَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِيْنَ حَتّٰى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ.

٦٢٨١۔ حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ہم لائے جاتے تھے شراب خور حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور ابتدا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے یعنی اول جانب میں سو کھڑے ہوتے ہم اس کی طرف اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے اور اپنی چادروں سے یعنی سو اس کو مارتے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اخیر ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے یہاں تک کہ جب لوگوں نے سرکشی کی اور فسق کیا تو اسی کوڑے مارے۔

فائدہ: اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ چالیس کوڑوں کو مقرر کرنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے بیچ آخر خلافت فاروق کے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور لکھنے اس کے کی طرف عمر رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسی کوڑوں کا حکم خلافت کے وسط میں تھا اس واسطے کہ خالد رضی اللہ عنہ ان کی خلافت کے وسط میں فوت ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ غایت کے جو اول مذکور ہے بدستور رہنا چالیس کا ہے سو نہیں ہے فا پیچھے آنے والی واسطے آخر خلافت کے بلکہ واسطے زمانے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور بیان اس چیز کے کہ واقع ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پس تقدیر یہ ہے کہ بدستور رہا مارنا چالیس کا اور مراد ساتھ غایت دوسری کے جو اس کے قول حتی اذا عتو میں تاکید ہے پہلی غایت کی یا بیان ہے اس چیز کا جو کی

عمر رضی اللہ عنہ نے بعد غایت اولیٰ کے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا درمیان ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں چالیس کوڑے مارے یہاں تک کہ جب سرکش ہوئے، الخ اور اس روایت میں اشکال نہیں اور مراد عتوا سے اوندھا ہونا ہے سرکشی میں اور مبالغہ کرنا فساد میں اور بیچ پینے شراب کے اس واسطے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے فساد اور فسقوا یعنی نکلے فرماں برداری سے اور یہ جو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی کوڑے ادنیٰ حدود ہے تو مراد اس سے وہ حدود ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں اور وہ حد زنا اور حد سرقہ اور حد قذف کی ہے اور یہ ہلکی تر ہے عقوبت میں اور کم تر ہے عدد میں اور روایت کی طحاوی نے اور بیہقی وغیرہ نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ شراب میں چالیس کوڑے مارتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی چالیس کوڑے مارتے تھے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عمر کو شام سے لکھا کہ بیشک لوگ شراب میں اوندھے پڑے ہیں اور اس کی سزا کو ہلکا جانتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اردگرد والوں سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے اور ان کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے مسجد میں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری رائے ہے کہ تو اس کو اسی کوڑے ٹھہرائے اس واسطے کہ جب وہ شراب پیتا ہے تو مست ہوتا ہے اور جب مست ہوتا ہے تو بکواس کرتا ہے اور جب بکواس کرے تو افترا کرتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب میں اسی کوڑے مارے اور حدیثیں اس باب میں مختلف آئی ہیں بعض روایتوں میں چالیس عدد کا ذکر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور بعض مطلق میں ان میں سے کسی عدد معین کی قید نہیں اور مسلم میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے اور سب سنت ہیں اور یہ یعنی چالیس کوڑے میرے نزدیک محبوب تر ہیں اس واسطے کہ اس میں جزم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور باقی حدیثوں میں کوئی عدد مذکور نہیں مگر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بقدر چالیس کے اور قصے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ اصحاب پہچانتے تھے کہ حد شراب پینے کی چالیس کوڑے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشورہ کیا انہوں نے اس امر میں کہ حاصل ہو اس سے باز رہنا زیادہ اس پر جو مقرر تھا اشارہ کرتا ہے طرف اس کی تصریح کرنا اس کا بعض طریقوں میں کہ انہوں نے ناچیز جانا ہے عقوبت کو سو ان کی رائے نے تقاضا کیا کہ اضافہ کریں حد مذکور پر بقدر اس کے یا اجتہاد سے بنا بر اس کے کہ حدود میں قیاس کا داخل ہونا جائز ہے سو ہو گی کل حد اور استنباط کیا انہوں نے نص سے معنی کو جو تقاضا کریں زیادتی کو حد میں نہ نقصان کو یا جس قدر انہوں نے زیادہ کیا حد مذکور پر بطور تعزیر کے تھا واسطے ڈرانے کے اس واسطے کہ جب شراب خور پہچانے گا کہ عقوبت سخت ہو گئی تو ہو گا قریب تر طرف باز رہنے کی سو احتمال ہے کہ اس کے ساتھ باز آ گئے ہوں اور رجوع کیا ہو امر نے طرف اس دستور کی کہ پہلے تھا یعنی چالیس سو علی رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا رجوع کرنے کو طرف حد منصوص کی اور اعراض کیا زیادتی سے واسطے منتفی ہونے سبب اس کے سے اور احتمال ہے کہ قدر زائد ان کے نزدیک خاص ہو ساتھ اس شخص کے جو متمرد اور

سرکش ہو اور ظاہر ہوں اس سے نشانیاں مشتہر ہونے کی ساتھ فجور کے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حدیث کے بعض طریقوں میں نزدیک دارقطنی وغیرہ کے ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ضعیف آدمی لایا جاتا تھا تو اس کو چالیس کوڑے مارتے تھے اور اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے بھی مارے اور اسی بھی مارے اور کہا مازری نے کہ اگر اصحاب سمجھتے کہ شراب میں کوئی حد معین ہے تو اس میں رائے سے نہ کہتے جیسا کہ اور حکموں میں انہوں نے رائے سے نہیں کہا سو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے اجتہاد سے حد ماری ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ حد معلوم کے سو واجب ہے پھرنا اس کی طرف اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو کہ جس چیز میں انہوں نے اجتہاد کیا تھا جو حد پر زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تعزیر ہے بنا بر اس قول کے کہ اجتہاد کیا انہوں نے حد معین میں واسطے اس چیز کے لازم آتی ہے اس سے مخالفت سے اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے عبید بن عمیر سے کہ دستور تھا کہ جو شراب پیتا اس کو اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے مارتے تھے پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ خوف کیا سو ٹھہرایا اس کو چالیس کوڑے پھر جب دیکھا کہ لوگ باز نہیں آتے تو ٹھہرایا اس کو اسی کوڑے اور کہا کہ یہ ہلکی تر حد ہے اور تطبیق درمیان حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جس میں تصریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور وہ سنت ہیں اور درمیان حدیث ان کی کے جو مذکور ہے باب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی حد معین مسنون نہیں کی ساتھ اس طور کے کہ نفی محمول ہے اس پر کہ آپ نے اسی کوڑے نہیں مارے یعنی نہیں مسنون کی کوئی چیز زائد چالیس سے اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ وہ فقط ایک چیز ہے جو ہم نے اپنی رائے سے کی یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف جو مشورہ دیا علی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور بنا بر اس کے پس قول اس کا کہ اگر مر جائے تو اس کی دیت دوں یعنی ان چالیس میں جو زائد ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بیہقی نے اور ابن حزم رحمہ اللہ نے اور احتمال ہے کہ ہو قول لم یسنہ یعنی نہیں مسنون کیا اسی کوڑوں کو واسطے قول اس کے دوسری روایت میں کہ وہ تو فقط ایک چیز ہے جو ہم نے از خود کی سو شاید علی رضی اللہ عنہ ڈرے اس چیز سے جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کی کہ مطابق نہ ہو اور خاص ہو وہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ انہوں نے اس کا مشورہ دیا تھا اور اس کے واسطے استدلال کیا تھا پھر ان کے واسطے ظاہر ہوا کہ کھڑے ہونا اس حکم پر جس پر امر پہلے تھا اولیٰ ہے سو اس کی ترجیح کی طرف رجوع کیا اور خبر دی کہ اگر وہ حد کو اسی کوڑوں سے قائم کریں اور مضروب مر جائے تو اس کی دیت دیں واسطے علت مذکورہ کے اور احتمال ہے کہ ہو ضمیر بیچ قول اس کے کہ لم یسنہ واسطے صفت ضرب کے اور ہونے اس کے ساتھ کوڑوں کے یعنی نہیں مسنون کیا حد مارنا کوڑوں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مارا جاتا ہے اس میں ساتھ جوتوں وغیرہ کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے اور کہا ابن حزم نے کہ حدیث ابو ساسان کی لائق تر ہے ساتھ قبول کرنے کے اس واسطے کہ تصریح کی گئی ہے اس میں ساتھ مرفوع ہونے حدیث کے علی رضی اللہ عنہ سے اور کہا ابن عبدالبر

نے کہ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی یعنی جو مذکور ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے زیادہ تر ثابت ہے سب حدیثوں سے اس باب میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ فعل عمر رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے شراب خور کو اسی کوڑے مارے اس پر کہ حد شراب کی اسی کوڑے ہیں اور یہ قول تینوں اماموں کا ہے اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ علیہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور دوسرا قول شافعی رحمہ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ شراب کی حد چالیس کوڑے ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور احمد سے بھی دونوں طرح روایت آئی ہے کہا قاضی عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ شراب میں حد واجب ہے اور اس کے انداز میں اختلاف ہے سو جمہور کا مذہب اسی کوڑے ہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے مشہور قول میں اور احمد نے ایک روایت میں اور ابوثور نے اور داؤد نے کہ چالیس کوڑے ہیں اور تابع ہوا ہے اس کی نقل اجماع پر ابن دقیق العید اور نووی اور جو اس کے تابع ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن منذر اور طبری وغیرہ نے حکایت کی ہے ایک گروہ اہل علم سے کہ شراب میں حد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں فقط تعزیر ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ احادیث باب کے اس واسطے کہ وہ ساکت ہیں تعیین عدد ضرب سے اور جواب یہ ہے کہ اجماع منعقد ہوا ہے بعد اس کے اوپر واجب ہونے حد کے اور یہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی بار میں شراب پینے والے کو قتل کیا تو یہ حدیث منسوخ ہے یعنی حکم قتل کا منسوخ ہے اور جو قائل ہے کہ حد شراب کی اسی کوڑے ہیں تو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اجماع کے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس واسطے کہ اصحاب کبار نے اس امر میں ان کی موافقت کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور فقط چالیس کوڑوں پر اقتصار کیا اس واسطے کہ وہی قدر ہے جس پر اتفاق کیا تھا اصحاب نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بسند اس انداز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کیا گیا اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے اول عمر رضی اللہ عنہ کو اسی کوڑوں کا مشورہ کیا تھا تو قصے کے سیاق سے ظاہر ہوا کہ مشورہ دیا تھا انہوں نے ان لوگوں کے واسطے جو اس میں ڈوبے تھے اس واسطے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ لوگوں نے عقوبت کو ناچیز جانا تھا اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے شافعیہ نے کہ کم تر حد شراب کی چالیس کوڑے ہیں اور جائز ہے اس میں زیادتی کرنا اسی تک بطور تعزیر کے اور نہ زیادہ کیا جائے اسی پر اور حاصل یہ ہے کہ حد شراب میں چھ قول ہیں اول قول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی حد معلوم نہیں ٹھہرائی بلکہ جو جس کے لائق ہوتا اس قدر اس کو مارتے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی حد چالیس کوڑے ہیں اور اس سے زیادہ مارنا جائز نہیں، تیسرا قول مثل اس کی ہے لیکن امام کو جائز ہے کہ اسی تک پہنچے اور یہ زیادتی حد میں داخل ہے یا تعزیر ہے یہ دو قول ہیں، چوتھا قول یہ ہے کہ شراب کی حد اسی کوڑے ہیں اور اس پر زیادتی جائز نہیں، پانچواں قول مثل اس کی ہے لیکن بقول تعزیر کے اسی پر زیادہ مارنا بھی جائز ہے اور ان سب اقوال پر کیا متعین ہے کوڑوں سے حد مارنا یا کسی اور چیز سے یا سب سے جائز ہے یہ اقوال ہیں، چھٹا قول یہ کہ اکثر شراب پیئے تو اس کو تین بار حد ماری جائے اور اگر

چوتھی یا پانچویں بار پیئے تو واجب ہے قتل کرنا اس کا اور یہ قول چھٹا بعید تر ہے اول قول سے اور یہ دونوں قول شاذ ہیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ بخاری رحمہ اللہ کی رائے اول قول ہے اس واسطے کہ اس نے عدد کا کوئی باب نہیں باندھا اور نہ صریح عدد میں کوئی چیز مرفوع روایت کی اور تمسک کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ حد شراب میں چالیس کوڑے مارنا جائز نہیں ساتھ اس کے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تحری کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوسو پایا اس کو چالیس کوڑے سو اس کے ساتھ عمل کیا اور نہیں معلوم ہوا کہ کسی نے ان کے زمانے میں ان کی مخالفت کی ہو سو اگر سکوت اجماع ہو تو یہ اجماع سابق ہے اس چیز پر جو واقع ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور تمسک کرنا اس کے ساتھ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کی سند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور اسی واسطے رجوع کیا ہے اس کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے سو کیا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے روبرو اور ان اصحاب کے روبرو جو اس وقت وہاں موجود تھے ان میں سے ہیں عبداللہ بن جعفر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما سو اگر سکوت اجماع ہو تو یہ اخیر ہے پس لائق ہے ترجیح اس کی اور تمسک کیا ہے اس نے جو چوتھی یا پانچویں بار میں قتل کرنے کا قائل ہے ساتھ اس چیز کے جو آئندہ باب میں آئے گی اور البتہ قرار پایا ہے اجماع اوپر ثابت ہونے حد شراب کے اور اس پر کہ نہیں ہے قتل بیچ اس کے اور بدستور رہا اختلاف چالیس اور اسی میں اور یہ خاص ہے ساتھ آزاد مسلمان کے اور بہر حال ذمی پس نہیں ہے حد بیچ اس کے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ نہ حد مارا جائے اور غلام کی حد آدھی ہے آزاد سے اور اکثر اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ آزاد اور غلام حد شراب میں برابر ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا یُکْرَہُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَإِنَّهُ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنَ الْمِلَّةِ

جو مکروہ ہے شراب خور کو لعنت کرنا اور یہ کہ وہ دین اسلام سے خارج نہیں

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف طریق تطبیق کے درمیان اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حدیث باب کی نہی لعنت اس کی سے اور درمیان اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حدیث اول باب کی کہ نہیں پیتا کوئی شراب اور حالانکہ وہ مومن ہو اور یہ کہ مراد اس سے نفی کمال ایمان کی ہے نہ یہ کہ وہ بالکل ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور تعبیر کی ساتھ کرامت کے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ نہی تنزیہ کے واسطے ہے اس کے حق میں جو مستحق لعنت کا ہو جب کہ مقصود لعنت کرنے والے کا اس سے محض گالی دینا ہو نہ جب کہ مقصود اس کا اصلی معنی اس کے ہوں اور وہ دور کرنا ہے اللہ کی رحمت سے سو اگر یہ مقصود نہ ہو تو حرام ہے خاص کر اس کے حق میں جو لعنت کا مستحق نہ ہو مانند اس شخص کی جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے خاص کر باوجود قائم کرنے حد کے اوپر اس کے بلکہ مستحب ہے اس کے واسطے دعا کرنا ساتھ توبہ اور مغفرت کے کما تقدم تقریرہ اور سبب اس تفصیل کے عدول کیا ترجمہ میں کراھۃ لعن شارب الخمر سے طرف اس کی ما یکرہ من سو اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف تفصیل کی اور بنا بر اس تقریر کے پس نہیں حجت ہے اس میں واسطے منع کرنے لعنت فاسق معین کے مطلق اور بعض نے کہا کہ منع خاص ہے ساتھ اس چیز

کے جو واقع ہو روبرو حضرت ﷺ کے تا کہ نہ وہم کرے شراب پینے والا وقت عدم انکار کے کہ وہ اس کا مستحق ہے سو اکثر اوقات ڈالتا ہے اس کے دل میں وہ چیز کہ قادر ہو ساتھ اس کے فتنے سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ شیطان کے مددگار نہ بنو اپنے بھائی پر اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق اس کے حق میں جس پر حد قائم کی جائے اس واسطے کہ حد نے گناہ کو اس سے اتار دیا ہے اور بعض نے کہا کہ منع ہے مطلق بیچ حق صاحب ذلت کے اور جواز مطلق بیچ حق مجاہرین کے اور صواب جانا ہے ابن منیر نے اس کو کہ منع ہے مطلق معین کے حق میں اور جائز ہے مطلق غیر معین کے حق میں اس واسطے کہ غیر معین کے حق میں زجر ہے تعاطی اس فعل کی سے اور معین کے حق میں ایذا ہے اس کے واسطے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی ایذا مسلمان کی سے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بد دعا کرنا معین آدمی پر جو متصف ہو ساتھ کسی چیز کے گناہوں سے سو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ حرام نہیں اور کاری گری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے لعنت کرنا اس کو جو گناہوں کے ساتھ متصف ہو بغیر اس کے کہ اس کے نام کو معین کیا جائے پس یہ جامع ہے دونوں مصلحت کو اس واسطے کہ معین آدمی کو لعنت کرنا اور اس پر بد دعا کرنا بھی باعث ہوتا ہے اس کو اوپر تمادی کے یا نا امید کرتا ہے اس کو قبول کرنے توبہ کے سے برخلاف اس کے جب کہ اس کو متصف کی طرف پھیرا جائے اس واسطے کہ اس میں زجر ہے اس گناہ کے کرنے سے اور باعث ہے اس کے فاعل کے واسطے اوپر ہٹ جانے کے اس گناہ سے۔ (فتح)

۶۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ

۶۲۸۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مرد کا نام عبداللہ تھا اور اس کا لقب حمار تھا یعنی گدھا اور وہ حضرت ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور البتہ حضرت ﷺ نے اس کو شراب پینے میں کوڑے مارے تھے سو وہ ایک دن حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ حد مارنے اس کے سو اس کو حد ماری گئی تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ الٰہی! اس کو لعنت کر کیا اکثر لایا جاتا ہے یعنی کیا اکثر شراب پیتا ہے اور کیا اکثر مارا جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لعنت نہ کرو سو قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

فائدہ: حضرت ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا یعنی کہتا تھا حضرت ﷺ کے روبرو دیا کرتا وہ چیز جس سے حضرت ﷺ ہنستے ایک روایت میں ہے کہ نہ داخل ہوتی مدینے میں کوئی چیز عجوبہ مگر کہ وہ اس میں سے خریدتا پھر آتا اور کہتا یا حضرت! میں نے یہ آپ کو تحفہ دیا پھر جب اس کا مالک تقاضا کرنے کو اس کے پاس آتا اس کی قیمت مانگنے کو تو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لاتا اور کہتا کہ اس کو قیمت دیجیے تو حضرت ﷺ فرماتے کہ کیا تو نے وہ چیز مجھ کو تحفہ نہیں دی؟ تو وہ کہتا کہ میرے پاس کچھ نہیں سو حضرت ﷺ ہنسنے لگتے اور اس کے مالک کو اس کی قیمت دلواتے اور یہ جو کہا فی الشراب یعنی بہ سبب پینے اس کے شراب سکر کو اور یہ جو کہا فجلد تو ایک روایت میں ہے کہ جوتے سے پیٹا گیا بنا بر اس کے پس معنی قول اس کے فجلد یعنی مارا گیا ایسی ضرب جو اس کے چمڑے کو پہنچی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہی ہے وہ شخص جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اول باب میں مذکور ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فوائد ہیں جائز ہونا لقب کا ہے وقد تقدم القول فيه في الادب اور یہ محمول ہے اس جگہ اس پر کہ وہ اس کو برا نہ جانتا تھا اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مرتکب کبیرے گناہ کا کافر ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے اس کے لعنت کرنے سے اور امر ساتھ دعا کرنے کے اس کے واسطے اور یہ کہ نہیں ہے منافات درمیان ارتکاب نہی کے اور ثبوت محبت اللہ اور رسول کے بیچ دل مرتکب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ مرد مذکور اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے باوجود اس چیز کے کہ اس سے صادر ہوئی اور یہ کہ جس سے گناہ مکرر ہو اس سے اللہ اور رسول کی محبت نہیں کھینچی جاتی اور اس سے لی جاتی ہے تاکید اس چیز کی جو پہلے گزری کہ نفی ایمان کی شراب خور سے جو وارد ہوئی ہے تو نہیں ہے مراد اس سے دور ہونا ایمان کا بالکل بلکہ مراد اس سے نفی اس کے کمال کی ہے اور احتمال ہے کہ ہو بدستور رہنا محب اللہ اور اس کے رسول کی کا بیچ دل گناہ کرنے والے کے مقید ساتھ اس کے جب کہ پشیمان ہو اور پچھتائے اوپر واقع ہونے گناہ کے اور قائم کی جائے اس پر حد پس دور کرے اس سے گناہ مذکور کو برخلاف اس کے جس سے یہ واقع نہ ہو اس واسطے کہ ڈر ہے اس پر ساتھ مکرر ہونے گناہ کے یہ کہ مہر کی جائے اس کے دل پر یہاں تک کہ اس سے ایمان چھین لیا جائے نسأل الله العافية والعفو اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ چوتھی یا پانچویں بار میں قتل کرنے کا حکم منسوخ ہے اس واسطے کہ ذکر کیا ابن عبدالبر نے کہ وہ پچاس بار سے زیادہ لایا گیا تھا اور کہا ترمذی نے کہ نہیں جانتے ہم اہل علم میں اختلاف پہلے زمانے میں اور نہ پچھلے زمانے میں بیچ اس کے اور کہا اہل علم نے کہ اول اسلام میں یہ حکم تھا پھر منسوخ کیا گیا ساتھ احادیث ثابتہ کے اور اجماع اہل علم کے مگر جو شاذ ہیں۔ (فتح)

٦٢٨٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ

۶۲۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مست آدمی حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا یعنی جو شراب سے مست

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ فَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَّضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مَا لَهُ أَخْزَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى أَخِيْكُمْ.

تھا تو حضرت ﷺ اس کے مارنے کو اٹھے سو ہم میں سے بعض اس کو اپنے ہاتھ سے مارتا تھا اور بعض اپنی جوتی سے مارتا تھا اور بعض اپنے کپڑے کے کنارے سے پھر جب پھرے تو ایک مرد نے کہا کیا ہے اس کے واسطے اللہ اس کو رسوا کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بنو شیطان کے مدد گار اپنے بھائی پر۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ ظاہر اس حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ مجرد نشہ واجب کرتا ہے حد کو اس واسطے کہ فاعلت کے واسطے ہے اور نہیں تفصیل کی ہے کہ وہ انگور کے پانی سے مست ہوا تھا یا اس کے غیر سے اور نہ یہ تفصیل کی کہ اس نے تھوڑی شراب پی یا بہت سو اس میں حجت ہے واسطے جمہور کے کوفیوں پر تفرقہ میں۔ (فتح)

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ — چور جب کہ چوری کرتا ہے

٦٢٨٤۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

۶۲۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ مومن ہو اور نہیں چوری کرتا چور جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہو۔

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ — چور کو لعنت کرنا جب کہ اس کا نام نہ لیا جائے

فائدہ: یعنی جب کہ نہ معین کیا جائے واسطے اشارہ کرنے کے طرف تطبیق کے درمیان نہی کے لعنت شراب خور سے اور درمیان حدیث باب کے کہا ابن بطال نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لائق ہے عیب کرنا گناہ والوں کو اور اور ان کو روبرو لعنت کرنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لعنت کی جائے مجمل طور سے کہ جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے تا کہ ہو روکنے والا ان کو اور زجر کرنے گناہ کے سے اور نہ ہو معین کے واسطے تا کہ نا امید نہ ہو جائے سو اگر مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے تو یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا شراب خور کے لعنت کرنے سے اور فرمایا کہ اس پر شیطان کی مدد نہ کر بعد قائم کرنے حد کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٦٢٨٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

۶۲۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ قَالَ الْأَعْمَشُ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهٗ بَيْضُ الْحَدِيْدِ وَالْحَبْلُ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهٗ مِنْهَا مَا يَسْوِیْ دَرَاهِمَ.

نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے چور پر کہ انڈا یا خود چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، اعمش راوی نے کہا کہ گمان کرتے تھے کہ مراد اس سے لوہے کا انڈا ہے یعنی خود اور دیکھتے تھے کہ ان میں سے بعض رسے چند درہموں کے برابر ہوتے ہیں۔

فائدہ: وجہ حدیث کی اور تاویل اس کی ذم چوری کی اور توہین فعل چور کے کی ہے اور ڈرانا بدانجام اس کے سے اس چیز میں کہ کم ہو مال سے اور بہت گویا کہ فرمایا کہ چرانا تھوڑی چیز کا جس کی کوئی قیمت نہ ہو مانند خود کہنہ اور رسی پرانی کی جس کی کوئی قیمت نہ ہو جب کہ اس کو کرنے لگے اور اس کی ہمیشہ عادت ہو جائے تو نہیں امن میں ہے اس سے کہ یہ اس کو زیادہ چیز کے چرانے کی طرف نوبت پہنچائے یعنی جب تھوڑی چیز کے چرانے کی عادت ہو گئی تو پھر رفتہ رفتہ بڑی چیز کو چرائے گا یہاں تک کہ پہنچے گا اس قدر کو جس میں ہاتھ کاٹا جاتا سو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا سو گویا کہ فرمایا پس چاہیے کہ ڈرے اس فعل اور بچے اس سے پہلے اس سے کہ مالک ہو اس پر عادت تا کہ سلامت رہے بد عاقبت اس کی سے اور کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے خوارج نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے ہاتھ کاٹنا تھوڑی چیز میں اور بہت میں اور نہیں حجت ہے ان کے واسطے بیچ اس کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے پھر اللہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ نہیں آتا ہے ہاتھ کٹنا مگر چوتھائی دینار میں پس یہ بیان ہے مجمل چیز جو آیت میں ہے پس واجب ہے پھرنا اس کی طرف اور قول اعمش کا کہ مراد بیضہ سے خود ہے اور رسی کشتی کی تو یہ تاویل بعید ہے اور بعض نے کہا کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ چور چراتا ہے بڑی چیز کو تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور چراتا ہے حقیر چیز کو سو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے سو گویا کہ یہ عاجز کرنا ہے اس کے واسطے اور ضعیف کرنا ہے اس کے اختیار کا اس واسطے کہ اس نے بیچا اپنے ہاتھ کو تھوڑے مال اور بہت سے اور کہا داؤدی نے قول حضرت ﷺ کا لعن اللہ احتمال ہے کہ ہو خبر تا کہ باز رہے جو اس کو سنے چوری سے اور احتمال ہے کہ دعا ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے حقیقت لعنت کی نہ ہو بلکہ فقط نفرت دلانا مراد ہو کہا طیبی نے شاید مراد اس جگہ لعنت سے اہانت اور خواری ہے فی الجملہ پس حمل کرنا اس کا معین پر اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ کی لعنت گنہگاروں کے واسطے گناہوں کے واقع ہونے سے پہلے تحذیر ہوتی ہے پھر جب واقع ہوں تو ان کے واسطے بخشش مانگتے ہیں اور توبہ کی دعا کرتے ہیں اور کہا عیاض نے کہ نہیں لائق ہے کہ التفات کیا جائے اس چیز کی طرف جو

وارد ہوئی ہے کہ مراد بیضہ سے بیضہ کو ہے کا ہے اور مراد رسی سے رسی کشتی کی ہے اس واسطے کہ ایسی چیز کی قدر و قیمت ہوتی ہے اس واسطے کہ سیاق کلام کا تقاضا کرتا ہے اس شخص کی مذمت کو جو تھوڑی چیز چرائے نہ بہت اور حدیث تو فقط وارد ہوئی ہے واسطے تعظیم اس شخص کے جو قصور کرے اپنی جان پر جو موجب حد ہو ساتھ اس چیز کے جس کی قیمت کم ہو نہ بہت اور صواب تاویل اس کی میں وہ چیز ہے جو گزری تقلیل امر اس کے سے اور توہین فعل اس کے سے اور یہ اگر اس قدر میں اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے تو رفتہ رفتہ جاری ہوگی عادت اس کی ساتھ اس چیز کے کہ زیادہ ہے اس سے۔ (فتح)

بَابُ الْحُدُوْدِ كَفَّارَةٌ

حدود کفارہ ہیں گناہ کا

٦٢٨٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ.

٦٢٨٦ـ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجلس میں بیٹھے تھے سو فرمایا کہ تم مجھ سے بیعت کرو اس پر کہ نہ شریک کرو اللہ کا کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور اس تمام آیت کو پڑھا یعنی ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ الآیۃ سو تم میں سے جس نے عہد پورا کیا تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا یعنی کوئی گناہ موجب حد کیا پھر اس کے بدلے دنیا میں سزا دیا گیا تو وہ اس کا کفارہ ہوا اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اللہ نے اس کا عیب چھپایا تو وہ اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو بخشے چاہے تو عذاب کرے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ داخل ہے بیچ عموم قول اس کے مشرک یا وہ مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ مشرک جب عقاب کیا جائے اوپر شرک کے تو یہ اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا بلکہ زیادتی ہے اس کی عبرت میں، میں کہتا ہوں اور اس میں کچھ اختلاف نہیں اور زنا جمہور کے نزدیک اللہ کا حق ہے اور یہ غفلت ہے ابن عربی کی اس واسطے کہ اس میں مزنیہ عورت کے لوگوں کا بھی حق ہے اس واسطے کہ لازم آتی ہے اس سے عار اس کے باپ اور خاوند وغیرہ پر اور محصل یہ ہے کہ کفارہ خاص ہے ساتھ حق اللہ کے سوائے حق آدمی کے ان سب باتوں میں۔ (فتح)

بَابُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِيْ حَدٍّ أَوْ حَقٍّ

مسلمان کی پیٹھ نگاہ رکھی گئی ہے ایذا اور تکلیف سے مگر حد میں یا حق میں

فائدہ: یعنی نہ مارا جائے اور نہ ذلیل کیا جائے مگر بطورِ حد کے یا تعزیر کے واسطے ادب دینے کے اور یہ ترجمہ لفظ

ایک حدیث کا ہے لیکن چونکہ وہ اس کی شرط پر نہیں اس واسطے اس کو باب میں وارد نہیں کیا۔

٦٢٨٧۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا أَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا شَهْرُنَا هٰذَا قَالَ أَلَا أَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا بَلَدُنَا هٰذَا قَالَ أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا أَلَا يَوْمُنَا هٰذَا قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يُجِيْبُوْنَهُ أَلَا نَعَمْ قَالَ وَيْحَكُمْ أَوْ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٢٨٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا خبردار ہو کون سا مہینہ ہے جس کا تم بڑا ادب جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا خبردار ہم اس مہینے کو بڑے ادب والا جانتے ہیں فرمایا خبردار ہو تم کس شہر کو بڑے ادب والا جانتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا خبردار ہم اپنے اس شہر کو بڑے ادب والا جانتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو تم کس دن کو بڑے ادب والا جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا خبردار ہم اس دن کو بڑے ادب والا جانتے ہیں فرمایا سو بیشک اللہ نے تم پر حرام کیے ہیں تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں مگر ان کے حق سے جیسے تمہارے اس دن کو ادب ہے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں خبردار ہو میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا ہر بار لوگ آپ کو جواب دیتے خبردار ہاں فرمایا تم کو خرابی میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تمہارا بعض بعض کی گردن مارے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری کتاب الفتن میں ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالْإِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

قائم کرنا حدود اللہ کا اور بدلہ لینا اللہ کی حرمتوں کا

٦٢٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ فَإِذَا كَانَ

٦٢٨٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار دیے گئے حضرت ﷺ کوئی دو کاموں میں مگر کہ ان میں آسان تر کو اختیار کیا جب تک گناہ نہ ہوتا پھر جب گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ تر اس سے دور ہوتے قسم ہے اللہ کی نہیں بدلہ لیا حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کسی چیز

الْإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ قَطُّ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ.

میں جو آپ کی طرف لائی جاتی کبھی یہاں تک کہ اللہ کی حرمتیں پھاڑی اور توڑی جاتیں سو اللہ کے واسطے بدلہ لیتے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ اختیار دینا نہیں ہے اللہ کی طرف سے اس واسطے کہ اللہ نہیں اختیار دیتا اپنے رسول کو ان دو کاموں میں کہ ان میں سے ایک گناہ ہو مگر یہ کہ ہو دین میں اور ایک کا انجام گناہ ہو مانند غلو کی کہ وہ مذموم ہے جیسے آدمی اپنے نفس پر کوئی چیز مشکل واجب کرے عبادت سے پھر اس سے عاجز ہو اسی واسطے منع کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو درویش ہونے سے اور اولیٰ یہ ہے کہ یہ دنیا کے کاموں میں ہے اس واسطے کہ دنیا کے بعض کام گناہ کی طرف پہنچاتے ہیں بہت اور اور قریب تر یہ ہے کہ تخییر کا فاعل آدمی ہے اور وہ ظاہر ہے خاص کر جب کہ صادر ہو کافر سے۔ (فتح)

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

قائم کرنا حد کا شریف اور خسیس پر

۶۲۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ الشَّرِيْفَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

۶۲۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کلام کیا حضرت ﷺ سے ایک عورت کے حق میں یعنی اس کی سفارش کی کہ اس کو حد نہ ماری جائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی نے تو ہلاک کر ڈالا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے کہ بیشک وہ قائم کرتے تھے حد کو غریب اور خسیس پر اور چھوڑ دیتے شریف کو بے حد قائم کیے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا اسود کی بیٹی قریش زادی تھی اس نے چوری کی لوگوں نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اس کی سفارش کروائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی سزا مقرر کی ہوئی میں سفارش کرتے ہو تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور کسی کی سفارش نہ مانی پھر اس کے بعد اس کا ہاتھ کٹوا ڈالا معلوم ہوا کہ شرع میں کسی کی رعایت نہ چاہیے اگلی امتیں اسی کے سبب سے ہلاک ہوئیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

مکروہ ہے سفارش کرنا حد میں جب کہ بادشاہ کی طرف پہنچائی جائے

فائدہ: مقید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس چیز کو کہ باب کی حدیث میں مطلق ہے اور نہیں ہے اس میں قید صریح اور

شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح وارد ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ اس نے اس میں سفارش کی نہ سفارش کر اللہ کی حد میں اس واسطے کہ جب حدیں میرے پاس پہنچیں تو ان کے واسطے ترک کرنا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ معاف کرو حدوں کو اپنے درمیان سو جو حد میرے پاس پہنچی وہ واجب ہوئی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی سفارش مانع ہوئی کسی حد کو اللہ کی حدوں سے تو مقابلہ کیا اس نے اللہ کے حکم کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شریفوں کی لغزشوں اور قصوروں سے درگزر کرو مگر حدوں میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جائز ہونا سفارش کا اس چیز میں کہ تقاضا کرے تعزیر کو اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر وغیرہ نے اس میں اتفاق اور داخل ہیں اس میں تمام حدیثیں جو وارد ہیں بیچ ندب عیب چھپانے مسلمان کے اور وہ محمول ہیں اس پر جب تک امام تک نہ پہنچیں۔ (فتح)

٦٢٩٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا.

٦٢٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ غمگین اور فکر مند کیا قریش کو مخزومی عورت نے جس نے چوری کی تھی تو انہوں نے کہا کہ کون ہے جو حضرت ﷺ سے کلام کرے اور کون ہے جو اس پر جرأت کرے بجز اسامہ رضی اللہ عنہ کے جو حضرت ﷺ کے پیارے ہیں سو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اس کی سفارش کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو اللہ کی حد مقرر کی ہوئی میں سفارش کرتا ہے؟ پھر حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا اے لوگو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسی نے گمراہ کیا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی شریف اور رئیس چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اس پر حد قائم نہ کرتے اور جب ان میں کوئی غریب بیچارہ چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے اور قسم ہے اللہ کی اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کی بیٹی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔

فائدہ: اهمتهم المراة یعنی کھینچا اس نے ان کی طرف غم کو یعنی ان کو رنج اور تشویش میں ڈالا اور ایک روایت میں

ہے شان المرأۃ یعنی اس کے امر نے جو چوری سے متعلق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب اس عورت نے چوری کی تو ہم نے اس کو بھاری جانا اور سبب ان کے بھاری جاننے کا یہ تھا کہ وہ ڈرے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے اس واسطے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ اللہ کی حد میں رخصت نہیں دیتے اور اسلام سے پہلے بھی چور کا ہاتھ کاٹنا ان کے نزدیک معلوم تھا پھر قرآن میں اسی کے مطابق حکم اترا اور بدستور حکم جاری رہا اور وہ چوری یہ تھی کہ اس نے حضرت ﷺ کے گھر سے ایک چادر چرائی تھی اور ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا دستور تھا کہ بطور عاریہ کے اسباب لیتی پھر اس سے انکار کرتی کہ میں نے نہیں لیا تو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے ہاتھ کاٹنے کا اور ایک لفظ یہ ہے کہ اس نے زیور عاریت لیا تھا اور علماء کو اس میں اختلاف ہے سو اس کے ظاہر کو لیا ہے احمد نے مشہور روایت میں اور مدد کی ہے اس کی ابن حزم رحمہ اللہ نے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ عاریت یعنی مانگی چیز کے انکار کرنے میں ہاتھ کاٹنا نہیں آتا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے کہ ارجح روایت یہ ہے کہ اس نے چوری کی تھی اس واسطے جس حدیث میں عاریت کا ذکر ہے اس کے اخیر میں یہ ہے کہ اگر فاطمہ چوری کرتی اس واسطے کہ اس میں دلالت قطعی ہے کہ اس نے چوری کی تھی ورنہ چوری کا ذکر لغو ہو جاتا اور نیز اس واسطے کہ اگر عاریت کے انکار میں ہاتھ کاٹا جائے تو البتہ واجب ہو ہاتھ کاٹنا ہر شخص کا جو انکار کرے کسی چیز سے جو اس پر ثابت ہو اگرچہ بطور عاریت کے نہ ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں جائز ہے ہاتھ کاٹنا امانت میں خیانت کرنے والے پر اور نہ مختلس پر اور نہ اچک لینے والے پر اور مختلس وہ ہے جو چرائے اس چیز کو جو حرز اور حفاظت میں نہ ہو اور یہ حدیث قوی ہے روایت کیا ہے اس کو اربعہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابوعوانہ اور ترمذی نے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہاتھ کاٹنا آتا مختلس پر مگر جو منقول ہے ایاس سے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہے قطع خیانت کرنے والے پر اور نہ اچک لینے والے پر مگر یہ کہ راہ زن ہو اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ عاریت سے انکار کرنا چوری میں داخل ہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے کہ حضرت ﷺ سے کلام کرے؟ یعنی جو حضرت ﷺ کے پاس اس کی سفارش کرے کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بطور معاف کرنے کے یا ساتھ بدلہ لینے کے اور یہ جو کہا اور کون جرأت کرے اس پر تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے قالوا یعنی قریش نے کہا کون ہے جو اس پر جرأت کرے اس واسطے کہ جس نے استفہام کیا تھا ساتھ قول اپنے کے من یکلم وہ اور شخص تھا اور جس نے جواب دیا تھا ساتھ قول اپنے کے من یجترئ وہ اور شخص تھا اور کہا طیبی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں جرأت کرتا حضرت پر ہیبت کے سبب سے کوئی مگر اُسامہ رضی اللہ عنہ کہ وہ اس پر جرأت کر سکتا ہے اور اتشفع میں ہمزہ واسطے استفہام انکاری کے ہے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں منع کرنا سفارش کا حدود میں جب کہ مقدمہ حاکم کے پاس پہنچے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ سفارش کرنی گنہگاروں اور قصور

واروں کے حق میں بہتر ہے جب تک کہ حاکم کے پاس نہ پہنچیں اور یہ کہ جب بادشاہ کے پاس مقدمہ پہنچے تو واجب ہے اس پر حد قائم کرنا اور فرق کیا ہے مالک نے کہ جو معروف ہو ساتھ تکلیف دینے لوگوں کے اور جو نہ معروف ہو کہ اول کے واسطے مطلق سفارش نہ کی جائے برابر ہے کہ حاکم کے پاس پہنچے یا نہ اور جو اس کے ساتھ معروف نہ ہو تو نہیں ہے کوئی مضائقہ یہ کہ سفارش کی جائے اس کے واسطے پہلے اس سے کہ حاکم کے پاس پہنچے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث باب کے اس شخص نے جس نے واجب کیا ہے قائم کرنا حد کا قاذف پر جب کہ حاکم کے پاس پہنچے اگرچہ مقذوف معاف کر دے اور یہ قول حنفیہ اور اوزاعی اور ثوری کا ہے اور کہا مالک اور شافعی اور ابو یوسف نے کہ جائز ہے معاف کرنا مطلق اور ساقط ہو جاتی ہے ساتھ اس کے حد اس واسطے کہ اگر حاکم پائے اس کو بعد معاف کرنے مقذوف کے تو جائز ہے کہ قائم کرے گواہوں کو ساتھ صدق قاذف کے سو ہوگا یہ شبہ قوی اور اس حدیث میں ہے کہ داخل ہیں عورتیں ساتھ مردوں کے چوری کی حد میں اور یہ کہ چور کی توبہ قبول ہے اور اس میں فضیلت ہے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا رتبہ تھا اس واسطے کہ قصے میں اشارہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت ہیں اس باب میں اور نہیں لیا جاتا ہے اس سے کہ وہ افضل ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واسطے کہ منجملہ مناسبت سے ہے یہ کہ اس چوری کرنے والی عورت کا نام ان کے نام کے موافق پڑا اور اس سے مساوات کی نفی نکلتی ہے اور اس حدیث میں ترک کرنا محبت کا ہے بیچ قائم کرنے حد کے اس شخص پر جس پر واجب ہو اور اگرچہ اولاد ہو یا قرابتی یا بڑے قدر والا اور تشدید بیچ اس کے اور انکار اس شخص پر جو اس میں رخصت دے یا تعرض کرے واسطے سفارش کے جس پر حد واجب ہو اور اس میں ضرب المثل ہے ساتھ بڑے قدر والے کے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ زجر کے فعل سے اور لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا اخبار کا امر مقدر سے جو فائدہ دے فی قطع کو امر محقق سے اور اس میں جائز ہونا توجع کا ہے یعنی آہ کرنا اس کے واسطے جس پر حد قائم کی جائے بعد قائم کرنے حد کے اوپر اس کے یعنی کہنا کہ اللہ اس پر رحم کرے اور اس حدیث میں عبرت لینا ہے پہلی اُمتوں کے احوال سے خاص کر جو شرع کے امر کی مخالفت کرے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا﴾ وَفِیْ كَمْ يُقْطَعُ.

اللہ نے فرمایا کہ جو مرد چوری کرے اور عورت چوری کرے سو دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اور کس قدر میں ہاتھ کاٹا جائے؟

فائدہ: اس آیت میں ہاتھ مطلق ہے کوئی ہو لیکن اجماع ہے اس پر کہ مراد دایاں ہاتھ ہے اگر موجود ہو اور اگر جان بوجھ کر یا چوک کر بایاں ہاتھ کاٹا جائے تو کیا کفایت کرتا ہے اس میں اختلاف ہے اور مقدم کیا گیا سرد اس آیت میں اور مؤخر کیا گیا زنا کی آیت میں واسطے وجود سرقہ کے غالبا مردوں میں اور اس واسطے کہ بعث زنا کا عورتوں میں اکثر

ہے اور اس واسطے کہ عورت سبب ہے بیچ واقع ہونے زنا کے اس واسطے کہ ہیں حاصل ہوتا ہے زنا غالبا مگر عورت کی رضا مندی سے اور سرقہ کے معنی ہیں لینا غیر کے مال کا چھپ کر اور شرط کی ہے اس میں جمہور نے حرز یعنی حفاظت میں ہونا اور کہا ابن بطال نے کہ حرز مستفاد ہے سرقہ کے معنی سے یعنی لغت میں کہا مازری نے کہ نگاہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے مالوں کو ساتھ واجب کرنے قطع چرانے والے ان کے اور خاص کیا سرقہ کو واسطے قلیل ہونے اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے انتہاب اور غضب سے اور سخت کی اس کی سزا تا کہ ہو ابلغ زجر میں اور اگر ہاتھ کی دیت چوتھائی دینار کی ہوتی تو لوگ آپس میں بہت ہاٹ کاٹ ڈالتے اور اگر نصاب ہاتھ کاٹنے کی پانچ سو اشرفی ہوتی تو لوگوں کے بہت مال چرائے جاتے سو دونوں جانب میں اللہ کی حکمت ہے اور دونوں جانب میں بچاؤ ہے۔ (فتح)

وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ

اور ہاتھ کاٹا علی رضی اللہ عنہ نے چور کا پہنچے سے

فائدہ: اور اختلاف ہے ہاتھ کی حقیقت میں سو بعض نے کہا کہ اول اس کا مونڈھے سے ہے اور بعض نے کہا کہ کہنیوں سے اور بعض نے کہا کہ ہتھیلی سے اور بعض نے کہا کہ انگلیوں کی جڑ سے سو حجت اول کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اس کو ہاتھ کہتے ہیں اور دوسرے قول سے ہے آیت وضو کی ﴿وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ اور تیسرے قول سے ہے آیت تیمم کی اول قول خوارج کا ہے اور دوسرے کا کوئی قائل نہیں سرقہ میں اور تیسرا قول جمہور کا ہے یعنی پہنچے سے ہاتھ کاٹنا اور بعض نے اس میں اجماع نقل کیا ہے اور چوتھا قول منقول ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور باعتبار اس اختلاف کے واقع ہوا ہے اختلاف بیچ محل قطع کے سو قائل ہیں ساتھ قول اول کے خوارج اور حجت پکڑی گئی ہے ان پر ساتھ اجماع سلف کے اوپر خلاف قول ان کے اور الزام دیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کو ساتھ اس کے کہ قائل ہوں اس کے کہ کہنیوں سے ہاتھ کاٹا جائے واسطے قیاس کرنے کے وضو پر اور اسی طرح تیمم نزدیک ان کے کہا اس نے اور یہ اولیٰ ہے قیاس ان کے سے قدر مہر کو اوپر نصاب سرقہ کے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے قول شاذ اور حجت جمہور کی لینا کم تر اس چیز کو ہے کہ بولا جائے اوپر اسم اس واسطے کہ ہاتھ چوری کرنے سے پہلے حرمت والا تھا سو جب آئی نص ساتھ قطع کرنے ہاتھ کے اور وہ بولا جاتا ہے ان معنوں پر تو واجب ہے کہ نہ چھوڑی جائے یقینی چیز اور وہ حرام ہونا اس کا ہے مگر ساتھ یقینی کے اور وہ کاٹنا ہے ہتھیلی سے۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ فِي امْرَاَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ اِلَّا ذٰلِكَ

اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کے حق میں جس نے چوری کی تھی سو اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا نہیں مگر یہ یعنی اب اس کا دایاں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ذکر اس کے کہ اصل یہ ہے کہ چور کا اول دایاں ہاتھ کاٹا جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور نقل کیا ہے اس میں عیاض نے اجماع اور تعقب کیا گیا ہے ہاں البتہ شاذ ہے وہ شخص جو قائل ہے

کہ جب بایاں ہاتھ کاٹا جائے تو مطلق کفایت کرتا ہے جیسا کہ ظاہر قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور کہا مالک نے کہ اگر جان بوجھ کر ہو تو واجب ہے قصاص کاٹنے والے پر اور واجب ہے کاٹنا دائیں ہاتھ کا اور چوک کر ہو تو واجب ہے دیت اس کی اور کفایت کرتا ہے سارق سے اور اسی طرح کہا ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو قول ہیں چوتے میں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے حق میں جو چوری کرے اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے پھر دوبارہ چوری کرے سو کہا جمہور نے کہ اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے پھر اگر چوری کرے تو بایاں ہاتھ پھر اگر چوری کرے تو دائیاں پاؤں اور حجت پکڑی گئی ہے ان کے واسطے ساتھ آیت محاربہ کے اور ساتھ فعل اصحاب کے اور یہ کہ انہوں نے آیت سے سمجھا کہ وہ ایک بار میں ہے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو دوسری بار پھر اس پر کاٹنا واجب ہے پھر اگر پانچویں بار چوری کرے تو تعزیر دیا جائے اور بعض نے کہا کہ قتل کیا جائے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ پانچویں بار قتل کرنا منسوخ ہے اور بعض نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ نہ چھوڑا جائے آدمی چوپائے کی طرح کہ اس کا کوئی ہاتھ نہ ہو جس سے کھائے اور استنجاء کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تیسری بار کاٹنے کا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو مار اور قید کر اور یہ قول نخعی اور شعبی اور اوزاعی اور ثوری اور ابوحنیفہ کا ہے۔ (فتح)

٦٢٩١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٦٢٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے ہاتھ چور کا چوتھائی دینار یا زیادہ میں۔

٦٢٩٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ.

٦٢٩٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ چوتھائی دینار میں۔

٦٢٩٣۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى

٦٢٩٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ چوتھائی دینار میں۔

بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ.

فائدہ: دینار ساڑھے چار ماشے سونے کی ہوتی ہے تو اس کی چوتھائی ایک ماشہ اور ایک رتی ہوئی یعنی ایک ماشہ اور ایک رتی سونے کے برابر یا اس سے زیادہ مال چرانے تب اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور اگر اس سے کم چرائے تو نہ کاٹا جائے اور کہا طحاوی نے کہ اس حدیث میں حجت نہیں اس واسطے کہ عائشہ رٹائٹھا نے خبر دی کہ اس چیز سے جس میں ہاتھ کاٹا گیا سو احتمال ہے کہ عائشہ رٹائٹھا نے خود اس وقت اپنی رائے سے اس چیز کی قیمت یہ ٹھہرائی ہو یعنی عائشہ رٹائٹھا کے نزدیک اس کی قیمت یہ ہو سو کہا ہو کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹتے تھے باوجود اس کے کہ احتمال ہے کہ اس چیز کی قیمت اس وقت اس سے زیادہ ہو اور جواب یہ ہے کہ یہ بعید بات ہے کہ عائشہ رٹائٹھا اس کے ساتھ جزم کریں محض اپنے گمان کی سند سے اور نیز مختلف ہونا قیمت کا اگرچہ ممکن ہے لیکن عادةً محال ہے کہ اس قدر تفاوت فاحش ہو کہ بعض لوگوں کے نزدیک چوتھائی دینار ہو اور بعض کے نزدیک اس کا چار گنا ہو اور تفاوت تو صرف نہایت تھوڑی کمی بیشی سے ہوتا ہے اور غالبًا اس کی ایک مثل کو بھی نہیں پہنچتا اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے اضطراب زہری کا اس حدیث میں واسطے اختلاف راویوں کے اس سے اس کے لفظ میں اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ شرط اضطراب کی یہ ہے کہ اس کے وجوہ مساوی ہوں اور اگر کوئی وجہ راجح ہو تو نہیں اور متعین ہوتا ہے لینا راجح کو اور وہ اس جگہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ اکثر راویوں نے زہری سے ذکر کیا ہے اس کو حضرت مَلَّاتِیْمِ کے لفظ سے اوپر مقرر کرنے قاعدہ شرعیہ کے نصاب میں اور ابن عیینہ نے کبھی ان کی مخالفت کی ہے اور کبھی موافقت سو اولیٰ اس کی روایت کو لینا ہے جو جماعت کے موافق ہے اور برتقدیر اس کے کہ ابن عیینہ نے اس میں اضطراب کیا ہو تو نہیں ہے یہ قادح اس راوی کی روایت میں جس نے اس کو ضبط رکھا ہو اور نیز طحاوی خود اس ضطراب میں واقع ہوا ہے یعنی بخاری کی اس روایت میں تو اضطراب کا طعن کیا ہے اور خود مضطرب حدیث سے حجت پکڑی ہے اور وہ یہ ہے کہ حجت پکڑی ہے طحاوی نے ابن عباس رٹائٹھا کی حدیث سے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کے چرانے میں جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور لفظ طحاوی کا یہ ہے کہ تھی قیمت اس ڈھال کی جس میں حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ہاتھ کاٹا دس درہم اور حالانکہ یہ حدیث زہری کی حدیث سے زیادہ تر مضطرب ہے اور بیان اس اضطراب کا مفصل طور سے فتح الباری میں مذکور ہے من شآء فلیرجع الیه پھر عجب ہے طحاوی سے کہ اس

اضطراب کو قبول کیا ہے اور حدیث زہری کی اضطراب پر طعن کیا ہے علاوہ ازیں معارض ہے اس کو جو روایت کی بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں کاٹا مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں اس واسطے کہ یہ حدیث بھی ابن اسحاق کے طریق سے ہے جس کے طریق سے طحاوی نے دس درہم کی حدیث روایت کی ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے اور ایک روایت میں ہے لاقطع فیمادون عشرۃ دراھم یعنی دس درہموں سے کم میں ہاتھ کاٹا نہیں آتا اور یہ روایت اگر ثابت ہوتو ہو گی نص بیچ معین کرتے حد نصاب سرقہ کے لیکن حجاج بن ارطاۃ جو اس کا روای ہے ضعیف ہے اور مدلس ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو نہیں ہے مخالف بخاری کی روایت کو بلکہ دونوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ اول دس درہم میں ہاتھ کاٹنے کا حکم تھا پھر تین درہم سے بھی ہاتھ کاٹنا شروع ہوا اور زیادتی کی گئی تغلیظ حد میں جیسے کہ زیادتی کی گئی ہے بیچ تغلیظ حد شراب کے۔(فتح)

٦٢٩٤۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ.

۶۲۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں کاٹا گیا چور کا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مگر ڈھال کی قیمت میں راوی کو شک ہے حجفہ۔ فرمایا یا ترس۔

فائدہ: ڈھال سے مراد یہاں ڈھال معین نہیں بلکہ مراد جنس ہے اور یہ کہ کاٹنا واقع ہوتا تھا ہر چیز میں جو ڈھال کی قیمت کے قدر کو پہنچے برابر ہے کہ ڈھال کی قیمت تھوڑی ہو یا بہت اور اعتماد تو اقل پر ہے پس ہو گی نصاب اور نہیں ہے قطع اس سے کم میں۔(فتح)

٦٢٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي أَدْنٰى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذُوْ ثَمَنٍ رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا.

۶۲۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ کاٹا جاتا تھا چور کا ہاتھ بیچ کم تر کے حجفہ یا ڈھال سے کہ ہر ایک دونوں میں سے قیمت وار ہو۔

فائدہ: یعنی وہ قیمت جس میں رغبت کی جاتی پس خارج ہوئی اس سے حقیر چیز۔

٦٢٩٦۔ حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ یَدُ سَارِقٍ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَدْنٰی مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ اَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ.

۶۲۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں کاٹا گیا چور کا ہاتھ حضرت ﷺ کے زمانے میں بیچ کم تر کے قیمت مجن سے یا حجفہ راوی کو شک ہے یعنی ڈھال کی قیمت اور ہر ایک دونوں سے قیمت وارتھی۔

٦٢٩٧۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِیْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ قِیْمَتُهٗ.

۶۲۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٢٩٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۶۲۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٢٩٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَطَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۶۲۹۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٦٣٠٠۔ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

۶۳۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

وَسَلَّمَ يَدَ سَارِقٍ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قِيْمَتُهٗ.

فائدہ: جس قدر میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس میں قریب بیس مذہب کے ہیں اول یہ کہ ہر چیز میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے تھوڑی ہو یا بہت حقیر ہو یا غیر حقیر یہ منقول ہے اہل ظاہر اور خوارج سے اور منقول ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے اور مقابل اس قول کے شاذ ہونے میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نہیں واجب ہے ہاتھ کٹنا مگر چالیس درہم یا چار دینار میں اور یہ دوسرا قول ہے تیسرا قول پہلے کی مانند ہے مگر یہ کہ اگر مسروقہ حقیر چیز ہو واسطے حدیث عروہ کے نہ ہوگا قطع کسی چیز میں حقیر چیز سے چوتھا قول یہ ہے کہ کاٹا جائے ہاتھ چور کا ایک درہم اور زیادہ میں اور یہ قول عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور ربیعہ کا فقہاء مدینہ سے، پانچواں قول یہ کہ دو درہموں میں اور یہ قول حسن بصری رحمہ اللہ کا ہے، چھٹا قول یہ کہ دو درہم سے زیادہ میں اگرچہ تین کو نہ پہنچے، ساتواں تین درہم میں یا ان کی قیمت میں، آٹھواں بھی مثل اس کی ہے لیکن اگر چاندی سونا ہو تو چوتھائی دینار کی ورنہ اس کی قیمت تین درہم کو پہنچے اور ایک قول چوتھائی دینار کی ہے یا جو اس کی قیمت کو پہنچے چاندی سے یا انواع اسباب سے یہ مذہب شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور یہی ہے قول عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمرو اور ابو بکر بن حزم اور عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور لیث کا اور ایک روایت اسحاق سے اور نقل کیا ہے اس کو خطابی وغیرہ نے عمر اور عثمان اور علی سے اور ایک قول دس درہم ہے یا جو اس کی قیمت کو پہنچے سونے اور اقسام اسباب سے یہ قول ابو حنیفہ اور ثوری اور ان کے اصحاب کا ہے اور ان کے سوائے اس میں اور مذہب بھی ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ دیت سونے والوں پر ہزار دینار ہے اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور کہا جمہور نے کہ جو چرائے اس چیز کو جو حرز میں نہ ہو تو اس پر قطع نہیں پس جمہور نے اس صورت کو آیت سرقہ کے عموم سے خاص کیا ہے اور کہا ظاہریہ نے کہ اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے واسطے عموم آیت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ہاتھ کاٹنے کے ڈھال میں اوپر مشروع ہونے قطع کے ہر اس چیز میں کہ مال بنائی جائے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفیہ نے اس چیز کو کہ جلدی کرتا ہے اس کی طرف فساد یعنی جو چیز جلدی بگڑ جاتی ہے اور جس چیز کی اصل مباح ہے مانند پتھر اور لکڑی اور نمک اور مٹی اور گھاس اور جانوروں کی اور سرگیں میں حنابلہ کے نزدیک کاٹا جاتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اس کی بیع پر۔ (فتح)

۶۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ

۶۳۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے چور کو کہ انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ.

فائدہ: ختم کیا ہے ساتھ اس حدیث کے باب کو واسطے اشارہ کرنے کے طرف تطبیق کی حدیثوں میں اس طور سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اصل ٹھہرایا جائے سو ہاتھ کاٹا جائے چوتھائی دینار میں اور زیادہ میں اور اسی طرح اس چیز میں جو اس کی قیمت کو پہنچے سو گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد بیضہ سے وہ چیز ہے جس کی قیمت چوتھائی دینار یا زیادہ کو پہنچے اور اسی طرح رسی سو اس میں اشارہ ہے طرف ترجیح تاویل اعمش کے جو پہلے گزری۔ (فتح)

بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ

چور کی توبہ کا بیان یعنی کیا اس کو فائدہ دیتی ہے بیچ اٹھانے اسم فسق کے اس سے تا کہ اس کی گواہی قبول ہو نہیں اور واقع ہوا ہے اخیر باب میں کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے، الخ۔

٦٣٠٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا.

٦٣٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ کاٹا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ عورت اس کے بعد آتی تھی اور میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھاتی تھی سو اس نے توبہ کی اور خوب توبہ کی۔

٦٣٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ

٦٣٠٣۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ایک جماعت میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیعت کرتا ہوں تم سے اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ بہتان باندھ لاؤ اپنے دل سے اور نہ نافرمانی کرو میری نیک کام میں سو جس نے تم میں سے عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ پر واقع ہوا اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچا اور اس کے بدلے دنیا میں سزا پائی تو وہ اس کے

تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهٗ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَكُلُّ مَحْدُوْدٍ كَذٰلِكَ إِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ .

واسطے کفارہ اور سبب پاک کرنے کا ہے گناہوں سے اور جس کا اللہ نے عیب چھپایا تو وہ اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے تو بخش دے، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب چور توبہ کرے اس کے بعد کہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اس کی گواہی قبول ہے اور اسی طرح ہر حد مارا گیا جب کہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے۔

فائدہ: شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ساقط ہو ہر حق اللہ کا توبہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ زنا کی حد ساقط نہیں ہوتی اور حسن اور لیث سے ہے کہ کوئی حد کبھی ساقط نہیں ہوتی یہ قول مالک کا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ ساقط ہو جاتی ہے حد مگر شراب اور کہا طحاوی نے کہ نہیں ساقط ہوتی ہے کوئی چیز مگر رہزنی واسطے وارد ہونے نص کے بیچ اس کے اور مناسبت حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ترجمہ سے وصف کرنا توبہ کا ہے ساتھ حسن کے کہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ تائب کے واسطے یہ وصف ثابت ہو اور پہلی حالت کی طرف پھر پلٹ آئے اور وجہ دلالت کی عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہو وہ وصف کیا گیا ہے ساتھ پاک ہونے کے اور جب اس کے ساتھ توبہ کو ضم کیا جائے تو پلٹ جائے گا پہلی حالت کی طرف تو شامل ہوگا اس کی گواہی کے قبول کرنے کو بھی، واللہ اعلم۔ (فتح الباری)

الحمدللہ کہ فیض الباری کا ستائیسواں پارہ مکمل ہوا

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب القدر

کتاب الایمان والنذور

كتاب الفرائض

كتاب الحدود